پہلی مرتبہ تقریباً 350 نادر و نایاب رسائل و کتب کی یکجا اشاعت

# مقالاتِ حکیم الامت

حکیم الامت مجدد الملت
حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ
۱۲۸۰ - ۱۳۶۲ھ ۱۸۶۳ - ۱۹۴۳ء

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
(شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی)

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان (0322-6180738)

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون.... مظاہر علوم سہارن پور.... دارالعلوم کراچی
ودیگر مراکز علم سے حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے
دستیاب شدہ نادر ونایاب رسائل کی پہلی مرتبہ یکجا اشاعت

# مقالاتِ حکیم الامت 86

مجموعہ تالیفات

حکیم الامت مجدد الملت حضرۃ مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

الحمدللہ! عرصہ دراز کی جستجو کے بعد تقریباً 325 رسائل
اس مجموعہ میں شائع کیے جا رہے ہیں۔

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
(شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی)

مرتب

قاری محمد اسحاق
(مدیر ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان)

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان 0322-6180738

# مقالاتِ حکیم الامت 86

تاریخ اشاعت..........صفر المظفر ۱۴۴۲ھ
ناشر..........ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت..........ساؤتھ پنجاب پرنٹنگ پریس، ملتان
بائنڈنگ..........اشرفیہ بک بائنڈنگ....ملتان

## انتباہ



### قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔
الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔
پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں
تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

## ملنے کے پتے

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان

ادارہ اسلامیات..........انارکلی..........لاہور
مکتبہ سید احمد شہید..........اردو بازار..........لاہور
مکتبہ رحمانیہ..........اُردو بازار..........لاہور
اسلامی کتاب گھر..........خیابان سرسید..........راولپنڈی
اسلامک بک کمپنی..........امین پور بازار..........فیصل آباد
مکتبہ رشیدیہ..........سرکی روڈ..........کوئٹہ
مکتبۃ الشیخ..........بہادر آباد..........کراچی
والی کتاب گھر...گوجرانوالہ...مکتبہ علمیہ...اکوڑہ خٹک

دارالاشاعت..........اُردو بازار..........کراچی
قرآن محل..........کمیٹی چوک..........راولپنڈی
مکتبہ دارالاخلاص..........قصہ خوانی بازار..........پشاور
مکتبہ اسلامیہ..........امین پور بازار..........فیصل آباد
ممتاز کتب خانہ..........قصہ خوانی بازار..........پشاور
مکتبہ ماجدیہ..........سرکی روڈ..........کوئٹہ
مکتبہ عمر فاروق..........شاہ فیصل کالونی..........کراچی
مکتبہ نعمانیہ...گوجرانوالہ...اسلامی کتاب گھر...ایبٹ آباد

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

# اِجمالی فہرست

## حقیقۃ الطریقہ من السنۃ الانیقہ

5

## حُسنُ العِلاجِ و اَصلَحُ العِلاج

278

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم

صل علی محمد و علی آل محمد

کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم

انک حمید مجید

اللھم

بارک علی محمد و علی آل محمد

کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم

انک حمید مجید

# حقيقة الطريقه
# من
# السنة الانيقة

الحمدلله الذى نورالارض والسماء وهو يهدى لنوره من يشاء والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على سيدنا محمد سيد الانبياء من صدره مشكوة فيها مصباح لاهتداء ' وهو للذين اٰمنوا هدى وشفاء وعلى اٰله الاتقياء وصحبه الاصفياء. وورثته من العلماء والاولياء ' الذين لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله واقام الصلوٰة التى تنهٰى عن الفحشاء ' وينفقون فى السراء والضراء ' يخافون يوماً تتقلب فيه القلوب والابصار ليجزيهم الله احسن الجزأ ' ويزيد هم الله من فضله والله يرزق من يشاء بغير احصاء ' من احبهم واتبعهم كان مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصلحاء ' ومن ابغضهم وعاندهم كان من اهل الشقاء ' من الذين اعمالهم للسمعة والرياء' كسراب بقيعة يحسبه الظمان كالماء' اولبعدها عن الصفاء والجلاء + والنور والضياء' كظلمات فى بحر لجى يغشٰه موج من فوقه موج من فوقه سحاب وهماء ظلماء فوق ظلماء.

بعد حمد وصلوٰۃ مدعائے ضروری یہ ہے کہ ہر مسلمان پر بعد تصحیح عقائد و اصلاح اعمال ظاہری فرض ہے کہ اپنے اعمال باطنی کی اصلاح کرے قرآن مجید میں بے شمار آیات اور حدیث میں بے انتہا روایات اس کی فرضیۃ پر صراحۃً دال ہیں گو اکثر اہل ظاہر بسبب پابندی ہوا وہوس اس دلالت سے غافل ہیں کون نہیں جانتا کہ قرآن و حدیث میں زہد وقناعت وتواضع واخلاص وصبر وشکر وحب الٰہی ورضاء بالقضاء توکل و تسلیم وغیر ذالک کی فضیلت اور ان کی تحصیل کی تاکید اور ان کے اضداد حب دنیا و حرص وتکبر وریا وشہوت وغضب وحسد ونحوہا کی مذمت اور ان پر وعید وارد ومذکور ہے پھر ان کے مامور بہ اور ان کے منہی عنہ ہونے میں کیا شبہ رہا اور یہی معنی ہیں اصلاح اعمال باطنی کے اور یہی مقصود اصلی ہے طریقت میں جس کا فرض ہونا بلا اشتباہ ثابت ہے اور اسی کے ساتھ تجربہ اس کا بھی شاہد ہے کہ اس اصلاح کا مدار اعظم عادۃ اللہ میں صحبت و خدمت و اطاعت ان حضرات کی ہے جو اپنی اصلاح کر چکے ہیں اور جہاں صحبت ظاہری میسر نہ آئے تو صحبت معنوی یعنی ان حضرات کے حالات وحکایات کا مطالعہ قائم مقام صحبت ظاہری کے ہو کر کسی درجہ میں کفایت کر سکتا ہے۔

اور یہی راز ہے کہ نصوص میں بکثرت صحبت نیک کی ترغیب اور صحبت بد سے ترہیب آئی ہے اسی طرح آیات واحادیث میں مقبولان الٰہی کے قصص جابجا آئے ہیں اور یہ بھی بشہادت تجربہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ تاثیر صلحاء کی صحبت ظاہری یا معنوی کی موقوف ہے اس پر کہ ان کے ساتھ عقیدت ومحبت ہو ورنہ عمر بھر بھی کچھ نفع نہیں ہوتا اور جس طرح کہ اہل اصلاح کی صحبت نافع ومفید ہے اسی طرح اہل فساد کا قرب اور تعلق خاطر مضر اور مہلک ہے اور اس زمانہ میں بوجہ قلت علم ونیز غلبۂ ہوائے نفسانی اصلاح باطنی طرف اول تو اکثر کو التفات ہی نہیں پھر اگر کسی کو خیال بھی ہوتا ہے اور اس ضرورت سے کسی کی صحبت کا جویا ہوتا ہے تو چونکہ اکثر طبائع میں اعتدال علمی وعملی بہت کم ہے یا تو تشدد وتعصب زیادہ ہے اور یا مداہنت وضعف دینی بڑھا ہوا ہے اس لئے

دوامر قوی مانع طریق وسدراہ ہوجاتے ہیں متشددین تو کاملین واہل حق کے بعض اقوال یا افعال یا احوال کی کنہہ اور لم نہ سمجھنے سے ان کو مخالف سنت قرار دے کر ان سے کنارہ کش ہوجاتے ہیں اور ان کی برکات سے محروم رہتے ہیں۔

بلکہ بعض اوقات گستاخی و بے ادبی کر کے اپنی عاقبت کو پرخطر کر لیتے ہیں اور مداہنین اور ضعیف الاعتقاد لوگ ناقصین واہل باطل کے تمام اقوال وافعال واحوال کو بلا تطبیق شریعت دل وجان سے قبول کر کے ان کی صحبت وخدمت اختیار کر کے اور ان کے محب ومعتقد بن کر اپنا دین ضائع کر بیٹھتے ہیں اس لئے سخت ضرورت واقع ہوئی کہ قرآن وحدیث سے طریقت کی حقیقت دکھلا دی جائے تاکہ اس کے بعد اہل کمال پر انکار نہ ہو اور ناقصین پر اعتقاد نہ ہو متشددین کا افراط.......... کہ بعضے ان میں باوجود تحصیل علم کے کاملین کو ناقص اور ان کی حالت کو خلاف شریعت اور یہ کہ دین میں اس کی کچھ اصل نہیں گمان کرتے ہیں.......... رفع ہوجائے اور سست اعتقادوں کی تفریط کہ ناقصین اور مبطلین کو کامل اور ان کی حالت کو باوجود خلاف شریعت ہونے کے عین حقیقت اور یہ کہ عین قرب ووصل ہے سمجھتے ہیں.......... دفع ہوجائے اور امر حق کہ اعتدال بین الافراط والتفریط ہے متعین ومتحقق ہوجائے۔

یہ رسالہ جس کا نام بمقتضائے مضمون مزبور کے "**حقیقة الطریقة من السنة الانیقة**" رکھا گیا ہے بعد فراغ رسالہ "**الاقتصاد فی التقلید والاجتهاد**" کے لکھا گیا ہے اور دونوں رسالوں میں مجاورت زمانی کے ساتھ مشارکت معانی بھی ہے کہ دونوں میں اتباع کاملین کا مضمون ہے ایک میں اصلاح ظاہری کے اعتبار سے دوسرے میں اصلاح باطنی کے اعتبار سے۔ اور اس رسالہ کے اول میں ایک مقدمہ ہے اور آخر میں ایک خاتمہ اور درمیان کے مضامین جن کے ابواب کی مجمل فہرست مقدمہ میں آتی ہے مقاصد ہیں۔

# مقدمہ

اوپر تمہید میں گزر چکا ہے کہ مقصودِ اصلی اس طریقِ باطن میں اصلاحِ اعمالِ باطنی ہے اور ان اعمال کو اصطلاح میں اخلاق و مقامات کہتے ہیں لیکن جس طرح ہر مقصود کے ساتھ اس کے کچھ متعلقات بھی ہوا کرتے ہیں اسی طرح اس اصلاحِ مذکور کے ساتھ بھی بہت سے امور اس کے متعلق ہیں پھر ان متعلقات میں سے بعض امور وہ ہیں جو بمنزلہ ثمراتِ غیر اختیاریہ اصلاحِ مذکور کے ہیں ان کو اصطلاح میں احوال کہتے ہیں اور بعض امور ان ثمرات کے معین و بمنزلہ اسبابِ حصول ہیں ان کو اشغال کہتے ہیں اور بعض امور کسی اشتباہ کا دفع یا کسی مرضِ باطنی کا علاج یا کسی عمل کا طرز و طریق ہے اس کو تعلیمات سے تعبیر کرنا مناسب ہے اور بعض امور اختیاری یا غیر اختیاری ان ثمرات کے آثارِ ظاہری ہیں ان کو علامات سے تعبیر کرنا زیبا ہے اور بعض امور از قبیل نصوص ان اخلاق و صفاتِ محمودہ پر بشارت دینے والے ہیں ان کو فضائل کہنا لائق ہے اور بعض امور از قسم افعالِ اختیاریہ بمنزلہ امورِ طبعیہ اس قوم کے ہیں ان کو عادات و آداب کہنا مناسب ہے اور بعض افعال از قسم افعالِ مباحہ مبنی بر بعض مصالحِ غیر ضروریہ ہیں ان کو رسوم کہا جائے تو بہتر ہے اور بعض امور محض تحقیقاتِ علمیہ ہیں ان کو مسائل کہنا چاہئے اور بعض امور از قسم عبارات ہیں ان کو اقوال کہنا چاہئے اور بعض امور ظاہر نظر میں حدودِ جواز سے متجاوز معلوم ہوتے ہیں اگر واقع میں وہ داخل حدود ہیں تو ان کی نسبت جو تاویل اور تطبیق کی جائے اس کو توجیہات کہنا خوب ہے اور اگر واقع میں بھی خارج حدود ہیں تو اس میں تنبیہ کی حاجت ہے جس کو اصلاح کہنا چاہئے اور بہت کم ایسے امور رہ گئے ہوں گے کہ ان کلیات میں سے کسی کی فرد نہ ہوں ان کو متفرقات کہا جائے گا۔

پس کل مقاصد و متعلقات کی مجمل فہرست یہ ہوئی:

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱-اخلاق | ۲-احوال | ۳-اشغال | ۴-تعلیمات |
| ۵-علامات | ۶-فضائل | ۷-عادات | ۸-رسوم |
| ۹-مسائل | ۱۰-اقوال | ۱۱-توجیہات | ۱۲-اصلاح |
| ۱۳-متفرقات | | | |

ان مضامین میں سے جن کے مدلول کا نصوص اور قرآن وحدیث میں مذکور ہونا ظاہر ومشہور ہے ان میں چونکہ التباس نہیں ہوتا جو منشاء ہے افراط وتفریط کا اس لئے ان سے تعریض کرنے کی احتیاج نہ ہوئی' و نیز کتب فن میں مع دلائل وہ مدون بھی ہیں' اور جن کا مدلول و مذکور ہونا غیر ظاہر و غیر مشہور ہے وہ محل التباس و مظنہ اشتباہ ہو سکتے تھے اور ہوتے ہیں' اس لئے اس رسالہ میں صرف ایسے امور کے اثبات کے لئے نصوص واحادیث جمع کئے گئے ہیں' جن کے ترجمہ کے بعد ''ف'' لکھ کر اثبات کی تقریر کردی ہے' اگرچہ ایسے کل امور کا اس میں استیعاب واحاطہ نہیں کیا گیا اور نہ آسانی سے ہو سکتا تھا' لیکن تاہم ایک ایسا معتدبہ ذخیرہ ہے جس میں اکثر مہمات کی تحقیق ہوگئی ہے' اور بقیہ امور کا قیاس کر لینا ان پر چنداں دشوار نہیں رہا' اور ہر چند کہ مقتضا ترتیب کا یہ تھا کہ ان سب ابواب کے اصول و مآخذ جدا جدا علی سبیل التعاقب لکھے جاتے' مگر اولاً اپنی تسہیل' ثانیاً ناظرین کی تنشیط کے لئے سب کو مخلوط لکھتا چلا گیا' لیکن اس قدر رعایت پھر بھی رکھی گئی کہ ہر حدیث یا آیت کے بعد کہ وہی مقاصد ہیں اس رسالہ کے جس جزئی کا اثبات مقصود ہوا' استدلال سے قبل اس کے عنوان کلی کو تصریحاً لکھ دیا پھر استدلال کی تقریر کردی اور حاشیہ پر بھی مقابلہ میں ''ف'' لکھ کر اس کے اوپر وہ عنوان کلی اور نیچے وہ جزئی لکھ دی گئی تاکہ اول نظر ہی میں معلوم ہو جائے کہ اس مقام پر فلاں کلی کی فلاں جزئی کا اثبات کیا گیا ہے' اب اگر کسی وقت ان مضامین کو مرتب کرنا مصلحت معلوم ہو تو عنوانات مذکورہ کو متن یا حاشیہ کے مواضع متفرقہ سے بآسانی مجتمع کر کے مرتب کر لینا ممکن ہے۔ واللہ أسال التوفیق فی کل عمل' والعصمۃ من الخلل والزلل.

## ۱-مسئلہ تمثل

عند النسائی فی حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ حین جاء جبرئیل علیہ السلام یسال عن امور الدین قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (وانہ لجبرئیل علیہ السلام نزل فی صورۃ دحیۃ الکلبی[۱])

ترجمہ:۔نسائی کی روایت میں اس حدیث میں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کچھ مسائل دین پوچھنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے تھے' یہ بھی مذکور ہے کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں نازل ہوئے تھے۔

ف: کوئی ذات باوجود بقاء اپنی حالت وصفت کے کسی دوسری صورت میں ظہور کرے اس کو تمثل کہتے ہیں اور اس دوسری صورت کو صورت مثالی کہتے ہیں' خواب و مکاشفات میں تو اکثر اشیاء متمثل ہوتی ہیں اور خرق عادت کے طور پر کبھی بیداری میں بھی تمثل ہوتا ہے' اس حدیث سے اس کا اثبات ہوتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام صورتِ بشریہ میں متمثل ہوئے' یہ نہ تھا کہ فرشتہ سے آدمی بن گئے ورنہ استحالہ وانقلاب ہوتا قرآن مجید بھی اسکا مثبت ہے' قال اللہ تعالٰی: ﴿فتمثل لھا بشراً سویا﴾ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے روبرو ایک صحیح سالم بشر کی شکل میں متمثل ہوگئے اور اس سے جواز تناسخ کا دھوکہ نہ ہوجائے کیوں کہ تمثل میں ذات کو اپنی کسی حالت سے انتقال نہیں ہوتا اور تناسخ میں روح کا منتقل ہونا اعتبار کیا گیا۔

## ۲-مسئلہ مقصودیت

عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (المھاجر من ھجر مانھی اللہ عنہ). (أخرجہ الخمسۃ[۲])

---

[۱] نسائی: الایمان' صفۃ الایمان والاسلام' رقم: ۴۹۹۴ عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ وابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ. لان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ.

[۲] بخاری: الایمان' المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ' رقم: ۱۰' ایضاً: رقاق الانتھاء عن المعاصی' رقم: ۶۴۸۴' أبوداؤد: الجھاد' فی الھجرۃ' (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ''مہاجر (حقیقی) وہ شخص ہے جو ترک کردے ان امور کو جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔''

ف۔ مقصودیت معنی حضرات صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ظاہر بدون باطن کے قابل اعتبار نہیں اور مقصود اعمال سے ان کے حقائق و معانی ہیں' اس حدیث میں اس پر صاف دلالت ہے کہ اگر کوئی شخص ظاہراً ہجرت کرے مگر جو اصلی غرض ہے ہجرت سے کہ نامرضیات حق سے کنارہ کرنا' اس کا اہتمام نہ کرے تو وہ حقیقتاً مہاجر نہیں' لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھ جاوے کہ ظاہر محض غیر مقصود ہے اصل یہ ہے کہ ہر باطن کے لئے جو ظاہر شارع نے تجویز کیا ہے بدون اس ظاہر کے وہ باطن حاصل ہی نہیں ہوسکتا۔

## ۳۔ تعلیم' عدم التفات الی الخطرات
## (خطرات کی طرف توجہ نہ کرنا)

**عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ : قالوا یا رسول اللہ! ان احدنا لیجد فی نفسه مالأن یحترق حتی یصیر حممة او یخر من السماء الی الارض احب الیه من ان یتکلم به' قال: (ذاک محض الایمان). (رواه مسلم)[۱]**

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) هل انقطعت' رقم: ۲۴۸۱' نسائی: الایمان' صفة المسلم' رقم: ۴۹۹۹ کلهم عن عبداللہ بن عمرو بن العاص' قلنا: وأخرجه ابن ماجة: الفتن' حرمة دم المؤمن' رقم: ۳۹۳۴ من حدیث فضالة بن عبیدؓ بلفظ المؤمن من أمنه الناس علی أموالهم وأنفسهم' والمهاجر من هجر الخطایا والذنوب' وأخرجه مسلم: اختصارا علی الجزء الأول فقط' یعنی: "المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده" (الایمان' بیان تفاضل الاسلام وأی أموره أفضل' رقم' ۴۰' ۴۱' ۴۲) من حدیث عبداللہ بن عمروبن العاص' وجابر' وأبی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنهم' وکذا الترمذی أخرجه مختصرا (القیامة' باب...... رقم: ۲۵۰۴' والایمان' المسلم من سلم المسلمون الخ رقم: ۲۶۲۷' ۲۶۲۸) من حدیث أبی موسیٰ وأبی هریرة' وقال: حدیث أبی هریرة حسن صحیح وفی الباب عن جابر' وأبی موسیٰ' وعبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنه.

[۱] قلنا: اخرجه أبوداؤد نحوه' الأدب' رد الوسوسة' رقم: ۵۱۱۲' عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه' وقال المنذری: أخرجه النسائی وأخرجه أحمد (۱/۳۴۰)' وأخرجه مسلم: (الایمان' بیان الوسوسة فی الایمان' وما یقوله من وجدها' رقم: ۱۳۳) عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: سئل النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم عن الوسوسة' قال: "تلک محض الایمان" فالزیادة لاتوجد عند مسلم' وانما هی لأبی داؤد' واحمد وانما دمج المؤلف حدیثین فی حدیث واحد.

ترجمہ:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں سے بعض بعض اپنے دل میں ایسے وساوس پاتا ہے کہ اگر جل کر کوئلہ ہو جائے یا آسمان سے زمین پر گر جاوے یہ زیادہ گوارا ہے اس سے کہ وسوسہ کو زبان پر لاوے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''یہ خالص ایمان کی علامت ہے۔''

ف: خطرات و وساوس کے دفع میں تن دہی و مبالغہ کرنا یا اس کے حزن میں مبتلا ہو جانا سالک کو بہت پریشان کرتا ہے' محققین اسی حالت کے موافق اس کا یہی علاج کرتے ہیں کہ اس کا غیر مضر ہونا سمجھا کہ اس کو بے فکر کر دیتے ہیں اور اس سے معاً دفع بھی ہو جاتا ہے۔

## ۴۔ مسئلہ بیعت طریقت و اصلاح اعمال

عن عوف بن مالک الأشجعي رضی الله تعالیٰ عنه قال: کنا عند النبی صلی الله علیه وآله وسلم تسعة او ثمانیة او سبعة فقال: "الاتبایعون رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم؟" فبسطنا ایدینا وقلنا: علی ما نبایعک یا رسول الله؟ قال: "علی أن تعبدوا الله، ولا تشرکوا بالهتنا شیئا' وتصلوا الصلوٰت الخمس' وتسمعوا' وتطیعوا" واسر کلمة خفیة قال. "ولا تسئلوا الناس شیئا" فلقد رأیت بعض اولئک النفر یسقط سوط احدهم فما یسأل احداً یناوله ایاه. (أخرجه مسلم وابوداؤد' والنسائی[1])

ترجمہ: حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے' نو آدمی تھے یا آٹھ یا سات' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت نہیں کرتے''؟ ہم نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور عرض کیا کہ کس امر پر آپ کی بیعت کریں یارسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ان امور پر کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو' اور پانچوں نمازیں پڑھو اور (احکام) سنو اور مانو' اور ایک بات آہستہ فرمائی وہ یہ کہ: ''لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو' راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان حضرات میں سے بعض

[1] مسلم: الزکاۃ' کراهة المسألة للناس' رقم: ۱۰۴۳، أبوداؤد : الزکاۃ' کراهیة المسألة رقم' ۱۶۴۲، نسائی: الصلاۃ' البیعة علی الصلوات الخمس، رقم: ۴۶۱، قلنا: وأخرجه ابن ماجة: الجهاد' باب البیعة، رقم: ۲۸۶۷.

کی یہ حالت دیکھی ہے کہ اتفاقاً چابک گر پڑا تو وہ بھی کسی سے نہیں مانگا کہ اٹھا کر ان کو دیدے۔

ف۔ حضراتِ صوفیہ کرام میں جو بیعت معمول ہے' جس کا حاصل معاہدہ ہے التزام احکام واہتمام اعمال ظاہری و باطنی کا جس کو ان کے عرف میں بیعت طریقت کہتے ہیں' بعض اہل ظاہر اس کو اس بنا پر بدعت کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول نہیں' صرف کافروں کو بیعت اسلام اور مسلمانوں کو بیعت جہاد کرنا معمول تھا مگر اس حدیث میں اس کا صریح اثبات موجود ہے' کہ یہ مخاطبین چوں کہ صحابہؓ ہیں اس لئے بیعت اسلام یقیناً نہیں کہ تحصیل حاصل لازم آتا ہے' اور مضمون بیعت سے ظاہر ہے کہ بیعت جہاد بھی نہیں' بلکہ بدلالت الفاظ معلوم ہے کہ التزام واہتمام اعمال کے لئے ہے' پس مقصود ثابت ہو گیا۔

## ف: عادت، تعلیم خفی للمصلحۃ

(مصلحتاً مرید کو خلوت میں خفیہ تعلیم دینا)

اکثر مشائخ کی عادت ہے کہ مریدین کو خلوت میں خفیہ تعلیم فرماتے ہیں' کبھی تو یہ سبب ہوتا ہے' کہ وہ امر عام فہم نہیں ہوتا اس کے اظہار میں افتتان واضلال عوام کا ہے اور کبھی یہ وجہ ہوتی ہے کہ خفیہ تعلیم دلیل خصوصیت واہتمام ہے' اس میں طالب کے دل میں زیادہ وقعت اور منزلت ہوتی ہے' اور یہ بھی نفع ہے کہ دوسرے طالبین اس کو سن کر حرص وتقلید نہ کریں جس کی حالت کے مناسب دوسری تعلیم ہے' سو اس حدیث میں اس عادۃ کی اصل پائی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک امر خفی طور سے فرمایا جس میں علاوہ بعض مصالح مذکور کے' عجب نہیں کہ علی الاطلاق اس کے واجب نہ ہونے کی طرف اشارہ ہو' کیوں کہ امور واجبہ کا مقتضاء اعلان ہے' بہر حال مطلق مصلحت سے اخفا ثابت ہو گیا۔

## ف: مسئلہ' مبالغہ در امتثال امر شیخ

(شیخ کے حکم کو بجالانے میں مبالغہ کرنا)

اکثر مریدین کا مقتضائے طبیعت ہوتا ہے کہ مرشد کے احکام ماننے میں اس قدر مبالغہ

کرتے ہیں کہ رعایتِ معنی کے ساتھ مدلولِ ظاہرِ الفاظ تک کا لحاظ رکھتے ہیں' اس حدیث سے اس کا اثبات فرماتا ہے' کیوں کہ یہ امر یقینی ہے کہ مراد منع کرنا تھا دوسرے کی چیز مانگنے سے نہ کہ اپنی چیز بطور استعانت مانگنے سے' مگر لفظ چوں کہ فی نفسہٖ اس کو متحمل تھا گو کہ احتمال قرائن کی وجہ سے یقیناً منفی ہے' اس احتمالِ لفظی کی رعایت سے اپنی چیز مانگنے سے بھی احتیاط رکھی' جیسا دوسری حدیث میں ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اثناء خطبہ میں فرمایا کہ بیٹھ جاؤ' ایک صحابیؓ دروازہ سے آ رہے تھے سن کر وہیں بیٹھ گئے' حالانکہ مقصود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ تھا کہ اندر آ کر موقع پر بیٹھ جاؤ' کھڑے مت رہو نہ یہ کہ آؤ بھی مت' یہ شعبہ ہے غایت احترام وتأدب شیخ کا جو کہ استفادہ باطنی کے لئے شرطِ اعظم ہے۔

## ۵- اصلاح' مصافحہ نہ کردن باز ناں در بیعت
## (وقت بیعت عورتوں سے مصافحہ نہ کرنا)

عن عائشة رضی اللہ تعالٰی عنها قالت: مامس رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم ید امرأة قط الا أن یاخذ علیها فاذا اخذ علیها فاعطته قال: "اذهبی فقد بایعتک". (رواه الشیخان وأبو داؤد)[۱]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی عورت کے ہاتھ کو کبھی نہیں چھوا' البتہ صرف زبانی بیعت لے لیتے تھے جب زبانی عہد لینے پر وہ عہد دے دیتی فرماتے کہ: "جاؤ میں نے تم کو بیعت کر لیا"۔

ف: بعض ناواقف یا بے احتیاط درویش عورتوں سے دست بدست بیعت لیتے ہیں' یہ عمل بالکل ناجائز ہے' بلاضرورت اجنبی عورت کے بدن پر ہاتھ لگانا گناہ ہے' اس حدیث میں اس عمل کا ابطال اور رد ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کون مربی اور عفیف ہوگا' جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں احتیاط فرمائی' تو دوسرے کسی پیر کو

---

[۱] (۱) بخاری: الشروط' مایجوز من الشروط فی الاسلام والأحکام والمبایعة' رقم: ۲۷۱۳، مسلم: الامارة' المبایعة بعد فتح مکة علی الاسلام والجهاد والخیر' رقم: ۱۸۶۶' ابوداؤد: الخراج' والفیء' والامارة' رقم: ۲۹۴۱، قلنا: وأخرجه الترمذی: التفسیر، سورة الممتحنه، رقم: ۳۳۰۶ وقال: حسن صحیح' قلنا: وأخرجه ابن ماجة: الجهاد، بیعة النساء، رقم: ۲۸۷۵.

باپ یا فرشتہ سمجھ کر ایسی بے تکلفی و بے پردگی کو کیوں کر گوارا کیا جاسکتا ہے؟ حقیقت بیعت کی محض معاہدہ ہے' سو زبانی کافی ہے' مشائخ متاخرین نے تقویت اتصال کے لئے و نیز تسکین قلب عوام کے لئے کپڑے کا ایک گوشہ خود لینا اور دوسرا گوشہ مریدہ کو دینا معمول کرلیا ہے' اس کا مضائقہ نہیں بلکہ اگر مرد کے لئے بھی بضرورت یا بلاضرورت زبانی بیعت پر اکتفا کیا جاوے مضائقہ نہیں' لیکن چوں کہ ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت لینا مسنون ہیئت ہے اور مرد میں اس سے کوئی امر مانع نہیں' لہٰذا معنی اور صورت کا جمع کرنا اولیٰ ہے۔

## ۶- عادت' ادائے مقصود برموز وعبارات غیر ظاہرہ برائے مصلحتے

(کسی مصلحت کی بناء پر اشارات وکنایات اور غیر واضح عبارات کے ذریعہ مقصود کو ادا کرنا)

عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه أنهٗ دخل السوق فقال: أراكم ههنا ومیراث محمد صلی الله علیه وآله وسلم یقسم فی المسجد، فذهبوا وانصرفوا وقالوا: مارأینا شیئا یقسم رأینا قومًا یقرؤن القرآن قال: فذٰلكم میراث نبیكم صلی الله علیه وآله وسلم. (رواه رزین)[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بازار میں تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا کہ میں تم کو یہاں دیکھتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث مسجد میں تقسیم ہو رہی ہے' یہ سن کر لوگ ادھر کو چلے اور پھر لوٹ آئے اور کہنے لگے کہ ہم نے تو کچھ بھی تقسیم ہوتے نہیں دیکھا' صرف ایک قوم کو دیکھا کہ قرآن کے پڑھنے میں لگ رہے ہیں' آپ نے فرمایا یہی تو میراث ہے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

ف: اکثر بزرگوں کی تقریر وتحریر میں بعض مضامین خلاف ظاہر پائے جاتے ہیں' جن کی توجیہ ومراد سننے کے بعد بالکل صحیح ومطابق واقع کے ثابت ہوتے ہیں' کبھی اس کا سبب غلبہ حال ہوتا ہے' کبھی قصد اخفاء عوام سے' کبھی تشویق وترغیب طالب کی کہ ابہام سے شوق تعیین ہوتا ہے اور بعد شوق جو تعیین ہوتی ہے وہ اوقع فی النفس ہوتی ہے' اس حدیث میں اس عادت کا اثبات ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصلحت تشویق کے لئے اول

[1] أخرجه الطبرانی: فی الأوسط (۷...... ۱۷۱)' كما فی مجمع البحرین فی العلم' فضل العالم والمتعلم (۱/۱۱۲)' قال الهیثمی فی مجمع الزوائد (۱/۱۲۹) اسناده حسن.

ابہاماً فرمایا جس سے ایہام معنی غیر مقصود کا ہوا' حتیٰ کہ واپسی کے بعد لوگوں نے تکذیب بھی کی' مگر بعد تفسیر معلوم ہوا کہ کلام صادق ہے' پس عبارات موہمہ دیکھ کر کسی صاحب کمال یا صاحب حال پر جرح وقدح نہ کرے کہ مثمر حرمان ہے۔

## ۷-عادت' ادائے مقصود برموز

عن ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: کان رجل من الانصار، بیته اقصی بیت فی المدینة' فکان لاتخطئه الصلوٰة مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم ، قال: فتوجعنا له، فقلت له: یافلان! لو أنک اشتریت حماراً یقیک من الرمضاء ویقیک من هوام الارض قال: ام واللہ! ما احب ان بیتی مطنب ببیت محمد صلی اللہ علیه وآله وسلم . قال: فحملت به حملاً حتی أتیت به نبی اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم ، فاخبرته' قال: فدعاه، فقال له مثل ذٰلک وذکر انه یرجو فی اثره الأجر فقال له النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم : "ان لک ما احتسبت". (رواه مسلم[1] (ج ۱ ص ۲۳۵)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے تھے جن کا گھر مدینہ میں بہت دور تھا' پھر بھی کوئی نماز ان کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فوت نہ ہوتی تھی' ہم لوگوں کو ان کے حال پر ترس آیا' میں نے ان سے کہا میاں فلانے کیا خوب ہوا اگر تم ایک دراز گوش خرید لو کہ تم کو گرم کنکر پتھر سے بچاوے اور حشرات الارض سے بھی حفاظت رہے وہ شخص کہنے لگے' یاد رکھو' میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میرا گھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دولت خانہ سے متصل ہو' حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے کہنے پر مجھ کو بار عظیم ہوا حتیٰ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور سب قصہ بیان کیا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بلایا' انہوں نے ویسا ہی جواب دیا اور یہ عرض کیا کہ میں اپنے قدم سے چلنے میں امید ثواب کی رکھتا ہوں' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا تم کو وہی ملے گا جس کا تم خیال رکھتے ہو۔

---

[1] مسلم: المساجد' فضل کثرة الخطا الی المساجد' رقم: ۶۶۳، قلنا: وأخرجه ابو داؤد: الصلاة' فضل المشی الی الصلاة، رقم: ۵۵۷، قلنا: وأخرجه ابن ماجة المساجد' الأبعد فالأبعد من المسجد أعظم أجرا، رقم: ۷۸۳.

ف: مثل سابق اس میں بھی وہی تقریر ہے جو ابھی اس سے اوپر کی حدیث کے ذیل میں گزری، دیکھئے ان انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے عنوان سے یہ مضمون ادا کیا جس کے الفاظ نہایت ناگوار تھے اور اسی وجہ سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گراں گزرا، عجب نہیں کہ اپنے اخلاص کے اخفاء کے لئے اس طرز کو اختیار کیا ہو، یا اسی طرح کی اور کوئی مصلحت ہو، آخر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریافت فرمانے پر مقصود اصلی واضح ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخفاء کی کوئی وجہ نہ تھی۔

| | |
|---|---|
| ما حال دل را با یار گفتم | نتواں نہفتن درد از طبیباں |

تنبیہ: لیکن بلا کسی مصلحت معتد بہ کے ایسا عنوان موہم استعمال کرنا بنص "لاتقولوا راعنا" ونحو ذٰلک ممنوع ہے۔

## ۸- عادت، خودرا یا نفس را کافر وغیرہ گفتن ببعضے اسباب

### (کسی وجہ سے اپنے کو یا اپنے نفس کو کافر وغیرہ کہنا)

عن حنظلة بن الربيع الاسيدى رضى الله تعالىٰ عنه كاتب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ـ قال: لقينى أبوبكر فقال: كيف أنت ؟ قلت نافق حنظلة، قال: سبحان الله! ماتقول؟ قال: قلت: نكون عند النبى صلى الله عليه وآله وسلم يذكرنا بالنارِ والجنة كانا رأى حين، فاذا خرجنا من عنده، عافسنا الازواج والاولاد والضيعات، ونسينا كثيراً قال: والله انى لأجد مثل هذا، فانطلقا الىٰ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ، وذكرا له ذٰلک فقال: "والذى نفسى بيده لوتدومون على ماتكونون عندى او فى الذكر لصافحتكم الملائكة على فرشكم وفى طرقكم ولكن، يا حنظلة! ساعة وساعة" ثلث مرات. (اخرجه مسلم والترمذى[1])

ترجمہ: حضرت حنظلہ بن ربیع اسیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور پوچھا کہ اے حنظلہ کیسے ہو؟ میں نے کہا حنظلہ یعنی میں تو منافق ہوگیا انہوں نے (تعجب سے)

[1] مسلم: التوبة، فضل دوام الذكر والفكر فى الأخرة، رقم: ۲۷۵۰، ترمذى: صفة القيامة، باب حديث حنظلة، رقم: ۲۵۱۴، عن حنظلة بن الربيع رضى الله تعالىٰ عنه، وقال : حسن صحيح.

فرمایا' سبحان اللہ کیا کہتے ہو، میں نے کہا کہ (اس لئے منافق کہتا ہوں کہ) ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جو ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو دوزخ' بہشت یاد دلاتے ہیں' تو اس وقت ایسے ہوتے ہیں' گویا کھلی آنکھوں ان کو دیکھ رہے ہیں' پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے آتے ہیں تو بیوی' بچوں اور معاملات جائیداد میں آلودہ ہو جاتے ہیں اور ان میں سے بہت سی باتوں کا خیال بھی نہیں رہتا' وہ فرمانے لگے' واللہ ایسی حالت تو میں بھی پاتا ہوں' پھر دونوں صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' جس حالت پر میرے پاس ہوتے ہو اگر تم لوگوں کو اس پر' یا یہ فرمایا کہ ذکر میں دوام ہو جائے تو تم سے بستروں پر اور سڑکوں پر ملائکہ مصافحہ کرنے لگیں' لیکن اے حنظلہ ایک ساعت کیسی ایک ساعت کیسی'' یہ مضمون آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار روایت فرمایا۔

ف: بعض بزرگوں کے کلام میں اپنے کو کافر کہہ دینا یا نفس کو کہ اس کی حقیقت بھی عین اس شخص کی ذات ہے، (بعض صفات ذمیمہ کے اعتبار سے) کافر کہہ دینا خواہ بعض اعمال سیۂ واحوال ردیہ کے اعتبار سے یا کسی خاص اصطلاح کے اعتبار سے ہو' پایا جاتا ہے' جس پر ظاہر نظر میں شبہ ہوتا ہے کہ جو شخص اپنے کو کافر کہے وہ مسلمان کب رہ سکتا ہے' اس حدیث میں اس عادت کی اصل پائی جاتی ہے کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدم دوام غلبہ حال کے اعتبار سے اپنے کو منافق کہہ دیا جو یقیناً معنی حقیقی شرعی میں مستعمل نہیں کیوں کہ اس کے لوازم سے کفر بمعنی تکذیب اللہ و رسولؐ کے ہیں' بلکہ محض اختلاف حالت غیبت و حضور میں تشبیہ کا لحاظ کر کے اصطلاح خاص پر بناء کر کے مجازاً کہہ دیا' اسی کی نظیر دوسری اصطلاح بھی ہے جس کا اعتبار کر لیا جاوے' مثلاً فانی پر باعتبار معنی ستر کے کہ مدلول لغوی کفر کا اور مناسب حال فنا کے ہے کافر اطلاق کر دیا جاتا ہے' کذا سمعت مرشدیؒ پس ان اصطلاحات پر کسی کی تکفیر یا تفسیق نہیں ہو سکتی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد میں کہ جو جواباً آیا ہے اس مجاز کا رد نہیں ہے بلکہ اس کی بناء کے مذموم ہونے کی نفی ہے۔

## ف: حال' مشاہدہ

کسی امر کے استحضار اور خیال کا قلب پر اور قوی ہو جانا مشاہدہ کہلاتا ہے' اس حدیث میں اس کا اثبات ہے کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنت و دوزخ کی یاد کی نسبت یہ فرمایا کہ گویا کھلی آنکھوں دیکھنے لگتے ہیں آہ' مراد اس سے یہی غلبہ' استحضار ہے' اور مشاہدہ کے لغوی معنی مراد نہیں ہوتے بعضے ناواقفی سے غلطی میں پڑ جاتے ہیں۔

## ف: متفرق' برکت صحبت شیخ

جس طرح مجاہدات وریاضات سے کسی کیفیت کا ورود ہوتا ہے' اسی طرح شیخ کی محبت اور خطاب سے بھی ہو جاتا ہے' گو اس کو مثل اثر ریاضت کے رسوخ اور بقاء نہیں ہوتا' چنانچہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا کہ خدمت مبارک سے علیحدہ ہو کر تعلقات میں مبتلا ہو جاتے ہیں' اور بہت سی باتیں یاد نہیں رہتیں' اس سے ناشی ہے' اور یہ شبہ نہ کیا جائے کہ اس نسیان کا سبب اشتغال تعلقات تھا' کیوں کہ خود یہ تعلق اور اشتغال بھی مبنی غیبت وضعف وارد پر ہے جس کا سبب وہی بُعد خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

## ف: حال' کشف ملکوت (فرشتوں کا ظاہر ہونا)

اشغال ومراقبات سے جب نفس میں یکسوئی واستغراق غالب ہوتا ہے تو حسب مناسبت فطریہ احیاناً ملکوت وغیرہ کا انکشاف ہو جاتا ہے' اس حدیث سے اس کا امکان بلکہ وقوع معلوم ہوتا ہے' کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ تم سے مصافحہ کرتے' اس میں انکشاف سے بھی زیادہ ملاقات ومماسہ کا اثبات ہے۔

## ف: مسئلہ' متضمن تعلیم وتلوین وعدم دوام غلبہ حال (تغیر وتبدل اور غلبہ حال کا دائمی نہ ہونا)

اکثر سالکین اس سے پریشان ہوتے ہیں کہ ہماری فلاں حالت ضعیف ہو گئی' یا فلاں کیفیت زائل ہو گئی' شاید ہم کو تنزل ہو گیا ہو اور اس سے مایوس اور شکستہ دل ہو جاتے ہیں'

شیوخ کاملین نے ان کی غلطی رفع کرنے کے لئے تحقیق فرمادیا ہے کہ حالات کا غلبہ دائم نہیں ہوتا بالخصوص مبتدی کہ اس کو بہت تغیر وتبدل پیش آتا ہے جس کوتلوین کہتے ہیں اور اہل تمکین کی بھی حالت میں ان کے مرتبہ کے موافق تفاوت ہوتا ہے اس حدیث سے اس کا بھی اثبات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک ساعت کیسی ایک ساعت کیسی غرض یہ لوازم سلوک سے ہے مضر نہیں اس سے پریشان نہ ہونا چاہئے کہ وہ پریشانی البتہ مضر ہے۔

## ۹۔ تعلیم توسط فی المجاہدہ (مجاہدہ وریاضت میں میانہ روی اختیار کرنا)

**عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المسجد، فاذا حبل ممدود بین الساریتین فقال: "ماھذا؟" قالوا: حبل لزینب فاذا فترت تعلقت بہ فقال: "لا حلوہ، لیصل احدکم نشاطہ فاذا فتر فلیقعد".**
**(اخرجہ البخاری وأبوداؤد والنسائی[۱])**

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک رسی دوستونوں کے درمیان میں تنی ہوئی بندھ رہی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ کیا چیز ہے"؟ حاضرین نے عرض کیا کہ یہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رسی ہے جب وہ (عبادت سے) ماندہ وخستہ ہوجاتی ہیں تو اس سے لگ جاتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کچھ نہیں اس کوکھول ڈالو (نفل) نماز طبیعت کی تازگی تک پڑھنا چاہئے اور جب ماندگی اور تعب ہونے لگے تو بیٹھ جانا چاہئے۔"

ف: ائمہ سلوک نے اتفاق کیا ہے کہ مجاہدہ وریاضت میں اس قدر افراط وغلو نہ کرے کہ طبیعت تنگ ہوجائے یا صحت میں فتور پڑجاوے اس حدیث میں اس تعلیم کی تصریح موجود ہے اور جن حضرات سے اس کی کثرت اور مبالغہ منقول ہے ان پر شبہ نہ کیا جائے کیوں کہ غلبہ شوق وقوت محبت میں ان کوفتور وسستی وتنگی عارض نہ ہوتی تھی اور حدیث میں قعود کوفتور پر مرتب فرمایا ہے۔

---

[۱] بخاری: التھجد، مایکرہ من التشدید فی العبادۃ، رقم: ۱۱۵۰، قلنا: وأخرجہ مسلم: صلاۃ المسافرین، فضیلۃ العمل الدائم، رقم: ۷۸۴، أبوداؤد: (التطوع) قیام اللیل، النعاس فی الصلاۃ، رقم: ۱۳۱۲، نسائی: قیام اللیل، احیاء اللیل، الاختلاف علی عائشۃ فی احیاء اللیل رقم: ۱۶۴۴، قلنا: وأخرجہ ابن ماجۃ: اقامۃ الصلوات، المصلی اذا نعس، رقم: ۱۳۷۱.

## ۱۰-توجیہ دریا وآفتاب وغیرہ گفتن ذات وصفات حق را

(اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر دریا اور آفتاب وغیرہ کا اطلاق کرنا)

عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ : قال خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطا، وقال: "ھذا الانسان" وخط الی جانبہ خطا وقال: "ھذا اجلہ" وخط آخر بعیداً منہ وقال: "ھذا الأمل" فبینما ھو کذالک اذجاءہ الاقرب. (أخرجہ البخاری والترمذی[1])

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خط کھینچ کر اس کی نسبت فرمایا کہ: "یہ انسان ہے" اور ایک خط اس کے قریب کھینچ کر فرمایا کہ: "یہ اس کی موت ہے" اور ایک خط اس سے دور کھینچ کر فرمایا کہ: "یہ انسان کی آرزو اور امنگ ہے"، پس انسان اسی حالت میں رہتا ہے، (کہ آرزو پوری کروں) دفعتہً یہ پاس آنے والی چیز یعنی موت آ پہنچتی ہے۔

ف: بہت سے بزرگوں کے کلام میں خصوص نظم میں ذات وصفات حق تعالیٰ پر کہیں دریا کا اطلاق آیا ہے، کہیں آفتاب و ماہتاب کا، جس پر قدیم کو حادث کہہ دینے کی قباحت اور سوءِ ادب کے علاوہ بطلان اتحاد اور غلطی حمل بین المتباینین وغیرہ محذورات ظاہراً لازم آتے ہیں، اور توجیہ اور وجہ تصحیح اس کی یہ ہے کہ مقصود تمثیل وتشبیہ ہے نہ اتحاد، اور تشبیہ میں کچھ محذور نہیں ﴿کمشکوٰۃ فیھا مصباح﴾ خود قرآن میں ہے، غایت مافی الباب یہ کہ کوئی کلمہ دال علی التشبیہ کلام میں مذکور نہیں، لیکن حذف کر دینا اس کا کلام فصحاء میں بکثرت پایا جاتا ہے، سو یہ حدیث اس حذف کی تائید وتقویت میں صریح ہے، کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطوط کی طرف اشارہ فرما کر ان کو انسان اور اجل اور امل بتلا دیا، یوں نہیں فرمایا کالانسان کالاجل کالامل حالانکہ مقصود یہی ہے، پس صحت اطلاق یقیناً ثابت ہوئی۔

---

[1] بخاری: الرقاق، الأمل وطولہ، رقم: ۶۴۱۸ عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، ترمذی: نحوہ، صفۃ القیامۃ، تمثیل طول الأمل وازدیاد حرص المرء کلھا ھرم، عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، رقم: ۲۴۵۴ وقال: صحیح.

البتہ دو امر قابل تحقیق باقی رہے ایک یہ کہ تشبیہ و تمثیل کے لئے وجہ تشبیہ و مناسبت کی تحقیق ضروری ہے سو وہ کیا ہے دوسرے یہ کہ حسب تصریح محققین اسماء و صفات الٰہیہ توقیفی موقوف علیٰ اذن الشارع ہیں سو ان اطلاقات خاصہ کا اذن کہاں ہے پس امر اول کی تحقیق اجمالاً یہ ہے کہ دریا و مثلہ میں وجہ تشبیہ و مشبہ بہ میں شیٔ واحد کا امور کثیرہ کے لئے منشاء تحقق ہوجاتا ہے گو مشبہ میں وحدت کا حقیقیہ ہونا اور مشبہ بہ میں وحدت کا اعتبار یہ ہونا اور مشبہ میں منشائیت کا باعتبار علت فاعلیہ ہونا اور مشبہ بہ میں باعتبار علت مادیہ ہونا اور مشبہ میں منشاء کا مختار ہونا اور مشبہ بہ میں مضطر ہونا یہ امور مابہ الامتیاز والتفاوت بھی ہیں مگر تشبیہ میں قادح نہیں جیسا اہل علم پر مخفی نہیں اس کی تحقیق باحسن وجوہ قاضی مبارک نے بھی ''شرح مسلم'' میں کی ہے اور آفتاب کی وجہ تشبیہ بہت ظاہر ہے یعنی مفید انوار ہونا۔

اور امر دوم کی تحقیق یہ ہے کہ توقیفیت اس اطلاق میں ہے جو بطور تسمیہ ہو مطلق اثبات اوصاف کمال میں نہیں پس اب اس میں کوئی اشکال نہیں رہا اس توجیہ کے بعد اشعار ذیل اور جو ان کے مثل ہوں حل ہوجائیں گے جن میں بعض تکفیر تک پہنچ گئے ہیں اور بعض ظاہر کے معتقد ہو کر ملحد ہوگئے۔

## مغربی فرماید

| | |
|---|---|
| زدریا موج گوناگوں برآمد | زبیچونی برنگ چوں برآمد |

## مولوی رومی فرماید

| | |
|---|---|
| آفتاب آمد دلیل آفتاب | گر دلیلت باید از وی رومتاب |

## حافظ فرماید

| | |
|---|---|
| شراب لعل کش وروی مہ جبینان بیں | خلاف مذہب آنان جمال اینان بیں |

مراد بمہ جبینان تجلیات صفات حق

## ۱۱- تائید قول موتوا قبل أن تموتوا

(مرنے سے پہلے مرجاؤ)

عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنه قال: اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم بمنکبی وقال: "کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل" (اخرجه البخاری والترمذی) وزاد الترمذی بعد قوله او عابر سبیل "وعد نفسک من اهل القبور[1]"

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا کندھا پکڑا اور ارشاد فرمایا کہ: "دنیا میں اس طرح رہ گویا تو مسافر ہے بلکہ گویا راہ میں گزر رہا ہے"، (روایت کیا اس کو بخاری اور ترمذی نے) اور ترمذی نے عابر سبیل کے بعد یہ جملہ اور زیادہ روایت کیا ہے کہ: "اپنے کو اہل قبور میں سے شمار کر۔"

ف: یہ قول اس قوم کی زبان زد ہے یہ حدیث اسی قول کے ہم معنی ہے پس اگر اس کو اس حدیث کی روایت بالمعنی کہا جائے مستبعد نہیں اور اکثر صریح اقوال ان حضرات کے بنام حدیث جو مشہور ہیں اکثر ان کے مضامین احادیث میں وارد ہیں اس لئے صوفیاء کرام کو وضاعین حدیث کہنا زیادتی ہے۔

## ف: خلق، مراقبہ

کسی مضمون کا دل سے اکثر احوال میں یا ایک محدود وقت تک اس غرض سے کہ اس کے غلبہ سے اس کے مقتضا پر عمل ہونے لگے تصور رکھنا مراقبہ کہلاتا ہے جو اعمال مقصودہ قلب میں سے ہے اس حدیث میں اس کا امر ہے کیوں کہ اہل قبور میں سے اپنے کو شمار کرنا عمل قلب کا ہے اور اثر جو اس پر مرتب ہے وہ تقلیل تعلقات دنیویہ اور مثل میت کے شہوت و غضب و اخلاق ذمیمہ کا مضمحل اور انقیاد و تفویض کا غالب ہو جانا ہے۔

---

[1] بخاری: الرقاق، قول النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل، رقم: ۶۴۱۶، ترمذی: الزهد، ماجاء فی قصر الأمل، رقم: ۲۳۳۳، قلنا: وأخرجه ابن ماجة: الزهد، مثل الدنیا، رقم: ۴۱۱۴ کلهم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنه.

# ۱۲- رسمِ تبدیلی اسم مناسب حال درویشی

## (حالت درویشی کے مناسب نام میں تبدیلی)

وعن قیس بن أبی غرزۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کنا نسمی فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم السماسرۃ فمر بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فسمانا باسم ھو احسن منہ فقال: "یامعشر التجار! ان البیع یحضرہ اللغو والحلف فشوبوہ بالصدقۃ". (رواہ ابوداؤد، والترمذی والنسائی[1])

ترجمہ: حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سمسار یعنی دلال کہلاتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو اس سے اچھے نام سے نامزد فرمایا کہ: "اے جماعت تاجروں کی! (وہ اچھا لقب یہی ہے) بیع وشرا میں گاہے لغو اور حلف کا اتفاق ہوجاتا ہے تم لوگ اس میں صدقہ کی آمیزش کر دیا کرو۔"

ف: بعض خاندانوں میں دیکھا ہے کہ بعد بیعت کے مرید کو ایک نیا نام جس میں شاہ وغیرہ بھی ہوتا ہے عطا فرماتے ہیں، مثلاً برکت شاہ و رحمت شاہ وغیرذٰلک، اس حدیث سے اس کا استنباط ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بجائے لقب سمسار کے، حالت موجودہ کے مناسب تاجر لقب عطا فرمایا۔

# ۱۳- شغل، جمع خاطر

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "اذا صلی احدکم فلیجعل تلقاء وجھہ شیئاً فان لم یجد فلینصب عصاہ فان لم

---

[1] أبوداؤد: البیوع، التجارۃ یخالطھا الحلف واللغو، رقم: ۳۳۲۶، وسکت عنہ المنذری، واکتفی بنقل کلام الترمذی، ترمذی: البیوع، التجار وتسمیۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایاھم، رقم: ۱۲۰۸، وقال: حسن صحیح، ولانعرف لقیس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر ھذا، نسائی: البیوع، الأمر بالصدقۃ لمن لم یعتقد الیمین بقلبہ فی حال بیعہ، رقم: ۴۴۶۸، قلنا وأخرجہ ابن ماجۃ: التجارات، التوقی فی التجارۃ، رقم: ۲۱۴۵.

یکن معه عصا، فلیخطط خطا ثم لایضره مامر امامه". (رواه ابوداؤد وابن ماجة)[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں کوئی شخص نماز پڑھنے لگے تو اس کو چاہئے کہ اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے (تاکہ سترہ ہو جاوے) اور اگر کوئی ایسی چیز نہ ملے تو اپنا عصا کھڑا کر لے اور عصا بھی پاس نہ ہو تو (سامنے) ایک خط کھینچ لے پھر جو کچھ بھی سامنے سے گزرتا رہے اس کو مضر نہیں۔"

ف: بزرگوں نے جو اشغال تجویز کئے ہیں ان سب سے مقصود اصلی یہ ہے کہ قلب کا انتشار جو بوجہ تشویش افکار کے ہے دفع ہو کر جمعیت خاطر اور خیال کی یکسوئی حاصل ہو تا کہ اس کے خوگر ہونے سے توجہ تام الی اللہ جو کہ مبتدی کو بوجہ غیب ہونے مدرک کے اور مزاحم ہونے افکار مختلف وحیات حاضرہ کے متعذر رہے سہل ہو جاوے، اشغال مختلفہ اسی کے حیل وطرق ہیں۔ سترہ کا حکم اس عمل کا ماخذ ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ بتصریح علماء اسرار مقصود سترہ سے بھی جمع خاطر، اور ربط خیال ونفی انتشار ہے، جیسا کہ ابن ہمامؒ نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے اور سترہ اس کی تدبیر ہے۔

## ۱۴- علامت، مقبول وغیر مقبول

عن أبی هريرة رضی الله تعالٰی عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم : "ان الله اذا احب عبدا دعا جبرئيل فقال: انی احب فلانا فاحبه قال: فيحبه جبرئيل، ثم ينادی فی السماء، فيقول: ان الله يحب فلاناً فاحبوه، فيحبه اهل السماء، ثم يوضع له القبول فی الارض، واذا ابغض عبدًا دعا جبرئيل عليه السلام فيقول: انی ابغض فلانا فابغضه قال: فيبغضه جبرئيل عليه السلام ثم ينادی فی اهل السماء، ان الله يبغض فلانا فابغضوه قال: فيبغضونه ثم يوضع له البغضاء فی الارض". (رواه مسلم)[2]

---

[1] ابوداؤد: الصلاة، الخط اذا لم يجد عصا، رقم: ۶۸۹، قال المنذری: قال سفيان بن عيينه لم نجد شيئاً نشد به هذا الحديث ولم يجئ الامن هذا الوجه، وكان اسماعيل بن أمية اذا حدث بهذا الحديث يقول: عندكم شیء تشدونه به؟ وقد أشار الشافعی الی ضعفه، وقال البيهقی: لابأس فی مثل هذا الحكم ان شاء الله تعالٰی، ابن ماجة: الصلاة، مايستر المصلی، رقم: ۹۴۳.

[2] مسلم: البر، اذا أحب الله عبدا أمر جبرئيل عليه السلام فاحبه الخ رقم: ۲۶۳۷.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ: ''اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو محبوب بناتے ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم فلاں شخص سے محبت رکھتے ہیں تم بھی اس سے محبت رکھو' پس جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں' پھر جبرئیل علیہ السلام آسمان میں ندا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو چاہتے ہیں تم سب اس سے محبت رکھو' سو آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں' پھر اہل زمین میں اس شخص کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے' اور جب اللہ تعالیٰ کو کسی شخص سے بغض ہوتا ہے تو اسی ترتیب مذکور سے اہل زمین کے قلوب تک اس کی مبغوضیت آ جاتی ہے۔''

ف: اس حدیث میں اولیاء کی غیر اولیاء سے ایک شناخت مذکور ہے' اس علامت سے طلب شیخ میں کام لینا چاہئے و نیز غیر مقبول سے احتراز لازم سمجھنا چاہئے' حاصل اس کا یہ ہے کہ بلا کسی سبب و تعلق و نفع یا ضرر دنیوی کے اکثر خلائق کا کسی کی طرف میلان قلب اور گمان نیک ہونا علامت ہے اس شخص کے محبوب و مقبول ہونے کی' اسی طرح بلا کسی لوث نفع و ضرر ظاہری کے اکثر لوگوں کا کسی سے نفرت کرنا اور اس کو اچھا نہ سمجھنا علامت ہے غیر مقبول عند اللہ ہونے کی' اور جو صداقت یا عداوت کسی احسان یا رشتہ داری یا ضرر ونا موافقت معاملہ سے ہو اس کا اعتبار نہیں' اور یاد رہے کہ جن لوگوں کی طینت میں خبث و فساد غالب ہے ان کا ادراک بھی غیر معتبر ہے۔

## ۱۵- فضیلت جماعت صوفیہ

**عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنه قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم یقول: قال اللہ تعالٰی: "وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی". (رواه مالک[1])**

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری محبت ان لوگوں کے لئے ثابت ہو چکی ہے جو میرے ہی واسطے باہم ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں اور میرے ہی علاقہ سے

[1] الموطا: جامع ماجاء فی الطعام والشراب' ماجاء فی المتحابین فی اللہ. رقم الصفحة: ۳۷۸ مکتبه تهانوی.

ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور میرے ہی سبب ایک دوسرے کی زیارت وملاقات کرتے ہیں اور میری ہی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہیں۔"

ف: یہ حدیث صوفیہ اہل حق کی فضیلت اوران کے لئے بشارت پر صاف دلالت کرتی ہے' کیوں کہ یہ صفات جو حدیث میں مذکور ہیں اکمل وجوہ سے ان حضرات میں مشاہدہ کئے جاتے ہیں' پیر ومرید میں محبت اور پیر بھائیوں میں الفت' اسی طرح دوسرے بزرگوں سے تعلق اور جان ومال سے دریغ نہ کرنا اور دور و دراز سے زیارت کے لئے سفر کرنا یہ امور ان حضرات میں محض خالصاً للہ اور بلا کسی دنیوی تعلق کے ہوتے ہیں۔

## ۱۶- عادت' مبالغہ درترک تعلقات

**عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنه قال: ما اود ان لی متجراً علی درجة جامع دمشق اصیب فیه کل یوم خمسین دیناراً اتصدق بها فی سبیل اللہ ولا تفوتنی الصلوة فی الجماعة وما بی تحریم ما احل اللہ تعالٰی ولکنی اکره ان لا اکون من الذین قال اللہ تعالٰی فیهم: ﴿رجال لاتلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر اللہ﴾. (أخرجه رزین)**[1]

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ جامع مسجد دمشق کی سیڑھیوں پر (کہ وہ جگہ زیادہ اجتماع کی ہے) میری تجارت ہو جس میں مجھ کو پچاس دینار روزانہ مل جاویں اوران کو (روزانہ) اللہ تعالٰی کی راہ میں خیرات بھی کردوں اور جماعت کی کوئی نماز بھی فوت نہ ہو (یعنی ایسی حالت میں بھی پسند نہیں کرتا) اوراس کی وجہ یہ نہیں کہ میں اللہ تعالٰی کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کرتا ہوں' لیکن مجھ کو یہ امر ناگوار ہے کہ اس جماعت میں داخل نہ رہوں جن کے بارے میں اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا ہے' کہ وہ ایسے لوگ ہیں جن کو تجارت اور بیع ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتی۔

ف: اکثر اصحاب طریقت نے اپنے لئے تکثیر تعلقات کو پسند نہیں کیا' گو وہ تعلقات مباح ہی کیوں نہ ہوں اور اسی لئے متوکلانہ آزادانہ زندگی بسر فرمائی ہے حتیٰ کہ حضرت مرشدی علیہ الرحمۃ نے ایک دین دار دولت مند کو جو ہندوستان سے ہجرت مکہ معظمہ کا ارادہ رکھتے تھے تحریر فرمایا تھا کہ ریاست سے مکہ میں صرف اسی قدر آمدنی منگوانے کا انتظام کرنا

---

[1] أخرجه أحمد فی الزهد: وعبد بن حمید عن أبی الدرداء کما فی الدر المنثور ۵/۹۴.

جتنا تمہارے مصارف ضروریہ کے لئے کافی ہوجاوے خیرات کے لئے اپنے پاس مت منگانا جس کی خدمت کرنا ہو وہاں سے وہاں ریاست سے متعلق کردینا تاکہ یہاں رہنے کی حالت میں قلب کو غیر اللہ کا اتنا تعلق بھی نہ رہے سو اہل ظاہر اول خود اس درجہ تقلیل تعلقات مباحہ کو رہبانیت کہتے ہیں پھر خصوصاً جو مضمون حضرت مرشدیؒ کے ارشاد میں ہے کہ ظاہراً یہ تعلق عبادت ہے اس کے قطع کو تو خدا جانے کیا کہیں گے لیکن اس حدیث سے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صاف یہی مذاق معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے باوجود تصدق کے بھی کثرت مال وتجارت کو پسند نہیں فرمایا صحابیؓ پر رہبانیت یا ترکِ عبادت کا کب احتمال ہوسکتا ہے راز اس میں یہی ہے کہ ان تعلقات سے غلبہ دوام حضور میں خلل آجاتا ہے جیسا خود حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''مابی'' میں اسکار ہبانیت نہ ہونا اور ''لکنی'' میں یہ راز بتلادیا اور آیت کو ایک وجہ خاص پر محمول فرمایا یعنی ترک تجارت وبیع پر باعتبار حالت اکثر طبائع کے محمول فرمایا اسی معنی میں کہا گیا ہے۔

ہرچہ از دوست دامانی چہ کفر آں حرف وچہ ایماں
ہرچہ از یار ورافتی چہ زشت آں نقش وچہ زیبا

فائدہ: اور قرآن مجید کی اس آیت "لاتلهيهم" الخ سے بنابر تفسیر مشہور کے صوفیاء کے قول خلوت درانجمن کا بھی اثبات ہوتا ہے۔

## ۱۷- عادت امساک تبرکات شیوخ

### (بزرگوں کے تبرکات کو رکھنا)

عن جابر رضی الله تعالٰی عنه فی حدیث طویل فیه قصة بیع الجمل فلما قدمت المدینة قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لبلال: "اعطه اوقية ذهب وازده" فزادني قيراطا فقلت: لاتفارقني زيادة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فكان في كيس لي الى ان اخذه اهل الشام يوم الحرة. (رواه مسلم[1])

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث میں جس میں شتر فروخت کرنے کا قصہ مذکور ہے مروی ہے جب میں مدینہ طیبہ پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

[1] مسلم: المساقاة، بيع البعير واستثناء ركوبه، رقم: ۷۱۵/۵۹۹، ۱۱۱/۱

نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ ان کو (یعنی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ایک اوقیہ سونا (قیمت شتر) دے دو اور (اوپر سے) کچھ زیادہ دیدو، پس انہوں نے مجھ کو ایک قیراط زیادہ دیا میں نے (دل میں) کہا کہ یہ زیادہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (علاوہ) دیا ہے یہ میری جان سے علیحدہ نہ ہوگی (یعنی اس کو اہتمام وحفاظت سے رکھوں گا) پس وہ میری تھیلی میں موجود رہی، یہاں تک کہ اس کو اہل شام نے واقعہ حرہ میں لے لیا۔

اکثر اہل محبت کی عادت ہے کہ اپنے بزرگوں کی چیزیں برکت یا یادگار کے لئے نہایت اہتمام وذوق وشوق سے رکھتے ہیں اس حدیث میں اس کی اصل صراحتاً موجود ہے۔

## ۱۸- عادت، ترک نکاح بمصلحت
## (کسی مصلحت کی بناء پر نکاح نہ کرنا)

عن عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "انا وامرأۃ سفعاء الخدین کهاتین یوم القیمۃ، امرأۃ آمت من زوجها ذات منصب و جمال حبست نفسها علی یتامٰها حتی بانوا اوماتوا"[۱] (اخرجہ ابو داؤد)

ترجمہ:۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "میں اور وہ عورت جس کے رخساروں کی رونق (محنت ومشقت سے) جاتی رہی ہو مثل ان دو انگلیوں کے (یعنی سبابہ ووسطیٰ کے قریب) ہوں گے قیامت کے روز یعنی وہ عورت جو اپنے شوہر سے بیوہ ہوگئی اور شان وصورت والی ہے اور اپنے کو اپنے یتیم بچوں (کی پرورش) کے لئے نکاح سے باز رکھا یہاں تک کہ وہ بڑے ہو کر) الگ ہوگئے یا مر گئے۔"

ف: بعض درویش آفات تعلقات سے بچنے کے لئے یا مشغولی مع اللہ میں نقصان و خلل کے احتمال سے نکاح نہیں کرتے، بعض قاصر الفہم ان پر طعن ترک سنت کا کرتے ہیں، اس حدیث میں صریح اجازت بلکہ فضیلت ہے کہ جہاں بچوں کی اضاعت حقوق کا اندیشہ ہو

---

[۱] ابوداود: الأدب، فضل من عال یتامی، رقم: ۵۱۴۹ قال المنذری: فی اسناده النهاس بن قهم، أبو الخطاب البصری القاضی، ولا یحتج بحدیثه.

نکاح نہ کرے، (بشرطیکہ اپنے دین کی حفاظت پر قادر ہو) جیسا عامہ نصوص سے معلوم ہے، جب بچوں کا ضیاع حق عذر ہے تو حق تعالیٰ کے حقوق وتعلقات خاصہ کا ضائع ہوجانا کیوں نہ عذر ہوگا (اور وہی شرط حفاظت دین یعنی کف نفس عن الحرام پر قدرت یہاں بھی معتبر ہے)

## ۱۹- عادت، قبول ہدایا از اہل اموال

### (مالداروں سے ہدایا وتحائف لینا)

عن الأحنف بن قيس في حديث طويل قال: قلت: اى لأبى ذر رضى الله تعالىٰ عنه ما تقول فى هذه العطاء؟ قال: خذه، فان فيه اليوم معونة فاذا كان ثمنا لدينك فدعه. (اخرجه الشيخان[1])

ترجمہ: حضرت احنف بن قیس سے ایک حدیث مروی ہے کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ اس عطا کے باب میں (جو کہ سلاطین وامراء سے ماہانہ یا سالانہ ملتی ہے) کیا فرماتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ لے لیا کرو: کیوں کہ اس سے اس زمانے میں (فراغ قلب کے لئے) مدد ملتی ہے، لیکن جب وہ تمہارے دین کا معاوضہ ہوجائے تو چھوڑ دینا۔

ف: عام طور پر بزرگوں کی عادت ہے کہ فتوحات وغیرہا کو رد نہیں کرتے اس میں یہی فائدہ ہے کہ اطمینان خاطر میسر ہوتا ہے، اور تشویش رزق مخل مشغولی بحق نہیں ہوتی، اس حدیث میں اس کے جواز کی صراحت ہے اور اسی حکمت کی طرف اشارہ ہے البتہ اگر محض محبت سے خدمت کرنا مقصود نہ ہو بلکہ کسی امر واجب یا محرم کے مقابلہ میں ہو تو اس حالت میں قبول کرنا ممنوع ہوگا، جیسا خود اس حدیث میں یہ بھی مذکور ہے اسی طرح اگر اس مال کے خبث کی وجہ سے گناہ اور دین کا ضرر ہو جب بھی رد متعین ہوگا ضرر دین سب میں امر مشترک ہے۔

## ۲۰- عادت، مبالغہ در تقلیل متاع

عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضى الله تعالىٰ عنه قال: مربى رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا اطين حائطاً من خص، فقال: "ماهذا يا عبدالله؟" فقلت: حائط اصلحه فقال: "الامر ايسرع من ذلك" وفى رواية: "ما ارى

---

[1] لم اجده: بهذا اللفظ فى البخارى، مسلم: الزكاة، الكنازين للأموال والتغليظ عليهم رقم: ۹۹۲/۳۵.

الأمر الا اعجل من ذلک" (اخرجہ ابو داؤد والترمذی وصححہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہوکر گزرے اور میں ایک پھوس کی دیوار کو لیپ رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ: "اے عبداللہ یہ کیا ہے"؟ میں نے عرض کیا حضرت ایک دیوار ہے جس کو درست کر رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "(موت کا) قصہ اس سے بھی بے تکلف آ جانے والا ہے" اور ایک روایت میں ہے کہ: "میں (موت کے) قصے کو اس سے بھی جلد تر آنے والا دیکھتا ہوں۔"

ف: اس عادت کی تقریر حدیث شانزدہم کے تحت میں گزر چکی ہے، یہ حدیث بھی اس عادت کی ماخذ ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے قلیل تعلق کو بھی ان کی شان کے مناسب نہ سمجھا۔

## ۲۱- حال، علوم وہبیہ و واردات قلبیہ

عن الحارث الأعور، عن علي رضي الله تعالىٰ عنه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (في فضيلة القرآن من حديث طويل) "لايشبع منه العلماء، ولا يخلق على كثرة الرد، ولا تنقضي عجائبه" (اخرجه الترمذي)[۲]

ترجمہ: حضرت حارث اعور سے روایت ہے وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قرآن کی فضیلت میں) فرمایا کہ: "علماء اس سے سیر نہ ہوں گے اور باوجود کثرت تکرار کے یہ کبھی کہنہ نہ ہوگا اور اس کے عجائب ختم نہ ہوں گے۔"

ف: جب ذکر اللہ کی مواظبت اور ریاضات ومجاہدات کی کثرت سے ظلمات نفسانیہ و کدورات طبعیہ کا ازالہ ہو جاتا ہے اور قلب وروح کو حق تعالیٰ کے ساتھ ایک نسبت خاصہ و تعلق مخصوص پیدا ہو جاتا ہے اس وقت قلب پر بلاواسطہ اسباب ظاہری تحصیل وسماع وغیرہ کے کچھ اسرار لطیفہ وعلوم شریفہ کا ورود والقا ہونے لگتا ہے، اس حدیث میں ورود کا اثبات ہے

---

[۱] ابوداؤد: الأدب، باب من البناء، رقم: ۵۲۳۵، ۵۲۳۶، وسكت عنه المنذري، ترمذي: الزهد، قصر الأمل، رقم: ۲۳۳۵، وقال: حسن صحيح، قلنا: واخرجه ابن ماجة: الزهد، باب في البناء والخراب، رقم: ۱۲۰

[۲] ترمذي: فضائل القرآن، ماجاء في فضل القرآن، رقم: ۲۹۰۶، وقال: حديث غريب، لا نعرفه الا من حديث حمزة الزيات، واسناده مجهول، وفي حديث الحارث مقال

کیوں کہ علم مدونہ منقولہ محدود و منقضی ہیں اوران کی تحصیل کے بعدان سے سیری بھی ہوجاتی ہے، یہ عدم انقضا وعدم شبع ان ہی علوم وہبیہ کے خواص میں سے ہے۔

## ۲۲-عادت، ذکر حلقہ

### (حلقہ بنا کر ذکر کرنا)

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: "ما اجتمع قوم فی بيت من بيوت الله تعالیٰ يتلون كتب الله، ويتدارسونه بينهم الا نزلت عليهم السكينة وغشيتهم[1] الرحمة، وحفتهم الملائكة، وذكرهم الله فيمن عنده" (اخرجه ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "نہیں مجتمع ہوا کوئی مجمع کسی گھر میں اللہ کے گھروں میں سے کہ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہوں اور باہم اس کو پڑھتے پڑھاتے ہوں، مگر نازل ہوتی ہے ان پر کیفیت تسکین قلب کی اور ڈھانپ لیتی ہے ان کو رحمت اور گھیر لیتے ہیں ان کو ملائکہ اور ذکر فرماتے ہیں ان کا اللہ تعالیٰ ان (ارواح وملائکہ) میں جو کہ اللہ کے پاس ہیں۔"

ف: بہت سے ذاکرین کے ایک جگہ جمع ہو کر ذکر کرنے سے دلچسپی ذکر میں اور تعاکس انوار قلب میں اور نشاط اور ہمت کا بڑھنا اور سستی کا دفع ہونا اور مداومت میں سہولت وغیرہ منافع حاصل ہوتے ہیں، اس کو ذکر حلقہ کہتے ہیں اس حدیث میں اس کی اصل مع اشارہ کے اس کی برکات کی طرف موجود ہے۔

## ف: رسم، بناء خانقاہ بغرض اجتماع فی الذکر

### (اجتماعاً ذکر کی غرض سے خانقاہ بنانا)

حضرات صحابہؓ وتابعینؒ بوجہ قوت قلب وقرب عہد فیض مہد تحصیل ملکہ ذکر میں محتاج خلوت مکانی کے نہ تھے، بعد میں تفاوت احوال وطبائع کے سبب عادۃً اس ملکہ کی تحصیل موقوف ہوگئی، خلوت مکانی و بعد عن عامۃ الخلق پر اس وقت حضرات مشائخ میں خانقاہیں

[1] ابو داؤد: الصلاة، الوتر، ثواب قراءة القرآن، رقم: ۱۴۵۵ (وسكت عنه المنذری)

بنانے کی رسم بمصلحت محمودہ ظاہر ہوئی ہر چند کہ اس حدیث میں بناء علی المشہور بیوت اللہ کی تفسیر مساجد کے ساتھ کی گئی ہے، لیکن اطلاق لغۃ اور اشتراک علت کی بناپر خانقاہوں کو بھی اس کے عموم میں داخل کرنا مستبعد نہیں، پس اس حیثیت سے یہ حدیث اس رسم کا ماخذ ہو سکتی ہے۔

## ف: حال، کیفیت باطنی مسمی بہ نسبت

مشاہدہ شاہد ہے کہ اشتغال بالذکر سے قلب میں ایک کیفیت غریبہ لذیذہ پیدا ہو جاتی ہے، اور مواظبت سے اس میں رسوخ ہو جاتا ہے، صوفیا کی اصطلاح میں اس کو نسبت کہتے ہیں اس حدیث میں صراحۃً اس کا بیان ہے اور سکینہ سے تعبیر فرمایا ہے۔

## ۲۳-عادت، ترک عبادات غیر واجبہ در غلبہ ذکر

### (ذکر اللہ کے غلبہ میں طاعات و نوافل کو چھوڑ دینا)

عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ: یقول اللہ تعالیٰ "من شغله القرآن عن مسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین" (اخرجه الترمذی)[1]

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "حق تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص ایسا ہو کہ قرآن مجید اس کو مجھ سے کوئی چیز مانگنے سے (یعنی دعا کرنے سے) مشغول کردے، (یعنی فرصت نہ لینے دے) میں جس قدر اور سائلوں کو (اور دعاء مانگنے والوں کو) دیتا ہوں، اس شخص کو سب سے زیادہ دوں گا۔"

ف: اکثر بزرگوں کے طریق میں کسی خاص ایک ذکر میں مرید کو مشغول کر دیتے ہیں اور نوافل و اوراد مختلفہ و طاعات متنوعہ حتی کہ بعض اوقات درس و تدریس یا وعظ و نصح (جب کہ علی التعیین یہ شخص اس کا مکلف نہ ہو) چھڑا دیتے ہیں جس کی لم اور راز معلوم نہ ہونے سے ظاہر بین حیران ہوتا ہے۔

اور اجمالاً لم اس کی یہ ہے کہ ابتداء میں باطن اپنی جمعیت و انتشار میں تابع ظاہر کا ہوتا ہے، البتہ آخر میں معاملہ بالعکس ہو جاتا ہے، پس اگر اشغال مختلفہ بحالہا باقی رکھے جائیں تو

---

[1] ترمذی: فضائل القرآن، باب...... ، رقم: ۲۹۲۶ وقال: حدیث غریب

طبیعت میں یکسوئی اور خاطر میں اجتماع عادۃً ہرگز حاصل نہیں ہوتا جو کہ مطمح نظر ہے سلوک میں، پس یہ حدیث من وجہ اس طریق کی تقریر کر رہی ہے کہ قرآن میں ایک نوع ہے ذکر کی ایسا مشغول ہونا کہ دعاء کی بھی خبر نہ رہے، (جو کہ فی نفسہ ایک عبادت عظیمہ ہے، مگر مرتبہ وجود بالذات تک نہیں پہنچی) مذموم نہیں قرار دیا گیا بلکہ اس پر ایک فضیلت کو مرتب فرمایا گیا ہے اور یہی حاصل تھا طریق مذکور کا۔

## ۲۴۔ تعلیم، عدم اہتمام لذت در ذکر و عبادت

(ذکر و عبادت میں حصول لذت کا اہتمام نہ کرنا)

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "الماهر بالقرآن مع السفرة الکرام البررة، والذی یقرأ القرآن ویتعتع فیه وهو علیه شاق له اجران" (اخرجه الخمسة الا النسائی[1])

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص قرآن میں ماہر ہے وہ تو (درجہ میں) ان ملائکہ کے ساتھ ہے جو پیغام الٰہی کے سفیر اور مکرم اور نیک ہیں، اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس میں اٹکتا ہے اور رکتا ہے اور اس کو وہ دشوار ہے (یعنی چوں کہ اس میں وہ ماہر نہیں) اس کو دو ثواب ملیں گے۔''

ف: بعض اوقات ذکر اور عبادت میں حلاوت اور لذت محسوس نہ ہونے سے ناواقف دل تنگ ہو کر اس کو چھوڑ بیٹھتا ہے یا افسردہ خاطر ہو کر یہ سمجھتا ہے کہ میرا یہ عمل محض عبث اور بے سود ہے، اور اس گمان میں ترقی باطنی رک جاتی ہے، کیوں کہ اس کا بڑا مدار یقین پر ہے، محققین نے تصریحاً فرمایا ہے کہ ذکر مقصود ہے لذت مقصود نہیں، بلکہ لذت نہ ہونے پر برابر مشغول رہنا اس میں بوجہ زیادہ مجاہدہ کے نفع زیادہ ہے، پس لذت نہ ہونا مضر نہیں بلکہ امر مذکور کے اعتبار سے نافع ہے، اس حدیث میں یہ تعلیم مصرح ہے کہ ایسی تلاوت کا موجب تضاعف اجر ہونا ارشاد فرمایا

---

[1] بخاری: التفسیر، سورة عبس، رقم: ۴۹۳۷، مسلم: صلاة المسافرین، فضل الماهر بالقرآن والذی یتعتع فیه رقم: ۲۴۴ (۷۹۸) أبوداؤد: الوتر ثواب قراءة القران، رقم: ۱۴۵۴، ترمذی: فضائل القرآن، فضل القاری القرآن، رقم: ۲۹۰۴، وقال: حسن صحیح، قلنا: واخرجه ابن ماجة: الأدب، ثواب القرآن، رقم: ۳۷۷۹.

ہے اور اسکی علت کی طرف بھی "وھو علیہ شاق" میں اشارہ فرمایا جو حاصل ہے مجاہدہ کا۔

## ۲۵-مسئلہ، امکان انکشاف ملائکہ غیر نبی را

## (انبیاء کے علاوہ (اولیاء اللہ) کو بھی فرشتے نظر آ سکتے ہیں)

عن أسيد بن حضير رضي الله تعالىٰ عنه قال: بينما هو يقرأ من الليل سورة البقرة وفرسه مربوط عنده، اذ جالت الفرس فسكت فسكنت، فقرأ فجالت، فسكت، فسكنت الفرس، ثم قرا فجالت وكان ابنه يحيىٰ قريبا منها فانصرف، فاخره ثم رفع راسه الى السماء، فاذا مثل الظلة فيها امثال المصابيح، فلما اصبح حدث به النبي فقال: "اوتدري ماذاك؟" قال: لا، فقال: (تلك الملئكة دنت لصوتك ولو قرات لاصبحت ينظر اليها الناس لا تتوارىٰ منهم". (اخرجه البخاري[1])

ترجمہ: حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک شب کو سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس بندھا ہوا تھا، دفعتہً گھوڑا اچھلا یہ پڑھتے پڑھتے خاموش ہوگئے وہ گھوڑا بھی ٹھہر گیا یہ پھر پڑھنے لگے وہ پھر اچھلنے لگا یہ پھر خاموش ہوگئے، وہ پھر ٹھہر گیا انہوں نے پھر پڑھنا شروع کیا وہ پھر اچھلنے لگا، اور ان کا لڑکا یحییٰ اس سے قریب تھا یہ وہاں سے چلے اور اس لڑکے کو ہٹالیا پھر سر اٹھا کر جو آسمان کی طرف دیکھا تو اس میں ایک سائبان نظر پڑا جس میں چراغ سے معلوم ہوئے جب صبح ہوئی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جانتے ہو یہ کیا تھا"؟ انہوں نے عرض کیا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "یہ فرشتے تھے کہ تمہاری آواز سے نزدیک آ گئے تھے، اور اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کے وقت تک وہ فرشتے یہاں ہی رہتے کہ سب لوگ ان کو دیکھتے اور وہ ان کی نظروں سے غائب نہ رہتے۔"

ف: محققین نے تصریح کی ہے کہ اولیاء اللہ ملائکہ کو دیکھ سکتے ہیں بلکہ کلام وسلام بھی ممکن بلکہ واقع کہا ہے، اس حدیث میں صراحتہً اس کشف کا وقوع مذکور ہے، اور صحیح مسلم میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کرنا فرشتوں کا مروی ہے اور صرف اتنا ہی

[1] بخاري: فضائل القرآن، نزول السكينة والملائكة عند قرائة القران. رقم: ۵۰۱۸.

امر خواص نبوت سے نہیں بلکہ مامور بالتبلیغ العالم ہونا بھی اس کے ساتھ منضم ہے، جو غیرنبی میں مفقود ہے، پس اشتباہ غیر نبوت کا نبوت سے لازم نہیں آتا۔

## ف: مسئلہ، امکان عدم ادراک کنہ کشف خود

## (اپنے ہی کشف کی حقیقت کا ادراک نہ ہونا ممکن ہے)

اس حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ بعض اوقات اہل کشف کو خود اپنے کشف کی حقیقت کا ادراک نہیں ہوتا چنانچہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملائکہ کا کشف تو ہوا مگر یہ اطلاع نہ ہوئی کہ یہ ملائکہ ہیں، محققین نے بھی اس کی تصریح کی ہے، جو شخص اس تحقیق سے آگاہ ہوجائے گا وہ کشف میں اپنی فہم ورائے پر ہرگز اعتماد نہ کرے گا اور ایسا شخص بہت سی غلطیوں سے محفوظ رہے گا۔

## ۲۶- حال، علم وہبی

عن ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "یا ابا المنذر! اتدری ای اٰیۃ من کتاب اللہ معک اعظم؟" قلت: ﴿اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم﴾ فضرب فی صدری وقال: "لیھنک العلم ابا المنذر" (اخرجہ مسلم وابوداؤد[1])

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ: "اے ابوالمنذر رتم جانتے ہو کہ ساری کتاب اللہ میں سب سے بڑی کونسی آیت تمہارے پاس ہے" میں نے عرض کیا کہ آیت الکرسی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ: "تم کو یہ علم مبارک ہوا اے ابوالمنذر ر"!

ف: حدیث بست وکیم کے ذیل میں اس کی تقریر گزرچکی ہے، اس حدیث میں بھی اس کا اثبات ہے کہ منجانب اللہ بطور الہام کے اعظم آیۃ کی تعیین ان کے قلب پر وارد ہوگئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک باد دینے سے اس علم کی فضیلت بھی ظاہر ہے، اور یہ

---

[1] مسلم: صلاۃ المسافرین، فضل سورۃ الکھف وایۃ الکرسی، رقم: ۲۵۸ (۸۱۰)
أبو داود: الوتر، ماجاء فی اٰیۃ الکرسی، رقم: ۱۴۶۰۔

جوفرمایا کہ سب سے بڑی آیت یہ باعتبار ثواب خاص کے ہے، اس کی نظیر دوسری آیات اور سورتوں کے باب میں بھی وارد ہے، جس میں ہر مقام پر وجوہ اعتبارات مختلفہ کا لحاظ رکھا گیا ہے، اور اسی بناء پر باہم متعارض بھی نہ ہوگی، مثلاً آیت الکرسی کا متضمن توحید ہونا باعث تضاعف ثواب خاص ہوسکتا ہے، وعلیٰ ہذا اور نہ صفات لازمہ لنفس القرآن میں جیسے کلام الٰہی ہونا، یا فصاحت و بلاغت میں معجزہ ہونا ونحوہا، ان میں قرآن کے سب اجزاء متساوی و متماثل ہیں اور اس معنی کے اعتبار سے بعض اجزاء کی اعظمیت پر کوئی اشکال نہیں۔

## ۲۷۔مسئلہ، تمثل جنی (جنات کا انسانی شکل میں متشکل ہونا)

**عن ابی هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال : وكلني رسول الله صلى الله عليه وسلم بحفظ زكوٰة رمضان، فاتاني ات فجعل يحثو من الطعام، فاخذته الى ان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "تعلم من تخاطب منذ ثلث ليال يا اباهريرة؟" قلت: لا، قال: "ذاك شيطان". (اخرجه البخاري[1])**

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ رمضان کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا (اور ایک روز) ایک آنے والا میرے پاس آیا اور غلہ میں سے لپیں بھرنے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا، یہاں تک کہ قصہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ:

''تم جانتے ہو کہ تین روز سے کس سے بات چیت کیا کرتے ہو؟'' میں نے عرض کیا کہ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''وہ شیطان تھا''

ف: حدیث سے صاف واضح ہے کہ شیطان انسانی شکل میں متمثل ہو کر نظر آیا۔

## ف: حال، کرامت

اہل حق کا مذہب ہے کہ کرامت کا ولی سے صادر ہونا ممکن ہے، حدیث میں وقوع صاف مذکور ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شیطان کو پکڑ لیا۔

---

[1] بخاري: الوكالة، اذا وكل رجلا فترك الوكيل شيئاً فاجازه الموكل فهو جائز، رقم: ٢٣١١، ايضا: بدء الخلق، صفة ابليس وجنوده، ٣٢٧٥، ايضا: فضائل القرآن، فضل سورة البقرة، رقم: ٥٠١٠.

## ف: مسئلہ، امکان عدم ادراک حقیقت کرامت خود
(اپنی ہی کرامت کی حقیقت معلوم نہ ہونا ممکن ہے)

اس کی تقریر حدیث بست و پنجم کے تحت میں گزر چکی ہے وہاں کشف تھا یہاں کرامت، چنانچہ اس قصہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی شناخت سے اپنی لاعلمی بیان کی جس کے پکڑنے میں کرامت واقع ہوئی۔

## ۲۸- رسم اعمال وعزائم

عن ابی ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کانت لہ سھوۃ فیھا تمر وکانت تجیٔ الغول فتاخذ منہ فشکٰی ذلک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: "اذھب فاذا رایتھا فقل بسم اللہ اجیبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" قال: فاخذھا. الحدیث (اخرجہ الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک بخاری (تھیلی) میں خرمے بھرے ہوئے تھے اور خبیث جنات آ کر اس میں سے لے جاتے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ: "جاؤ اگر اب کے کسی کو دیکھو تو یوں کہہ دینا، بسم اللہ اجیبی رسول اللہ! یعنی اللہ کے نام سے مدد لیتا ہوں رسول اللہ کا بلایا ہوا چل" راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے (یہی کہہ کر) اس کو پکڑ لیا۔

ف: اکثر بزرگوں کے پاس جو اہل حاجت خاص اغراض کے لئے نقش یا تعویذ یا جھاڑ پھونک کرانے آ جاتے ہیں مثلاً آسیب اتروانے کے واسطے اسی طرح اور کسی مطلب کے لئے تو وہ حضرات اپنے حسن اخلاق سے اس کو رد نہیں کرتے کچھ اللہ کے نام سے استمد اد کر کے تدبیر کر دیتے ہیں اس حدیث میں آسیب کو مغلوب کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمات خاصہ کی تعلیم فرمائی پس اس رسم کو خلاف سنت نہ کہا جائے گا اسی طرح دوسری احادیث میں رقیہ و تعلیق تعویذ وارد ہوا ہے۔

تنبیہ: اس حدیث سے وجود غول کا ثابت ہوتا ہے اور دوسری نصوص میں بھی وجود جن

---

[1] ترمذی: فضائل القرآن، باب (حدیث ابی ایوب فی الغول رقم: ۲۸۸۰، وقال: حسن غریب.

کی تصریح ہے' یہی حقیقت ہے غول کی اور دوسری ایک حدیث میں "لاغول" سے نفی غول کی فرمائی گئی ہے اس سے مراد نفس غول کی نفی نہیں بلکہ اہل جاہلیت جس درجہ میں ان کی قدرت ضرر رسانی کے معتقد تھے مقصود اس کی نفی کرنا ہے' ھذا ما عندی۔

## ۲۹- حال' التذاذ بعتاب محبوب بعنوان متضمن محبت

### (محبوب کی ناراضگی سے لذت حاصل کرنا)

**عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: فینا نزلت ﴿اذھمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیھما﴾ قال: نحن الطائفتان بنو حارثۃ وبنو سلمۃ ومایسرنی انھا لم تنزل لقول اللہ تعالیٰ ﴿واللہ ولیھما﴾ (اخرجہ الشیخان[1])**

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا انہوں نے یہ آیت ہم لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے، ﴿**اذھمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیھما**﴾ (ترجمہ یہ ہے کہ اس وقت کو یاد کرو کہ تم لوگوں میں دو گروہوں نے کم ہمتی کا ارادہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کے سنبھالنے والے تھے یعنی کم ہمتی سے بچالیا) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ دو گروہ ہم لوگ تھے بنو حارثہ اور بنو سلمہ' اور مجھ کو یہ امر خوش نہیں آتا کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی (یعنی باوجودیکہ ظاہراً اس میں ہماری برائی مذکور ہے اور اس پر ہم کو ملامت کی گئی ہے' جس کا طبعی مقتضا یہ ہے کہ اس کا نازل نہ ہونا اچھا معلوم ہوتا' مگر باوجود اس کے پھر بھی نازل ہونا ہی زیادہ خوش آتا ہے) کیوں کہ اسمیں یہ فرمایا ہے کہ "**واللہ ولیھما**"

ف: بہت سے عشاق سے منقول ہے کہ ان کو اپنے یا دوسرے مکاشفات یا الہامات سے حق تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے اپنا مورد کلمات عتاب یا بعد وطرد ہونا مکشوف ہوا تو انہوں نے اس پر مسرت والتذاذ ظاہر کیا' جو ظاہر نظر میں مستبعد معلوم ہوتا ہے' مگر اس حدیث سے یہ استبعاد دفع ہو جاتا ہے' باوجود قدرے عتاب کے چوں کہ اس میں ایک لفظ مشعر عنایت ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر مسرت ظاہر فرمائی' اسی طرح عشاق کو جو کبھی عتاب وملامت کا انکشاف ہوا ہے ساتھ ہی قرائن مقامیہ یا مقالیہ سے

---

[1] بخاری: المغازی' اذھمت طائفتان الایۃ رقم: ۵۰۵۱، ایضا: التفسیر، رقم: ۴۵۵۸، مسلم: فضائل الصحابۃ' فضائل سلمان وبلال وصھیب ث. رقم: ۱۷۱، ۲۵۰۵)

عنایت کا بھی مشاہدہ ہوا ہے ورنہ غضب وسخط محض تو علامت ہے شقاوت ولعنت کی اس پر خوش ہونے کی کوئی صورت نہیں جیسا کہ بوستان میں ایک عابد کی حکایت مذکور ہے کہ ان کو غیب سے آواز آئی تھی کہ تیری کوئی عبادت مقبول نہیں اورانہوں نے یہ کہا کہ جب دوسرا اور کوئی نہیں تو خواہ قبول ہو یا نہ ہو کہاں جاؤں جس کے بعد ندا آئی۔

| | |
|---|---|
| قبول است گرچ ہنر نیستت | کہ جزما پناہے دگر نیستت |

یہ حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت مشہور ہے کہ ان کے کسی مخلص مرید کو روضۂ اقدس پر حکم ہوا کہ اپنے بدعتی پیر سے ہمارا سلام کہہ دینا اور حضرت کو جب یہ پیغام پہنچا رقص کی کیفیت طاری تھی اور زبان پر یہ جاری تھا:

| | |
|---|---|
| بدم گفتی وخورسندم عفاک اللہ نکو گفتی | جواب تلخ می زیبد لب لعل وشکر خارا |

یا کسی کو شغل کے وقت یہ ندا آئی تھی کہ تو کافر ہو کر مرے گا ان کے شیخ نے ان کو ارشاد فرمایا کہ یہ دشنام محبت ہے جو محبوبوں کی عادت ہوتی ہے، تم اپنے کام میں لگے رہو، مثنوی کے اس عنوان عام میں یہ مضمون بھی داخل ہے۔

| | |
|---|---|
| ناخوش تو خوش بود برجان من | دل فدائے یار دل رنجان من |

## ۳۰-رسم تحصیل برکت از تبرکات

### (تبرکات سے برکت حاصل کرنا)

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: مرضت فاتانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعودنی وابوبکر وھما ماشیان فوجدانی قد اغمی علی فتوضا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم صب وضوءہ علی، فافقت. الحدیث. (اخرجہ الخمسۃ الاالنسائی[1])

[1] بخاری: المرضی عیادۃ المغمی علیہ، رقم: ۵۶۵۱، مسلم: الفرائض، میراث الکلالۃ، رقم: ۵ (۱۶۱۶) ابوداود: الفرائض، باب فی الکلالۃ، رقم: ۲۸۸۶، ترمذی: الفرائض، میراث الأخوات، رقم: ۲۰۹۷، وقال: حسن صحیح، قلنا: واخرجہ النسائی ایضا، الطھارۃ، الانتفاع بفضل الوضوء، رقم: ۱۳۸، قلنا: واخرجہ ابن ماجۃ، الفرائض، الکلالۃ، رقم: ۲۷۲۸.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عیادت کے لئے پیادہ تشریف لائے اور مجھ کو بے ہوش پایا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈال دیا میں ہوش میں آ گیا۔

ف: اکثر اہل محبت وعقیدت کا معمول ہے کہ مقبولان الٰہی کے ملبوسات یا مستعمل اشیاء سے برکت حاصل کرتے ہیں اس حدیث میں صراحۃً اس کا اثبات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا آب وضو ان پر ڈالا جس کی برکت سے وہ ہوش میں آ گئے۔

## ۳۱- حال' غیبت ومحو

عن عبادة بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: كان النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا نزل علیه الوحی كرب لذالک وتربد وجهه. (اخرجه مسلم وابوداؤد والترمذی[1])

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تھی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قسم کا کرب ہوتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو جاتا۔

ف: کسی وارد غیبی کے غلبہ وہجوم سے حواس بشریہ کا معطل ہونا اصطلاح میں غیبت ومحو کہلاتا ہے' گاہے اس وارد غالب کا اثر ظاہر جوارح پر بھی محسوس ہوتا ہے اس حدیث میں صراحۃً اس کا ذکر ہے گو تعیین وارد میں تفاوت ہو۔

## ۳۲- عادت' ترک اسباب مظنونہ

### (غیر یقینی اسباب کو ترک کرنا)

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت: كان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم يحرس (ليلا) حتى نزل: ﴿واللہ يعصمک من الناس﴾ فاخرج رسول اللہ

[1] مسلم: الفضائل، عرق النبی صلی اللہ علیه وسلم فی البرد، وحین یاتیه الوحی، رقم: ۸۸ (۲۳۳۴) ایضا: الحدود، حد الزنا، رقم: ۱۳ (۱۶۹۰) قلت: ماوجدت هذه الروایة فی سنن الترمذی وابی داؤد بهذا اللفظ. واخرجه احمد فی مسنده ۳۲۷/۵.

صلی اللہ علیہ وسلم راسہ من القبۃ، فقال: "یایھا الناس! انصرفوا، فقد عصمنی اللہ عزوجل" (اخرجہ الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا جایا کرتا تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں (کے شر) سے بچالیں گے، پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر مبارک خیمہ سے باہر نکال کر فرمایا کہ: "......اے لوگو! جاؤ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔"

ف: توکل کی یہ قسم قوی القلب کے لئے جائز بلکہ مستحب ہے اور اکثر اہل طریق کا یہی شعار رہا ہے، یہ حدیث صراحۃً اس پر دال ہے۔

تنبیہ: اور اسباب یقینیہ ضروریہ کا ترک ناجائز اور خارج از توکل ہے البتہ اگر خرق عادت کے طور پر واقع ہو وہ مستثنیٰ ہے۔

## ۴۳- اصلاح، منع غلو در ترک لذات

### (حلال چیزوں کے چھوڑنے میں غلو کرنے کی ممانعت)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: انی اذا اصبت اللحم انتشرف للنساء واخذتنی شھوتی فحرمت علی اللحم، فانزل اللہ تعالیٰ: ﴿یا یھا الذین امنوا لاتحرموا طیبٰت ما احل اللہ لکم﴾ (اخرجہ الترمذی[2])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں جب گوشت کھاتا ہوں تو میری طبیعت عورتوں کی طرف ابھرتی ہے، اور میری خواہش مجھ پر غالب آتی ہے، اس لئے گوشت میں نے اپنے اوپر حرام کرلیا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جن پاکیزہ چیزوں کو تمہارے لئے حلال فرمایا ہے ان کو حرام مت کرو۔"

ف: بعض متشددین بعض حلال چیزوں کو جیسے مطلق گوشت یا مثلاً گائے کا گوشت

---

[1] ترمذی: تفسیر القران، سورۃ المائدۃ، رقم: ۳۰۴۶، وقال: حدیث غریب۔

[2] ترمذی: تفسیر القران، سورۃ المائدۃ، رقم: ۳۰۵۴، وقال: حسن غریب۔

وغیرہ اس طرح ترک کردیتے ہیں جس طرح حرام چیزوں کو ترک کرتے ہیں یا ان کے ترک کو موجب تقرب الی اللہ اعتقاد کرتے ہیں' یہ عملاً علماً غلووافراط فی الدین وبدعت سیئہ ہے اور جس رہبانیت کا ابطال آیا ہے یہ اس میں داخل ہے' آیت کا شان نزول جو حدیث میں آیا ہے اور خود اس کا مدلول اس کی منع میں نص صریح ہے' اہل مجاہدہ نے جو لذات کو ترک کیا اس کا مرتبہ اس سے زیادہ نہیں ہے جس طرح بعض مضرات طبیہ کے سبب مریض بعض اغذیہ سے پرہیز کرتا ہے نہ عقیدۃً اس کو حرام سمجھتا ہے نہ اس ترک کو عبادت جانتا ہے ایسے ترک کو البتہ رہبانیت سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ بعض کم فہم اس کے بھی منکر ہوئے ہیں۔

## ۴۴- حال' سکر بسبب وارد قوی

### (کسی قوی چیز کے پیش آجانے کی وجہ سے مغلوب الحال ہوجانا)

**عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: لما توفی عبداللہ بن ابی بن سلول الی ان قال فقام عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاخذ بثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: یا رسول اللہ! تصلی علیہ وقد نھاک ربک ان تصلی علیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "انما خیرنی اللہ" الحدیث. (اخرجہ الخمسۃ الا اباداؤد[1])**

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق) مرگیا (تو ایسا ایسا ہوا) یہاں تک قصہ بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑلیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ اس پر نماز (جنازہ) پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے (بوجہ منافق ہونے کے اس آیت استغفرلھم اولاتستغفرلھم الآیۃ میں) منع فرمایا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) اختیار دیا ہے (منع نہیں فرمایا)

---

[1] بخاری: الجنائز، الکفن فی القمیص الذی یکف او لایکف، رقم: ۱۲۶۹، ایضا: التفسیر، سورۃ البرائۃ. رقم: ۴۶۷۰، ۴۶۷۲، مسلم: صفات المنافقین، صفات المنافقین واحکامھم، رقم: ۳ (۲۷۷۴) ترمذی: تفسیر القران، سورۃ التوبۃ، رقم: ۳۰۹۸، وقال: حسن صحیح نسائی: الجنائز، القمیص فی الکفن، رقم: ۱۹۰۱، قلنا: واخرجہ ابن ماجۃ، الجنائز' الصلاۃ علی اھل القبلۃ، رقم: ۱۵۲۳.

ف: وارد غیبی کے ظاہری و باطنی احکام میں امتیاز کا اٹھ جانا سکر ہے اور اس امتیاز کا عود کرآنا صحو ہے' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر بغض فی اللہ کا ورود ایسا قوی ہوا کہ ان کو اس طرف التفات نہ ہوا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً و فعلاً کیا معاملہ کر رہا ہوں' جو صورۃً ادب سے مستبعد ہے' سو ایسی حالت میں شارع علیہ السلام نے معذور رکھا ہے پھر جب حالت صحو میں آئے تو حدیث میں آیا ہے کہ بعد میں مجھ کو اپنی جرأت پر تعجب ہوا اور نادم ہوا۔

فائدہ: آیت موصوفہ کا مدلول' استغفار کا منافقین کے لئے نافع نہ ہونا ہے' نہی عن الاستغفار اس کا مدلول نہیں اس نہی کے غیر مدلول ہونے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ''خیرنی اللہ'' میں بیان فرما دیا' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلبہ سکر میں اس میں تامل نہیں فرمایا اور ظاہر سیاق کو نہی پر محمول فرما لیا۔

## ۳۵- عادت' مہاجرت مرید برائے زجر

### (زجر و توبیخ کے طور پر مرید کو الگ کر دینا)

عن عبداللہ بن کعب عن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث تخلفه عن تبوک او نهیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم المسلمین عن کلامنا ایها الثلثة وفیه قال: لما جائنی الذی سمعت صوته یبشرنی نزعت له ثوبی فکسوتهما ایاه ببشارته. وفیه ﴿حتی اذا ضاقت علیهم الارض بما رحبت﴾ (اخرجه الخمسة[1])

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن کعب سے روایت ہے کہ وہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے غزوۂ تبوک سے رہ جانے کے واقعہ میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ان تین آدمیوں کے ساتھ کلام کرنے سے منع فرما دیا (جو غزوۂ تبوک سے رہ گئے تھے) اور اس حدیث میں یہ بھی ہے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس وقت میرے پاس وہ شخص آیا جس کی میں نے آواز سنی تھی کہ وہ مجھ کو بشارت

---

[1] بخاری: المغازی، حدیث کعب بن مالک، قول اللہ تعالیٰ: وعلی الثلثة الذین خلفوا' رقم: ۴۴۱۸، مسلم: التوبة، حدیث توبة کعب بن مالک وصاحبیه، رقم: ۵۳ (۲۷۶۹) ابوداؤد: الجهاد' اعطاء البشیر، رقم: ۲۷۷۳، ترمذی نحوه: تفسیر القرآن، سورة التوبة، رقم: ۳۱۰۲، نسائی نحوه: الأیمان والنذور، اذا أهدی ماله علی وجه النذر رقم: ۳۸۵۵۔

(قبول توبہ کی) دیتا تھا تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس بشارت کے صلہ میں اس کو دے دیئے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے: حتیٰ کہ ان تینوں آدمیوں پر جب زمین باوجود اتنی بڑی فراخی کے تنگ ہوگئی (بوجہ غم کے الخ)

ف: اکثر بزرگوں کی حکایتیں سنی گئی ہیں کہ مرید کی کسی خلاف وضع حرکت پر اس کو نکال دیا یا اس سے بولنا چھوڑ دیا' یا اور کوئی مناسب سزا دی اور مقصود اس سے محض تنبیہ ہے عداوت منشا نہیں ہوتا۔ سو اس حدیث سے اس عمل کا مستحسن ہونا ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین صاحبوں سے یہی معاملہ فرمایا۔

## ف: رسم' عطاء پارچہ در طرب آرندہ را
## (خوشخبری سنانے والے کو کپڑا وغیرہ دینا)

یہ بھی اہل وجد میں معمول ہے' کہ کسی شعر پر محظوظ ہو کر سنانے والے کو کوئی کپڑا یا نقد دیدیتے ہیں' حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس مبشر کو کپڑا دیدینا اسی قبیل سے ہے۔

## ف: حال' قبض وبسط

حال قبض: محبوب کی تجلی جلالی یعنی آثار عظمت واستغناء کے وارد ہونے سے قلب کا گرفتہ ہونا قبض کہلاتا ہے اس واقعہ میں جو ان تینوں صاحبوں کی حالت تنگی کی ہوگئی تھی وہ بھی قبض تھا جس کا سبب توقف قبول توبہ میں تھا جو آثار جلال سے ہے اسی حالت کو اس قصہ میں ضیق ارض وضیق النفس سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

اور قبض کے مقابل حالت بسط ہے یعنی آثار لطف وفضل کے ورود سے قلب کو سرور و فرحت ہونا اسی واقعہ میں ان حضرات پر قبول توبہ کے بعد یہ حالت بھی وارد ہوئی تھی' چنانچہ حدیث میں مصرح ہے جس کا ادنیٰ اثر مبشر کو اپنا تمام لباس اتار کردے دینا ہے جس کا بیان اوپر آچکا۔

## ۳۶- حال' سکر

**عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "لما اغرق اللہ فرعون قال: امنت انہ لا الہ الا الذی امنت بہ بنو اسرائیل، قال**

جبرئيل: يا محمد لو اريتني وانا اخذ من حال البحر وادسه في فيه مخافة ان تدركه الرحمة" (أخرجه الترمذي[1])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: "جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق فرمایا تو وہ کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ کوئی معبود برحق نہیں بجز اس ذات کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھ کو (اس وقت) دیکھتے (تو تعجب فرماتے) کہ میں دریا کی کیچڑ لے کر فرعون کے منہ میں ٹھونستا تھا اس اندیشہ سے کہ اس کو رحمت الٰہیہ نہ پالیوے۔"..... ف: باوجود یکہ مدار قبول ایمان کا بعد اجتماع شرائط کے قلب پر ہے اگر وہ وقت قبول توبہ کا نہ تھا تو زبان سے کہنا نافع نہیں ہوسکتا اور اگر وہ وقت قبول کا تھا تو عزم قلب کافی تھا باوجود اس کے منہ میں کیچڑ دینا یہ بسبب غلبہ سکر کے تھا جس کی حقیقت تحت حدیث سی و چہارم مذکور ہوچکی اور سبب اس غلبہ کا غایت درجہ کا بغض فی اللہ تھا۔

## ۳۷- حالِ ہیبت

عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال أبوبكر: يا رسول الله قد شيبت قال: "شيبني هود والواقعة" الحديث. (أخرجه الترمذي[2])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا آپ بوڑھے ہوگئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ: "مجھ کو سورۂ ہود اور سورۂ واقعہ نے بوڑھا کردیا" (بوجہ اس کے کہ سورۂ ہود میں امم سابقہ کے معذب اور مورد غضب الٰہی ہونے کا ذکر ہے اور سورۂ واقعہ میں اہل نار و جنت کی حالت کی تفصیل ہے اور یہ دونوں مضمون عبرت وخشیت پیدا کرنے والے ہیں)

ف: قبض وبسط میں جب اور ترقی ہوتی ہے اس کو ہیبت وانس کہتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال چوں کہ نہایت ارفع ہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خشیت کو جو کہ مقدمہ قبض کو بھی شامل ہے ہیبت سے تعبیر کرنا شایان ہے۔

---

[1] ترمذي: تفسير القران، سورة يونس، رقم: ۳۱۰۷ وقال: حسن.

[2] ترمذي: تفسير القران سورة الواقعة، رقم: ۳۲۹۷، وقال: حسن غريب

## ف: خلق، مراقبہ

ذات وصفات حق تعالیٰ یا کسی مضمون خاص کی طرف تدبر تام سے متوجہ ہونا اور اس کا تصور قلب میں مواظبت کے ساتھ جمانا یہ مراقبہ کہلاتا ہے، ظاہر ہے کہ یہ اثر خشیت کا کہ جو ان سے بوڑھا کردے موقوف ہے تفکر دائم وتوجہ قوی پر، پس حدیث سے مثل حال ہیبت کے عمل مراقبہ کا بھی اثبات ہوتا ہے، چنانچہ ظاہر ہے۔

## ۳۸- حال، فراست

عن أبی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور اللہ تعالیٰ" (أخرجه الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "مومن کی فراست سے ڈرو کیوں کہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے۔"

ف: صفاء قلب کی بدولت جو کہ مواظبت ذکر اللہ وملازمت تقویٰ سے حاصل ہوتا ہے، اکثر وجدانی طور پر حقائق واقعات سے مدرک ہونے لگتے ہیں اس کو فراست کہتے ہیں گویا وہ کشف کا ایک شعبہ ہے، حدیث صراحۃً اس کی مثبت ہے اور حدیث میں "نور اللہ" عبارت اسی صفاء سے ہے، جس کا سبب ذکر وتقویٰ ہے۔

## ۳۹- خلق، خوف اور تواضع

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنھا أنھا قالت: قلت یا رسول اللہ ﴿الذین یؤتون ما اتوا وقلوبھم وجلة﴾ اھم الذین یشربون الخمر ویسرقون؟ قال: "لا، یابنت الصدیق! ولکنھم الذین یصومون ویتصدقون ویخافون الا یقبل منھم: اولئک الذین یسارعون فی الخیرات". (أخرجه الترمذی[2])

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (قرآن مجید میں جن لوگوں کے بارے میں یہ فرمایا گیا ہے کہ) ایسے لوگ جو وجود دیتے ہیں ان اعمال کو کہ وجود دیتے ہیں اور قلوب ان کے ڈرتے ہیں، (یہ فضیلت کے موقع میں فرمایا گیا

---

[1] ترمذی: تفسیر القرآن: سورۃ الحجر، رقم: ۳۱۲۷، وقال: حدیث غریب.
[2] ترمذی: تفسیر القرآن: سورۃ المومنین، رقم ۳۱۷۵.

ہے) کیا ان سے ایسے لوگ مراد ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ (شبہ کی وجہ یہ ہوئی کہ ان اعمال کی تعیین صریح الفاظ سے نہیں فرمائی اور دلوں کا خوفناک ہونا غالباً اعمال سیئہ سے ہوتا ہے سو یہ قرینہ ہے اعمال بد مراد ہونے کا: مگر موقع فضیلت میں اس کا فرمانا اس قرینہ کا کسی قدر مزاحم ہے پس یہ اشتباہ موجب سوال ہوگیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''نہیں اے بیٹی صدیق کی: بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو روزہ رکھتے ہیں اور خیرات کرتے ہیں اور خائف رہتے ہیں کہ ان کا یہ عمل مقبول نہ ہو'' (یعنی اپنی مذلت پر اور حق تعالیٰ کی عظمت پر نظر کرنے سے اپنے اعمال قابل قبول نہیں دیکھتے) یہ وہ لوگ ہیں جو بھلائیوں میں دوڑتے ہیں۔

ف: حدیث کی دلالت اس پر ظاہر ہے۔

## ف: علامت اولیاء و مقربین

حق تعالیٰ نے ان اوصاف کو جو عباد مقبولین کے خواص سے فرمایا ہے پس یہ علامت اولیاء سے ہے تتبع احوال سے یہ صفت عارفین میں دوسری اکثر صفات پر غالب معلوم ہوتی ہے گویا ان کا شعار خاص ہے۔

## ۴۰-حال' کرامت

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قصۃ ھلال بن امیۃ قال: والذی بعثک بالحق انی لصادق ولینزلن اللہ تعالیٰ مایبرئ ظھری من الحد فنزل جبرئیل علیہ السلام وفیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : "لولا مامضٰی من کتاب اللہ لکان لی ولھا شان". (أخرجہ البخاری والترمذی وأبوداؤد)[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہلال بن امیہ کے قصہ میں مروی ہے (جب کہ انہوں نے اپنی بیوی پر دعویٰ زنا کا کیا اور گواہ نہ ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یا تو تم گواہ لاؤ ورنہ تم پر حد قذف (کہ اسی ۸۰ تازیانے ہیں) جاری ہوگی، انہوں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا کہ بیشک میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور ایسا حکم نازل فرمادیں گے جو میری کمر کو (حد قذف سے) بری

[1] بخاری: التفسیر، سورۃ النور، باب: ویدرء عنھا العذاب رقم: ۴۷۴۷، أبوداؤد: الطلاق، اللعان، رقم: ۲۲۵۴، ترمذی: تفسیر القران، سورۃ النور، رقم: ۳۱۷۹، وقال: حسن غریب، قلنا: وأخرجہ ابن ماجۃ، الطلاق، اللعان، رقم: ۲۵۹۷.

کردے گا" پس حضرت جبرئیل علیہ السلام (لعان کی آیت لے کر) نازل ہوئے، (جس میں میاں بیوی کی قسموں سے فیصلہ ہو جاتا ہے) اور اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (جب کہ لڑکا ان علامتوں کا پیدا ہو جن کو پہلے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ولد الحرام ہونے کی علامتیں وحی باطن سے قرار دیا تھا) کہ: "اگر وہ حکم قرآنی نازل نہ ہوتا جو کہ جاری ہو چکا ہے تو میرا اور اس عورت کا بڑا معاملہ ہوتا" (کہ میں اس کو سزا دیتا)

ف: ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ ضرور ایسا حکم نازل فرماویں گے الخ اگر خبر پر محمول کیا جائے جیسا ظاہر صورت جملہ کا مقتضا ہے تو اس میں ان کی پیشین گوئی کی کرامت ہے اور اگر باعتبار قصد کے اس کو انشاء کے ساتھ مؤول کیا جائے تو قبول دعا کی کرامت ہے۔

## ف: اصلاح، ترجیح شریعت بر حقیقت

### (حقیقت پر شریعت کو ترجیح دینا)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور وحی سے حقیقت حال منکشف ہوگئی تھی کہ اگر فلاں فلاں علامت کا لڑکا ہوا تو حرام سے ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا امر جس میں نسبت ایسے امر عظیم کی کسی شخص کی طرف ہو ظن اور قرائن سے نہیں فرما سکتے، پس باوجود تیقن حقیقت کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف بوجہ اس کے کہ قانون شرعی اس حقیقت پر عمل کرنے سے مانع تھا، مقتضائے حقیقت مکشوفہ کو ترک فرما دیا، اس میں بہت بڑا مسئلہ ثابت ہو گیا جس میں اصلاح ہے عقیدہ و عمل کی کہ شریعت کو حقیقت پر ہمیشہ ترجیح دی جائے گی اور یہ بہت بڑی رحمت ہے حق تعالیٰ کی ورنہ تمام نظام عالم کا درہم برہم ہو جاتا، مثلاً حقیقت امر یہ ہے کہ تمام اشیاء مملوک حق تعالیٰ کی ہیں اور نسبت مجازی گو عباد کی طرف ہے مگر حقیقت کے روبرو مجاز مضمحل ہونا چاہئے سو اگر اس حقیقت پر کوئی شخص عمل کرنے لگے تو وہ اپنی اور پرائی چیزیں اور منکوحہ وغیر منکوحہ عورت میں کوئی فرق نہیں کرے گا اور اس سے جو کچھ مفاسد و قبائح و شرور لازم آسکتے ہیں ظاہر ہے، سو حق تعالیٰ کا فضل ہے کہ شریعت کو ان شرور کا مانع اور سد باب بنا دیا جو لوگ اس راز کو نہیں جانتے وہ اپنا عقیدہ اور عمل تباہ کر کے زندقہ و الحاد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

## ۴۱- حال، شطح وادلال (شوخی)

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فی حدیث الافک حین نزل برائتھا قالت: فقالت لی امی: قومی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقلت: واللہ لا اقوم الیہ، لااحمد الا اللہ ھو الذی انزل برائتی. (أخرجہ الخمسۃ الا أباداؤد)[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس قصہ میں جب کہ ان پر تہمت لگائی گئی تھی روایت ہے کہ جب ان کی برأت قرآن مجید میں نازل ہوئی تو ان کی والدہ نے کہا اٹھو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ (یعنی بطریق ادائے شکریہ وسلام کے یہ اس وقت جوش میں تھیں) کہنے لگیں کہ واللہ میں اٹھ کر آپ کے پاس نہ جاؤں گی اور میں بجز خدا تعالیٰ کا کسی کا شکریہ ادا نہ کروں گی اسی نے میری برأت نازل فرمائی ہے (اور سب کو تو شبہ ہو ہی گیا تھا)

ف: بعض بزرگوں سے نظماً یا نثراً بعض ایسے کلمات منقول ہیں جن کا ظاہری عنوان موہم گستاخی ہے اگر یہ غلبہ حال میں ہو تو اس کو شطح وادلال کہتے ہیں، حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ کہنا اسی قبیل سے ہے جس کا منشاء ایک خاص سبب سے شدت غم ہے وہ یہ کہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بمقتضائے بشریت وعدم علم غیب اس معاملہ میں مشوش ومتردد تھے اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس تردد کی اطلاع تھی، پس ان کو یہ قلق تھا کہ افسوس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شبہ ہے، بس برأت کے نزول سے ان کو جوش آ گیا اور یہ جواب ان سے صادر ہوا چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہیں فرمایا، حدیث سے اہل شطح وادلال کا معذور ہونا ثابت ہو گیا۔

## ۴۲- اصلاح، نفی تصرف مستقل عن الشیخ

### (فیض پہنچانا شیوخ کے قبضہ واختیار میں نہیں)

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہ تعالیٰ ﴿انک لاتھدی من احببت﴾ قال: نزلت فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیث یرارد عمہ ابا

---

[1] بخاری: المغازی، باب حدیث الافک، رقم: ۴۱۴۱، مسلم: التوبۃ، حدیث الافک، وقبول توبۃ القاذف، رقم: ۵۶ (۲۷۷۰) ترمذی: تفسیر القران سورۃ النور، رقم: ۳۱۸۰، وقال: حسن صحیح غریب؟ النسائی: (الکبری) لحوہ عشرۃ البناء، قرعۃ الرجل بین نسائہ اذا أراد السفر.

طالب علی الاسلام. (أخرجه مسلم والترمذی[1])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے بارے میں "انک لاتھدی الخ" مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں نازل ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کو اسلام کی ترغیب دے رہے تھے (اور وہ نہ مانتے تھے)

ف: بعض ناواقف غلطی سے یوں سمجھتے ہیں کہ فیض پہنچانا شیوخ کے قبضے واختیار میں ہوتا ہے اس حدیث سے اس غلطی کی پوری اصلاح ہوتی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار نہ ہوا تو اوروں میں تو اس کا کب احتمال ہے اور جب نفع دینی جو اصل کام شیخ کا ہے مستقلاً خارج از اختیار ہے تو نفع دنیوی تو بدرجہ اولیٰ استقلالاً اختیار میں نہ ہوگا بہت سے جہلاء اس میں بھی گرفتار ہیں کہ نعوذ باللہ اہل اللہ کو ساری خدائی کا مالک سمجھتے ہیں بدلالۃ النص اس کی بھی اصلاح ہوگئی۔

## ۴۳-مسئلہ عدم اخلال خطرہ در کمال صلوٰۃ

### (کمالِ صلاۃ کے لئے خطرات وخیالات کا نہ آنا شرط نہیں ہے)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه فی قوله تعالیٰ: ﴿ماجعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفه﴾ قال: قام نبی اللہ صلی اللہ علیه وسلم یوما یصلی، فخطر خطرة، الحدیث (أخرجه الترمذی[2])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت "ماجعل اللہ لرجل" الخ کے شانِ نزول میں مروی ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور نماز میں آپ کو کچھ خطرہ ہوا۔ الحدیث۔

ف: بعضے لوگ کمال صلوٰۃ کے لئے خطرات کے نہ آنے کو شرط سمجھتے ہیں اس حدیث سے عدم اشتراط صاف معلوم ہوگیا لیکن باختیار خود کسی لایعنی بات میں فکروغور کرنا البتہ منافی کمال صلوٰۃ ہے غرض خطرات کا لانا تو اختیاری ہے اور خطرات کا آنا غیر اختیاری ہے اور امر

---

[1] مسلم: الایمان، الدلیل علی صحة اسلام من حضره الموت مالم یشرع فی النزع..... رقم: ۴۱ (۲۵) ترمذی: تفسیر القرآن: سورة القصص، رقم: ۳۱۸۸، وقال: حسن غریب.

[2] ترمذی: تفسیر القرآن: سورة الأحزاب، رقم: ۳۱۹۹ وقال: حسن.

اختیاری مخل کمال ہوتا ہے اور غیر اختیاری کا نہ تو وجود مخل کمال ہے اور نہ عدم مکمل صلوٰۃ ہے بلکہ عدم خطرہ ایک قسم کا استغراق ہے جو فی نفسہٖ حالت محمودہ ہے مگر مقصودہ نہیں بلکہ بعض اوقات خطرہ والی نماز بے خطرہ والی نماز سے افضل واکمل ہوتی ہے کہ خطرات کو دفع اور قلب کو جمع کرنے میں مشقت لاحق ہوتی ہے اور مدار فضل وجزاء کا عمل ومشقت ہے۔

## ۴۴۔مسئلہ ظہور قدیم درصوت حادث

### (حادث کی آواز میں قدیم کی تجلی)

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: ان نبی الله صلی الله علیه وسلم قال: "اذا قضی الله تعالیٰ الامر فی السماء ضربت الملئكة علیهم السلام باجنحتها خضعانا لقوله كانه سلسلة علیٰ صفوان". (اخرج البخاری[1])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی امر کا (فرشتوں کو) حکم فرماتا ہے تو فرشتے اس کی بات سننے کے وقت عاجزانہ اپنے بازو جھکا دیتے ہیں اور وہ بات ایسی ہوتی ہے جیسے کسی پتھر پر زنجیر کو کھینچا جائے (اور اس میں آواز پیدا ہو)

ف: یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم ہے اور صوت سلسلہ علیٰ صفوان حادث ہے پس کلام قدیم کا ظہور میں مشابہ صوت حادث کے ہونا جو حدیث میں آیا ہے اس سے وہ امر ثابت ہوا جو اکثر بزرگوں کے کلام میں مذکور پایا جاتا ہے کہ ذات قدیم نے کائنات حادثہ میں ظہور فرمایا، کبھی تجلی مثالی سے تعبیر کرتے ہیں اور حقیقت اس ظہور وتجلی کی نہ استحالہ ہے نہ حلول ہے نہ اتحاد ہے کہ یہ سب مستحیلات عقلیہ ونقلیہ ہیں بلکہ ایجاد ہے ایک امر کا جو باختیار بعض اوصاف کے اس قدیم کے مشابہ ہے جس سے وہ حادث اس قدیم کا ان اوصاف کے لحاظ سے کاشف ہو جاتا ہے اور اس حادث کو صورت اور امثال بھی کہا جاتا ہے حدیث میں جو "رایت ربی فی احسن صورة" آیا ہے اس کا بھی یہی محل ہوسکتا ہے اور تشبیہ خود آیت نور میں ثابت ہے خوب سمجھ لو۔

---

[1] بخاری: التفسير، سورة الرعد، رقم: ۴۷۰۱، قلنا: واخرجه الترمذی: تفسير القرآن، سورة سبا، رقم: ۳۲۲۳، وقال: حسن صحيح، قلنا: واخرجه ابن ماجة، المقدمة، فيما أنكرت الجهمية، رقم: ۱۹۴.

## ۴۵-حال' غیبت ومحو

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اذا تکلم اللہ تعالیٰ بالوحی سمع اہل السماء صلصلۃ کجر السلسلۃ علی الصفا فیصعقون". (أخرجه أبو داؤد[1])

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام فرماتے ہیں تو اہل آسمان ایک آواز سنتے ہیں جیسے پتھر کی چٹان پر زنجیر گھسیٹی جائے پھر اس سے بے ہوش ہو جاتے ہیں۔

ف: قوت وارد سے کبھی سالک از خود رفتہ ہو جاتا ہے اس حال کو غیبت ومحو کہتے ہیں اس حدیث سے اس کا صاف اثبات ہوتا ہے۔

## ۴۶-تعلیم' عدم تضجر از قبض

### (قبض سے دل گرفتہ نہ ہونا)

عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: نزل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ﴿انا فتحنا لک فتحا مبینا﴾ وفیه: فالفتح هو فتح الحدیبیة. (أخرجه الشیخان والترمذی[2])

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت ﴿انا فتحنا لک فتحا مبینا﴾ نازل ہوئی یعنی اے محمد! ہم نے آپ کو ایک فتح نمایاں دی اور یہ فتح مبین فتح حدیبیہ ہے۔

ف: واقعہ حدیبیہ میں معلوم ہے کہ ظاہراً مسلمانوں کو کفار سے دبنا اور دب کر صلح کرنا پڑا' لیکن بتفسیر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس بنا پر فتح نمایاں فرمایا کہ اس میں بہت سی مصلحتیں مضمر تھیں اور آخر کار یہی مقدمہ فتح مکہ کا ہوا جس کے فتح نمایاں ہونے میں کچھ خفا نہیں' اس سے مشائخ کی اس تعلیم کی اصل نکلی کہ وہ قبض کو کہ ظاہر اُنا کامی

---

[1] ابوداؤد: السنة، باب فی القران، رقم: ۴۷۳۸، قال المنذری: وقد أخرج البخاری، والترمذی، وابن ماجة نحوه من حدیث عکرمة مولی ابن عباس عن أبی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قلت: وهو الحدیث الرابع والأربعون. [2] بخاری: المغازی غزوة الحدیبیة، رقم: ۴۱۸۲، أیضا: التفسیر، سورة الفتح، رقم: ۴۸۳۴، مسلم: الجهاد، صلح الحدیبیة، رقم: ۹۷ (۱۷۸۶) ترمذی نحوه: تفسیر القرآن سورة الفتح، رقم: ۳۲۶۲، وقال: حسن غریب صحیح.

ہے طالب کے حق میں حالت محمودہ اور نفع میں مثل بسط کے فرماتے ہیں کیوں کہ وہ بھی متضمن مصالح سالک کو ہوتا ہے اور نیز مقدمہ بسط قوی کا ہوتا ہے' قال العارف الرومیؒ:

چوں کہ قبضے آیدت اے راہ رو آں صلاح تست آیس دل مشو

چوں کہ قبض آمد تو دروی بست بیں تازہ باش و چیں میفکن برجبیں

## ۴۷-قولُ القلب أرض اللہ الواسعۃ

### (دل اللہ تعالیٰ کی کشادہ سرزمین ہے)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہ تعالیٰ: ﴿اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا﴾ قال: یلین القلوب بعد قسوتھا فیجعلھا مخبتۃ منیبۃ، یحی القلوب المیتۃ بالعلم والحکمۃ، والا فقد علم احیاء الأرض بالمطر مشاھدۃ (أخرجہ رزین)[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا﴾ یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ قلوب کو ان کے قسوت کے بعد نرم کر دیتا ہے پھر ان کو خشوع اور انابت کے ساتھ موصوف کر دیتا ہے' یعنی مردہ دلوں کو علم اور حکمت کے ساتھ زندہ کر دیتا ہے' ورنہ زمین کا بارش سے تروتازہ ہونا تو مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے۔

حاصل مقام یہ ہے کہ اس آیت سے اوپر حق تعالیٰ نے قلوب میں خشوع پیدا کرنے کا حکم فرمایا ہے' اس کے بعد مضمون حیات ارض کا ارشاد ہوا ہے جس کی دو توجیہ ہو سکتی ہیں' ایک یہ کہ مقصود نظیر بیان کرنا ہے حیات قلب کی' دوسری یہ کہ ارض سے مراد مجازاً خود قلب ہو بطور استعارہ کے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔

ف: بعض صوفیاء نے قلب کو ارض اللہ الواسعۃ سے تعبیر کیا ہے یہ حدیث اس قول کا ماخذ ہو سکتا ہے۔

## ف: متفرقات، تفسیر خلاف ظاہر

اکثر صوفیاء کرام کے کلام میں بعض آیات واحادیث کا خلاف ظاہر معنی پر محمول ہونا پایا

[1] ذکرہ السیوطي: في الدر المنثور، سورۃ الحدید (۲۵۴/۶) مختصراً.

جاتا ہے جس پر بعض اہل ظاہر انکار کرنے میں مبادرت کر بیٹھتے ہیں اس حدیث سے اسکی تاویلات کی صحت نکلتی ہے "کلید مثنوی" میں (۱/۸۳) میں اس کی مبسوط تحقیق ہے جو دیکھنے کے قابل ہے اور حضرت شاہ ولی اللہؒ نے "الفوز الکبیر" میں حدیث متفق علیہ "اعملوا فکل میسر لما خلق له[۱] الخ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آیت پڑھنے ﴿فاما من اعطی﴾ الخ کو اسی پر محمول کیا ہے اور حدیث میں جو آیا ہے "القرآن له ظهر وبطن[۲]

اس کے معنی بھی کلید مثنوی میں بطریق تحقیق تفسیر صوفیہ لکھ دیئے گئے ہیں۔

## ۴۸- عادت اخفائے عمل (اپنے عمل کو پوشیدہ رکھنا)

**عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه فی قوله تعالیٰ ﴿ويؤثرون علی انفسهم ولو كان بهم خصاصة﴾ الأية، ان رجلاً من الانصار بات به ضيف ولم يكن عنده الا قوته وقوة صبيانه، فقال لامرأته: نومی الصبية، واطفیٔ السراج، وقدم للضيف ماعندک، فنزلت الأية. (اخرجه الترمذی وصححه[۳])**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿ويؤثرون علی انفسهم ولو كان بهم خصاصة﴾ روایت ہے کہ ایک صحابی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رات کو ایک مہمان آیا اور ان صحابی کے پاس بجز اپنے اور بچوں کی قوت لایموت کے اور کچھ نہ تھا (یہ سوچا کہ اگر ہم اور بچے یہ کھانا کھالیں گے تو مہمان بھوکا رہ جائے گا) اپنی بیوی سے فرمایا کہ بچوں کو تو (بہلا کر) سلا دینا اور چراغ گل کر دینا (تا کہ یہ ہمارے کھانے کو نہ دیکھے ورنہ خود بھی نہ کھاوے گا) اور جو کچھ حاضر ہے مہمان کے سامنے رکھ دینا (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور

---

[۱] بخاری: التفسیر، قوله تعالیٰ: فاما من اعطی واتقی، رقم: ۴۹۴۵. مسلم: القدر، كيفية خلق الأدمی فی بطن امه، وكتابة رزقه، واجله وعمله وشقاوته وسعادته رقم: ۷(۲۶۴۷) عن علی رضی الله تعالیٰ عنه. [۲] قلت: ماوجدته بهذا اللفظ فی المجموع من الأحاديث واخرج ابن حبان ۱/۱۴۶ رقم: ۷۵) وأبو يعلی (۹/۸۱ رقم: ۵۱۴۹) والطبرانی فی "الكبير" (۱۰/۱۰۵ رقم: ۱۰۱۰۷) بلفظ: لكل آية منها ظهر وبطن عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه وأخرج الطبرانی فی الأوسط (۱/۲۲۶ رقم: ۷۷۳) والبزار (۳/۹۰) بلفظ: لكل حرف منها ظهر وبطن عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال البيهقی فی "مجمع الزوائد" (۷/۱۵۵) رواه البزار وأبويعلی والطبرانی فی الكبير ورجال أحدهما ثقات، ورجال البزار أيضا ثقات.

[۳] ترمذی: تفسير القرآن: سورة الحشر، رقم: ۳۳۰۴ وقال: حسن صحيح.

دونوں میاں بیوی منہ چلاتے رہے اور کھانا بالکل نہیں کھایا) اس پر آیت نازل ہوئی۔

ف: بہت سے بزرگوں کی عادت ہے کہ اپنے عمل صالح کے اخفاء میں بہت مبالغہ کرتے ہیں اس حدیث سے اس کی صاف تائید ہوتی ہے۔

## ف: خلق ایثار (دوسرے کی مصلحت کو اپنی مصلحت پر مقدم کرنا)

نیز ان حضرات کے اخلاق میں جو صفت ایثار کی ہے یعنی دوسروں کی مصلحت کو اپنی مصلحت پر مقدم رکھنا اس حدیث میں اس کا بھی اثبات ہے۔

## ۴۹- اصلاح، تحریم صور مشائخ

## (مشائخ کی تصویروں کو رکھنا درست نہیں)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہ تعالیٰ: ﴿ولا سواعاً ولا یغوث ویعوق ونسراً﴾ قال: وکلھا اسماء رجال صالحین من قوم نوح علیہ السلام، فلما ھلکوا اوحی الشیطان الیٰ قومھم ان انصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون فیھا انصابا وسموھا باسمائھم، ففعلوا، فلم تعبد، حتی اذا ھلک اولئک ونسخ العلم عبدت. (أخرجه البخاری[1])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿ولا سواعًا ولا یغوث ویعوق ونسراً﴾ مروی ہے کہ یہ سب نام تھے نوح علیہ السلام کے کچھ بزرگوں کے، جب وہ مر گئے شیطان نے ان کی قوم کو یہ بات سوجھائی کہ یہاں یہ لوگ بیٹھتے تھے وہاں کچھ نشان (بطور یادگار کے) کھڑے کرلو اور ان کے نام ان بزرگوں کے نام پر رکھ لو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس وقت تو ان کی عبادت نہیں ہوئی یہاں تک کہ جب یہ لوگ مر گئے اور علم جاتا رہا تو ان کی عبادت ہونے لگی۔

ف: بعض لوگوں کی عادت ہے کہ اپنے پیروں کے بزرگوں کی تصویر تبرکاً اپنے پاس رکھتے ہیں، اس حدیث سے ان کا موجب فساد ہونا ظاہر ہے اور وہ مفاسد مشاہد بھی ہیں اور چوں کہ شرائع سابقہ میں فی نفسہ تصویر مباح بھی تھی اور اس شریعت میں وہ فی نفسہ بھی حرام ہے اس لئے اب

---

[1] بخاری: التفسیر، سورۃ نوح، رقم: ۴۹۲۰

اس سے بھی زیادہ مفسدہ ہے بالخصوص اس سے اور زیادہ مفسدہ قوی ہو جاتا ہے کہ شریعت میں تصویر واجب الاہانت ہے اور ایسی تصویروں کی خود تعظیم کی جاتی ہے تو شرع کا پورا مقابلہ ہے۔

## ۵۰-متفرقات، نور وظلمت قلب

**عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "ان العبد اذا اخطا خطيئة نكتت في قلبه نكتة فاذا هو نزع واستغفر وتاب صقل قلبه، وان عاد زيد فيها حتى تعلو قلبه وهو الران الذي ذكر الله تعالىٰ". (أخرجه الترمذي وصححه[1])**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب میں ایک دھبہ پیدا ہو جاتا ہے، پھر جب وہ باز آتا ہے اور توبہ واستغفار کر لیتا ہے تو اس کا قلب صاف ہو جاتا ہے اور اگر دوبارہ پھر کرتا ہے تو اس دھبہ میں ترقی ہوتی ہے، یہاں تک کہ اس کے قلب کو محیط ہو جاتا ہے اور یہ وہی زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) فرمایا ہے۔ ﴿كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون﴾ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال بد کا زنگ چڑھ گیا ہے")

ف: اکثر بزرگوں کے کلام میں وارد ہے کہ ذکر وطاعت سے قلب نورانی ہو جاتا ہے اور غفلت ومعصیت سے قلب ظلمانی ہو جاتا ہے، اس حدیث میں اسی نور وظلمت کا ذکر ہے، پس آثار ذکر وطاعت کے انوار ہیں، اور آثار غفلت ومعصیت کے ظلمات، اور یہ نور وظلمت مثل اجسام منیرہ ومظلمہ کے حسی نہیں ہیں اور جو انوار بعض اوقات محسوس ہوتے ہیں وہ مقصود نہیں۔

## ۵۱-مسئلہ عدم انتہائے ترقی عارف

### (عارف کامل کی ترقی کا کوئی منتہیٰ نہیں)

**عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنه في قوله تعالىٰ: ﴿لتركبن طبقاً عن طبق﴾**

---

[1] ترمذي: تفسير القرآن: سورة ويل للمطففين، رقم: ۳۳۳۴ وقال: حسن صحيح، قلنا: واخرجه ابن ماجة، الزهد، ذكر الذنوب، رقم: ۴۲۴۴، جاء في رواية الترمذي "سقل" بينما جاء في رواية ابن ماجة "صقل".

قال: حالًا بعد حال قال: هذا نبيكم صلى الله عليه وسلم. (أخرجه البخاري[1])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿لتركبن طبقا عن طبق﴾ منقول ہے کہ انہوں نے اس کے یہ معنی کہے ہیں "حالاً بعد حال" اور کہا ہے کہ اس کے مخاطب تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم یکے بعد دیگرے حالات کو طے فرماویں گے)

ف: اہل طریق کے ملفوظات میں منقول ہے کہ عارف کامل کی ترقی کبھی منتہی نہیں ہوتی، یہ حدیث اپنے اطلاق الفاظ سے اس پر منطبق ہے کیوں کہ حالاً بعد حال سے نہ تثنیہ مقصود ہے اور نہ اس میں کوئی عدد اور حد مذکور ہے اس لئے احوال لاتقف عند حد اس کا مصداق ہوگا اور یہی مطلب ہے ان الفاظ مذکور کا۔

## ۵۲- تعلیم مراقبہ

عن ابی ذر رضی الله عنه قلت یا رسول الله وما كانت صحف ابراهيم وموسٰى؟ قال: "كانت عبراً كلها، عجبت لمن ايقن بالموت ثم يفرح، عجبت لمن ايقن بالنار كيف يضحك؟ عجبت لمن رأى الدنيا وتقلبها باهلها ثم يطمئن اليها، عجبت لمن ايقن بالقدر ثم ينصب، عجبت لمن ايقن بالحساب ثم لايعمل". (اخرجه رزين[2])

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں کیا مضامین تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ سب نصائح تھیں جن میں سے بعض یہ ہیں کہ میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو موت کا یقین رکھتا ہو اور پھر خوش ہوتا ہو میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں کہ دوزخ کا یقین رکھتا ہو پھر کیسے ہنستا ہے، میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو دنیا کو اور اہل دنیا کے ساتھ اس کے انقلابات کو دیکھتا ہو پھر اس میں جی لگاتا ہو میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو تقدیر کا یقین رکھتا ہو (اور جانتا ہو کہ رزق مقدر ملے گا) اور پھر (طلب رزق میں مبالغہ کے ساتھ) مشقت کرتا

---

[1] بخاری: التفسیر، سورة اذا السماء انشقت، رقم: ۴۹۴۰. [2] ذكره السيوطي في الدر المنثور، سورة الأعلى (۶/ ۵۷۱) وعزاه الى عبد بن حميد وابن مردوية وابن عساكر

ہے میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو حساب کا یقین رکھتا ہو اور پھر (نیک) عمل نہ کرتا ہو۔"

ف: کسی مضمون کو زیادہ سوچنا اور اس کو پیش نظر رکھنا یہ مراقبہ کہلاتا ہے جس کی تعلیم اہل سلوک میں معتقد ہے اور اس کے راسخ کرنے کے لئے ابتداء میں تجربہ ہے اس کی ضروریات ثابت ہوئی ہیں کہ کوئی وقت معین ومقدر کر کے اس فکر میں مشغول رہے۔

اس حدیث میں اس کی اصل موجود ہے کیوں کہ محض امور مذکورہ کے یقین پر یہ ثمرات مرتب ہونا...... بدون اس کے کہ چندے ان امور کے پیش نظر رکھنے کا قصداً اہتمام کیا جائے...... عادۃً متعسر ہے اور یہی حاصل ہے مراقبہ کا۔

## ۵۳-موجب اطمینان شدن توافق کشوف

(کسی معاملہ میں کئی لوگوں کے کشف کا یکساں ہونا باعث اطمینان ہوتا ہے)

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رجلا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اروا لیلۃ القدر فی المنام فی السبع الاواخر فقال: صلی اللہ علیہ وسلم: "اری رؤیاکم قد تواطئت فی السبع الاواخر، فمن کان متحریھا فلیتحرھا فی السبع الاواخر". (اخرجہ الثلاثۃ والترمذی[1])

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بعضوں کو خواب میں شب قدر دکھلائی گئی کہ اخیر کی سات تاریخوں میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "میں تمہارے خوابوں کو اس باب میں متوافق پاتا ہوں سو جو شخص شب قدر کو تلاش کرنا چاہے وہ اخیر کی سات تاریخوں میں تلاش کرے۔"

ف: بعض بزرگوں نے تصریح کی ہے کہ گو کشف حجت شرعیہ نہیں لیکن اگر کسی امر مسکوت عنہ فی الشرع میں بہت سے کشف متفق ومتوافق ہو جائیں تو مورث اقناع وطمانیت سمجھا جاوے گا یہ حدیث اس پر صاف دال ہے۔

---

[1] بخاری: فضل لیلۃ القدر، التماس لیلۃ القدر فی السبع الأواخر رقم: ۲۰۱۵، مسلم: الصیام، فضل لیلۃ القدر والحث علی طلبھا رقم: ۲۰۵ (۱۱۶۵) موطا: الصیام، ماجاء فی لیلۃ القدر، واما الترمذی فلم یخرج ھذہ الروایۃ بل أخرج روایۃ عائشۃ رضی اللہ عنھا نحوہ واشار الیھا فی الباب بقولہ: "وفی الباب عن عمر ......... وابن عمر".

# ۵۴-تعلیم انقطاع وسوسہ بذکر

## (ذکراللہ کے ذریعہ وسوسہ کا ختم ہونا)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "الشیطان جاثم علٰی قلب ابن ادم فاذا ذکر اللہ تعالیٰ خنس، واذا غفل وسوس". (اخرجہ البخاری تعلیقاً) (بخاری: التفسیر، سورۃ ناس نحوہ۔)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "شیطان آدمی کے قلب پر جما ہوا بیٹھا ہے جب آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے تو وہ ہٹ جاتا ہے اور جب غافل ہوتا ہے تو وسوسہ ڈالنے لگتا ہے۔"

ف: اس حدیث میں علاج ہے وسوسہ کا کثرت ذکر سے اور اس کی وجہ عقلاً بھی ظاہر ہے کیوں کہ مسئلہ عقلیہ مسلمہ ہے کہ نفس ایک آن میں دو طرف توجہ نہیں کرسکتا جب ذکر میں مشغول ہوگا ظاہر ہے کہ وساوس غیر ذکر میں منقطع ہوجاویں گے اور یہ علاج مشترک ہے اختیاریہ موثمہ وساوس اختیاریہ مباحہ و وساوس اختیاریہ میں یعنی وسوسہ معصیت کا ہو اور قصداً ہو اور اس کے مقتضاء پر عمل بھی ہو خواہ ظاہراً یا باطناً جس میں گناہ ہوتا ہے اور جو ایسا نہ ہو اور اس میں گناہ نہ ہوتا ہو گو قصداً ہو اور جو بلا قصد ہو یہ تینوں کا علاج ہے اور وساوس مباحہ میں گو ضرر معصیت نہ ہو لیکن قلب کی استعداد ردی ہوجاتی ہے جس سے معصیت کے لئے اسرع للقبول ہونے کا اندیشہ قوی ہے اور وسوسہ غیر اختیاریہ سے گو استعداد بھی خراب نہیں ہوتی لیکن کلفت اور تشویش قلب پیدا ہونے سے اندیشہ تعطل و ترک ذکر کا ہوتا ہے لہٰذا اس کا علاج بھی مصلحت ہے۔

# ۵۵-تعلیم مشروطی مشروعیت جہر بالذکر بعدم تاذی جیران

## (بآواز بلند ذکر کرنا اگر کسی کو تکلیف و پریشانی نہ ہو درست ہے)

عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: اعتکف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد، فسمعھم یجھرون بالقرآن فکشف الستر فقال: "الا ان کلکم یناجی ربہ فلا یؤذین بعضکم بعضاً ولا یرفع بعضکم علٰی بعض فی

القراءة او فی الصلوٰۃ. (اخرجه ابوداؤد[1])

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اعتکاف فرمایا اور لوگوں کو قرآن پکار کر پڑھتے ہوئے سنا' پس پردہ اٹھایا اور فرمایا کہ سن لو! تم میں ہر شخص اپنے رب سے عرض معروض کر رہا ہے (اور وہ آہستہ اور پکار کے ہر طرح سن لیتا ہے) پس ایک دوسرے کو پریشان مت کرو' یعنی قرآن پڑھنے میں یا نماز میں ایک دوسرے پر آواز مت بلند کرو۔

ف: اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی عن الجہر کو معلل فرمایا عدم ایذاء کے ساتھ اس سے دو امر مستفاد ہوئے' ایک یہ کہ ذکر جہر فی نفسہٖ مشروع ہے اور دوسرے یہ کہ اس کی مشروعیت مشروط ہے اس سے کہ کسی کو ایذاء اور تشویش نہ ہو' پس اس میں فصل ہے درمیان افراط و تفریط کے اس مسئلہ میں جو اس وقت واقع ہو رہے ہیں کہ بعضے مطلقاً جہر بالذکر کو خلاف سنت کہتے ہیں' اور بعضے اس پر اس قدر مصر ہیں گو اہل محلہ کو تکلیف ہو' نیندیں برباد ہو جاویں' نماز بھولنے لگیں' لیکن وہ اس طرف اصلاً التفات نہیں کرتے۔

اصل یہ ہے کہ عبادت مقصودہ تو نفس ذکر ہے اور جہر فی نفسہٖ عبادت نہیں' صرف اس میں بعض مصالح ہیں تاثر قلب' تقلیل خطرات ونحو ذالک' لیکن اگر کسی کو ایذاء پہنچے تو ایذاء رسانی سے جو مضرت باطنی ہوتی ہے وہ اس مصلحت سے زیادہ اشد ہے' لہٰذا اس وقت اخفاء ضروری ہے' رہا یہ کہ اگر مفاسد و مصالح دونوں قسم کے عوارض نہ ہوں تو فی نفسہٖ جہر اولیٰ ہے یا خفی' تو احادیث سے اولویت خفی کی معلوم ہوتی ہے۔

## ۵۶- مسئلہ' توسط ناقص در افاضہ برائے کامل احیاناً

## (کبھی ناقص کامل کے لئے حصول فیض کا ذریعہ بن جاتا ہے)

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: قام رجل من اللیل فقرأ القران ورفع صوته فلما اصبح قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "یرحم الله فلانا کای

[1] ابوداؤد: الصلاة، التطوع، رفع الصوت بالقراءة فی صلاة اللیل. رقم: ۱۳۳۲، سکت عنه المنذری الا أن قال: وأخرجه النسائی.

من آیۃ اذکر نیہا اللیلۃ کنت اسقطتہا. (رواہ الشیخان و ابوداؤد وھذا لفظہ[1])

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے) رات کو اٹھے اور قرآن پڑھا اور بلند آواز سے پڑھا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ فلانے شخص کا بھلا کرے کہ اس نے بعضی آیتیں رات کو مجھ کو یاد دلا دیں جن کو میں بھول گیا تھا۔''

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گاہے ناقص واسطہ فیض کامل کے لئے بن جاتا ہے' پھر یہ واسطہ بننا اگر بلا قصد ناقص کے ہے تب تو کچھ اشکال ہی نہیں جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے کیوں کہ مفیض محض حق تعالیٰ ہے اور ناقص سبب محض ہے اور اس مرتبہ میں چونکہ ہر مستفیض اپنے مفیض کے لئے واسطہ افاضہ ہے' چنانچہ جب کسی ہادی سے اس کے تابع کو ہدایت کا نفع پہنچے گا' ظاہر ہے کہ ثواب کا نفع اس مستفیض کے ذریعہ سے اس مفیض کو ملے گا اور اگر یہ واسطہ بننا بقصد ناقص کے ہے جیسا کہ مشاورت کے بعض مواقع میں روایات سے ثابت ہے تب بھی افضلیت ناقص کا شبہ نہ کرنا چاہئے کیوں کہ نبی کا افضل ہونا بمعنی زیادت قرب و کثرت ثواب عند اللہ ہے اور یہ توسط کسی امر خاص میں اس زیادت و کثرت کے منافی نہیں اور غیر نبی میں اگر اس ناقص کو اس امر خاص میں اس کامل سے بھی اکمل کہہ دیا جاوے تو کوئی اشکال نہیں اور اس امکان توسط سے فوائد صحبت صلحاء کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ شیخ بھی صحبت سے اپنے کو مستغنی نہ سمجھے بسا اوقات اس کو مریدوں سے بعض منافع باطنی پہنچ جاتے ہیں۔

## ۵۷- مسئلہ' خاصیت سماع

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اقرء علی القرآن" فقلت: اقرأ علیک وعلیک انزل؟ فقال: "انی احب ان اسمعہ من

[1] بخاری: فضائل القرآن، نسیان القرآن، وھل یقول: نسیت ایۃ کذا وکذا. رقم: ۵۰۳۷، ۵۰۳۸، مسلم: فضائل القرآن ومایتعلق بہ، الأمر بتعہد القرآن، وکراھۃ قول نسیت ایۃ کذا وجواز قول أنسیتہا، رقم: ۲۲۴ (۷۸۸) أبوداؤد: الصلاۃ، التطوع، رفع الصوت بالقرائۃ فی صلاۃ اللیل. رقم: ۱۳۳۱)

غیری" فقرأت علیه وفیه: فاذا عیناه تذرفان. (أخرجه الخمسة الا النسائی[1])

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''مجھ کو قرآن پڑھ کر سناؤ'' میں نے عرض کیا: کیا میں آپ کو پڑھ کر سناؤں حالانکہ خود آپ پر نازل ہوا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''میں یہی چاہتا ہوں کہ دوسرے سے پڑھ کر سنوں''، سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سنایا اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو چلنے لگے۔

ف: غالب امر طبعی ہے کہ کسی چیز کے خود پڑھنے سے وہ لطف نہیں حاصل ہوتا جو اس کو دوسرے کے سننے سے حاصل ہوتا ہے' اس حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے اور یہی نکتہ ہے کہ تقویت حال یا تجدید شوق و تحصیل جمعیت کے لئے' دوسرے شخص کو سماع کے لئے تجویز کیا جاتا ہے' البتہ بعض سماع کا ناجائز ہونا یہ دوسری بات ہے۔

## ف: حال' وجد

کسی حالت محمودہ غریبہ کا غلبہ اصطلاح میں وجد کہلاتا ہے، تذرفان سے اس کی اصل بھی ثابت ہوتی ہے۔

## ۵۸-مسئلہ' وجد کاملین

عن أسماء رضی الله تعالیٰ عنها قالت: ما کان احد من السلف یغشیٰ علیه' ولا یصعق عند تلاوة القرآن وانما کانوا یبکون ویقشعرون ثم تلین جلودهم وقلوبهم الیٰ ذکر الله. (أخرجه رزین[2])

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سلف (یعنی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعینؒ) میں سے تلاوت قرآن کے وقت نہ کسی پر بے ہوشی ہوتی تھی اور نہ کوئی

---

[1] بخاری: التفسیر، النساء، فکیف اذا جئنا من کل امة. الآیة رقم: ۴۵۸۲، مسلم: فضائل القرآن، فضل استماع القرآن. رقم: ۲۴۷ (۸۰۰) أبوداؤد: العلم، باب فی القصص، رقم: ۳۶۶۸، ترمذی: تفسیر القرآن، سورة النساء، رقم: ۳۰۲۴، قلنا: وأخرجه ابن ماجة، الزهد، الحزن والبکاء، رقم: ۴۱۹۴. [2] الطبقات الکبری: لابن سعد فی ترجمة أسماء بنت أبی بکر الصدیق رضی الله تعالیٰ عنهما' ۱۸۸/۸، دار الکتب العلمیة.

چیختا تھا صرف رویا کرتے تھے اوران کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے تھے پھر خدا کی یاد کی طرف ان کے پوست اور قلوب نرم ہوجاتے تھے۔

ف: وجد کی حقیقت تو اوپر بیان ہوچکی ہے اس حدیث میں کاملین کا وجود مذکور ہے اور قرآن مجید میں بھی اسی کا تذکرہ ہے اور غشی وصعق جس کو عوام وجد سمجھتے ہیں وہ وجد کی متوسط درجہ کی قسم ہے جو سلف میں کم پائی جاتی ہے جیسا کہ (ترمذی جلد ثانی ص ۶۸) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بے ہوش ہوجانا مروی ہے۔

## ۵۹- تعلیم واصلاح، منع عن الغلو فی الریاضۃ

### (ریاضت ومجاہدہ میں غلو کرنے کی ممانعت)

عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "اذا قام احدكم من الليل فاستعجم القرآن علىٰ لسانه فلم يدر مايقول فليضطجع". (اخرجه مسلم و ابوداؤد[1])

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں کوئی شخص رات کو اٹھے پھر (غلبہ نوم سے) قرآن اس کی زبان سے صاف نہ نکلے اور (نوم کے غلبہ سے) کچھ خبر نہ ہو کہ کیا زبان سے نکل رہا ہے تو اس کو لیٹ جانا چاہئے" (تاکہ نیند آنے سے طبیعت ہلکی ہوجائے اس وقت پھر پڑھنا شروع کرے)

ف: بعض لوگ تقلیل طعام یا تقلیل منام وغیرہ اسباب مجاہدہ میں بہت زیادہ غلو کرتے ہیں کہ لحوق ضرر کی طرف بھی التفات نہیں کرتے، اس حدیث میں اس کی اصلاح ہے اور راز اس میں دو ہیں: ایک یہ کہ غلو سے بعض اوقات ضرر جسمانی لاحق ہوجاتا ہے، پھر ضروری عبادت بھی نہیں ہوسکتی، دوسرے یہ کہ جب غلبہ نوم سے الفاظ صحیح نہیں نکلیں گے تو جو ثواب خاص ان الفاظ کے متعلق ہے وہ حاصل نہ ہوگا پھر نرے جاگنے سے کیا فائدہ۔

---

[1] مسلم: صلاة المسافرين، امر من نعس فى صلاته او استعجم عليه القران أو الذكر بأن يرقد أو يقعد حتى يذهب عنه ذلك. رقم: ۲۲۳ (۷۸۷) أبوداؤد: التطوع، النعاس فى الصلاة. رقم: ۱۳۱۱، قلنا: واخرجه ابن ماجة، اقامة الصلوات، المصلى اذا نعس. رقم: ۱۳۷۲.

## ۶۰- تعلیم قضاء حزب (معمولات کو دوسرے وقت میں ادا کرنا)

**عن عبدالرحمٰن بن عبد القاری قال: سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "من نام عن حزبہ من اللیل وعن شیء منہ فقراہ مابین صلوٰۃ الفجر وصلوٰۃ الظہر کتب لہ کانما قراہ من اللیل" (اخرجہ الستۃ الا البخاری)[1]**

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عبد قاری سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "جو شخص اپنے معمولی وظیفہ سے یا اس کے کسی جزء سے سو رہے (یعنی آنکھ نہ کھلنے سے ناغہ ہو جاوے) پھر اس کو فجر اور ظہر کے درمیان میں پڑھ لے تو ایسا ہی ثواب ملے گا جیسے رات ہی پڑھ لیا۔"

ف: اس حدیث میں تعلیم ہے کہ معمولات گو وہ نوافل ہوں حتی الامکان ناغہ نہ کرے اگر معین وقت پر نہ ہو دوسرے وقت پر سہی اور ناغہ کی بے برکتی اس قول میں مذکور ہے۔ **من لاورد لہ لاوارد لہ۔**

## ۶۱- مسئلہ حال شطح (شوخی)

**عن الحارث بن سوید قال: حدثنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: "اللّٰہُ افرح بتوبۃ عبدہ المؤمن من رجل نزل فی ارض دویۃ" الی قولہ "فاذا راحلتہ عندہ علیھا زادہ وشرابہ" ثم قال: "اللھم انت عبدی وانا ربک اخطا من شدۃ الفرح" (رواہ الترمذی)[2]**

---

[1] مسلم: صلاۃ المسافرین، جامع صلاۃ اللیل، رقم: (۷۴۷) ۱۴۲، ابوداؤد: التطوع، من نام عن حزبہ، رقم: ۱۳۱۳، ترمذی: الجمعۃ، ماذکر فیمن فاتہ حزبہ من اللیل فقضاہ بالنھار. وقال: حسن صحیح، نسائی: قیام اللیل وتطوع النھار، متی یقضی من نام عن حزبہ من اللیل رقم: ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، قلنا: وأخرجہ ابن ماجۃ، اقامۃ الصلوات، فیمن نام عن حزبہ من اللیل، رقم: ۱۳۴۳، موطا: جامع الصلاۃ، ماجاء فی تحزیب القرآن ص: ۷۰ تھانوی)

[2] ترمذی: صفۃ القیامۃ، استعظام المومن ذنوبہ، رقم: ۲۴۹۷ وقال: حسن صحیح، قلنا: واخرجہ مسلم نحوہ، التوبۃ، الحض علی التوبۃ والفرح بھا، رقم: ۳ (۲۷۴۴) قلنا: واخرجہ البخاری نحوہ، الدعوات، التوبۃ، رقم: ۶۳۰۸ والجزء الأخیر من الروایۃ "اللّٰھم أنت عبدی وأنا ربک الخ" لیس فی روایۃ ابن مسعود، بل جاء فی روایۃ أنس ص ماروواہ مسلم فی التوبۃ، رقم: ۲۷۴۷.

ترجمہ: حضرت حارث بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ: ''اللہ تعالیٰ اپنے ایمان والے بندے کے توبہ کرنے پر اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی چٹیل میدان میں پہنچ کر مقام کرے (اور سو کر جو اٹھے تو اپنی سواری کا اونٹ نہ پاوے اور نہایت پریشان ہو، یہاں تک کہ بعد تلاش کے مایوس ہو کر مرنے کے لئے آمادہ ہو کر اپنے مقام پر آ لیٹے اور اس میں آنکھ لگ جاوے) پھر آنکھ کھلنے کے بعد اچانک دیکھتا ہے کہ اس کی سواری کا جانور اس کے پاس کھڑا ہے اور اس پر اس کا سامان خورد و نوش موجود ہے پس (جوش و خوشی میں) اس کے منہ سے یہ نکلا کہ اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں' مارے خوشی کے بچل گیا۔''

ف: بعض اہل حال سے غلبہ حال میں ایسے کلمات صادر ہو جاتے ہیں' جو شریعت پر منطبق نہیں ہوتے' اس حدیث میں اس کا حال اس کی نظیر سے معتبر ہونا نیز اس پر مواخذہ نہ ہونا ثابت ہوتا ہے: کیوں کہ اس کے نقل کے بعد اس پر انکار نہیں فرمایا گیا۔

## ٦٢-خواب میں وبا کی شکل دکھادی گئی

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "رایت امراۃ سوداء ثائرۃ الرأس خرجت من المدینۃ حتی نزلت بمھیعۃ وھی الجحفۃ، فاولت ان وباء المدینۃ نقل الیھا". (اخرجہ البخاری والترمذی[1])

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ''میں نے ایک سیاہ فام پراگندہ بال عورت کو (خواب میں) دیکھا کہ مدینہ سے نکل کر جحفہ میں جا کر ٹھہری' سو میں نے یہ تعبیر کی کہ مدینہ کی وبا جحفہ میں چلی گئی۔''

ف: آگے آتا ہے۔

---

[1] بخاری: التعبیر، اذا رأی أنه أخرج الشیء من کوة فاسکنه موضعا اخر، رقم: ٧٠٣٨، ٧٠٣٩' ٧٠٤٠ ترمذی: الرؤیا، ماجاء فی رؤیا النبی صلی اللہ علیه وسلم فی المیزان والدلو، رقم: ٢٢٩، وقال: حسن صحیح غریب قلنا: وأخرجه ابن ماجة، تعبیر الرؤیا، باب تعبیر الرؤیا، رقم: ٣٩٢٤.

## ۶۳-مسئلہ تحقق عالم مثال (عالم مثال کا ثبوت)

عن ام العلاء الانصارية رضي الله تعالىٰ عنها قالت: لما قدم المهاجرون طار لنا عثمان بن مظعون في السكنى، فاشتكى فمرضناه حتى توفي قالت: فرايت لعثمان في المنام عينا تجرى فاخبرت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: "ذاك عمله يجرى له" (اخرجه البخاري[1])

ترجمہ: حضرت ام علاء انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ جب مہاجرین (مدینہ میں آئے) تو سکونت کے لئے ہمارے حصے میں عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے پھر وہ بیمار ہوگئے سو ہم نے ان کی تیمارداری کی، یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی وہ کہتی ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک چشمہ بہتے ہوئے دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خبر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ ان کا عمل ہے کہ اس کا ثواب جاری ہے۔"

ف: اس حدیث میں اور حدیث سابق میں اثبات ہے عالم مثال کا جس میں معنی مخصوصہ صور خاصہ میں متمثل و متشکل ہو کر ظاہر ہوتے ہیں۔

## ۶۴-مسئلہ تمنی موت (موت کی تمنا کرنا)

عن أنس رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لايتمنين احدكم الموت من ضر اصابه". الحديث. (أخرجه الخمسة[2])

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص تم میں کسی تکلیف کی وجہ سے جو کہ اس کو پہنچی ہو موت کی تمنا نہ کرے۔

ف: اکثر عشاق کے کلام میں موت کی تمنا منقول ہے، جو ظاہراً خلاف شرع معلوم ہوتا ہے لیکن اس حدیث میں "من ضر أصابه" کی قید اس شبہ مخالف کو رفع کرتی ہے یعنی نہی مقید

[1] بخاري: التعبير، العين الجارية في المنام، رقم: ۷۰۱۸۔ [2] بخاري: المرضى، تمنى المريض الموت، رقم: ۵۶۷۱، مسلم: الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، كراهة تمنى الموت لضر نزل به رقم: ۱۰ (۲۶۸۰) أبوداؤد: الجنائز، كراهية تمنى الموت، رقم: ۳۰۱۸، ترمذي: الجنائز، النهي عن التمني للموت، رقم: ۹۷۱ وقال: حسن صحيح، نسائي: الجنائز، تمنى الموت، رقم: ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، قلنا: وأخرجه ابن ماجة، الزهد، ذكر الموت والاستعداد له، رقم: ۴۲۶۵.

ہے کسی ضرر سے تنگدل ہونے کے ساتھ اور جہاں یہ قید نہ ہو یہ نہی بھی نہ ہوگی جب تک دوسری دلیل نہی کی نہ ہو اور ان حضرات کی تمنی محض شوقاً الی لقاء اللہ ہوتی ہے لہٰذا خلاف شرع نہ ہوگی اور یہ ایک حال ہے جو آثار بسط سے ہے اور بعض پر ہیبت کا غلبہ ہوتا ہے وہ مانع تمنا ہوتی ہے۔

## ۶۵-تعلیم وعادت' دعا للمہدی (ہدیہ دینے والے کو دعا دینا)

عن اسامة بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "من صنع الیہ معروف فقال لفاعلہ جزاک اللہ خیرا فقد ابلغ فی الثناء" (اخرجہ الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "جس شخص کے ساتھ کوئی احسان کیا جائے اور وہ اس کے کرنے والے کو کہے "جزاک اللہ خیراً" یعنی اللہ تعالیٰ تجھ کو نیک عوض دے تو اس نے (اس کی) ثناء (ودعا) کا پورا حق ادا کر دیا۔"

ف: اس میں تعلیم ہے اور بعونہ تعالیٰ صلحاء ومشائخ کی عادت بھی ہے کہ جو شخص ان کی خدمت قلیل یا کثیر سے کرتا ہے اس کی بہت قدر کرتے ہیں اور اظہار خوشی کے ساتھ ہدیہ دینے والے کو دعا دیتے ہیں اس میں علاوہ برکت وفضیلت نفس اتباع سنت کے محسن کی تطییب قلب بھی ہے' جو استقلالاً بھی طاعت ہے' پس بے قدری اور نخوت کرنا جیسا کہ بعض بدعیین یا ناقصین کی عادت ہے سخت مذموم بات ہے اور ایک گونہ ناشکری ہے۔ فقط۔

## ۶۶-عادت' عزلت (گوشہ نشینی)

عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس افضل؟ قال: "مومن مجاھد بنفسہ ومالہ فی سبیل اللہ" قیل: ثم من؟ قال: "رجل فی شعب من الشعاب یتقی اللہ ویدع الناس من شرہ". (اخرجہ الخمسۃ[2])

---

[1] ترمذی: البر والصلۃ' الثناء بالمعروف رقم: ۲۰۳۵ وقال: حسن جید غریب)

[2] بخاری: الجھاد والسیر، افضل الناس مؤمن مجاھد بنفسہ ومالہ فی سبیل اللہ، رقم: ۲۷۸۶، مسلم: الامارۃ، فضل الجھاد والرباط، رقم: ۱۲۲ (۱۸۸۸) ابوداؤد: الجھاد، ثواب الجھاد، رقم: ۲۴۸۵، ترمذی: فضائل الجھاد، ای الناس افضل، رقم: ۱۶۶۰ وقال: حسن صحیح، نسائی: الجھاد، فضل من یجاھد فی سبیل اللہ بنفسہ ومالہ رقم: ۳۱۰۷، قلنا: واخرجہ ابن ماجۃ، الفتن، باب العزلۃ، رقم: ۳۹۷۸.

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے) سوال کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سب سے افضل کون شخص ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مومن اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو'' سوال کیا گیا کہ پھر کون شخص افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص (پہاڑ) کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں رہتا ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور خلق کو اپنے شر سے فارغ کر رکھا ہو۔''

ف: اکثر اہل اللہ کی عادت رہی ہے کہ خلق اللہ سے اختلاط کم کر رکھا ہے اور گوشہ نشین رہے ہیں' اس حدیث سے اس کی اجازت اور ایک درجہ میں افضلیت ثابت ہوتی ہے اور حدیث میں اس کے محل کی طرف بھی اشارہ ہے' کہ جب اختلاط میں احتمال ایصال شر الی الخلق کا ہو اور اسی پر قیاس کیا جائے گا وصول شر من الخلق کو' اور نیز حدیث مذکور ہی میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جس شخص سے خیر و نفع عام زیادہ متوقع ہو اس کے لئے اختلاط افضل ہے' کیوں کہ مومن مجاہد کو صاحب عزلت سے افضل فرمایا اور یہی خلاصہ ہے تحقیق کا مسئلہ مبحوث عنہا میں' کہ جس شخص سے مسلمانوں کو نفع پہنچتا ہو اس کے لئے جلوت بہتر ہے اور جس سے نفع متعلق نہ ہو اور جلوت میں احتمال اضرار یا تضرر کا ہو اس کے لئے خلوت بہتر ہے۔

## ٦٧- حال' کرامت

**عن شداد بن الهاد: ان رجلا من الاعراب جاء فامن بالنبی صلی اللہ علیه وسلم الی قوله ولکنی اتبعتک علی ان ارمی الی ههنا۔ واشار بیده الی حلقه۔ بسهم فاموت فادخل الجنة، فقال: "ان تصدق اللہ یصدقک" فلبثوا قلیلا ثم نهضوا فی قتال العدو فاتی به النبی صلی اللہ علیه وسلم محمولا قد اصابه سهم حیث اشار' فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم: "اهو هو؟" قالوا: نعم. قال: "صدق اللہ فصدقه" ثم کفن فی جبة النبی صلی اللہ علیه وسلم. الحدیث (اخرجه النسائی[1])**

ترجمہ: حضرت شداد بن الہاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص دیہاتی حاضر ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا' اور اسی حدیث میں یہ ہے کہ اس شخص نے عرض کیا کہ میں نے اس امید پر آپ کا اتباع کیا ہے کہ (جہاد میں) میری اس جگہ یعنی حلق میں

[1] نسائی: الجنائز' الصلاۃ علی الشهداء، رقم: ١٩٥٥.

تیر لگ جاوے اور میں مرجاؤں اور جنت میں چلا جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اگر تو اللہ کے ساتھ (اپنی نیت میں) سچا ہے تو خدا تعالیٰ تجھ کو (اس امید میں) سچا کردے گا'' غرض تھوڑی ہی مدت گزری تھی پھر ایک جہاد کے لئے لوگ تیار ہو گئے (اور وہ شخص بھی چلا) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کی لاش اٹھا کر لائی گئی اور اس کے خاص حلق ہی میں تیر لگا تھا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا یہ وہی شخص ہے''؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں وہی شخص ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ اللہ کے ساتھ سچا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو سچا کر دیا'' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک میں اس کو کفن دیا گیا۔''

ف: اس حدیث میں اثبات ہے حال کرامت کا چنانچہ یہ واقعہ اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک گونہ کرامت ہے۔

## ف: رسمِ تبرک فی الکفن

قمیص مبارک میں اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کفنایا جانا اصل ہے اس رسم کی جو محبان قوم میں مستعمل ہے کہ بزرگوں کے البسہ وغیرہا سے برکت حیوۃ و مماۃ حاصل کرتے ہیں۔

## ۶۸-رسمِ بیعت غائبانہ

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام یعنی یوم بدر فقال: "ان عثمان انطلق فی حاجۃ اللہ وحاجۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی ابایع لہ". (اخرجہ ابو داؤد[1])

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر میں کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ: ''عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام میں گئے ہوئے ہیں ان کے لئے میں بیعت کرتا ہوں۔''

ف: بزرگوں میں یہ رسم شائع ہے کہ اگر طالب بدون حاضری خدمت شیخ کے

---

[1] ابوداؤد: الجهاد' من جاء بعد الغنيمة لاسهم له. رقم: ۲۷۲۶، وقال المنذری: قال بعضهم: هذا خاص لعثمان رضی الله تعالیٰ عنه لانه كان يمرض ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو معنى قوله: حاجة الله ولرسوله، يريد بذلك حاجة عثمان فی حق الله وحق رسول الله، كقوله سبحانه: ان رسولكم الذی ارسل اليكم لمجنون، وانما هو رسول الله اليهم.

درخواست بیعت کی کرے تو غائبانہ اس کی بیعت قبول کر لیتے ہیں یہ حدیث بیعت غائبانہ میں صریح ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر نہ تھے مگر ان کی رضا و رغبت کی وجہ سے ان کو بیعت فرمالیا اور گو یہ بیعت قتال کی تھی لیکن اقسام بیعت میں اس امر میں فرق کا کوئی قائل نہیں اور یہ غائب ہونا بوجہ علالت مزاج صاحب زادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بضرورت ان کی تیمارداری کے تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

## ۶۹- اصلاح' عدم کفایت صحبت شیخ مع فساد عمل

### (بدعملی کے وبال سے بچنے کے لئے شیخ کی صحبت کافی نہیں)

عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان علی ثقل النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل یقال لہ کرکرۃ، فمات فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ھو فی النار" فذھبوا ینظرون الیہ فوجدوا عباءۃ قد غلھا. (اخرجہ البخاری[1])

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسباب پر ایک شخص کرکرہ نام کا متعین تھا وہ مر گیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "وہ دوزخ میں ہے" لوگ اس کو دیکھنے چلے (کہ دیکھیں اس میں کونسی بات دوزخی ہونے کی ہے) سو (اس کے اسباب میں) ایک کملی ملی جس کو اس نے (مال غنیمت سے) چرالیا تھا۔

ف: اکثر رسم پرست درویش اس پر نازاں ہوتے ہیں کہ ہم کو فلاں بزرگ سے انتساب ہے اور اس کے بھروسے اعمال کی پروا نہیں کرتے' اس حدیث سے ان لوگوں کی غلطی صاف معلوم ہوتی ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے زیادہ کس کی صحبت بابرکت ہوگی مگر اس پر بھی فساد عمل کا خمیازہ اس کو بھگتنا پڑا' سو دوسرا انتساب تو اس سے بدرجہا کم ہے۔

## ۷۰- عادت' ترک مباحثہ

عن أبی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "من ترک المراء وھو مبطل بنی لہ بیت فی ربض الجنۃ، ومن ترکہ وھو محق

---

[1] بخاری: الجھاد القلیل من الغلول، رقم: ۳۰۷۴.

بنی له فی وسطها، ومن حسن خلقه بنی له فی اعلاه". (اخرجه الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جو شخص ناحق پر ہو اور بحث ومباحثہ چھوڑ دے (اور حق کو قبول کرے) اس کے لئے جنت کے کنارے پر ایک گھر بنایا جائے گا اور جو شخص حق پر ہو اور پھر بھی بحث و مباحثہ کو چھوڑ دے اس کے لئے جنت کے درمیان میں ایک گھر بنایا جائے گا (جو کہ کنارہ جنت سے افضل ہے) اور جس کے اخلاق اچھے ہوں گے اس کے لئے اعلیٰ جنت میں گھر بنایا جائے گا۔'' (جو کہ وسط جنت سے افضل ہی ہے)

ف: اکثر بزرگوں کو دیکھا گیا ہے کہ مکالمات ومخاطبات میں جب کوئی ان سے الجھتا ہے باوجود اپنے حق پر ہونے کے طرح دے کر سکوت فرماتے ہیں جس میں وہی مصلحت ہوتی ہے جس کی طرف اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے اس حدیث سے اس کا ناپسندیدہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

## ۷۱- حقائق تکلم جمادات

### (جمادات یعنی پتھر ودرخت وغیرہ کا بولنا)

عن سهل بن سعد رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : "مامن مسلم یلبی الا لبی ما عن یمینه وشماله من حجر او شجر او مدر حتی تنقطع الارض من ههنا وههنا. (اخرجه الترمذی[2])

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مسلمان لبیک کہتا ہے اس کے داہنے اور بائیں جتنے پتھر یا درخت یا ڈھیلے ہیں سب لبیک کہتے ہیں یہاں تک کہ زمین ادھر سے بھی ادھر سے بھی ختم ہو جاتی ہے۔

---

[1] قلنا: ان الترمذی لم یخرجه عن ابی امامةؓ وانما اخرجه عن انس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه فی البر والصلة، ماجاء فی المراء، رقم: ۱۹۹۳ وقال: حسن، واخرجه ابوداؤد: الأدب، حسن الخلق، رقم: ۴۸۰۰ (سکت عنه المنذری) عن ابی امامة، واخرجه ابن ماجة: المقدمة، اجتناب البدع والجدل، رقم: ۵۱ عن انس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه .

[2] ترمذی: الحج، فضل التلبية والنحر، رقم : ۸۲۸، وقال: حدیث ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه حدیث غریب لانعرفه الا من حدیث ابن ابی فدیک عن الضحاک بن عثمان، قلنا واخرجه ابن ماجة: المناسک، باب الاحرام، رقم: ۲۹۲۱.

ف: اس حدیث کے ظاہر سے اہل کشف کے اس کشف کی تصدیق ہوتی ہے کہ جمادات بھی کسی قدر حس وشعور رکھتے ہیں اور تکلم وغیرہ ان سے صادر ہوتا ہے۔

## ۷۲-اصلاح' مبالغہ درتورع (ورع وتقویٰ میں مبالغہ کرنا)

عن نافع انه سمع اسلم مولٰی عمر رضی الله تعالٰی عنه یقول ابن عمر رضی الله تعالٰی عنه : رای عمر رضی الله تعالٰی عنه علی طلحة رضی الله تعالٰی عنه ثوبا مصبوغا وهو محرم فقال: ماهذا؟ فقال: انما هو مغرة او مدرة فقال: انكم ایها الرهط ائمة یقتدی بكم الناس، فلولا ان رجلا جاهلا رای هذا لقال ان طلحة بن عبید الله كان یلبس الثیاب المصبغة فی الاحرام فلا تلبسوا ایها الرهط من هذه الثیاب. (اخرجه المالك[۱])

ترجمہ: حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے اسلم سے جو کہ معتق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تھے سنا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کررہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن پر رنگین کپڑے حالت احرام میں دیکھے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو گیرو ہے یا مٹی ہے آپ نے فرمایا تم لوگ (دین کے) پیشوا سمجھے جاتے ہو لوگ تمہاری اقتداء کرتے ہیں' اگر کوئی جاہل آدمی اس (لباس) کو دیکھے یوں کہے کہ طلحہ بن عبیداللہ احرام میں رنگین کپڑے پہنے ہوئے تھے' سو تم لوگ ایسے رنگین کپڑے مت پہنا کرو۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ مقتدا ہیں ان کو اور عام لوگوں کی نسبت ورع وتقویٰ میں زیادہ اہتمام مناسب اور ضروری ہے اور صوفیہ کا مقتداء ہونا ظاہر ہے' پس ان کو بھی اس کی رعایت ضروری ہے آج کل اس کا عکس ہے کہ بعضے لوگ طریق تصوف میں داخل ہوکر اور آزاد ہوجاتے ہیں اور بعض کا عقیدہ ہے کہ تصوف میں شریعت کی پابندی کی ضرورت نہیں۔ نعوذ باللہ منہ۔

مطلب یہ کہ عوام علی الاطلاق رنگین کپڑوں کو جائز سمجھ جائیں گے حالانکہ احرام میں خوشبودار رنگ کے کپڑے ممنوع ہیں۔

---

[۱] موطا: الحج، لبس الثیاب المصبغة فی الاحرام: ۱۲۶.

## ۷۳- تعلیم، معذرت دررد ہدیہ

### (ہدیہ واپس کرتے وقت عذر کو ظاہر کردینا)

عن الصعب بن جثامة رضی الله تعالیٰ عنه انه اهدی الی رسول الله صلی الله علیه وسلم حمارا وحشیا وهو بالابواء او بودان فرده علیه فلما رأی ما فی وجهه قال: "انا لم نرده علیک الا انا حرم". (اخرجه الستة الاابادائود)[1]

ترجمہ: حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایک گورخر بطور ہدیہ کے بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ابواء یا ودان میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واپس فرمادیا، جب ان کے چہرے پر آثار رنج کے دیکھے فرمایا کہ "ہم نے اور کسی وجہ سے اس کو واپس نہیں کیا مگر صرف بات یہ ہے کہ ہم احرام کی حالت میں ہیں۔"

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی عذر صحیح سے کسی کا ہدیہ واپس کیا جائے تو اس عذر کو ظاہر بھی کردیا جائے تاکہ کسرِ خاطر یعنی دل شکنی نہ ہو، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کا عذر فرمایا جس کی دو توجیہ ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ وہ گورخر زندہ تھا سو اس کا محرم کو قبول کرنا مطلقاً جائز نہیں، دوسری اگر وہ زندہ نہ ہو تو آپ کو شبہ ہوگا کہ شاید ہمارے لئے شکار کیا گیا ہو اور اس صورت میں شافعیہ کے نزدیک تو قبول کرنا جائز ہی نہیں اور حنفیہ کے نزدیک گو جائز ہے مگر تورع عدم قبول میں ہے۔

## ۷۴- متفرقات، جواز زیادت فی الاذکار

### (اوراد ماثورہ میں بعض اوقات میں اضافہ کی گنجائش ہے)

عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم

---

[1] بخاری: جزاء الصید، اذا أهدی للمحرم حماراً وحشیاً حیا لم یقبل، رقم: ۱۸۲۵، مسلم: الحج، تحریم الصید الماکول البری، رقم: ۵۰ (۱۱۹۳) ترمذی: الحج، کراهیة لحم الصید للمحرم. رقم: ۸۴۹ وقال: حسن صحیح، نسائی: المناسک، مالایجوز للمحرم اکله من الصید، رقم: ۲۸۲۱، موطا: الحج، مالا یجوز للمحرم اکله من الصید: ۱۳۷ (مکتبه تهانوی) قلنا: وأخرجه ابن ماجة: المناسک، ماینهی عنه المحرم من الصید، رقم: ۳۰۹۰.

یهل ملبدا الی قوله ولا یزید علی هذه الکلمات. زاد فی روایة عن عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنه یقول بعد هذه الکلمات: لبیک، اللهم لبیک، لبیک، وسعدیک، والخیر فی یدیک، والرغباء الیک والعمل. وفی روایة ابی داؤد قال: والناس یزیدون ذاالمعارج ونحوه من الکلام والنبی صلی الله علیه وسلم یسمع ولا یقول شیئاً۔[1]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک میں کلمات مخصوصہ سے زائد نہ فرماتے تھے مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک والرغباء الیک والعمل" اور بڑھا دیتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ بعضے لوگ "ذی المعارج" وغیرہ الفاظ بڑھا دیتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سن کر کچھ نہ فرماتے تھے۔

ف: بعضے متشددین حضرات صوفیہ پر بعضے اذکار واوراد کے ایجاد پر اعتراض بدعت کا کرتے ہیں، اس حدیث سے اس ایجاد کا جواز ثابت ہوتا ہے کیوں کہ لبیک منقول پر جس قدر زیادت تھی وہ ایجاد ہی کی فرد ہے اور مرجح اس ایجاد جائز کا غلبہ ہے کسی حال کا یا قصد تحصیل ہے کسی حال کا: البتہ بدعت وہ ایجاد ہے جو جزو دین بنا دیا جائے گو فی نفسہٖ وہ عمل مباح ہی کیوں نہ ہو اور اگر فی نفسہٖ بھی غیر مباح ہو تو اور بھی اشنع واقبح ہے۔

## ۷۵- اصلاح، عدم اختیاریت وعدم دوام کشف

### (کشف نہ تو فعل اختیاری ہے اور نہ دائمی ہے)

عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه فی حدیث طویل فقال صلی الله علیه وسلم: "لو استقبلت من امری ما استدبرت ما اهتدیت". (أخرجه الخمسة الا

[1] بخاری: اللباس، التلبید، رقم: ۵۹۱۵، مسلم: الحج، التلبیة وصفتها ووقتها. رقم: ۱۹ (۱۱۸۴) أبوداؤد: المناسک، کیف التلبیة، رقم: ۱۸۱۲، ترمذی: الحج، ماجاء فی التلبیة، رقم: ۸۲۶، نسائی: المناسک، کیف التلبیة، رقم: ۲۷۵۱، ابن ماجة: المناسک، کیف التلبیة، رقم: ۲۹۱۸، وفی روایة ابی داؤد قال: والناس یزیدون ذا المعارج ونحوه من الکلام أبوداؤد، المناسک، کیف التلبیة، رقم: ۱۸۱۳، عن جابر بن عبدالله رضی الله تعالیٰ عنه . وسکت عنه المنذری.

الترمذی وھذا لفظ الشیخین[1]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع میں جب کہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم احرام کھولنے میں اس بناء پر متردد ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ ہدی کے احرام نہ کھولا تھا) ارشاد فرمایا کہ: ''جو بات پیچھے سے میری سمجھ میں آئی اگر پہلے سے میری سمجھ میں آتی تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا۔'' (جو کہ مانع ہو گیا احرام کھولنے سے)

ف: بعض اہل غلو کا اعتقاد ہے کہ کشف بزرگوں کا اختیاری فعل ہے جب چاہیں جس واقعہ کو چاہیں معلوم کر لیتے ہیں' بعضے سمجھتے ہیں کہ بزرگوں کو ہر وقت ہر واقعہ معلوم رہتا ہے اس واقعہ سے ان دونوں خیالوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد کی مصلحت اول سے منکشف نہیں ہوئی' اور یہ کوئی نقص نہیں ہے ایسے اعتقاد والوں کو اپنی اصلاح کرنا چاہئے۔

## ۷۶- اصلاح' عدم تعظیم تصویر بزرگان

### (بزرگوں کی تصاویر کی تعظیم درست نہیں)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی ان یدخل البیت وفیہ الألھۃ، فامر بھا فاخرجت واخرجوا صورۃ ابراھیم واسمٰعیل علیھما السلام فی ایدیھما الازلام، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : "قاتلھم اللہ، ام واللہ لقد علموا انھما لم یستقسما بھا قط" فدخل البیت فکبر فی نواحیہ. (اخرجہ البخاری)[2]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت ہے کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ میں) تشریف لائے تو خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے جانا گوارا نہ کیا: کیوں کہ اس کے اندر (مشرکین کے رکھے ہوئے) بہت سے بت تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی

---

[1] بخاری: الحج، تقضی الحائض المناسک کلھا الا الطواف بالبیت. رقم: ۱۶۵۱) مسلم: الحج، بیان وجوہ الاحرام، رقم: ۱۴۱ (۱۲۱۶) ابوداؤد: المناسک، افراد الحج، رقم: ۱۷۸۹، نسائی: المناسک، الکراھیۃ فی الثیاب المصبغۃ للمحرم. رقم: ۲۷۱۳) قلنا: واخرجہ ابن ماجۃ: المناسک' حجۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، رقم: ۳۰۷۴.

[2] بخاری: الحج، من کبر فی نواحی الکعبۃ، رقم: ۱۶۰۱.

نسبت حکم فرمایا وہ سب باہر کردیئے گئے اور ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام کی تصاویر کو بھی باہر لائے ان دونوں (تصویروں) کے ہاتھ میں قمار کے تیر تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خدا ان (مشرکین) کو غارت کرے واللہ ان کو خوب معلوم ہے کہ ان دونوں حضرات نے کبھی ان تیروں سے قمار نہیں کھیلا'' (اور پھر بھی ان کے ہاتھ میں تیر دے دیئے) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانۂ کعبہ میں داخل ہوئے اور سب گوشوں میں اللہ اکبر اللہ اکبر فرمایا۔

ف: بعض اہل غلو بزرگوں کی تصویروں کی تعظیم کیا کرتے ہیں اور ان کو متبرک سمجھتے ہیں اس حدیث سے اس عقیدہ وعمل کا بالکلیہ قلع وقمع ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خانۂ کعبہ کے اندر تشریف لے جانے سے دونوں پیغمبروں کی تصویروں کی موجودگی کا مانع ہونا واضح دلیل اس مدعا کی ہے، اور یہی حال ہے نقلی اور مصنوعی قبور کا جو کسی کے نامزد ہوں، غرض یہ کہ جو چیز خود غیر مشروع ہو کسی مقبول کے ساتھ نامزد ہونے سے وہ مشروع ومعظم نہیں ہو جاتی فقط۔

## ۷۷۔ تعلیم وعادت، خلو حجرہ عن المتاع

### (عبادت والے کمرہ میں غیر ضروری سامان کا نہ ہونا)

**عن الاسلمية رضى الله تعالىٰ عنها قالت: قلت لعثمان بن طلحة رضى الله تعالىٰ عنه : ما قال لک رسول الله صلى الله عليه وسلم حين دعاک؟ قال: قال: "انى نسيت ان آمرک ان تخمر القرنين فانه ليس ينبغى ان يكون فى البيت شىء يشغل المصلى". (أخرجه أبوداؤد[1])**

ترجمہ: حضرت اسلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کلید بردار کعبہ شریفہ) سے پوچھا تھا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ فرمایا تھا کہ: ''میں تم سے یہ کہنا بھول گیا تھا کہ تم دونوں سینگوں کو (جو کعبہ کے اندر اس دنبہ کے لگ رہے تھے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں ذبح کیا گیا تھا) ڈھانک دینا کیوں کہ بیت اللہ کے اندر کسی ایسی شئے

[1] أبوداؤد: المناسک، دخول الكعبة، رقم: ۲۰۳۰، وقال المنذرى: وقد اختلف فى هذا الحديث، فروى كما سقناه، وروى عن منصور عن خالد مسافع عن صفية بنت شيبة عن امرأة من بنى سليم، وروى عنه عن خاله عن امرأة من بنى سليم، ولم يذكر: او. (تلخيص المنذرى ۲/۱۲۵).

کا رہنا اچھا نہیں جس سے نماز پڑھنے والے کا دل بٹے'' (سوکھلا رہنے سے دل بٹے گا اور ڈھانک دینے سے ادھر خیال نہ جائے گا)

ف: اہل طریق کا ارشاد ہے کہ جو حجرہ خلوت وعبادت کے لئے ہو اس میں بجز ایک چٹائی کے جس پر بیٹھے گا کوئی متاع نہ ہونا چاہئے تا کہ ذکر کے وقت قلب اس طرف مشغول نہ ہو یہ حدیث اس کی اصل صریح ہے۔

## ۷۸-اصلاح، بطلان رسم مخترعہ مجاورین

### (خدام ومجاورین کی ایجاد کردہ رسم کا ابطال)

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت: كانت قريش ومن دان دينها وهم الحمس يقفون بالمزدلفة ويقولون: نحن قطين الله فلا نخرج من حرمه. (أخرجه رزين)[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ قریش اور بھی جو لوگ ان کے طریقے پر تھے اور یہ سب حُمس کہلاتے تھے (عرفہ کے دن جب کہ سب عرفات میں جاتے تھے یہ لوگ) مزدلفہ میں ٹھہرے رہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے خواص ہیں اس لئے ہم اس کے حرم سے باہر نہیں جاتے (اور عرفات حرم سے باہر اور مزدلفہ داخل ہے)

ف: ان لوگوں کو یہ ناز اور دعویٰ اختصاص اس بناء پر تھا کہ یہ لوگ بیت اللہ کے خدام و مجاور تھے قرآن شریف نے ان کی رسم کا ابطال فرمایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ قبور اولیاء کے مجاورین نے بھی جو رسمیں خلاف شرع اپنے پیرزادگان کے اختصاص کے اظہار کے لئے تراش رکھی ہیں سب باطل ہیں۔

## ۷۹-عادت عطائے تبرک مریدرا (مرید کو کوئی چیز بطور تبرک دینا)

عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنه ان النبی صلی اللہ علیه وسلم اتی الجمرة فرماها الی قوله قال لابی طلحة: "اقسمه بين الناس". (أخرجه الخمسة الا النسائی)[2]

---

[1] ترمذی: الحج، الوقوف بعرفات والدعا فيها، رقم: ۸۸۴ وقال: حسن صحيح۔

[2] بخاری: الوضوء، الماء الذی يغسل به شعر الانسان، رقم: ۱۷۱، مسلم: الحج، السنة يوم النحر أن يرمی ثم ينحر لم يحلق الخ. رقم: ۳۲۶ (۱۳۰۵) ابوداؤد: المناسک، الحلق والتقصير، رقم: ۱۹۸۱، ترمذی: الحج، بای جانب الرأس يبدأ فی الحلق، رقم: ۹۱۲ وقال: حسن صحيح۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع میں) جمرہ کے پاس (منیٰ کے دن) تشریف لائے اوران پر کنکریاں ماریں اور (سر مبارک منڈوا کر) ابوطلحہ سے فرمایا: ''یہ بال لوگوں میں (تبرکا) تقسیم کردو۔''

ف: اکثر مشائخ کا معمول ہے کہ جس مرید میں رغبت صادق پاتے ہیں یا کسی کی استعداد دیکھتے ہیں کہ وہ ان کی کسی خاص چیز کو برکت ومحبت کی نظر سے لینے کی تمنا کرتا ہے اس کو ایسی چیز تبرکا دے دیتے ہیں' یہ حدیث اس کی اصل ہے اوراس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حضرات اپنے کو بابرکت سمجھتے ہیں بلکہ مقصود دوسرے کا تطییب قلب ہوتا ہے جو بناء برحسن ظن اس کا مستدعی ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں اس اشکال وجواب کی گنجائش ہی نہیں کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات وفضائل قطعیات سے ثابت ہیں جن پر اعتقاد لانے کے آپ بھی مامور ہیں۔

## ۸۰-مسئلہ' عفو از اہل سکر (مغلوب الحال کا معذور ہونا)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: اتی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمجنونۃ قدزنت وفیہ قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: یا امیر المؤمنین لقد علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "رفع القلم عن ثلثۃ: عن الصبی حتی یبلغ، وعن النائم حتی یستیقظ، وعن المعتوہ حتی یبرأ" وان ھذہ معتوۃ بنی فلان، لعل الذی اتاھا اتاھا وھی فی بلائھا فخلی سبیلھا. (اخرجہ ابوداؤد[1])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک مجنون عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا اوراس میں یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے امیر المومنین! آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''تین شخص مرفوع القلم ہیں: ایک نابالغ جب تک بالغ نہ ہو' دوسرے سوتا ہوا جب تک جاگ نہ اٹھے' تیسرے مختل الحواس جب تک صحت یاب نہ ہو'' اور یہ فلاں قبیلہ کی مختل الحواس عورت ہے ممکن ہے جس وقت اس نے اس سے صحبت کی ہو یہ

[1] ابوداؤد: الحدود' المجنون یسرق او یصیب حدا رقم: ۴۴۰۲، قال المنذری: اخرجہ النسائی وفی اسنادہ عطاء بن السائب وھو ثقۃ.

اپنے اس مرض میں مبتلا ہو غرض اس کو رہا کر دیا۔

ف: عقل کا مغلوب ہو جانا جیسا کبھی احوال جسمانیہ سے ہوتا ہے ایسے ہی کبھی احوال نفسانیہ سے بھی ہوتا ہے اور یہ اطباء کے نزدیک بھی ثابت و مسلم ہے منجملہ احوال نفسانیہ کے وہ احوال بھی ہیں جن سے سکر کا غلبہ ہوتا ہے اور عقل مغلوب ہو جاتی ہے سو جس طرح مجنون و معتوہ شرعاً معذور ہے اسی طرح صاحب سکر و مغلوب الحال بھی اپنے اقوال شطحیہ اور اپنے افعال ترک واجب یا ارتکاب محرم میں معذور ہے اور یہ سکر بعض اوقات دوسرے کو محسوس نہیں ہوتا جس طرح جنون وعتہ بعض اوقات دوسرے کو محسوس نہیں ہوتا جس سے اشتباہ ہوتا ہے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اشتباہ ہو گیا تھا' جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے زائل ہوا۔

اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص میں قرائن سے معذور ہونے کا احتمال بھی ہو اس حالت کو معذوری ہی پر محمول کرنا بہتر ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے، "لعل الذی أتاھا" الخ کہ لعل موضوع ہے احتمال کے لئے اور قرینہ یہاں اس عورت کا اکثر احوال میں معتوہ ہونا تھا اور جن حضرات کے کلام میں تاویل عذر کی جائے ان میں ایک قرینہ منقول ہونا ان کے سکر کا ہے اور ایک قرینہ منقول ہونا ان کے فضائل و کمالات و اتباع سنت کا غالب احوال میں ہے جو مضطر کرے گا تاویل کی طرف ورنہ جس کا غالب حال فسق و معصیت و ابتداع و بطالت ہو وہاں کوئی حاجت تاویل کی نہ ہوگی کیوں کہ احتمال غیر ناشی عن دلیل معتبر نہیں ورنہ انکار و احتساب و سیاست کا باب ہی مسدود ہو جائے گا وہو باطل۔

## ۸۱- اصلاح، ترجیح باطن امر شیخ برظاہر امر شیخ

### (شیخ کے حکم ظاہری پر حکم باطنی کو ترجیح دینا)

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رجلا کان یتھم بام ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ : "اذھب فاضرب عنقہ" فاتاہ علی فاذا ھو فی رکی یتبرد فقال لہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ : اخرج، فناولہ یدہ فاخرجہ، فاذا ھو مجبوب لیس لہ ذکر، فکف عنہ واخبر بہ النبی صلی اللہ

علیه وسلم فحسن فعله. زاد فی روایة: وقال: "الشاهد یریٰ مالا یریٰ الغائب". (اخرجه مسلم[1])

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد (یعنی کنیز صاحب اولاد از مولیٰ) کے ساتھ لوگ متہم کرتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ: "جاؤ اس کی گردن مارو" (مطلب یہ تھا کہ باقاعدہ تحقیق کرکے باضابطہ سزا دو) چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس پہنچے وہ ایک کنویں میں (جو بطور باولی کے تھا) ٹھنڈک کے لئے غسل کر رہا تھا، آپ نے اس سے فرمایا باہر نکل اس نے اپنا ہاتھ آپ کو دے دیا آپ نے اس کو باہر نکالا اچانک جو اس پر نظر پڑی تو وہ مقطوع الذکر تھا آپ اس کی سزا سے رک گئے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کو خبر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس فعل کی تحسین فرمائی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "سامنے والا ایسی چیز کو دیکھ سکتا ہے جس کو دور والا نہیں دیکھ سکتا۔"

ف: اس مقام پر حکم نبوی ظاہراً مطلق تھا جس کا مقتضا یہ تھا کہ جاتے ہی اس پر سزا جاری کر دیتے اور جس میں پس و پیش اور توقف کرنا ظاہراً حکم نبویؐ کی مخالفت معلوم ہوتی ہے، چنانچہ جو لوگ ظاہر پرستی سے شیخ کی اطاعت میں غلو کرتے ہیں اور وہ اطاعت میں حقیقت امر کو اصلاً نہیں دیکھتے حتیٰ کہ شریعت کے وفاق و خلاف سے بھی بحث نہیں کرتے اور محققین مریدین کو ایسے مواقع میں شیخ کا مخالف سمجھتے ہیں جیسا کہ حضرت سلطان نظام الدین اولیاءؒ کے اتباع میں حضرت مولانا نصیر الدینؒ کو اور حضرت مولانا شاہ امداد اللہ صاحبؒ کے اتباع میں حضرت مولانا رشید صاحبؒ کو عوام الناس کہا کرتے تھے: مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تحسین فعل سے صاف واضح ہوگیا کہ ایسے اطلاقات حقیقت میں مقید ہوا کرتے ہیں انطباق علی القواعد الشرعیۃ کے ساتھ، جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں یہ تقید ضروری ہے اور یہ تقید بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حکم ہے

[1] مسلم: التوبة، برائة حرم النبی صلی الله علیه وسلم من الریبة عن أنس رضی الله تعالیٰ عنه رقم: ۵۹ (۲۷۷۱) وفی روایة قال: الشاهد یری مالایری الغائب وهی فی مسند أحمد. (۸۳/۱) عن علی بن أبی طالب رضی الله تعالیٰ عنه.

سو در حقیقت یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اطاعت ہے تو دوسرے شیوخ جو کہ معصوم عن الخطا بھی نہیں ان کے احکام تو کیوں کر مقید بقید مذکور نہ ہوں گے اور چوں کہ کاملین قاطبۃً اطاعت شرع کا ارشاد فرماتے ہیں سو ایسے اوامر میں علی الاطلاق اطاعت نہ کرنا گو صورۃً ان کی مخالفت ہے مگر معناً ان کی موافقت و مطاوعت ہے۔

غرض اہل صورت ظاہر امر شیخ کو ترجیح دیتے ہیں جو کہ ضلالت ہے ہاں کوئی مغلوب الحال اور معذور ہو وہ مستثنیٰ ہے اور اہل معنی باطن امر شیخ کو ترجیح دیتے ہیں جو کہ ہدایت ہے، اس غلطی میں بہت لوگ مبتلا ہیں، ان کو حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کے قصہ سے اشتباہ ہو گیا ہے لیکن وہاں حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوئی اطاعت نہیں کرائی تھی محض سکوت کے لئے فرمایا تھا سو اطاعت کا قیاس سکوت پر محض تحکم ہے پھر سکوت بھی ایسے شخص کے افعال پر تھا جس کا حق پر ہونا بارشاد حق معلوم ہو چکا تھا دوسرا اس علت میں بھی شریک نہیں ہو سکتا، البتہ مبادرت انکار میں مناسب نہیں جیسا حدیث اسی ۸۰ کے ذیل میں بیان کیا گیا لیکن جب دوسری جانب قرائن سے مظنون ہو جائے اس وقت قطع تعلق اس سے واجب ہے۔

## ۸۲- تین مرفوع القلم لوگ

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : "رفع القلم عن ثلٰثۃ: عن النائم حتی یستیقظ، وعن الصبی حتی یحتلم، وعن المجنون حتی یعقل". (أخرجہ أبوداؤد والترمذی وزاد أبوداؤد فی الأخری: عن الخرف)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "تین شخص مرفوع القلم ہیں، سوتا ہوا جب تک بیدار نہ ہو اور نابالغ جب تک بالغ نہ ہو اور مجنون جب تک ہوش درست نہ ہو" ابوداؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے: "اور ایک وہ شخص جس کی عقل میں بڑھاپے سے فتور آ گیا ہو۔"

[1] ابوداؤد: الحدود، المجنون یسرق أو یصیب حدا، رقم: ۴۴۰۳، قال المنذری: ھذا منقطع، أبو الضحی لم یدرک علی بن ابی طالب، قال أبوداؤد: رواہ ابن جریج عن القاسم بن یزید عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم زاد فیہ: "والخرف"، وھذا الذی ذکرہ معلقاً أخرجہ ابن ماجۃ مسندا، وھو أیضا منقطع، لأن القاسم بن یزید لم یدرک علی بن أبی طالبؓ ۵۱، ترمذی: الحدود، من لایجب علیہ الحد، رقم: ۱۴۲۳ وقال : حسن غریب من ھذا الوجہ.

ف: اس کا بیان مثل حدیث اسی ۸۰ کے ہے البتہ اس میں یہ جزو ذرا زیادہ صریح ہے کہ شریعت میں زوال عقل، جنون ہی پر منحصر نہیں بلکہ پیر فرتوت کو بھی گو بعض ہی احکام میں صحیح حکم مجنون میں ٹھہرایا ہے، پس عدم انحصار کے بعد کسی وارد قوی کا غلبہ بھی اسی حکم میں ہوگا۔

## ۸۳- مسئلہ، اعتبار حکم قلب مسلم

### (مسلم کامل کے قلب کا حکم معتبر اور جائز العمل ہے)

عن النواس بن سمعان رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: سألت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن البر والاثم، فقال: "البر حسن الخلق والاثم ماحاک فی صدرک، وکرهت ان یطلع علیه الناس)۔ (أخرجه مسلم والترمذی)[1]

ترجمہ: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "(بڑی) نیکی حسن خلق ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تم اس پر لوگوں کے مطلع ہونے کو ناگوار سمجھو۔"

ف: مراد گناہ سے حدیث میں وہ امور ہیں جن کے گناہ ہونے کی کوئی نص نہیں مگر کسی کلیہ میں اس میں گناہ ہونے کا شبہ ہوجائے تو ایسے امور کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پہچان بتلائی اور یہ پہچان اسی قلب کے اعتبار سے ہے جو سلیم ہو چنانچہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مخاطب ہونا اس کا قرینہ ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض امور غیر منصوصہ عملی میں مسلم کامل کے قلب کا حکم معتبر اور جائز العمل ہے، پس اس سے اصل اس معمول کی نکل آئی جو اکثر بزرگوں میں دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی طالب آتا ہے اگر ان کا قلب قبول کرتا ہے تو اس کو سلسلہ میں داخل کرتے ہیں ورنہ جواب دے دیتے ہیں، حالاں کہ ظاہری طور پر کوئی وجہ خاص ردوقبول کی اس شخص میں محسوس نہیں ہوتی مگر اکثر بعد تفتیش کے ان کی شہادت قلب کی صحت ثابت ہوتی ہے، اور چوں کہ شرعاً کسی کو داخل سلسلہ کرنا یا اپنی صحبت میں رکھنا واجب نہیں بلکہ

---

[1] مسلم: التوبة، تفسیر البر والاثم، رقم: ۱۴ (۲۵۵۳) ترمذی: الزهد، ماجاء فی البر الاثم، رقم: ۲۳۸۹ وقال: صحیح حسن.

دونوں شقیں مباح وجائز ہیں اس لئے اعتراض لازم نہیں آتا کہ وجدان ظنی سے کسی خاص شخص کے ساتھ کوئی خاص معاملہ کرنا کب جائز ہے جیسا کسی کو چور سمجھ لینا قرائن ظنیہ سے جائز نہیں البتہ دلیل ظنی سے کہ منحصر ہے قیاس شرعی میں مجتہد کو حکم کلی کر دینا بلا کلام جائز ہے۔

## ۸۴- عادت، دخل ندادن در معاملات

### (دنیوی معاملات میں دخل نہ دینا)

**عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : "یا ابا ذر! انی اراک ضعیفاً وانی احب لک ما احب لنفسی لاتامرن علی اثنین ولا تلین مال یتیم". (اخرجہ ابو داؤد)[1]**

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر میں تجھ کو ضعیف پاتا ہوں (کہ تعلقات کا تحمل نہیں کر سکتے) اور میں تمہارے لئے اس چیز کو پسند کرتا ہوں جس کو اپنے لئے پسند کرتا ہوں (پس جو کچھ میں کہوں گا خیر خواہی سے کہوں گا سو میں تم کو دو باتیں کہتا ہوں) کبھی دو شخصوں پر ان کے کسی معاملہ کے فیصل کرنے کے لئے حکم مت چلانا (یعنی کسی کے معاملہ کا فیصلہ مت کرنا) اور مال یتیم کے متولی (ونگراں) مت بننا۔

ف: اکثر صوفیہ کی عادت ہوتی ہے کہ دنیوی معاملات میں دخل نہیں دیتے جس پر ظاہر بین طعن کرتے ہیں کہ ان لوگوں کی ذات سے کسی کو نفع نہیں پہنچتا، اس حدیث سے اس عادت کا بوجہ صریح استحسان ثابت ہوتا ہے اور راز اس میں یہ ہے کہ نفع پہنچنا بیشک خیر ہے مگر اکثر اوقات بعض کے لئے یہ نفع پہنچنا سبب ہو جاتا ہے کسی شر میں واقع ہو جانے کا اور ظاہر ہے کہ دفع مضرت مقدم ہے جلب منفعت سے، البتہ جس شخص کی حالت بالکل قابل طمانینت ہو کہ کسی شر کا احتمال نہ ہو اس کا یہ حکم نہیں، چنانچہ حضرات شیخین کے لئے نصوص میں خلافت تجویز فرمائی گئی، "انی اراک ضعیفاً" اس طرف مشیر ہے اور چوں کہ قبل کمال

---

[1] قلنا: واخرجہ مسلم، الامارۃ، کراھۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ، رقم: ۱۷ (۱۸۲۶) ابوداؤد: الوصایا، الدخول فی الوصایا، رقم: ۲۸۶۸، قلنا: واخرجہ النسائی، الوصایا، النھی عن الولایۃ علی مال الیتیم، رقم: ۳۶۹۷.

اپنی معرفت پر وثوق کرنا خطا ہے اس لئے شیخ مربی کی رائے پر مدار کار رکھنا چاہئے۔

## ۸۵- عادت، استخلاف وسجادہ نشینی (خلیفہ اور جانشین بنانا)

**عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: اتت امراۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فکلمتہ فی شیء فامرھا ان ترجع، قالت: فان لم اجدک کانھا تعنی الموت قال "فان لم تجدینی فاتی ابابکر". (اخرجہ الشیخان والترمذی)[1]**

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کسی امر میں گفتگو کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ: "پھر آنا"، اس نے عرض کیا کہ اگر اس وقت آپ کو نہ پاؤں، مراد اس کی یہ تھی کہ اگر آپ کی وفات ہوجائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "اگر مجھ کو نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس چلی جانا۔"

ف: اکثر مشائخ کی عادت ہے کہ ابقاء فیض واجرائے سلسلہ کے لئے اپنے اتباع میں سے کسی کو اپنا خلیفہ وجانشین کردیتے ہیں واحد کو یا متعدد کو، کبھی حیات میں کبھی بقید اپنی وفات کے، مگر مقصود ان سب صورتوں کا مشترک ومتحد ہے، اس حدیث سے اس کی اصل ثابت ہوتی ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ وہ شخص اہل ہو، اور اب جو خلافت وسجادہ نشینی کا طریق متعارف ہوگیا ہے کہ کبھی شیخ کی حیات میں اور کبھی بعد وفات سلسلہ کے لوگ جمع ہوکر شیخ کے اقارب یا خدام میں سے جس کو زیادہ اختصاص دیکھا گو وہ اختصاص دنیوی ہی ہو اور گو اس میں اس کی اہلیت نہ ہو دستار بندی کردیتے ہیں یہ بالکل طریقہ کا افساد اور طالبین کی رہزنی اور عوام کی اضاعت دنیا و دین ہے۔

## ۸۷- عادت، تعظیم منتسبین بمشائخ

### (بزرگوں سے انتساب کی بناء پر تعظیم کرنا)

**عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فی حدیث طویل قالت: وکان لعلی رضی اللہ عنھم من الناس وجہ حیوۃ فاطمۃ فلما ماتت انصرفت وجوہ الناس عنہ.**

---

[1] بخاری: فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم : لو کنت متخذا خلیلا، رقم: ۳۶۵۹، مسلم: فضائل الصحابۃ، فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقم: ۱۰ (۲۳۸۶) ترمذی: المناقب، باب (قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لامرأۃ: فان لم تجدینی فاتی أبابکر رقم: ۳۶۷۶ وقال: صحیح غریب من ھـ الو -۔

(أخرجه الشيخان واللفظ لمسلم[1])

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ (بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حیات تک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجاہت لوگوں کی نظر میں زیادہ رہی، جب ان کا انتقال ہوگیا تو لوگوں کا رخ ذرا بدل گیا۔

ف: اہل طریق کی عادت طبعیہ ہے کہ بزرگوں کے منتسبین کو محض اس انتساب کی وجہ سے معظم سمجھتے ہیں اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی طبعاً پایا جاتا تھا۔

## ۸۷- مسئلہ، الہام

عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها من خطبة عمر رضي الله تعالىٰ عنه قال فيها: انا عمر ولم احرص على امركم، ولكن المتوفى اوصى الى بذلك، والله الهمه ذلك، وليس اجعل امانتي الىٰ احد ليس لها باهل ولكن اجعلها الى من تكون رغبته الى التوقير للمسلمين، اولئك احق بهم ممن سواه. (أخرجه مالك[2])

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ کا یہ مضمون منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا میں عمر ہوں اور تم پر حاکم بننے کی مجھ کو خواہش نہ تھی لیکن متوفی (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مجھ کو اس کی وصیت کی تھی، اور اللہ نے ان کے قلب میں اس کا القاء فرمایا تھا اور میں اس عہدہ کو ایسے شخص کے حوالہ نہیں کرتا جو اس کا اہل نہ ہو، البتہ ایسے شخص کے لئے تجویز کرتا ہوں جس کی رغبت اہل اسلام کی توقیر کی طرف ہو، سو یہ لوگ بہ نسبت دوسرے لوگوں کے زیادہ مستحق ہیں۔

ف: بعض اولیاء کا صاحبِ الہام ہونا منقول ہے اس سے اس کا اثبات ہوتا ہے۔

## ف: اصلاح، عدم استخلاف نا اہل

### (نا اہل کو خلیفہ بنانا درست نہیں)

بعض متصوفین محض رسم کے طور پر حفظ سلسلہ کے لئے کسی کو خلیفہ بنا دیتے ہیں اس

[1] بخاري: المغازي، غزوة خيبر، رقم: ۴۲۴۰، ۴۲۴۱) مسلم: الجهاد، قول النبي صلى الله عليه وسلم لانورث ما تركناه صدقة، رقم: ۵۲ (۱۷۵۹).

[2] مارجدناه في "الموطا" للامام مالك. وذكره ابن حبان في "كتاب الثقات" في ذكر استخلاف عمر بن الخطاب رضي الله تعالىٰ عنه

حدیث سے اس کا بطلان ہوتا ہے، اہل رسم کو اس کی اصلاح کرنا چاہئے۔

## ۸۸- عادت، مبہم گزاردن خلافت (خلافت کو مبہم رکھنا)

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث طویل عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: ان اللہ تعالیٰ یحفظ دینہ، وانی ان لا استخلف فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یستخلف، وان استخلفت فان ابابکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد استخلف. الحدیث (اخرجہ الخمسۃ الا النسائی[1])

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت خود فرمائیں گے اور میں اگر کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو (یہ بھی جائز ہے کیوں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو (صراحۃ) خلیفہ نہیں بنایا، اور اگر خلیفہ بنادوں تو (یہ بھی جائز ہے) کیوں کہ ابوبکرؓ نے (مجھ کو) خلیفہ بنایا تھا۔

ف: بعض مشائخ کی عادت ہے کہ کسی کو باتعیین خلیفہ نہیں بناتے کہ جو اہل ہوگا آپ ہی حق تعالیٰ اس سے کام لے گا، اس حدیث سے اس عادت کی اصل نکل آئی اور جاننا چاہئے کہ اہل طریقت کا قول ہے کہ خلیفہ ہونے کے لئے خلیفہ بنانے کی ضرورت نہیں: البتہ بیعت کی ضرورت ہے اور بعد بیعت کے صلاحیت واہلیت کی واہلیت صلاحیت حقیقی علامت شہادت قلب سلیم ہے اور ظاہری علامت اس زمانہ کے مشائخ مسلمین کا اس کو جائز رکھنا اور اس پر انکار نہ کرنا ہے۔

## ۸۹- رسم، تبرک بموضع متبرک دردفن

عن عمرو بن میمون الاودی فی حدیث طویل قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لعبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: انطلق الی ام المؤمنین عائشۃؓ وقل: یستاذن عمر بن الخطاب ان یدفن مع صاحبیہ الی قولہ فقالت: کنت اریدہ لنفسی ولا وثرنہ الیوم الخ. (رواہ البخاری[2])

ترجمہ: عمر بن میمون الاودی سے (قصہ شہادت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں) منقول ہے کہ (حالت

---

[1] بخاری: الأحکام، الاستخلاف، رقم: ۷۲۱۸) مسلم: الامارۃ، الاستخلاف وترکہ، رقم: ۱۲(۱۸۲۳) أبوداؤد: الخراج، والفیء والامارۃ، الخلیفۃ یستخلف، رقم: ۲۹۳۹) ترمذی: الفتن، ماجاء فی الخلافۃ، رقم: ۲۵۲۶ وقال: صحیح [2] بخاری: فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قصۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ. رقم: ۳۷۰۰.

مرض الموت میں) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ بن عمر سے فرمایا کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاؤ، اور یوں کہو کہ عمر بن الخطاب اس امر کی اجازت چاہتے ہیں کہ بعد وفات آپ کے حجرہ میں اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس دفن کیے جائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (جواب میں) فرمایا کہ یہ موقع میں نے تجویز تو اپنے لئے کر رکھا تھا مگر میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے نفس پر ترجیح دیتی ہوں۔ (اور دفن کی اجازت دیتی ہوں)

ف: بزرگوں سے بکثرت منقول ہے کہ موضع متبرک میں یا کسی صالح کے جوار میں دفن ہونے کا اہتمام و وصیت کرتے ہیں، اس روایت میں اس کی اصل صریحاً موجود ہے۔

## ف: عادت، ایثار در فضائل

اکثر اہل ادب کی یہ بھی عادت مشاہدہ کی جاتی ہے کہ فضائل کے مواقع پر تادباً اپنے بڑوں کو مقدم رکھتے ہیں، مثلاً کوئی بزرگ دوسری صف میں آ کر کھڑے ہو گئے اور پہلی صف میں کوئی ان کا معتقد و مخلص کھڑا ہے تو وہ پیچھے ہٹ کر ان کو مقدم کر دیتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایثار سے اس کا استحسان معلوم ہوتا ہے۔

اور بعض نے کہا ہے کہ قربات میں ایثار نہ چاہئے کیوں کہ یہ مستلزم ہے بے رغبتی کو قربات سے، برکات میں مضائقہ نہیں، اور فعل حضرت عائشہؓ سے برکات میں ثابت ہے نہ کہ قربات میں، علماء محققین نے اس کا جواب دیا ہے کہ اپنے سے بزرگ کا احترام کرنا یہ اس قربت سے بھی بڑھ کر قربت ہے، پس اعلیٰ درجہ کی قربت کو ادنیٰ درجہ کی قربت پر ترجیح دینا یہ بے رغبتی قربت سے نہیں، البتہ جہاں یہ دوسری قربت سے افضل نہ ہو وہاں نہ چاہئے۔

## ۹۰- اصلاح، کراہت غلاف قبور

(قبروں پر غلاف و چادر چڑھانا برا ہے)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لاتستروا الجدر". (رواہ ابوداؤد)[1]

---

[1] أبوداؤد: الوتر، باب الدعاء، رقم: ۱۴۸۵، وقال أبوداؤد: روی هذا الحديث من غير وجه عن محمد بن كعب كلها واهية، وهذا الطريق أمثلها وهو ضعيف أيضا

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ''دیواروں کو کپڑوں سے مت چھپاؤ۔''

ف: اس حدیث سے مفہوم یہ ہوتا ہے کہ قبور پر غلاف چڑھانا برا ہے کیوں کہ وہاں دیوار گیری کے برابر بھی ضرورت نہیں محض تزین وتجمل وترفع ہی مقصود ہے جس کی قبور کے لئے اجازت ثابت نہیں۔

## ۹۱- اصلاح، عدم اعتقاد تقرب در جہر بذکر

### (بآواز بلند ذکر کرنا قربت مقصودہ نہیں ہے)

**عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کنا فی سفر فجعل الناس یجھرون بالتکبیر، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : "اربعوا علیٰ انفسکم انکم لاتدعون اصم ولا غائب انکم تدعون سمیعا بصیراً وھو معکم والذی تدعونه اقرب الیٰ احدکم من عنق راحلته".** (أخرجه الخمسة الا النسائی)[1]

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے لوگ اللہ اکبر اللہ اکبر پکارنے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی جانوں پر نرمی کرو تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو، تم ایک سمیع بصیر کو پکارتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جس کو تم پکارتے ہو وہ تم سے ناقہ کی گردن سے بھی نزدیک تر ہے۔''

ف: نفس جہر تو نصوص کثیرہ سے ثابت ہے اس میں کسی کو کلام نہیں البتہ کلام جہر مفرط میں ہے، سو بعضے غالی اس کو قربت مقصودہ سمجھتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ نفع ذکر کا اسی پر موقوف ہے اور اسی وجہ سے ان کو کسی کی راحت وایذا کی بھی پرواہ نہیں ہوتی، اور بعضے متشدد اس بناء پر کہ کسی روایت میں منقول نہیں بلکہ اس حدیث میں نہی منقول ہے، چنانچہ أربعوا دال ہے کہ اس جہر میں افراط تھا اس کو مذموم و بدعت سمجھتے ہیں، مگر تحقیق یہ ہے کہ نہ قربت

---

[1] بخاری: الجهاد، مایکره من رفع الصوت فی التکبیر، رقم: ۲۹۹۲) مسلم: الذکر والدعاء، استحباب خفض الصوت بالذکر الا فی المواضع التی ورد الشرع برفع فیها کالتلبیة وعیرها، رقم: ۴۴،۴۶ (۲۷۰۴) أبوداؤد: الوتر باب فی الاستعفار، رقم: ۱۰۲۶) ترمذی: الدعوات، فضل التسبیح والتکبیر والتهلیل، رقم: ۳۴۶۱ وقال: حسن صحیح)

ہے نہ بدعت جبکہ اس کے قربت ہونے کا اعتقاد نہ کرے، بلکہ اس کو معالج سمجھے کیوں کہ اس میں تجربہ سے خاصیت دیکھی گئی ہے کہ قلب میں رقت اور خواطر میں جمعیت حاصل ہوتی ہے، پس اس بناء پر یہ مباح ہے اور مباح کی اباحت ہمیشہ مشروط ہوتی ہے رفع عوارض کے ساتھ، پس اس میں بھی قید ہوگی کہ کسی کو ایذا و تشویش نہ ہو ورنہ آبادی سے دور جانا چاہئے، اور اس حدیث میں جو نہی آئی ہے، محمول ہوگی اعتقاد قربت پر جیسا کہ تعلیل **لاتدعون أصم** الخ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے، جس کی تقریر یہ ہے کہ جہر مفرط قربت اس وقت ہوسکتا تھا کہ منادیٰ سمیع و بصیر نہ ہوتا تو اس کے اسماع کے لئے جہر مفرط ضروری تھا اور جب کہ وہ واقع میں بھی اور تمہارے اعتقاد میں بھی سمیع و بصیر ہے پھر جہر مفرط موقوف علیہ اسماع کا نہ ہوا تو قربت بھی نہ ہوگا، باقی اس سے نفی اس فائدہ معالجہ کی لازم نہیں آتی، کیوں کہ وہ مسکوت عنہ ہے، رہا یہ کہ جب وہ بھی ایک امر قابل تحصیل ہے تو مرغوب فیہ لغیرہ ہوا پھر اس کی ترغیب کیوں نہیں دی گئی، اصل یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ فائدہ بدون اس معالجہ کے حاصل تھا، اس لئے اس وقت مرغوب فیہ نہ تھا بعد میں اس کی احتیاج ہوئی۔

## ف: مسئلہ، قرب و معیت

حق تعالیٰ کا قرب و معیت اصل میں بے کیف ہے نہ اس کو قرب ذاتی کہہ سکتے ہیں نہ قرب مکانی، بعض متکلمین اس کو قرب صفاتی کہتے ہیں بمعنی قرب علمی لیکن سلف کا مسلک یہی ہے کہ صفات الٰہیہ میں تعیین نہیں کرتے بلکہ **ابھموا ما أبھم اللہ** پر عمل کرتے ہیں اور بعضے اکابر کے کلام میں جو اس قرب کی تعبیر بعنوان موہمہ للتقیید آئی ہے مقصود تقیید نہیں ہے بلکہ مقصود تشبیہ بغرض تفہیم ہے، یہ حدیث اس تعبیر کے جواز کی دلیل ہے۔ حیث قال: **من عنق راحلته**۔

## ۹۲-توجیہ، تمثیل صفات بآب و دریا

(صفاتِ باری تعالیٰ کو پانی اور دریا سے تشبیہ دینا)

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "اللھم اغسلنی من خطایای بالماء والثلج والبرد". (اخرجه الخمسة الا

الترمذی وھذا لفظ الشیخین[۱])

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعاء نبوی میں منقول ہے کہ اے اللہ مجھ کو میرے گناہوں سے پاک کر دے پانی اور برف اور اولہ سے۔

ف: بعض عرفاء کے کلام منظوم میں ذات وصفات الٰہیہ کو آب اور دریا سے تمثیل دینا وارد ہے، جیسے مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ول میں ''ز دریا موج گونا گوں برآمد'' وغیر ذالک۔ جس سے مقصود تمثیل من کل الوجوہ نہیں، تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیراً بلکہ مقصود تشبیہ بعض صفات مشترکہ میں بغرض توضیح وتفہیم ہے مثلاً جس طرح آب ودریا باوجود بساطت ووحدت کے منشاء ہوتا ہے امور متکثرہ کا اسی طرح ذات وصفات باوجود بساطت وتوحد کے منشاء ہے۔ ممکنات متکثرہ کا گو وجہ منشائیت دونوں جگہ جدا جدا ہے، اس حدیث سے اس تمثیل کا جواز ثابت ہوتا ہے، کیوں کہ ماء وثلج وبرد سے مقصود صفت رحمت ہے لجامع التطہیر اور چوں کہ ذات اور صفات میں تغائر نہیں جب صفات کی تمثیل کا جواز ثابت ہو گیا تو ذات کی تمثیل کا جواز بھی ثابت ہو گیا۔

## ۹۳-متفرقات، ادب شیخ، بذکر تلقین منامی پیش او

### (خواب میں تلقین کردہ چیز پر عمل سے پہلے شیخ پر پیش کرنا)

عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بالتسبیح وغیرہ دبر الصلوٰت قال: فلما امروا بذٰلک، رأی رجل من الانصار فی منامہ ان رجلا یقول: اجعلوھا خمسا وعشرین واجعلوا فیھا التھلیل، فلما اصبح ذکر ذٰلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: "اجعلوھا کذٰلک". (اخرجہ النسائی[۲])

---

[۱] بخاری: الدعوات، الاستعاذہ من أرذل العمر الخ عن عائشۃ رقم: ۶۳۷۵) مسلم: المساجد، مایقال بین تکبیرۃ الاحرام والقرائۃ رقم: ۱۴۷ (۵۹۸) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ) أبوداؤد: الصلاۃ، السکتۃ عند الافتتاح، رقم: ۷۸۱ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ترمذی: الدعوات، باب...... رقم: ۳۴۹۴ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا، وقال: حسن صحیح غریب، نسائی: الطھارۃ، الوضوء بالثلج، رقم: ۶۰) قلنا: واخرجہ ابن ماجۃ، الصلاۃ، افتتاح الصلاۃ. رقم: ۸۰۵

[۲] نسائی: السھو، نوع اخر من عدد التسبیح بعد التسلیم، رقم: ۱۳۵۱

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (اس حدیث میں جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمازوں کے بعد سبحان اللہ وغیرہ پڑھنے کی نسبت حکم فرمانا مذکور ہے یہ بھی مروی ہے کہ جب لوگوں کو اس کا حکم دیا گیا تو ایک انصاری نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ تم ان کلمات کو پچیس پچیس بار کرلو اور ان میں لا الٰہ الا اللہ کو بھی داخل کرلو، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یوں ہی کرلو۔"

ف: اہل طریق نے آداب شیخ میں لکھا ہے کہ اگر مرید کو کوئی چیز خواب میں تلقین کی جاوے تو بدون اس کے کہ شیخ سے ذکر کرے اس پر عمل نہ کرے، اس حدیث میں اس کی تصریح ہے اور ایسے واقعات سے مرید یہ نہ سمجھے کہ مجھ کو شیخ سے زیادہ انکشاف ہوگیا گو ایسا ہونا ممکن ہے اور اس سے کچھ افضلیت و اکملیت بھی لازم نہیں آتی مگر مرید کے لئے یہ زعم مضر ہوتا ہے، اس لئے یہ ایسا نہ سمجھے بلکہ یہ سمجھے کہ یہ بھی شیخ ہی کا فیض ہے کہ اس کی برکت سے ایسا ہوا، غرض اس فیض کا واسطہ بھی شیخ ہی کو سمجھے اور یہ بھی یقین کرے کہ اس منام یا کشف کی حقیقت کو شیخ مجھ سے زیادہ جان سکتا ہے اسی لئے اس سے ذکر کرکے اس کے امر سے تجاوز نہ کرے۔

## ۹۴- رسم، جھاڑ پھونک

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا اخذ مضجعه، نفث فی یدیه وقرأ. الحدیث (أخرجه الستة الا النسائی)[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی خواب گاہ میں تشریف لے جاتے تو اپنے ہاتھوں میں کچھ دم کرتے اور پڑھتے۔

ف: گو اہل طریق کے نزدیک یہ مقصود نہیں مگر بنظر نفع رسانی خلق جو شخص اس کی

[1] بخاری: الدعوات، التعوذ والقرائة عند المنام، رقم: ۶۳۱۹) مسلم: السلام، رقیة المریض بالمعوذات والنفث، رقم: ۵۱ (۲۱۹۲) ابوداؤد: الأدب، مایقول عند النوم، رقم: ۵۰۵۶ ابوداؤد: الطب، کیف الرقی، رقم: ۳۹۰۲) ترمذی: الدعوات، من یقرأ من القران عند المنام، رقم: ۳۴۰۲ وقال: حسن غریب صحیح، قلنا: وأخرجه ابن ماجة، الدعاء، مایدعو به اذا اوی الی فراشه، رقم: ۳۸۷۵) موطا: جامع ماجاء فی الطعام والشراب، التعوذ والرقیة فی المرض، ص: ۳۷۵، مطبع مجتبائی..

درخواست کرتا ہے اس کی دل شکنی نہیں کرتے، اس حدیث سے اس کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے نفس کے لئے بھی کچھ حرج نہیں، اور راز اس میں یہ ہے کہ اس میں ایک قسم کا افتقار وانکسار واظہار عبدیت واحتیاج ہے یا آپ نے بیان جواز کے لئے کیا ہو۔

## ۹۵-قول: امکان طی ارض (زمین کا سکڑ جانا ممکن ہے)

عن مالک فی دعائه صلی الله علیه وسلم "اللهم ازولنا الارض" الحدیث[1].

ترجمہ: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے دعاء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں منقول ہے: "اے اللہ ہمارے لئے زمین کو لپیٹ دے۔"

ف: بہت سی حکایات میں اولیاء اللہ کی یہ کرامت منقول ہے کہ زمانہ قصیر میں مسافت طویل قطع کر لی، بعض متقشفین اس کو مستبعد سمجھ کر انکار کر بیٹھتے ہیں مگر صوفیہ اور علماء محققین اس کو ممکن اور واقع کہتے ہیں اس حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے، کیوں کہ طی ارض کے مراتب مختلف ہیں) اور اس میں کسی مرتبہ کے ساتھ محدود و مقید نہیں کیا گیا نہ اور کوئی دلیل تقیید وتحدید کی ہے پس مطلق اپنے اطلاق پر باقی رہے گا اور علی الاطلاق طی ارض ممکن رہے گا۔

## ۹۶-عادت، دعاء بعد اکل للداعی
### (کھانے کے بعد میزبان کو دعا دینا)

عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه قال: صنع ابو الهیثم طعاماً، فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم واصحابه، فلما فرغوا قال: "اثیبوا اخاکم" قالوا: وما اثابته؟ قال: "ان الرجل اذا دخل بیته واکل طعامه وشرابه، فدعا له فتلک اثابته" (رواه ابو داؤد[2])

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوالہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ کھانا تیار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی دعوت

---

[1] موطا: الاستئذان، مایؤمر به من الکلام فی السفر، ص: ۳۸۴ مجتبائی، قلنا: واخرجه الترمذی، الدعوات، مایقول اذا خرج مسافرا، رقم: ۳۴۳۸ وقال: کنت لاعرف هذا الامن حدیث ابن ابی عدی [2] ابوداؤد: الأطعمة، الدعاء لرب الطعام اذا اکل عنده، رقم: ۳۸۵۳ وقال المنذری: فیه رجل مجهول، وفیه یزید بن عبدالرحمان، ابو خالد المعروف بالدالانی، وثقه غیر واحد، وتکلم فیه بعضهم.

کی، جب (کھانے سے) فارغ ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "اپنے بھائی کو (اس کا) عوض دو" صحابہؓ نے عرض کیا اس کا عوض کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جب کوئی شخص کسی کے گھر میں جاوے اور اس کا کھانا اور پانی کھاوے پیوے پھر اس کے لئے دعا کرے تو یہ اس کا عوض ہو جائے گا۔"

ف: اکثر درویشوں کی عادت ہے کہ کھانا کھا کر کھانا کھلانے والے کو دعائیں دیا کرتے ہیں، اس حدیث سے اس عادت کا اثبات ہوتا ہے اور اس مضمون میں ایک دوسری حدیث بھی ہے۔

## حدیث دیگر

عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: اکل النبی صلی اللہ علیه وسلم عند سعد بن عبادة خبزاً وزیتا ثم قال: "افطر عندکم الصائمون، واکل طعامکم الابرار، وصلت علیکم الملائکة" (اخرجه ابوداؤد)[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روٹی اور روغن زیتون نوش فرمایا پھر (بطور دعا کے) فرمایا کہ: "(خدا کرے) تمہارے پاس روزہ دار افطار کیا کریں اور تمہارے کھانے کو نیک لوگ کھایا کریں اور تم پر فرشتے رحمت بھیجا کریں۔"

ف: یہاں بھی حدیث بالا کی تقریر ہے۔

## ۹۷- تعلیم، عدم التفات الی النور (انوار کی طرف توجہ نہ کرنا)

عن قتادة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا رأیٰ الهلال صرف وجهه عنه (رواہ ابوداؤد)[2]

ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہلال دیکھتے تو اس کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیتے تھے۔

ف: ائمہ فن کی تعلیم ہے کہ اگر مراقبات میں کچھ انوار منکشف ہوں تو ان کی طرف توجہ نہ

---

[1] ابوداؤد: الأطعمة، الدعاء لرب الطعام اذا اکل عنده، رقم: ۳۸۵۳ وسکت عنه المنذری.

[2] ابوداؤد: الأدب، مایقول الرجل اذا رأی الهلال. رقم: ۵۰۹۳، قال ابوداؤد: لیس عن النبی صلی اللہ علیه وسلم فی هذا الباب حدیث مسند، وقال المنذری: هذا مرسل، وأبوهلال هذا لایحتج به.

کرنا چاہئے اور ان ہی انوار کی نسبت کہا ہے کہ حجاب نورانی اشد ہے حجاب ظلمانی سے، اس حدیث سے اس تعلیم کی تائید ہوسکتی ہے: کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چاند سے اعراض فرمانا اس وجہ سے تھا کہ بعض عوام کواکب کی طرف ایسی نظر تعظیمی سے توجہ رکھتے تھے کہ صانع عالم کی طرف توجہ کرنے سے وہ مانع ہوجاتی تھی، سو یہی علت انوار مذکورہ میں محقق ہے کہ ان کی طرف التفات کرنا مانع وشاغل ہوجاتا ہے مقصود حقیقی کی طرف توجہ کرنے سے، خوب سمجھ لو۔

## ۹۸-عادت، جرأت در دَین برائے اضیاف ومساکین

### (مہمانوں اور مسکینوں کی خدمت کے لئے بے تکلف قرض لے لینا)

**عن عمران بن حذیفة رضی الله تعالیٰ عنه قال: کانت میمونة تدان وتکثر فقال لها اهلها فی ذٰلک ولو ماها، فقالت: لا اترک الدین وقد سمعت خلیلی وصفیی صلی الله علیه وسلم یقول: "ما من احد یدان دینا فیعلم الله انه یرید قضاء ه الا اداه الله تعالیٰ عنه فی الدنیا" . (أخرجه النسائی)[1]**

ترجمہ: حضرت عمران بن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قرض لیتیں اور کثرت سے لیتیں ان کے گھر والوں نے اس بارہ میں ان سے گفتگو کی اور ان کو ملامت کی، انہوں نے فرمایا میں دَین لینا نہ چھوڑوں گی، میں نے اپنے محبوب اور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ارشاد فرماتے تھے کہ: ''جو شخص کچھ قرض لے اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو کہ وہ اس کے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض ادا کردے گا۔''

ف: اکثر بزرگوں کو دیکھا ہے کہ مہمانوں اور مسکینوں کی خدمت کے لئے بے تکلف قرض لے لیتے ہیں، حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عمل سے اس کی تائید ہوتی ہے، کیوں کہ ظاہر ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فضول تو قرض لیتی نہ ہوں گی۔

## ۹۹-رسم، ادخال عوام در سلسلہ برائے برکت

### (برکت کے واسطے عام لوگوں کو سلسلۂ بیعت میں داخل کرنا)

**عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه فی حدیث فضیلة الذکر قال رسول الله صلی**

---

[1] نسائی: البیوع، التسهیل فی الدین، رقم: ۴۶۹۰.

اللہ علیه وسلم : "فیقول ملک: منهم فلان، عبد خطاء لیس منهم، انما مرلحاجة فجلس، فیقول: وله قد غفرت، هم القوم لایشقیٰ جلیسهم". (اخرجه الشیخان)[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث فضیلت ذکر میں روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں بندہ نہایت خطاوار ہے، وہ ان میں سے نہیں، محض ایک کام کے لئے آنکلا تھا سو (وہاں) بیٹھ گیا، حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا، وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔"

ف: اکثر بزرگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ سلسلہ میں ایسوں کو بھی داخل کر لیتے ہیں جن سے کچھ بھی ذکر وغیرہ کرنے کی یا اپنی حالت کو پورے طور سے درست کرنے کی توقع نہیں ہوتی، سو یہ امر ظاہر نظر میں عبث معلوم ہوتا ہے، لیکن غور کرنے سے اس میں یہ نفع معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص سلسلہ کی برکات ہی سے کسی درجہ میں تو بہرہ ور ہو جاتا ہے، پس یہ بیعت محض برکت سلسلہ کے لئے ہوتی ہے، اس حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ مقبولانِ الٰہی کا جلیس بھی محروم نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ جو شخص کسی بزرگ کے سلسلہ میں داخل ہوگا غالباً اس سے مجالست و مخالطت و موانست کا تعلق تو ضرور پیدا ہو جائے گا، پس حدیث کے عموم میں وہ بھی داخل ہو جائے گا۔

## ۱۰۰- حال، وجد

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "اول من یدعیٰ به یوم القیامة" الحدیث. وفیه قال "شفی": فاخبرت معاویة رضی الله تعالیٰ عنه بهذا الحدیث عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه فقال: قد فعل بهولاء هذا فکیف بمن بقی من الناس؟ ثم بکیٰ معاویة رضی الله تعالیٰ عنه بکاء شدیداً حتی ظن انه هالک، ثم افاق ومسح عن وجهه. (أخرجه مسلم والترمذی واللفظ له والنسائی)[2]

---

[1] بخاری: الدعوات، فضل ذکر الله عزوجل، رقم: ۶۴۰۸) مسلم: الذکر والدعاء، فضل مجالس الذکر، رقم: ۲۵ (۲۶۸۹) قلنا: وأخرجه الترمذی: الدعوات، ان لله ملائکة سیاحین فی الأرض: رقم: ۳۶۰۰، وقال: حسن صحیح [2] مسلم: الامارة، من قاتل للریاء والسمعة استحق النار، رقم: ۱۵۲ (۱۹۰۵) ترمذی: الزهد، الریاء والسمعة، رقم: ۲۳۸۲ وقال حسن غریب) نسائی: الجهاد، من قاتل لیقال فلان جری، رقم: ۳۱۳۹

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا حال بیان فرمایا ہے جو قیامت میں سب سے پہلے بلایا جائے گا اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ''شفی'' راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حدیث کی خبر دی، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ جب ایسا معاملہ کیا گیا تو بقیہ لوگوں کا کیا حال ہوگا، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر رزار رزار روئے، گمان ہوتا تھا کہ جان نکل جائے گی، پھر ہوش میں آئے اور اپنا چہرہ پونچھا۔

ف: وجد کہتے ہیں حالت غریبہ محمودہ کو، آگے اس کے مراتب وہیات مختلف ہیں اور جو ریا سے نہ ہو سب محمود ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت سے اس کا صریح اثبات ہوتا ہے۔

## ۱۰۱- حال، الہام

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه فی قصة مناظرة ابی بكر رضی الله تعالیٰ عنه وعمر رضی الله تعالیٰ عنه فی قتال مانعی الزكوة قال عمر: فوالله ماهو الا ان رأيت ان الله شرح صدر ابی بكر رضی الله تعالیٰ عنه للقتال فعرفت انه الحق. (رواه البخاری وغيره[1])

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مناظرہ دربارۂ قتال مانعین زکوٰۃ کے مروی ہے اس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ واللہ صرف یہ بات تھی کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتال کے باب میں شرح صدر ہو گیا سو مجھ کو بھی معلوم ہو گیا کہ یہی حق ہے۔

ف: اکثر اولیاء کی حکایات الہام کی منقول ہیں، اس حدیث میں اس کا اثبات ہے، اس کو شرح صدر سے تعبیر کیا گیا ہے، حقیقت اس کی یہ ہوتی ہے کہ بلاواسطہ نظر واکتساب کے کسی حقیقت کا قلب میں القاء ہو جائے تو قصہ مناظرہ مذکورہ میں دونوں حضرات کو یہی پیش آیا، کیوں کہ اس مناظرہ میں جس قدر کلام منقول ہے وہ انتاج معتاد کے لئے کافی نہیں، اولاً

[1] بخاری: فضائل القرآن، جمع القرآن، رقم: ۴۹۸۶.

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہوا اور ان کے کلام کے فیض سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہو گیا اور چوں کہ نصوص شرعیہ اس الہام کے موافق تھیں لہٰذا اس پر عمل بھی جائز ہوا۔

## ۱۰۲-اخلاق وعلامات اولیاء زہد وتوکل

عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لیست الزھادۃ فی الدنیا بتحریم الحلال ولا اضاعۃ المال ولکن الزھادۃ ان تکون بما فی ید اللہ تعالیٰ اوثق منک بما فی یدک، وان تکون فی ثواب المصیبۃ اذا اصبت بھا ارغب منک فیھا لو انھا بقیت لک" (اخرجہ الترمذی) وزاد رزین: لأن اللہ تعالیٰ یقول: ﴿لکیلا تاسوا علیٰ مافاتکم ولا تفرحوا بما اٰتکم﴾

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "زہد فی الدنیا یہ نہیں کہ حلال چیزوں کو حرام کر لیا جائے، اور نہ یہ ہے کہ مال کو اڑا دیا جائے لیکن زہد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے قبضہ میں جو چیز ہے اس پر تمہارا اعتماد اور وثوق بہ نسبت اس چیز کے زیادہ ہو جو کہ تمہارے قبضہ میں ہے، اور نیز زہد یہ ہے کہ تم پر جب کوئی مصیبت آئے تو تم کو اس کے ثواب کی زیادہ رغبت ہو، بہ نسبت اس کے کہ وہ مصیبت باقی رہے۔" روایت کیا اس کو ترمذی نے، اور رزین نے اتنا زیادہ کیا یعنی دلیل اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تا کہ تم فوت شدہ چیز پر مغموم نہ ہو اور جو تم کو عطاء فرمایا ہے اس پر اتراؤ نہیں۔

ف: اس حدیث میں زہد وتوکل کی حقیقت کی شرح ہے جو کہ اخلاق اولیاء اللہ سے ہے اور اخلاق میں سے ہونے کے سبب علامات میں سے بھی ہے اور اس شرح حقیقت میں بڑی غلطی رفع کر دی گئی ہے، اکثر عوام اپنے اعتقاد میں زاہد اسی کو سمجھتے ہیں جو تمام لذات مباحہ سے اس طرح مجتنب ہو جیسے ان کو حرام سمجھتا ہو اور اس کے پاس جو کچھ آتا ہو سب کو فوراً خرچ کر ڈالے گو غیر مصرف ہی میں سہی، اور جو بلا ومصیبت کے زوال کی تدبیر نہ کرتا ہو، بس ان

---

[1] ترمذی: الزھد، الزھادۃ، فی الدنیا، رقم: ۲۳۴۰، وقال: حدیث غریب لانعرفہ الا من ھذا الوجہ، وعمرو بن واقد منکر الحدیث، قلنا: واخرجہ ابن ماجۃ، الزھد، الزھد فی الدنیا، رقم: ۴۱۰۰

کے نزدیک بزرگی کی شرط یہی ہے، اس میں یہ بتلا دیا گیا کہ یہ امور شرط نہیں بلکہ حق تعالیٰ پر زیادہ اعتماد ہونا اپنے مقبوض سے زیادہ، اور مصیبت گو خود مرغوب فیہ نہ ہو، مگر ثواب مرغوب فیہ ہونا یہ ضروری ہے، پس مصیبت پر خوش اس لئے ہے کہ وہ سبب ہے ثواب کا اور آیت سے استدلال ظاہر ہے کہ "لاتاسوا علیٰ مافاتکم" دلیل ہے اس جزو کی "ان تکون فی ثواب المصیبة" الخ کیوں کہ "مافاتکم" میں صحت وعافیت بھی آ گئی اور "لا تفرحوا" دلیل ہے اس جزو کی "ان تکون بما فی ید الله" الخ اور انطباق ظاہر ہے۔

## ۱۰۳- متفرقات، دفع اعتراض بر ترک لذات مباحہ

### (لذات مباحہ کے چھوڑنے پر اعتراض کرنا درست نہیں)

عن عطیة السعدی رضی الله تعالیٰ عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "لایبلغ العبد حقیقة التقویٰ حتی یدع ما لاباس به حذراً مما به باس". (أخرجه الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "بندہ حقیقتاً تقویٰ کو نہیں پہنچتا جب تک کہ ایسی چیز کے اندیشہ سے جس میں کوئی خرابی ہو ایسی چیز کو نہ چھوڑ دے جس میں کوئی خرابی نہ ہو۔"

ف: اکثر اہل ظاہر بعض اہل سلوک پر لذات مباحہ کے ترک پر شبہ واعتراض مخالف سنت کا کیا کرتے ہیں، اس حدیث میں اس ترک کا مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے، جب کہ قصد یہ ہو کہ ان کے تناول سے قوت بہیمیہ میں زیادتی ہو کر معصیت کا سبب نہ بن جائے، جیسا کہ مدلول صریح ہے "حتی یدع مالا بأس به" الخ کا، اس کو کمال تقویٰ فرمایا گیا ہے۔

## ۱۰۴- اصلاح، ترک تمائم غیر مشروعہ

### (خلاف شرع تعویذ اور گنڈوں کا استعمال درست نہیں)

عن عباده بن تمیم ان ابابشیر الأنصاری رضی الله تعالیٰ عنه اخبره انه کان مع

---

[1] ترمذی: صفة القیامة، علامة التقوی، ودع مالا باس به حذرا، رقم: ۲۴۵۱، وقال: حسن غریب لانعرفه الامن هذا الوجه) قلنا: واخرجه ابن ماجة، الزهد، الورع والتقوی، رقم: ۴۲۱۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فامر معاویۃ: "لاتبقین فی رقبۃ بعیر قلادۃ من وتر او قلادۃ الا قطعت". (أخرجہ الثلثۃ وابو داؤد)[1]

ترجمہ: حضرت عبادہ بن تمیم سے روایت ہے کہ ابو بشیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو خبر دی کہ وہ ایک سفر میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ: "کسی اونٹ کی گردن میں کوئی گلوبند تانت کا یا مطلق گلوبند فرمایا چھوڑا نہ جائے، مگر یہ کہ اس کو کاٹ دیا جائے۔"

ف: اکثر شراح حدیث نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ جانور کی حفاظت کے واسطے گنڈے بنوا کر ان کے گلے میں باندھ دیتے تھے چوں کہ وہ غیر مشروع ہوتے تھے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کٹوا دیئے، پس اس میں نہی ہے ایسے تعویذ گنڈوں سے جو خلاف شرع ہیں، آج کل نام کے فقیروں میں اس کی کچھ پروا نہیں یہ امر واجب الاصلاح ہے۔

## ۱۰۵- رسم تبرک بمستعملات المشائخ

### (بزرگوں کی مستعمل چیزوں سے تبرک حاصل کرنا)

عن کبشۃ الانصاریۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فشرب من فی قربۃ معلقۃ قائما فقمت الیٰ فمہا فقطعتہ. (أخرجہ الترمذی)[2]

ترجمہ: حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے اور ایک مشک لٹکی ہوئی تھی اس کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی پیا، پس میں اٹھی اور اتنا چمڑہ کاٹ لیا (کہ برکت کے لئے اپنے پاس رکھوں گی) (روایت کیا اس کو ترمذی نے) اور رزین نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ میں نے اس چمڑے کا ایک چھوٹا

---

[1] بخاری: الجهاد، ماقیل فی الجرس ونحوه فی أعناق الابل، رقم: ٣٠٠٥) مسلم: اللباس، کراهة قلادة الوتر فی رقبة البعیر، رقم: ١٠٥ (٢١١٥) أبوداؤد: الجهاد، تقلید الخیل بالأوتار. رقم: ٢٥٥٢) موطا: صفة النبی صلی الله علیه وسلم ، نزع التعالیق والجرس من العین. ص: ٣٧٣، مطبع مجتبائی. [2] ترمذی: الأشربة، الرخصة فی ذلک، رقم: ١٨٩٢، وقال: حسن صحیح غریب، وزاد رزین: فاتخذته رکوة أشرب فیها، قلنا: وأخرجه ابن ماجة، الأشربة، الشرب قائماً، رقم: ٣٤٢٣

سا مشکیزہ بنالیا کہ اس میں برکت کے لئے پانی پیا کرتی تھی۔

ف: جس چیز کو بزرگوں کا منہ یا ہاتھ یا بدن لگا ہو معتقدین اس کو تبرک سمجھتے ہیں اس حدیث سے اس کا صریح اثبات ہوتا ہے۔

## ف: اصلاح، جواز استعمال تبرکات مشائخ

(بزرگوں کے تبرکات کو استعمال کرنا جائز ہے)

اور جو یہ عادت ہے کہ ایسی چیزوں کا بکثرت استعمال نہیں کرتے اگر یہ اس غرض سے ہو کہ زیادہ روز تک یہ تبرک باقی رہے مضائقہ نہیں اور اگر اس خیال سے ہو کہ یہ سوء ادب ہے تو یہ خیال بے اصل ہے "اشرب فیھا" میں کہ متبادر...... اس سے عادت شرب ہے، اس خیال کی اصلاح ہے۔

## ١٠٦- متفرقات، دفع اعتراض بر توسع فی اللذات

(کھانے پینے میں توسع اور کسی قدر اہتمام پر اعتراض کرنا درست نہیں)

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حائط رجل من الانصاری وھو یحول الماء فی حائطہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ان کان عندک ماء بات ھٰذہ اللیلۃ فی شن والا کرعنا"؟ الحدیث. (رواہ البخاری وابوداؤد)[1]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ میں تشریف لائے اور وہ اپنے باغ میں پانی پھیر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "اگر تمہارے پاس ایسا پانی ہو جو اس شب کو مشک میں رہا ہو، (یعنی باسی پانی ہو تو لاؤ) ورنہ یہی پانی جو باغ میں جاری ہے، منہ لگا کر پی لیں گے۔"

ف: بعض اکابر سے مطاعم و مشارب میں توسع اور کسی قدر اہتمام اور تکلف منقول ہے، بعض خشک مزاج ان پر اعتراض کیا کرتے ہیں کہ یہ نفس پروری اور بزرگی کے خلاف

---

[1] بخاری: الأشربة، شرب اللبن بالماء. رقم: ٥٦١٣، أبوداؤد: الأشربة، باب فی الکرع. رقم: ٣٧٢٤، قلنا: واخرجه ابن ماجة، الأشربة، الشرب والأکف والکرع. رقم ٣٤٣٢.

ہے، اس حدیث میں باسی پانی کی تلاش اور اہتمام مذکور ہے جس سے اس کا غیر مذموم ہونا ثابت ہوا، بالخصوص منتہی کے لئے، اور راز اس میں یہ ہے کہ بسا اوقات اس میں منعم حقیقی کی محبت بڑھتی ہے اور بعض اوقات مقصود اپنی احتیاج کا اظہار عملی ہوتا ہے، اور یہ سب مقاصد سلوک سے ہیں، غرض ترک لذات میں بعض خاص مصالح ہیں اور تناول لذات میں بعض خاص مصالح ہیں باختلاف احوال مختلف اوقات میں ایک دوسرے پر ترجیح ہو جاتی ہے۔

## ۱۰۷-ثبوت عالم مثال

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: (اتیت لیلة اسری بی بقد حین من خمر ولبن، فاخذت اللبن فقال الملک: الحمد لله الذی هداک للفطرة لو اخذت الخمر لغوت امتک". (اخرجه النسائی)[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "شب معراج میں میرے پاس دو پیالے لائے گئے ایک میں شراب تھی اور ایک میں دودھ، میں نے دودھ لے لیا، (ہمراہی) فرشتہ نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کو دودھ لینے کی ہدایت کی اگر آپ شراب لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔"

ف: دودھ صورت مثالیہ دین کی تھی اور شراب صورت مثالیہ لذات دنیا کی اور ان پیالوں کا پیش ہونا ایک نوع کا امتحان تھا اس حدیث سے عالم مثال کا ثبوت ہوتا ہے جس کی تصریح اکابر کے کلام میں ہے۔

## ۱۰۸-قول، تسمیہ بعض معاصی بکفر

(بعض گناہوں پر کفر کا اطلاق کرنا)

عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول:

---

[1] قلنا: واخرجه البخاری، احادیث الأنبیاء، باب قول الله تعالیٰ: وهل أتاک حدیث موسی رقم: ۳۳۹۴) قلنا: واخرجه مسلم، الأیمان، الاسراء برسول الله صلی الله علیه وسلم الی السماوات رقم: ۲۷۲ (۱۶۸) قلنا: واخرجه الترمذی، تفسیر القران، سورة بنی اسرائیل، رقم: ۳۱۳۰ وقال: حسن صحیح، نسائی: الأشربة، منزلة الخمر، رقم: ۵۶۶۰ واللفظ له.

"بین الرجل وبین الشرک ترک الصلوٰۃ". (اخرجه مسلم[1])

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''حد درمیان آدمی کے اور شرک کے ترک صلوٰۃ ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ جب ترک صلوٰۃ کیا تو حد شرک میں چلا گیا یعنی عملاً مشرک اور کافر ہوگیا، ای **عمل عمل الکفار والمشرکین۔**

ف: بعض بزرگوں کے کلام میں بعض معاصی کو کفر کہہ دینا وارد ہے ۔

کفر است درطریقت ما کینہ داشتن آئین ماست سینہ چوں آئینہ داشتن

اور مثلاً:

ہر آن کو غافل از حق یک زمان ست درآن دم کافرست اما نہاں ست

اس حدیث سے اس قول کی تائید ہوتی ہے اور جو توجیہ حدیث میں ہے وہی انکے کلام میں۔

## ۱۰۹۔متفرقات، جواب اعتراض بر جہد فی العمل

### (کثرتِ مجاہدات پر اعتراضات کا جواب)

**عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قام حتی اصبح بآیۃ والآیۃ ﴿ان تعذبهم فانهم عبادک وان تغفرلهم فانک انت العزیز الحکیم﴾ (اخرجه النسائی[2])**

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام شب نماز میں کھڑے رہے یہاں تک کہ ایک ہی آیت پڑھتے پڑھتے صبح کردی، اور آیت یہ ہے، "**ان تعذبهم**" یعنی اے اللہ اگر آپ میری امت کو سزا دینے لگیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کی مغفرت فرمادیں تو آپ زبردست حکمت والے ہیں۔

ف: بعض بزرگوں پر ان کے کثرت مجاہدات کے بارے میں متقشفین نے اعتراض بدعت ہونے کا کیا ہے، اس حدیث سے اس کی سنیت ثابت ہوتی ہے اور بعض احادیث

---

[1] مسلم: الایمان، اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ، رقم: ۱۳۴ (۸۲، قلنا: وأخرجه أبوداؤد، السنة، رد الارجاء. رقم: ۴۶۷۸، قلنا: وأخرجه الترمذی، الایمان، ماجاء فی ترک الصلاۃ رقم: ۲۶۹۱. [2] نسائی: الافتتاح، تردید الأیة، رقم: ۱۰۱۱.

میں جو اِس کی نہی آئی ہے تو خود انہی حدیثوں میں مصرح ہے کہ وہ اس شخص کے لئے ہے جس کو اس میں نشاط نہ ہو اور اس پر دوام نہ کر سکے۔

## ۱۱۰-انگشت شہادت سے اشارہ کرنا

عن علی بن عبدالرحمٰن قال ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یحکی صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشار باصبعہ التی تلی الابھام فی القبلۃ ورمیٰ ببصرہٖ الیھا. (اخرجہ النسائی[1])

ترجمہ: علی بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی حکایت میں یہ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت سے قبلہ کی طرف اشارہ کیا اور اپنی نگاہ اس کی طرف ڈالی۔

## ۱۱۱-شغل، ربط النظر لاجتماع الخواطر

## (یکسوئی حاصل کرنے کے لئے کسی چیز کی طرف نظر جما کر دیکھنا)

عن ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایجاوز بصرہ اشارتہ. (اخرجہ ابوداؤد[2])

ترجمہ: حضرت ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ بالسبابہ سے آگے نہ بڑھتی تھی۔

ف: اشغال میں ایک شغل یہ بھی ہے کہ کسی چیز کی طرف نگاہ جما کر دیکھا جائے، مقصود اس سے اور جمیع اشغال سے اجتماع خواطر و یکسوئی ہوتی ہے ان دونوں حدیثوں سے اس کا اثبات ہوتا ہے۔

## ۱۱۲-ضرورتِ خشوع

عن الفضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : "الصلاۃ مثنٰی مثنٰی، تشھد فی کل رکعتین، وتخشع وتمسکن"

---

[1] نسائی: التطبیق، موضع البصر فی التشھد، رقم: ۱۱۶۱۔

[2] ابوداؤد: الصلاۃ، الاشارۃ فی التشھد. رقم: ۹۹۰، وسکت عنہ المنذری، وقال: اخرجہ النسائی.

وفيه: "ومن لم يفعل فهي خداج". (أخرجه الترمذي[1])

ترجمہ: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ''نماز دو دو رکعت ہوتی ہے، یعنی ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہوتا ہے، اور نماز میں خشوع اور نیازمندی ہوتی ہے، اور جو ایسا نہ کرے وہ نماز ناقص ہوتی ہے۔''

ف: نماز کے اندر اور اسی طرح دوسری عبادات میں حضورِ قلب کو اہلِ سلوک ضروری قرار دیتے ہیں اور اکثر مقیدانِ ظاہر اس کو ضروری نہیں سمجھتے، اس حدیث میں ضرورت کی نہایت تصریح ہے کہ بدون اس کے نماز ناقص فرماتے ہیں، اور نماز و دیگر عبادات میں فرق کا کوئی قائل نہیں۔

## ۱۱۳- عادت، قطع اسباب تفرق خاطر

## (خیالات میں انتشار پیدا کرنے والے اسباب کو ختم کرنا)

عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها قالت: صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم في خميصة لها اعلام، فنظر الى اعلامها نظرة فقال: "اذهبوا بخميصتي هذه الى ابي جهم وائتوني بانبجانيته فانها الهتني انفاً عن صلوتي".

وفي رواية مالك وابي داؤد "كنت انظر اليها وانا في الصلوة فاخاف ان تفتنني. (أخرجه الستة الا الترمذي[2])

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادرہ میں نماز پڑھی جس میں بیل بوٹے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر جو ان بوٹوں پر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''یہ چادرہ ابوجہم کے پاس لے جاؤ (کہ انہوں نے ہدیۃً بھیجا تھا) اور میرے واسطے ان کا سادہ چادرہ لے آؤ، اس نے ابھی میرا دل نماز سے ہٹا دیا تھا۔''

---

[1] ترمذي: الصلاة، التخشع في الصلاة، رقم: ۳۸۵.

[2] (۱) بخاري: الصلاة، اذا صلى في ثوب له أعلام ونذر الى علمها رقم: ۳۷۳، مسلم: المساجد، كراهة الصلاة في ثوب له أعلام. رقم: ۶۱ (۵۵۶) أبوداؤد: الصلاة، النظر في الصلاة رقم: ۹۱۴، نسائي: القبلة، الرخصة في الصلاة في خميصة لها أعلام، رقم: ۷۷۲، موطا: العمل في القرائة، النظر في الصلاة الى مايشغلك عنها. ص: ۳۴، مطبع مجتبائي، وزاد في رواية البخاري (لابي داؤد) وموطا: فاني نظرت الى علمها في الصلاة فكاد يفتني.

اورایک روایت میں یہ ہے کہ: ”نماز میں میری نگاہ اس پر پڑتی تھی مجھ کو احتمال تھا کہ میرا دل ہٹادے۔“ (گواس کی نوبت نہیں آئی)

ف: جن بزرگوں نے اسباب شغل قلب بغیر اللہ کی تقلیل کی ہے ان کے اس عمل کی اس حدیث سے تصویب نکلتی ہے۔

## ف: مسئلہ، سنوح وساوس کاملین را

### (اہل کمال کو بھی وساوس پیش آجاتے ہیں)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہل کمال کو بھی احیاناً ان کے مرتبہ کے موافق وساوس خفیہ پیش آجاتے ہیں اور یہ منافی ان کے کمال کے نہیں۔

## ف: خلق، اظہار حال خود (اپنے حال کو ظاہر کرنا)

یہ شعبہ ہے تواضع واخلاص کا کہ اپنا حال جو ناقصین کی نظر میں منافی کمال معلوم ہو، اپنے معتقدین میں ظاہر کردیا جائے، مگر شرط اس کی یہ ہے کہ ان کے افتتان فی الدین کا خوف نہ ہو، اور نیز وہ حال معصیت نہ ہو، ورنہ اخفاء اوجب یا واجب ہے، ”نہی عن اظہار المعاصی“ کی حدیثیں اور ”حضرت صفیہ کا قصہ اعتکاف گاہ میں آنے کا“ اور ”محدث فی الصلوٰۃ کو اخذ انف کا حکم“ اس اخفاء کی دلیلیں ہیں۔

## ١١٤- اصلاح، حرمتِ سجدہ قبور

عن ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”لعن اللہ[1] اليهود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبيائهم مساجداً“. (أخرجه الخمسة الا الترمذی)

---

[1] بخاری: الجنائز، قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر رضی اللہ عنهما رقم: ١٣٩٠. عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها، مسلم: المساجد، النهی عن بناء المسجد علی القبور. رقم: ٢٠ (٥٣٠) عن ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنه أيضا، فی الموضع السابق. رقم: ١٩ (٥٢٩) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها) ابوداؤد: الجنائز، البناء علی القبر، رقم: ٣٢٢٧، عن أبی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنه، نسائی: المساجد، النهی عن اتخاذ القبور مساجد، رقم: ٧٠٣، عن عائشة وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما معا، أيضا فی الجنائز، اتخاذ القبور مساجد، عن أبی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنه رقم: ٢٠٤٩.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ لعنت کرے یہود اور نصاریٰ کو کہ اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا'' یعنی قبروں کو سجدہ کرتے ہیں۔

ف: اس حدیث میں اصلاح ہے اس فعل کی جو اس وقت جہلاء صوفیاء میں شائع ہے کہ بزرگوں کی قبور کو سجدہ کرتے ہیں خواہ وہ سجدہ عبادت ہو کہ کفر وشرک ہے، خواہ وہ سجدہ تحیۃ ہو کہ سخت کبیرہ گناہ قریب بکفر ہے۔

## ۱۱۵- متفرقات، تنبیہ اکابر بر عدم الامن من الشیطان

### (بڑے سے بڑے کامل کو شیطان سے بےفکر نہ ہونا چاہئے)

**عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وفیہ قال: "ان عدو اللہ ابلیس جاء بشھاب من نار لیجعلہ فی وجھی". الحدیث (رواہ مسلم)**

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور اسی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''دشمن خدا یعنی ابلیس ایک شعلہ آگ کا لایا تا کہ اس کو میرے منہ میں لگائے۔'' (اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھا۔)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خواہ کوئی کتنا ہی بڑا کامل نہ ہو جائے مگر اس کو شیطان سے بےفکر نہ ہونا چاہئے بلکہ ہمیشہ ہوشیار و بیدار رہے کہ کسی موقع پر اس کو لغزش میں نہ ڈال دے، اس خبیث کی جرأت دیکھئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ عالی تک پہنچنے کا اس کو حوصلہ ہوا، مگر چونکہ انبیاء علیہم السلام سے گناہ نہیں کراسکتا اس لئے اضرار جسمانی ہی کی ہوس ہوئی۔

## ۱۱۶- اصلاح، اہتمام جماعت

**عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "من سمع المنادی فلم یمنعہ من اتباعہ عذر لم تقبل منہ الصلوٰۃ التی صلاھا"**

قیل، وما العذر؟ قال "خوف او مرض". (اخرجه ابو داؤد[1])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص مؤذن کی اذان سنے پھر اس کا اتباع کرنے سے اس کو کوئی عذر مانع نہ ہو، (اتباع سے مراد جماعت میں حاضر ہونا ہے) تو اس کی نماز، جو اس نے پڑھی ہے مقبول نہ ہوگی"، عرض کیا گیا کہ عذر کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "خوف یا مرض"۔

ف: آج کل بعض درویشوں کو جماعت کی نماز کا مطلق اہتمام نہیں ہے، یہ حدیث ان کی اصلاح کرتی ہے اور دلالت کرتی ہے کہ انکی وہ نماز کالعدم ہے اور جب فرض ناقص ہوا تو اوراد واشغال کیا کفایت کریں گے۔

## ۱۱۷- اہمیت جماعت جمعہ

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه وسئل عن رجل یصوم النهار ویقوم اللیل ولا یشهد الجماعة ولا الجمعة فقال: هذا من اهل النار. (اخرجه الترمذی[2])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور ان سے ایسے شخص کی نسبت سوال کیا گیا تھا جو دن بھر روزے سے رہتا ہے اور رات بھر بیدار رہتا ہے، لیکن جماعت اور جمعہ میں حاضر نہیں ہوتا تو انہوں نے فرمایا کہ ایسا شخص جہنمیوں میں سے ہے۔

ف: اس میں وہی مضمون زیادہ تاکید ووعید کے ساتھ ہے، جو حدیث نمبر ۱۱۶ میں مذکور ہے۔

## ۱۱۸- عادت، تعیین مکان حزب
## (اوراد ومعمولات کیلئے جگہ کی تعیین)

عن عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قلت یا رسول اللہ! ان السیول تحول بینی وبین مسجد قومی، فاحب ان تاتینی فتصلی فی مکان من بیتی اتخذه مسجداً، فقال: صلی اللہ علیه وسلم: "سنفعل". الحدیث (اخرجه الثلثة والنسائی[3])

---

[1] ابو داؤد: الصلاة التشدید فی ترک الجماعة، رقم: ۵۵۱، قال المنذری: فی اسناده ابو جناب، یحیی بن ابی حی الکلبی وهو ضعیف، واخرجه ابن ماجة بنحوه، واسناده أمثل وفیه نظر.

[2] ترمذی: الصلاة، ماجاء فیمن سمع النداء فلا یجیب. ۰ رقم: ۲۱۸.

[3] بخاری: الأذان، من لم یرد السلام علی الامام واکتفی بتسلیم الصلاة رقم: ۸۴۰، مسلم: المساجد، الرخصة فی التخلف عن الجماعة لعذر رقم: ۲۶۳ (۳۳) نسائی: الامامة، الجماعة للنافلة، رقم: ۸۴۵، موطا: جامع الصلاة . ص: ۶۰، ۶۱ مطبع تهانوی، قلنا: واخرجه ابن ماجة، المساجد، المساجد فی الدور. رقم: ۸۵۴.

ترجمہ: حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (برسات کے دنوں میں) میرے اور میری قوم کی مسجد کے درمیان میں (پانی کا) سیلاب حائل ہو جاتا ہے، (اس لئے میں مسجد میں حاضر نہیں ہو سکتا اور نگاہ ان کی ماؤف تھی اس لئے کچھ نظر آتا نہ تھا کہ کہاں پانی ہے کہاں خشک ہے) سو میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے یہاں تشریف لائیے اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ دیجئے کہ میں (ایسی ضرورت کے موقع پر) اس کو نماز کی جگہ بنالوں، (یعنی وہاں نماز پڑھ لیا کروں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا کہ: ''ہم ایسا کر دیں گے۔''

ف: باوجودیکہ یہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں ہر جگہ نماز پڑھ سکتے تھے، مگر پھر بھی نماز کی جگہ کو متعین کرنا چاہا، جس میں مصلحت یہ تھی کہ تعین مکان سے عبادت میں یکسوئی ہوتی ہے اس سے اصل نکلتی ہے اس کی کہ اوراد و معمولات میں اکثر جگہ کو معین رکھتے ہیں: مگر اس کے جواز کی شرط دو ہیں: ایک یہ کہ اس تعیین کو قربت مقصودہ نہ سمجھے، دوسرے یہ کہ کسی کا حق فوت نہ کرے ورنہ ممنوع ہے، ایک حدیث میں ایسی توطین کو توطین بعیر سے تشبیہ دے کر ممانعت فرمائی ہے۔

## ف: رسم، تبرک بموضع مبارکہ

باوجودیکہ یہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی جگہ کی تعیین کر سکتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے سے محض یہ غرض تھی کہ وہ جگہ متبرک ہو جائے گی تو وہاں نماز پڑھنے میں زیادہ برکت ہوگی، پس اس سے مقامات متبرکہ میں ذکر و طاعت کرنے کی اصل نکلتی ہے اس میں بھی شرط یہی ہے کہ اعتقاداً یا عملاً غلو نہ ہو ورنہ شرک و بدعت کی حد میں داخل ہو جاتا ہے۔

## ۱۱۹- مسئلہ، عدم لزوم استغراق در صلوٰۃ برائے کامل

### (اہل کمال کے لئے نماز میں استغراق ضروری نہیں)

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ''انی لادخل فی الصلوٰۃ وانا ارید ان اطیلها فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلوتی

مما اعلم من وجد امه من بکائه ﴿(أخرجه الخمسة الا ابا داؤد)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ''میں (بعض اوقات) نماز شروع کرتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ قدرے طویل پڑھوں، پھر کسی بچہ کا رونا سنتا ہوں تو نماز میں اس لئے اختصار کر دیتا ہوں کہ جانتا ہوں کہ اس کی ماں (جو کہ احتمالاً نماز میں شریک ہے) بے چین ہوگی۔''

ف: بعض لوگ استغراق کو کمال مقصود سمجھ کر کاملین کے لئے اس کو لازم سمجھتے ہیں، اس حدیث سے محقق ہوگیا کہ یہ لازم نہیں اور نہ کمال مقصود ہے، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لازم ہوتا، پھر بکاء صبی کی اطلاع اور قلق ام کا تصور کیوں ہوتا: البتہ اگر کسی کو ہو جائے تو فی نفسہ محمود ہے مگر محمودیت مستلزم مقصودیت نہیں، اکثر متوسلین اہل سلوک کو ایسے حالات پیش آیا کرتے ہیں، اور یہ حدیث اس حالت پر محمول ہے جب عورتیں جماعت میں آتی تھیں پھر دلائل شرعیہ سے ان کو ممانعت کر دی گئی۔

## ۱۲۰- متفرقات ادب، تراص فی الحلقة

### (حلقہ بنا کر ذکر کرتے ہوئے مل مل کر بیٹھنا)

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "اقیموا الصفوف وحاذوا بین المناکب وسدوا الخلل ولینوا بایدی اخوانکم ولا تذروا فرجات الشیطان". الحدیث (أخرجه ابوداؤد)[2]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ''صفوں کو سیدھا کیا کرو اور کندھوں کو برابر رکھا کرو اور درمیانی فصل کو بند کر دیا کرو

---

[1] بخاری: الأذان، من اخف الصلاة عند بکاء الصبی. رقم: ۷۰۹، ۷۱۰، مسلم: الصلاة، أمر الأئمة بتخفیف الصلاة فی تمام. رقم: ۱۹۲ (۴۷۰) ترمذی: الصلاة، اذا أم أحدکم الناس فلیخفف. رقم: ۲۳۷. وقال: حسن صحیح، ولفظه من اخف الناس صلاة فی تمام، نسائی: الامامة، ماعلی الامام من التخفیف. رقم: ۸۲۶) قلنا: وأخرجه ابن ماجة، اقامة الصلوات، من أم قوما فلیخفف رقم: ۹۸۹ [2] ابوداؤد: الصلاة، تسویة الصفوف. رقم: ۶۶۶، قال المنذری: وفی روایة عن أبی شجرة - وهو کثیر بن مرة - لم یذکر ابن عمر فیکون مرسلا.

ور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جایا کرو اور شیطان کے فاصلے بیچ میں مت چھوڑا کرو۔"

ف۔ مشائخ نے فرمایا کہ اگر ذکر حلقہ کے ساتھ کیا جائے تو خوب مل مل کر بیٹھیں اس حدیث میں "سدوا الخلل ولا تذروا" اس کی اصل ہے اور بعض اہل وجدان نے فرمایا ہے کہ فرجات چھوڑنے سے وساوس زیادہ ہوتے ہیں، فرجات الشیطان میں اس طرف بھی اشارہ ہے۔

## ۱۲۱- اصلاح، ترک رسوم ملتزمہ عامہ

## (عام طور پر شائع رسموں کا ترک کرنا)

عن عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "صلوا قبل المغرب رکعتین" ثم قال: "صلوا قبل المغرب رکعتین لمن شاء" خشیۃ ان یتخذھا الناس سنۃ. (اخرجہ ابوداؤد بھذا اللفظ) وفی أخریٰ للشیخین. قال: (صلوا قبل صلوۃ المغرب" ثم قال فی الثالثۃ: "لمن شاء کراھیۃ ان یتخذھا الناس سنۃ"[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب سے قبل دو رکعتیں پڑھنے کو فرمایا۔ پھر دوسری یا تیسری بار میں یہ بھی فرمایا کہ جس کا جی چاہے اس لئے کہ آپ کو یہ امر ناپسند ہوا کہ لوگ اس کو معمول لازمی قرار نہ دے لیں، (لمن شاء سے اس کا انسداد مقصود تھا)

ف: باوجودیکہ یہ دو رکعت منصوص ہیں، مگر پھر بھی ان کے التزام کا انسداد فرمایا گیا تو جو رسوم منصوص بھی نہیں اور عام طور پر شائع ہوگئی ہیں ان کے التزام کا انسداد شارع علیہ السلام کو کیسے مقصود نہ ہوگا، اور تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایسے امور کا انسداد بدون ترک کے نہیں ہوسکتا، پس ان کا ترک لازم ہوگا، محققین اس نکتہ کی بناء پر ان امور سے بالکلیہ روکتے ہیں۔

## ۱۲۲- کیا میں بندہ شکر گزار نہ بنوں

عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی تورمت قدماہ فقیل لہ: "قد غفر لک ماتقدم من ذنبک وماتاخر"

---

[1] ابوداؤد: التطوع، الصلاۃ قبل المغرب. رقم: ۱۲۸۱، بخاری: التھجد، الصلاۃ قبل المغرب. رقم: ۱۱۸۳، مسلم: صلاۃ المسافرین، بین کل اذانین صلاۃ. رقم: ۳۰۴ (۸۳۸)

قال: "افلا اکون عبداً شکوراً". (اخرجه الخمسة الا اباداؤد)[1]

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب کو اس قدر نماز میں کھڑے رہتے کہ قدم مبارک ورم کر جاتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ کے تو اگلے پچھلے ذنوب معاف کر دیئے گئے (پھر آپ کو اس مشقت کی کیا حاجت ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں بندہ، شکر گزار نہ بنوں''؟ غیر ذنوب کو بھی مجازاً ذنوب فرمایا گیا ہے۔

ف: اس میں بھی مثل حدیث صد و نہم کے مضمون ہے۔

## ۱۲۳- تعلیم، راحت نفس

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لایدع قیام اللیل وکان اذا مرض او کسل صلی قاعداً. (اخرجه ابوداؤد)[2]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد ترک نہیں فرماتے تھے، البتہ جب بیمار یا کسل مند ہوتے تو بجائے کھڑے ہونے کے بیٹھ کر پڑھ لیتے تھے۔

ف: جب قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرید کی نشاط میں کمی ہوگئی ہے تو مشائخ اہل ارشاد اس کو تخفیف فی العمل اور نفس کو راحت دینے کی تعلیم کرتے ہیں، اس حدیث میں اس کی اصل مصرح ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تخفیف پر عمل فرما لیتے۔

## ۱۲۴- متفرقات، علاج وسوسہ

عن عثمان بن ابی العاص رضی الله تعالیٰ عنه قال: قلت یا رسول الله ان الشیطان قد حال بینی وبین صلاتی وبین قرائتی یلبسها علی، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : "ذٰلک شیطان ان یقال له خنزب فاذا احسسته

---

[1] بخاری: التفسیر، سورة الفتح، باب قوله: لیغفرلک الله ماتقدم من ذنبک وما تأخر. رقم: ۴۸۳۶) مسلم: صفات المنافقین، اکثار الأعمال والاجتهاد فی العبادة رقم: ۷۹ (۲۸۱۹) ترمذی: الصلاة، الاجتهاد فی الصلاة. رقم: ۴۱۲، وقال: حسن صحیح، نسائی: قیام اللیل وتطوع النهار، الاختلاف علی عائشة فی احیاء اللیل. رقم: ۱۶۴۵، قلنا: واخرجه ابن ماجة، اقامة الصلوات، طول القیام فی الصلوات رقم: ۱۴۱۹

[2] ابوداؤد: الصلاة (التطوع) قیام اللیل. رقم: ۱۳۰۷. وسکت عنه المنذری.

فتعوذ باللہ منہ واتفل علٰی یسارک ثلثاً" قال: ففعلت ذلک، فاذھبہ اللہ تعالٰی عنی. (اخرجہ مسلم[1])

ترجمہ: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! شیطان میرے اور میری نماز اور قرأت کے درمیان حائل ہوگیا ہے کہ اس میں شبہے ڈال دیتا ہے، (یعنی عدد رکعات اور قرأت وعدم قرأت میں شک پیدا ہوجاتا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "یہ ایک شیطان ہے جس کا لقب خنزب ہے جب تم کو اس کا اثر معلوم ہو تو "اعوذ باللہ" پڑھو اور بائیں طرف تین بار تھتکار دو" وہ کہتے ہیں میں نے اس کو کیا، سو اللہ تعالیٰ نے اس کو مجھ سے دفع کردیا۔

ف: وسوسہ کا علاج مختلف طریق سے آیا ہے ان میں سے ایک طریق یہ بھی ہے، حاصل سب کا توجہ الی اللہ و ترک التفات الی الوسوسہ ہے اور سب طرق اسی کے تحصیل کے ذرائع ہیں، چنانچہ یہاں بھی "تعوذ باللہ" ذریعہ توجہ الی اللہ کا، اور "تفل عن یسار" طریقہ ترک التفات الی الوسوسہ کا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ طریق خاص قبل از شروع نماز ہے کہ اس طرح وسوسہ کا ازالہ کر کے نماز میں کھڑا ہوجائے اور داخل صلوٰۃ کے لئے اقبال علی الصلوٰۃ کافی ہے۔ واللہ اعلم۔

## ۱۲۵-عادت، اختلاف تعلیم حسب استعداد

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سأل رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المباشرۃ للصائم، فرخص لہ فاتاہ آخر فسالہ، فنھاہ وکان الذی رخص لہ شیخاً کبیراً والذی نھاہ شاباً. (أخرجہ ابوداؤد[2])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے روزہ دار کے لئے عورت سے ملنے سے متعلق دریافت کیا تو اسکو اجازت دے دی، پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے پوچھا تو اس کو منع فرمایا، اور دیکھنے سے معلوم ہوا کہ جس کو اجازت دی تھی وہ بوڑھا تھا اور جس کو منع کیا وہ جوان تھا۔

---

[1] مسلم: السلام، التعوذ من شیطان الوسوسۃ فی الصلاۃ رقم: ۶۸ (۲۲۰۳)

[2] ابوداؤد: الصیام، کراھیۃ للشاب. رقم: ۲۳۸۷، سکت عنہ المنذری، وقال ابن القیم: قال شمس الدین: قال ابن حزم: فیہ أبو العنبس عن الأغر، وأبو العنبس ھذا مجھول.

ف: اہل ارشاد کی عادت ہے کہ ہر شخص کو اس کی استعداد اور حالت کے مناسب تعلیم وتربیت فرماتے ہیں، یہ حدیث اس عادت کی اصل صریح ہے اور اخفاء تعلیم کا یہ بھی ایک نکتہ ہے، تاکہ دوسرا اس کر ہوس کے مارے وہی نہ کرنے لگے، اور دوسرا نکتہ یہ ہے کہ مخفی تعلیم کی وقعت زیادہ ہوتی ہے اور وقعت سے اہتمام اتباع کا امر طبعی ہے۔

## ۱۲۶-اصلاح، منع از تخصیص مطلق بطور قربت

(جس تخصیص میں شرع وارد نہیں مطلقاً اس کی قربت ہونے کا اعتقاد رکھنا ممنوع ہے)

عن ابی هريرة رضی الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لاتخصوا الليلة الجمعة من بين الليالى ولا تخصوا يوم الجمعة بصيام من بين الأيام الا ان يكون فى صوم يصوم احدكم. (اخرجه مسلم)[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "شب بیداری کے لئے شبوں میں شب جمعہ کی تخصیص مت کرو، اور نہ روزہ کے لئے دنوں میں سے روز جمعہ کی تخصیص کرو، مگر یہ کہ وہ جمعہ ایسے روزہ میں آجائے جس میں روزہ رکھنے کا پہلے سے معمول ہو" (مثلاً ایک شخص تیرہویں، چودہویں، پندرہویں کا روزہ رکھتا تھا اور ان ہی تاریخوں میں جمعہ آگیا)

ف: جس تخصیص میں شرع وارد نہیں اس کی قربت ہونے کا اعتقاد کرنا مطلقاً یا اس کو عمل میں لانا بقصد خصوصیت، گو التزام نہ ہو، یا بطور التزام واصرار کے، گو قصد خصوصیت نہ ہو، یا جب کہ ایہام عوام مظنون ہو، گو قصد واصرار مذکور بھی نہ ہو دلائل شرعیہ سے سب منہی عنہ ہے، اس وقت ان بلاؤں میں عوام کیا بہت سے خواص خصوصاً اہل تصوف بکثرت مبتلا ہیں۔

## ۱۲۷-مسئلہ، ثبوت اعتبار باطن

عن ابی هريرة رضی الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حديث طويل: "ان الله لا ينظر الىٰ صوركم واجسادكم ولكن ينظر الى قلوبكم واعمالكم، التقوىٰ ههنا والتقوىٰ ههنا ويشير الىٰ صدره". الحديث

---

[1] مسلم: الصيام، كراهة افراد يوم الجمعة بصوم لايوافق عادته رقم: ۱۴۸ (۱۱۴۴)

(رواه الستة الا النسائى وهذا لفظ مسلم[1])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''حق تعالیٰ تمہاری صورت اور جسم کو نہیں دیکھتے (کہ حسین وجسیم ہے یا نہیں) لیکن تمہارے قلوب اور اعمال کو دیکھتے ہیں اور دو مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ تقویٰ اس جگہ ہے یعنی سینہ میں۔''

ف: اس حدیث سے بھی طریق تصوف کا اثبات ہوتا ہے کیوں کہ خلاصہ اس کا یہی تصفیہ قلب وتہذیب اعمال ہے اور تعفیر ہے تعمیر بدن سے اور اس تعمیر بدن میں اعمال ریائیہ بھی آ گئے، کیوں کہ حدیث میں ان ہی اعمال کو منظور الیہا فرمایا گیا ہے جو مقرون بخلوص القلب وتقویٰ ہوں اور بعض بزرگوں کے کلام میں جو ظاہر کا مطلقاً غیر معتدبہ ہونا اور مدار محض باطن پر ہونا وارد ہے اس کی توجیہ یہی ہے خود احادیث میں ایسے اطلاقات آئے ہیں مثلاً ''لا ایمان لمن لا أمانة له.''

## ۱۲۸- تعلیم، حفظ اسرار

عن انس رضى الله تعالىٰ عنه قال: بعثنى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حاجة فابطات على امى، فلما جئت قالت: ماحبسك؟ قلت: بعثنى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حاجة وقالت: وماهى؟ قلت: انها سر، قالت: لاتحدثن بسر رسول الله صلى الله عليه وسلم احداً. (اخرجه الشيخان[2])

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کو بھیجا، مجھ کو ماں کے پاس پہنچنے میں دیر ہوئی، جب میں آیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تو کہاں رہ گیا تھا؟ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک کام کو بھیجا تھا، کہنے لگیں وہ کیا کام تھا؟ میں نے کہا کہ وہ راز کی بات ہے، کہنے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز کسی سے مت کہنا۔

---

[1] مسلم: البر، تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله رقم: ۳۲ (۲۵۶۴) ابوداؤد نحوه: الأدب، الغيبة. رقم: ۴۸۸۲) ترمذى نحوه: البر والصلة، شفقة المسلم على المسلم. رقم: ۱۹۲۷، وقال: حسن غريب) قلنا: واخرجه ابن ماجة، الزهد، القناعة، رقم: ۴۱۴۳.

[2] قلت: لم أجده بهذا اللفظ فى البخارى، مسلم: فضائل الصحابة رضى الله تعالىٰ عنهم، فضائل انس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه رقم: ۱۴۵، ۱۴۶ (۲۴۸۲)

ف: مشائخ کے یہاں اس کی سخت تاکید ہے کہ اسرار باطنی کا کسی پر افشاء نہ کریں خواہ وہ متعلق تعلیم کے ہو خواہ متعلق واردات کے ہو اور گو یہ اسرار اکثر مرید کے ہوتے ہیں اور حدیث میں راز شیخ کا مذکور ہے لیکن علت مشترک ہے یعنی اظہار کا خلاف مصلحت ہونا خواہ وہ مصلحت کسی قسم کی ہو۔

## ۱۲۹-فضیلت اولیاء اللہ

عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : "ان من عباد اللہ لاناسا ماھم بانبیاء ولا شھداء یغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیٰمۃ لمکانھم من اللہ تعالیٰ" قالوا: یا رسول اللہ! تخبرنا من ھم؟ قال: "ھم قوم تحابوا بروح اللہ علی غیر ارحام بینھم، ولااموال یتعاطونھا فواللہ ان وجوھھم لنور، وانھم لعلیٰ نور، لایخافون اذا خاف الناس، ولا یحزنون اذا حزن الناس" وقرأ ھذہ الأیۃ: ﴿الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون﴾ (أخرجہ أبوداؤد[1])

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "اللہ کے بندوں میں ایسے بھی لوگ ہیں جو نہ پیغمبر ہیں اور نہ شہید ہیں، اور پیغمبر اور شہید قیامت کے روز ان پر ان کے ایک خاص رتبہ کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کو حاصل ہوگا رشک کریں گے"، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہم کو خبر دیجئے کہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "یہ وہ لوگ ہیں کہ محض اللہ تعالیٰ کے تعلق سے ان میں باہم محبت ہے نہ کچھ آپس میں رشتہ ناطہ، اور نہ کچھ روپیہ پیسہ کا لین دین ہے، بخدا ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور نور (کے مکانات) پر جلوہ گر ہوں گے، جب لوگ مبتلائے خوف ہوں گے، وہ خائف نہ ہوں گے اور جب لوگ مغموم ہوں گے وہ مغموم نہ ہوں گے" اور یہ آیت پڑھی ﴿الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون﴾.

ف: صوفیاء محققین کا مصداق حدیث ہونا محتاج بیان نہیں، اور یغبطھم سے تفصیل علی الانبیاء کا شبہ نہ کیا جائے بعض خاص وجہ سے اکابر بھی اصاغر کی خاص حالت کی تمنا کیا کرتے

[1] أبوداؤد: البیوع، الرھن. رقم: ۳۵۲۷، سکت عنہ المنذری)

ہیں، مثلاً انبیاء غم امت میں مشغول ہیں اور یہ عین دلیل ان کے افضلیت کی ہے اور ممکن ہے کہ یہ لوگ اس سے خالی ہوں، ونحو ذلک۔

# ۱۳۰-فضیلت محبین اولیاء

عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قلت یا رسول الله! الرجل یحب القوم ولا یستطیع ان یعمل عملهم، قالت: "انت یا ابا ذر مع من احببت" (اخرجه ابوداؤد) وفی لفظ الترمذی عن صفوان بن عسال رضی الله تعالیٰ عنه: "المرء مع من احب"[1].

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک شخص کسی جماعت سے محبت رکھتا ہے اور ان کے برابر عمل وعبادت نہیں کرسکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوذر! تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے محبت رکھتے ہوگے'' اور ترمذی میں صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ: ''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہوگا۔''

ف: دلالت حدیث کی حضرات اہل اللہ کے محبین ومعتقدین کی فضیلت پر ظاہر ہے اور تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ تعلق بیعت سے اضطراراً مشائخ کے ساتھ محبت ہوجاتی ہے، اس مصلحت سے بعض اہل ارشاد ایسوں کو بھی داخل سلسلہ کرلیتے ہیں جن سے زیادہ مجاہدہ وریاضت کی توقع نہیں اور بعضے دوسری مصلحتوں سے ہر شخص کو بیعت کرنے میں قدرے مضائقہ کرتے ہیں۔ والأعمال بالنیات۔

# ۱۳۱-مسئلہ، اشتراط تناسب شیخ ومرید در نفع

## (فیوض باطنی کے لئے پیر ومرید کی باہم مناسبت فطری شرط ہے)

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وماتناکر منها اختلف".

---

[1] ابوداؤد: الأدب، الرجل یحب الرجل علی خیر یراه، عن ابی ذر رضی الله تعالیٰ عنه رقم: ۵۱۲۶، وسکت عنه المنذری) ترمذی: الزهد، (المرء مع من أحب) رقم: ۲۳۸۷، عن صفوان بن عسال رضی الله تعالیٰ عنه وقال: حسن صحیح.

(اخرجه مسلم وابوداؤد واخرجه البخاری عن عائشة)[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''ارواح لشکر ہیں جو عالم ارواح میں مجتمع تھیں جن میں وہاں باہم جان پہچان ہوئی ہے ان میں (یہاں بھی) باہم الفت ہے، اور جن میں جان پہچان نہیں ہوئی ان میں اختلاف مزاج ہے۔''

ف: یہ امر تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ فیوض باطنی کے لئے پیرومرید کی باہم مناسبت فطری شرط ہے، اس حدیث کے عموم میں یہ مناسبت بھی داخل ہے، کیوں کہ نفع عادۃً موقوف ہے الفت پر اور الفت بنص حدیث موقوف ہے تعارف عالم ارواح پر، جو حقیقت ہے مناسبت فطری کی، اور یہی مناسبت ہے جس کے نہ ہونے پر مشائخ طالب کو اپنے پاس سے دوسرے شیخ کے پاس جس سے مناسبت مظنون یا مکشوف ہو بھیج دیتے ہیں۔

## ۱۳۲۔قول، مظہریت انسان للحق (انسان کا حق تعالیٰ کا مظہر ہونا)

عن ابی هريرة رضی الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: "لما خلق الله ادم على صورته". الحديث (أخرجه البخاری)[2]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ظہور صفات کی حالت پر پیدا کیا'' آگے حدیث کا پورا مضمون ہے۔

ف: حدیث کے جو معنی شراح کے نزدیک مشہور ہیں کہ ''صورته'' کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اس بناء پر یہ حدیث صوفیاء کے اس قول مشہور کا اثبات کرتی ہے کہ انسان کو حق تعالیٰ کا مظہر کہتے ہیں، جس کی مختصر شرح یہ ہے کہ انسان ایک مصنوع عجیب ہے حق تعالیٰ کا، اور مصنوع سے استدلال ہوتا ہے صانع کے وجود اور صفاتِ کمال پر، پس اس معنی کے اعتبار

---

[1] بخاری: أحاديث الأنبياء، الأرواح جنود مجندة. رقم: ۳۳۳۶، عن عائشة رضی الله تعالىٰ عنها مسلم: البر، الأرواح جنود مجندة. رقم: ۱۵۹، ۱۶۰ (۲۶۳۸) أبوداؤد: الأدب، من يومر أن يجالس، رقم: ۴۸۳۴، عن ابی هريرة رضی الله تعالىٰ عنه

[2] بخاری: الاستئذان، بدء السلام. رقم ۶۲۲۷.

سے مصنوع گویا صانع کا ظہور یعنی ذریعہ ظہور ہے اور اسی اعتبار سے مطلق خلق کو بھی مظہر حق کہہ دیتے ہیں، اور بعض تفاسیر اس قول کی اور بھی ہیں، جن میں سے بعض کی بناء پر خاص عارف ہی کو مظہر کہتے ہیں وہ تفاسیر کلید مثنوی میں ذکر کی گئی ہیں، حدیث سب کی اصل ہوسکتی ہے، "لان الصورة بمعنی الظهور" مفہوم عام نکلا۔

## ۱۳۳- قول، "از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است"

### (مومن کا دل کعبۃ اللہ سے ہزاروں درجہ افضل ہے)

عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه انه نظر یوماً الی الکعبة فقال: ما اعظمک وما اعظم حرمتک والمؤمن اعظم حرمة عند اللّٰہ تعالیٰ منک. (أخرجه البخاری)[1]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن کعبہ شریف کی طرف دیکھا، اور فرمایا کہ تیری بڑی شان ہے اور تیری بڑی حرمت ہے اور مومن اللہ کے نزدیک حرمت میں تجھ سے بھی زیادہ ہے۔

ف: اس حدیث سے اس قول مشہور کا پورا اثبات ہوتا ہے: کیوں کہ حدیث میں مومن کو جو کعبہ سے اعظم کہا گیا ہے، تو مدار اس کا ایمان ہے اور موصوف بالایمان قلب ہے پس قلب مومن کا افضل ہونا کعبہ سے ثابت ہوا، اور اعظم کو مطلق فرمایا اس لئے ہزار درجہ اعظم کہنا بھی بروئے حدیث گنجائش رکھتا ہے اور از ہزاراں بہتر کہنے کا حاصل یہی ہے کہ ہزاروں درجہ از کعبہ بہتر است، اسی طرح بعض بزرگوں کے کلام میں قلب کو تجلی گاہِ حق کہنا وارد ہے، اس حدیث سے اس کی بھی اصل نکل سکتی ہے، کیوں کہ جب کعبہ تجلی گاہ حق ہے تو افضل من الکعبہ کو بدرجہ اولیٰ تجلی گاہ کہنا صحیح ہوسکتا ہے، باقی یہ ظاہر ہے کہ یہ فضیلت جزئی ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انسان کو جہت سجدہ بھی بنا دیا جائے۔

## ۱۳۴- اصلاح، احتیاط در اتخاذ شیخ (پیر بنانے میں احتیاط ضروری ہے)

عن ابی هريرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم:

---

[1] ترمذی: البر والصلة، تعظيم المومن. رقم: ۲۰۳۲، وقال: حسن غريب، قلنا: واخرجه ابن ماجة، الفتن، حرمة دم المؤمن وماله. رقم: ۳۹۳۱.

"المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل". (اخرجه ابو داؤد والترمذی)[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "آدمی اپنے دوست کے طریق پر ہوتا ہے، سو ذرا دیکھ بھال لیا کرے کہ کس سے دوستی کرتا ہے"

ف: ظاہر ہے کہ پیر سے اعلیٰ درجہ کی محبت ہوتی ہے، اور جب معمولی دوستی دین کے اندر موثر ہے تو اتنی بڑی دوستی تو اس تاثیر سے کیسے خالی رہے گی، چنانچہ مشاہدہ ہے کہ پیر کے عقائد واعمال واخلاق کا اثر ہر ہر مرید میں سرایت کرتا ہے، اگر زیادہ نہیں تو کم از کم استحسان ہی کے درجہ میں ضرور اثر کرتا ہے، یعنی مریدان امور کو مستحسن سمجھتا ہے، پس اگر پیر کی حالت خراب ہوئی تو مرید کا خراب ہونا ظاہر ہے، اس لئے تلاش پیر میں بڑی احتیاط چاہئے اس میں زیادہ تر بے اعتنائی کی جاتی ہے جس کی اصلاح واجب ہے۔

## ۱۳۵-اصلاح، احتجاب مریدہ از شیخ

### (مریدنی کو پیر سے پردہ کرنا ضروری ہے)

عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "الا لایخلون رجل بامرأة الا کان ثالثهما الشیطان".(أخرجه الشیخان وأبو داؤد)[2]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "سن رکھو! کوئی مرد کسی عورت کے پاس تنہائی میں نہیں ہوتا مگر تیسرا وہاں شیطان ہوتا ہے"

ف: یہ ظاہر ہے کہ جب پردہ نہیں ہوتا تو بعض اوقات تنہائی بھی ہو جاتی ہے اور بعض اوقات گو ظاہراً تنہائی نہیں ہوتی، مگر چوں کہ وہاں سب عورتیں اس مرد کی نامحرم ہی ہوتی ہیں اور کسی عورت کا محرم بھی وہاں نہیں ہوتا اس لئے حکماً وہ بھی تنہا ہی ہے، پس بے پردگی کے

---

[1] ابوداؤد: الأدب، من یومر ان یجالس رقم: ۴۸۳۳، قال المنذری: وفی اسناده موسیٰ بن وردان وقد ضعفه بعضهم وقال: بعضهم: لاباس به ورجع بعضهم فی هذا الحدیث الارسال، ترمذی: الزهد (الرجل علی دین خلیله) رقم: ۲۳۷۸، وقال: حسن غریب)

[2] قلت: ماوجدته فی "الصحیحین" للبخاری ومسلم و (السنن" لأبی داؤد، وأخرجه الترمذی: الفتن، لزوم الجماعة، رقم: ۲۱۶۵، وقال: حسن صحیح غریب، وابن ماجة نحوه: الأحکام، کراهیة الشهادة لمن لم یستشهد رقم: ۲۳۶۳) والنسائی: (الکبری) نحوه، عشرة النساء خلو الرجل بالمرأة. رقم: ۱۰۴۱۸

لئے خلوت منہی عنہا عادۃً لازم ہے، نیز بے پردگی میں دوسرے مفاسد بھی ہیں، اس لئے آج کل جو رسم قبیح ہے کہ مرید نی پیر سے پردہ نہیں کرتی اس کا انسداد و اصلاح واجب ہے۔

## ۱۳۶-مسئلہ، امتناع رویت در دنیا (دنیا میں اللہ کی رویت ممتنع ہے)

**عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخمس کلمات وفیھا: "حجابہ النور لو کشفتہ لاحرقت سبحات وجھہ ما انتھیٰ الیہ بصرہ من خلقہ". (اخرجہ مسلم[1])**

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہوکر پانچ مضمون بیان فرمائے، ان میں یہ بھی مضمون تھا کہ: "اللہ تعالیٰ کا حجاب نور ہے، اگر وہ اس نور کو اٹھادے تو اس کے انوارِ جلال ذاتی تمام مخلوق کو جہاں تک اللہ تعالیٰ کی نگاہ پہنچے سب کو جلادے"، اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر تمام مخلوق کو محیط ہے، مطلب یہ ہوا کہ تمام مخلوق اس کے نورِ ذات سے سوختہ ہوجائے۔

ف: اکثر جہلاء صوفیا کا اعتقاد ہے کہ سالک کو دنیا ہی میں مثل آخرت کے اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوسکتا ہے، یہ حدیث اس اعتقاد کی تغلیط کرتی ہے، ان لوگوں کو اپنے اس اعتقاد کی اصلاح واجب ہے۔

## ۱۳۷-دنیا میں رویت باری کا امتناع

**عن عمر بن ثابت الانصاری انہ اخبرہ بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم حذر الناس الدجال: "انہ مکتوب بین عینیہ کافر یقرأہ من کرہ عملہ، او یقرأہ کل مومن"......... وقال: "تعلموا انہ لن یریٰ احد منکم ربہ حتی یموت". (رواہ مسلم[2])**

ترجمہ: بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس روز دجال سے ڈرایا، یوں بھی فرمایا کہ: "اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں کافر لکھا ہوا ہوگا جو شخص اس کے عمل کو ناپسند کرے گا وہ اس کو پڑھ لے گا، یا یہ فرمایا کہ ہر مومن اس کو پڑھ لے گا" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ: "خوب جان رکھو! کہ

---

[1] مسلم: الایمان، قولہ علیہ السلام: ان اللہ لاینام. رقم: ۲۹۳ (۱۷۹) قلنا: واخرجہ ابن ماجۃ، المقدمۃ، فیما انکرت الجھمیۃ. رقم: ۱۹۶

[2] مسلم: الفتن، ذکر ابن الصیاد. رقم: ۷۳۵۶ (۱۶۹)

مرنے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص اپنے رب کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا'' (اور دجال کو سب دیکھیں گے پس ثابت ہوا کہ وہ رب نہیں ہے)

ف: اس میں امتناع رویت در دنیا اور زیادہ وضاحت وصراحت کے ساتھ مذکور ہے۔

## ۱۳۸- خلق، رفق بر اقوال وافعال جاہلاں

### (جہلاء کی حرکات پر نرمی اور تحمل سے پیش آنا)

**عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه ان اعرابیا دخل المسجد، ورسول الله صلی الله علیه وسلم جالس، فصلی رکعتین ثم قال: اللهم ارحمنی ومحمداً ولا ترحم معنا احداً، فقال النبی صلی الله علیه وسلم ((لقد تحجرت واسعا)) ثم لم یلبث ان بال فی المسجد فاسرع الیه الناس، فنهاهم رسول الله صلی الله علیه وسلم، وقال: ((انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین، صبوا علیه سجلاً من ماء)) اوقال: ((ذنوبا من ماء)). (أخرجه الخمسة الامسلماً وهذا لفظ أبی داؤد والترمذی)[1]**

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی مسجد میں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، اور اس نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دعا کی اے اللہ! مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت فرما اور (اس رحمت میں) ہم دونوں کے ساتھ کسی کو شریک مت کر (وہ یوں سمجھا کہ شاید رحمت محدود ہوگی اگر اور لوگ بھی شریک ہوں گے تو ہمارا حصہ گھٹ جائے گا) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''(بھلے مانس) تو نے ایک غیر محدود چیز کو (بزعم خود) محدود کر دیا''، پھر زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اس نے مسجد میں پیشاب کر دیا لوگ اس کی طرف روکنے کے لئے دوڑے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ: ''تم آسانی کرنے کو آئے ہو سختی کرنے نہیں آئے اس پیشاب پر ایک ڈول پانی بہادو۔''

---

[1] بخاری: الوضوء، صب الماء علی البول فی المسجد. رقم: ۲۲۰، عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه، قلنا: واخرجه مسلم، الطهارة، وجوب غسل البول وغیره من النجاسات اذا حصلت فی المسجد. رقم: ۱۰۰ (۲۸۵) عن انس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه، ابوداؤد: الطهارة، الأرض یصیبها البول. رقم: ۳۸۰، ترمذی: الطهارة، البول یصیب الأرض. رقم: ۱۴۷، وقال: حسن صحیح، نسائی: الطهارة، ترک التوقیت فی الماء. رقم: ۵۶، قلنا: وأخرجه ابن ماجة، الطهارة، الأرض یصیبها البول کیف تغسل. رقم: ۵۲۹ کلهم عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه

ف: اکثر بزرگوں کی عادت رہی ہے کہ جہلاء کی حرکات پر تشدد نہیں کرتے بلکہ نرمی اور تحمل سے پیش آتے ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات کم فہموں کو مداہنت کا شبہ ہوجاتا ہے، سو اس حدیث سے ایسے امور میں غایت نرمی اور ضبط کا اثبات ہوتا ہے اور مداہنت وہ ہے جس میں اپنی کوئی دنیاوی غرض ہو اور جہاں مصلحت دینیہ ہو وہ محمود ہے۔

## ۱۳۹-قول، جہاد با شیطان

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال بعد ذکر فضل بعض الاعمال: "فذٰلکم الرباط، فذٰلکم الرباط، فذٰلکم الرباط".
(اخرجه مسلم ومالک والترمذی والنسائی[1])

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اعمال کی فضیلت ذکر کرکے ان اعمال کی نسبت فرمایا کہ: "یہ مورچہ بندی ہے، یہ مورچہ بندی ہے"، (یعنی شیطان کے ساتھ جو مسلمان کا محاربہ رہتا ہے ان اعمال کو کرنا گویا اپنی سرحد کی حفاظت ہے)

ف: ہمارے پیرومرشد علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ "جہاد اکبر" میں سالک کی لڑائی لشکر شیطان ونفس سے قرار دے کر نہایت نفیس اور مفصل مضمون لکھا ہے، یہ حدیث اس مضمون کی صریح اصل ہے کیوں کہ رباط محاربہ میں ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں محاربہ نفس وشیطان ہی سے ہے۔

## ۱۴۰-حال، لذت در حالت قرأت

عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه فی حدیث طویل، فلما خرج الرجلان الیٰ فم الشعب اضطجع المهاجری، وقام الأنصاری یصلی، فاتی الرجل، فلما رأیٰ شخصه عرف انه رئیة فرماه بسهم، فوضعه فیه، فنزعه حتی رماه بثلثة اسهم ثم رکع وسجد، ثم انبه صاحبه، فلما عرف انهم قد نذروا به هرب، فلما رأیٰ المهاجری ما بالأنصاری من الدعاء قال: سبحان الله! الا انبهتنی اول مارمیٰ

[1] مسلم: الطهارة، فضل اسباغ الوضوء علی المکاره. رقم: ۴۱(۲۵۱) ترمذی: الطهارة، اسباغ الوضوء. رقم: ۵۱، ۵۲، وقال: حسن صحیح، نسائی: الطهارة الفضل فی اسباغ الوضوء. رقم: ۱۴۳، موطا: السفر، انتظار الصلاة والمشی الیها. رقم الصفحة: ۵۶ مکتبه تهانوی.

لک[1] قال: کنت فی سورۃ اقرؤھا فلم احب ان اقطعھا. (اخرجہ ، ابو داؤدؒ)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک قصہ میں روایت ہے کہ جب دونوں شخص (کہ صحابیؓ تھے) گھاٹی کے منہ پر پہنچے تو مہاجری لیٹ گئے اور انصاری (جن کی باری پہرہ دینے کی تھی) نماز پڑھنے کھڑے ہوگئے، اتنے میں ایک شخص (جو کفار کا جاسوس تھا) آیا جب اس نے اس انصاری کو دیکھا سمجھ گیا کہ یہ نگراں ہیں، پس ان کے ایک ایسا تیر مارا کہ ان کے بدن میں پرو دیا، انہوں نے نکال کر پھینک دیا یہاں تک کہ تین تیر مارے، پھر رکوع اور سجدہ کیا پھر نماز سے فارغ ہوکر (اپنے ساتھی مہاجری) کو جگایا، جب اس جاسوس کو معلوم ہوا کہ لوگوں کو میری خبر ہوگئی ہے تو وہ بھاگ گیا اور جب مہاجری نے انصاری کو خوناں خون دیکھا تو (تعجب سے کہا) سبحان اللہ! تم نے مجھ کو اول ہی تیر مارنے پر کیوں نہ جگالیا، کہنے لگے کہ میں ایک سورت پڑھنے میں مشغول تھا مجھ کو اس کا قطع کرنا اچھا نہ معلوم ہوا۔

ف: نماز اور قرآن اور اطاعت میں لذت حاصل ہونا ایک حال رفیع ہے اور ان صحابی کی حالت اس کے محمود ہونے کی دلیل ہے: کیوں کہ عدم قطع کو "لم أحب" سے معلل فرمانے کی یہی توجیہ ہوسکتی ہے۔

## ۱۴۱- عادت، حلق موئے سر (سر کے بال منڈانا)

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "من ترک موضع شعرۃ من جنابۃ لم یغسلھا فعل بہ کذا وکذا من النار" قال[2] علی: فمن ثم عادیت راسی ثلثا وکان یجز شعرہ. (اخرجہ ابو داؤدؒ)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "جو شخص جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی بے وضو کئے چھوڑ دے دوزخ میں اس کا

[1] ابو داؤد: الطھارۃ، الوضوء من الدم. رقم: ۱۹۸، وسکت عنہ المنذری)

[2] أبو داؤد: الطھارۃ، الغسل من الجنابۃ. رقم: ۲۴۹، قال المنذری: فی اسنادہ عطاء بن السائب، وقد وثقہ أیوب السختیانی، وأخرج لہ البخاری: حدیثا مقرونا بأبی بشر. وقال یحیی بن معین: لایحتج بحدیثہ، وتکلم فیہ غیرہ، وقال: کان تغیر فی اخر عمرہ...... وقال الامام أحمد: من سمع منہ قدیماً فھو صحیح، ومن سمع منہ حدیثا لم یکن بشیء، ووافقہ علی ھذا التفرقۃ غیر واحد، قلنا: وأخرجہ ابن ماجۃ، الطھارۃ، تحت کل شعر جنابۃ. رقم: ۵۹۹.

ایسا ایسا حال ہوگا''، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بس اسی وقت سے میں اپنے سر کا دشمن ہوگیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ اپنے سر کے بال قطع کرادیتے تھے۔

ف: اکثر مشائخ کی عادت ہے کہ سر کے بال منڈادیتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل اس عادت کا ماخذ ہے اور مصلحت اور مبنی اس کا خود حدیث مرفوع میں مذکور ہے کہ احتیاط ہے غسل میں اور دوسری مصلحتوں کا ہونا بھی اس کے منافی نہیں، مثلاً بالوں کی خدمت میں شغل قلب کا ہونا یا بعض اشغال کی حرارت سے بالوں کا موذی ہونا۔

## ۱۴۲- رسم، حلق شعر وقت البیعۃ (بیعت کے وقت بال منڈوانا)

**عن عثیم بن کثیر بن کلیب عن ابیه، عن جده انه جاء رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال: قد اسلمت فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم "الق عنک شعر الکفر" یقول: احلق. الحدیث.** (أخرجه ابوداؤد[1])

ترجمہ: حضرت کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے اسلام قبول کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حالت کفر کے بال اتروا ڈالو''، یعنی سر منڈوادو۔

ف: بعض مشائخ کا معمول منقول ہے کہ مرید کرنے کے وقت اس کی موتراشی کرتے تھے اس کی اصل اور مصلحت کہ زمانہ معصیت کے اثر کو زائل کرنا ہے، حدیث میں مذکور ہے۔

## ۱۴۳- عادت، خدمت اہل شیخ بعدہ

## (شیخ کی عدم موجودگی یا وفات کے بعد اس کے اہل وعیال کی خدمت کرنا)

**عن اسلم قال فی حدیث طویل، وکان عند عمر رضی الله تعالیٰ عنه صحاف تسع فلا تکون فاکهة ولا طریقة الا جعل منها فی تلک الصحاف، فیبعث بها الیٰ ازواج النبی صلی الله علیه وسلم الحدیث.** (أخرجه مالک[2])

ترجمہ: اسلم سے حدیث طویل میں روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نو طباق

---

[1] ابوداؤد: الطهارة، الرجل یسلم فیومر بالغسل. رقم: ۳۵۶، قال: المنذری: قال عبد الرحمٰن بن أبی حاتم: کلیب ـ والدعثیم ـ بصری. روی عن ابیه مرسل. هذا اخر کلامه. وفیه أیضا: روایة مجهول. [2] موطا للامام مالک: الزکاة، جزیة أهل الکتاب: ص: ۱۲۲ مکتبه تهانوی.

تھے، سو کوئی میوہ یا اور کوئی عمدہ چیز نہیں ہوتی تھی مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو ان طباقوں میں لگا کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ؓ کے پاس (کہ نو تھیں) بھیجا کرتے تھے۔

ف: عام اہل طریق کا عمل ہے کہ پیر کی غیبت یا وفات کے بعد ان کے اہل وعیال کی خدمت لازمی طور پر کرتے ہیں، یہ حدیث اس کے محمود ہونے میں صریح ہے۔

## ۱۴۴-عادت بعض، ترک اللحم (گوشت چھوڑنا)

عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: ایاکم واللحم فان لہ ضراوۃ کضراوۃ الخمر وان اللہ یبغض اھل البیت اللحمیین. (اخرجہ مالک[1])

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ گوشت (کی کثرت) سے احتیاط رکھا کرو: کیوں کہ اس کی خواہش بھی ایسی ہو جاتی ہے جیسے شراب کی طلب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے گھر والوں کو پسند نہیں کرتے جن کو گوشت کھانے کی (لازمی) عادت ہو جائے۔

ف: بعض درویش دیکھے گئے ہیں کہ گوشت نہیں کھاتے سو اس میں تفصیل ہے اگر اس ترک کی وہ مصلحت ہے جو حدیث میں مذکور ہے یعنی تسہیل قوت بہیمیہ جو مفضی الی المعاصی ہو جاتی ہے، تب تو اس کا مبنی صحیح اور موافق حدیث کے ہے، البتہ گاہ گاہ کھا لینا مناسب ہے کہ صورۃً تحریم حلال نہ ہو، اور اگر اس کو کچھ قرب الٰہی میں دخل سمجھتے ہیں تو بدعت ہے، اور اگر عملیات وغیرہ اس کا سبب ہے تو بناء العبث علی العبث ہے اور اگر اس کا منشا ذبح کو خلاف ترحم علی الحیوان سمجھنا ہے تو الحاد فی الدین ہے۔

## ۱۴۵-عادت، تقلیل لذات (لذات کو کم سے کم استعمال کرنا)

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: ادرکنی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفیہ قال: او کلما اشتھیت شیئا اشتریتہ؟ حسب احدکم من السرف ان یاکل کلما اشتھیٰ. (اخرجہ مالک[2])

---

[1] موطا: جامع ماجاء فی الطعام والشراب، ماجاء فی آکل اللحم. اختصاراً علی الجزء الاول فقط. ص: ۳۷۳ تھانوی.

[2] قلت: ما وجدناہ فی "الموطا" للامام مالک وذکرہ السیوطی فی الدر المنثور فی تفسیر ایۃ: ﴿اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا﴾ وعزاہ الی سنن سعید بن منصور، والحاکم (۴۵۵/۲) والبیھقی فی الشعب: وذکر نحوہ القرطبی فی تفسیرہ ۲۰۲/۱۲.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا: تم کو جب کسی چیز کی رغبت ہوتی ہے تم اس کو خرید ہی لیتے ہو؟ آدمی کے مسرف ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جس چیز کو جی چاہا کرے وہی کھالیا کرے۔

ف: قریب قریب کل اہل طریق تقلیل لذات کا ایک خاص درجہ میں اہتمام رکھتے ہیں، جو مدلول ہے حدیث کا اور یہ ایک شعبہ ہے مجاہدہ کا۔

## ۱۴۶-رسم، نذرانہ تعویذ (تعویذ پر نذرانہ لینا)

عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کنا فی سفر وفی الحدیث قصۃ اللدیغ وفیہ فقال : مارقیت الابام الکتاب، قلنا: لاتحدثوا شیئا حتی ناتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنسالہ، فلما قدمنا ذکرناہ لہ فقال: ومایدریک انھا رقیۃ؟ اقسموا واضربوا لی بسھم. (أخرجه الخمسة الاالنسائی[1])

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک سفر میں تھے اور اسی حدیث میں مار گزیدہ کا قصہ ہے اور اس میں یہ ہے کہ ابو سعید کہتے ہیں کہ میں نے (اس مار گزیدہ کو) صرف سورہ فاتحہ سے جھاڑا تھا (وہ اچھا ہو گیا اور جو معاوضہ میں سو بکریاں ٹھہری تھیں وہ وصول کر لیں پھر) ہم نے (باہم) کہا کہ ابھی (ان بکریوں کے بارے میں) کوئی نئی بات (تصرف وغیرہ) مت کرنا یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر (حکم شرعی) دریافت کر لیں، سو ہم جب حاضر ہوئے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تعجب سے) فرمایا کہ: ”تم کو کیسے خبر ہو گئی کہ سورۂ فاتحہ جھاڑ بھی ہے، (پھر ان کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ) ان بکریوں کی تقسیم کر لو اور میرا حصہ بھی لگانا“، (یہ اس لئے فرما دیا کہ اس کے حلال ہونے میں شبہ نہ رہے)

---

[1] بخاری : الطب، الرقی بفاتحة الكتاب. رقم: ۵۷۳۶، مسلم: السلام، جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقران. رقم: ۶۶ (۲۲۰۱) أبوداؤد: البيوع، كسب الأطباء. رقم: ۳۴۱۸) ترمذی: الطب، أذ الأجر على التعويذ. رقم: ۲۰۶۳) قلنا: وأخرجه ابن ماجة، التجارات، أجر الراقی. رقم: ۲۱۵۶

ف: بعضے تعویذوں میں نذرانہ ٹھہرالینا یا لے لینا بعضے بزرگوں کا معمول ہے اس کا جائز ہونا اور بزرگی کے منافی نہ ہونا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ عمل خلاف شرع نہ ہو اور اس میں کسی قسم کا خداع نہ ہو جس کی تفصیل رسالہ ''التقی'' میں لکھ دی ہے، البتہ خود تعویذ گنڈوں کا مشغلہ غیر منتہی کے لئے بوجہ ہجوم عوام و مرجعیت انام کے مضر باطن ہے۔

## ۱۴۷-رسم، تفاول از قرآن یا کتب بزرگان

### (قرآن پاک یا بزرگوں کی کتابوں سے فال لینا)

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ''لاعدویٰ ولا طیرة ویعجبنی الفال'' قالوا: وما الفال؟ قال: ''کلمة طیبة''.
(أخرجه الخمسة الا النسائی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ''بیماری لگنا (اس طرح کہ تخلف ہی نہ ہو) کوئی چیز نہیں اور بدشگونی کوئی چیز نہیں اور مجھ کو فال نیک اچھی معلوم ہوتی ہے''، لوگوں نے پوچھا کہ فال نیک کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ: ''کوئی دل خوش کن کلمہ ہے'' (کہ کان میں پڑ جائے اور اس کو مطلب سے کچھ مناسبت ہو جیسے کوئی شخص گمشدہ چیز کو تلاش کرتا تھا، اتفاق سے کسی شخص نے دوسرے کو واجد علی نام لے کر پکارا جس کے معنی ہیں پالینے والا تو وہ شخص اس کو سن کر خوش ہو گیا)

ف: بعض اہل عقیدت کو دیکھا گیا ہے کہ کسی ظاہری یا باطنی حاجت کے بارے میں قرآن مجید یا دیوان حافظ یا مثنوی مولوی رومی سے فال لیتے ہیں، اس حدیث میں اس کی حقیقت بیان کی گئی ہے، اگر اسی حد تک ہو مضائقہ نہیں اور حاصل اس کا رجاء من اللہ تعالیٰ بأسباب الرجاء ہے، جو بلا تفاول بھی امور محمودہ میں سے ہے اگر اس سے تجاوز نہ کیا جائے، مثلاً اس بزرگ کو حاضر و ناظر یا اس جواب کو ان کا تصرف یا اس مضمون کو فیصلہ

---

۱؎ بخاری: الطب، باب الفال. رقم: ۵۷۵٦، مسلم: السلام، الطیرة والفال ومایکون فیه التشاؤم رقم: ۱۱۱ (۲۲۲۴) أبوداؤد: الطب، باب فی الطیرة. رقم: ۳۹۱۵، ترمذی: السیر، ماجاء فی الطیرة. رقم: ۱٦۱۵، وقال: حسن صحیح، قلنا: وأخرجه ابن ماجة، الطب، من کان یعجبه الفال ویکره الطیرة. رقم: ۳۵۳۷

قطعی سمجھا جائے تو مذموم اور بدعت قریب بشرک ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور اسی سے لوٹا گھما کر چور معلوم کرنے کا گناہ معلوم ہو گیا ہوگا۔

## ۱۴۸-عادت، عدم تصدی یعنی در پے کسے نشدن
## (کسی کے پیچھے نہ پڑنا)

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "نعم الرجل الفقیہ فی الدین ان احتیج الیہ نفع، وان استغنیٰ عنہ اغنیٰ نفسہ. (أخرجہ رزین)[1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "دین کا عالم بھی خوب ہوتا ہے، اگر اس کے پاس کوئی (دینی) احتیاج پیش کرے تو نفع پہنچاوے (یعنی دین کی تعلیم کرے) اور اگر کوئی اس کے پاس احتیاج نہ پیش کرے تو وہ بھی اپنے آپ کو بے پرواہ کر کے رکھے۔"

ف: جماعت صوفیاء میں اکثر کا مسلک نصیحت کے باب میں یہ ہے کہ زیادہ کسی کے پیچھے نہیں پڑتے ایک دوبار کہہ کر اپنا حق ادا کر دیا اگر مان لیا بہتر ورنہ اپنے شغل میں لگتے ہیں، "اغنی نفسہ" اپنے عموم سے اس عادت کا ماخذ ہے[2] اور دوسری جزئی اس کی یہ بھی ہے کہ اپنی دنیوی حاجت ان کے سامنے پیش نہیں کرتا مگر بقرینہ مقارنت استغنی جزئی اول اقرب ہے۔

## ۱۴۹-مسئلہ، توارث نسبت (نسبت باطنی کا متوارث ہونا)

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: "ان العلماء ورثۃ الانبیاء" (أخرجہ ابوداؤد)[3]

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ: "علماء وارث ہوتے ہیں انبیاء علیہم السلام کے۔"

ف: اہل طریق میں مشہور ہے کہ نسبت باطنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متوارث

---

[1] الفردوس للدیلمی ۲۵۱/۴ رقم: ۶۷۴۲۔ [2] وکذا قولہ تعالیٰ، أمامن استغنیٰ فانت لہ تصدی ۱۲۔ [3] قلنا: وأخرجہ البخاری، العلم، العلم قبل القول والعمل. (تعلیقا ابوداؤد: العلم، فضل العلم. رقم: ۳۶۴۱، قلنا: وأخرجہ ابن ماجۃ، المقدمۃ، فضل العلماء والحث علی طلب العلم، رقم: ۲۲۳.

چلی آتی ہے، اس حدیث سے اس کا اس طرح اثبات ہوتا ہے کہ دوسری حدیثوں سے علم کا مصداق و حقیقی علم فی القلب ثابت ہوتا ہے، اور اس کو موروث عن الانبیاء فرمایا، یہی حاصل ہے مسئلہ مذکورہ کا، اور انبیاء کے جمع لانے کی یہ توجیہ ہے کہ ہر امت کے علماء کو یہ دولت اپنے اپنے پیغمبر سے پہنچی خواہ بواسطہ یا بلا واسطہ۔

## ۱۵۰- اصلاح، کف لسان عن الدقائق عند العوام

(عوام کے سامنے تصوف کی باریکیاں بیان کرنے سے گریز کرنا چاہئے)

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: حدثوا الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب اللہ ورسولہ. (أخرجه البخاری[1])

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کے سامنے ایسی بات کرو جس کو وہ سمجھیں، کیا (سمجھ سے باہر باتیں کر کے) تم اس کو پسند کرتے ہو کہ خدا اور رسول کی تکذیب کی جائے (یعنی جب وہ بات قرآن وحدیث سے صراحۃً یا استدلالاً ثابت ہے تو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کہی ہوئی ہو اور چونکہ سمجھ سے باہر ہے اس لئے عوام کریں گے اس کی تکذیب، پس تم سبب ہوئے خدا اور سول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کے اور چوں کہ ضروریاتِ دین میں سے کوئی امر ایسا نہیں ہے لہٰذا یہ شبہ نہیں ہوسکتا کہ اس میں بعض دین کا کتمان لازم آتا ہے)

ف: بعضے بے باک صوفی عوام کے سامنے بے تکلف تصوف کے دقائق بیان کر بیٹھتے ہیں، بعضے عوام تو ان کو خلاف شریعت سمجھ کر ان کی تکذیب کرتے ہیں اور بعضے باوجود ان کی حقیقت نہ سمجھنے کے ان کو مان کر قواعد مشہورہ شرعیہ کے منکر ہوجاتے ہیں، سو ہر حال میں اللہ ورسول کی تکذیب کا تحقق ہوا، "والثانی أشد من الأول" اس حدیث میں اس عادت کی ممانعت ہے۔

## ۱۵۱- مخاطب کی عقل کیمطابق کلام کرنے کی ضرورت

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال: ما انت بمحدث قوماً حدیثاً لایبلغہ عقولھم، الا کان لبعضھم فتنۃ. (أخرجه مسلم[2])

---

[1] بخاری: العلم، من خص بالعلم قوما دون قوم کراهیة أن لایفهموا. رقم: ۱۲۷

[2] مسلم: فی مقدمة کتابه، النهی عن الحدیث بکل ماسمع. رقم: ۱۴.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم کسی قوم سے ایسی بات کروگے کہ وہاں تک ان کی عقل کی رسائی نہ ہوتو وہ ضرور بعضوں کے لئے خرابی کا باعث ہوگی۔

ف: اس حدیث سے بھی وہی مضمون ثابت ہوتا ہے جو اس کے قبل کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

## ۱۵۲-رسم، کتابت ملفوظات

**عن ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کنت اکتب کل شیء سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنھتنی قریش وقالوا: تکتب کل شیء تسمعہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر یتکلم فی الرضا والغضب، فامسکت عن الکتابۃ حتی ذکرت ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاوما باصبعہ الٰی فمہ وقال: "اکتب فوالذی نفسی بیدہ مایخرج منہ الا حق". (اخرجہٗ ابوداؤد[1])**

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا اس کو لکھ لیا کرتا تھا، قریش نے مجھ کو منع کیا اور کہا کہ تم سب کچھ لکھ لیتے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (آخر) بشر ہیں خوشی اور ناخوشی ہر حالت میں کلام فرماتے ہیں (اور ناخوشی میں احتمال ہوتا ہے کلام میں کمی بیشی ہوجانے کا) میں لکھنے سے رک گیا یہاں تک کہ میں نے اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت مبارک سے اپنے دہن کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس منہ سے بجز حق بات کے اور کچھ نہیں نکلتا (نہ حالت رضا میں نہ حالت غضب میں یعنی ہم دوسرے لوگوں کی طرح مغلوب الغضب نہیں ہوتے کہ غصہ میں جو چاہے منہ سے نکل گیا)

ف: اکثر معتقدین اپنے معتقد علیہم کے ملفوظات جمع کیا کرتے ہیں، اس حدیث سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے اور جواز کے ساتھ یہ بھی تاکید نکلتی ہے کہ اس جمع میں نہایت احتیاط درکار ہے: کیوں کہ مشائخ میں بشریت مظنہ ہے صدور خطا کا اور مانع عن الخطا یعنی عصمت متحقق نہیں۔

---

[1] ابوداؤد: العلم، کتابۃ العلم. رقم: ۳۶۴۶، وسکت عنہ المنذری.

## ۱۵۳- رسم، کتابت ارشاد ربانی یا شجرۂ سند برائے مرید

(پیر کے ملفوظات یا شجرۂ سند مرید کو لکھوانا)

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: خطب رسول الله صلی الله عليه وسلم، فذكر قصة فی الحديث، فقال ابوشاه: اكتبوا لی يا رسول الله! فقال: "اكتبوا لأبی شاه". (أخرجه الترمذی وصححه[1])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا، پھر راوی نے حدیث میں ایک مضمون ذکر کیا ہے، (خطبہ سن کر) ابوشاہ نے عرض کیا کہ یہ مضمون مجھ کو لکھ دیجئے یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابوشاہ کو لکھ دو۔"

ف: اس حدیث سے زبانی تلقین وارشاد کئے ہوئے امر کے مقید بالکتابۃ کر دینے کا موافق سنت ہونا ثابت ہوا، اہل طریقت کی یہ سب عادتیں اس میں داخل ہو گئیں: ذکر وشغل کا طریقہ یاد کے لئے لکھ کر دے دینا، شجرہ لکھ کر دینا، سند خلافت لکھ دینا۔

## ۱۵۴- مسئلہ، ضرورت تکوینیہ قبائح در عالم

(تکویناً دنیا میں قبائح یعنی کفر ومعصیت کا وجود بھی مطلوب ہے)

عن ابی ايوب رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: "لولا انكم تذنبون لذهب الله تعالیٰ بكم وخلق خلقاً يذنبون فيغفرلهم". (أخرجه مسلم والترمذی[2])

ولمسلم عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه نحوه وزاد فيستغفرون.

زاد رزين قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: "والذی نفسی بيده لو لم تذنبوا لخشيت عليكم ماهو اشد منه وهو العجب".

---

[1] ترمذی: العلم، الرخصة فيه. رقم: ٢٦٦٦، وقال: حسن صحيح.

[2] مسلم: التوبة، سقوط الذنوب بالاستغفار والتوبة. رقم: ٩(٢٧٤٨) عن ابی ايوب رضی الله تعالیٰ عنه، ترمذی: الدعوات، باب (لولا أنكم تذنبون لخلق الله خلقاً يذنبون فيغفرلهم) رقم: ٣٥٣٩، وقال: حسن غريب. عن ابی ايوب رضی الله تعالیٰ عنه، ومسلم: ايضاً فی المصدر السابق، عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه. رقم: ١١(٢٧٤٩) وزاد رزين: والذی نفسی بيده لولم تذنبوا لخشيت عليكم ماهو أشد منه وهو العجب، ذكره الذهبی: فی ميزان الاعتدال فی ترجمة سلام بن أبی الصهباء. وقال: ما أحسنه من حديث لوصح.

ترجمہ: حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تم کو اس عالم سے لے جاتا اور ایک مخلوق پیدا کرتا جو گناہ کرتے، پھر (حسب زیادت روایت مسلم) وہ استغفار کرتے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرتا''، (روایت کیا اس کو مسلم اور ترمذی نے)

اور رزین نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر تم گناہ نہ کرتے تو مجھ کو اس سے زیادہ سخت چیز کا تم پر اندیشہ تھا اور وہ عجب یعنی خود بینی ہے۔''

## ف: اقتضاء اسماء الٰہیہ ظہورہ دیگر

(حق تعالیٰ کے تمام اسماء مقتضی ظہور ہیں)

## ف: تعلیم، حکمت بعض انواع قبض

اول کے دو مسئلے مسلم اور ترمذی کی روایت سے ثابت ہوتے ہیں، اول مسئلے کی تقریر یہ ہے کہ محققین نے فرمایا ہے کہ عالم میں تشریعاً تو صرف ایمان وطاعت ہی مطلوب ہے مگر تکویناً کفر ومعصیت بھی ضروری التحقق ومطلوب الوجود ہے۔

اور دوسرا مسئلہ جو بمنزلت حکمت مسئلہ اولیٰ کے ہے اس کی تقریر یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے تمام اسماء جمیل ہیں اور جمیل ہونے کی وجہ سے مقتضی ظہور ہیں اور ہر ایک کا ظہور خاص خاص حوادث کے تحقق کو مقتضی ہے۔

حدیث کی دلالت مسئلہ اولیٰ پر ظاہر ہے کہ ذنوب کی ضرورت صدور کو کس اہتمام سے فرمایا، اور مسئلہ ثانیہ پر نیز دلالت لیغفر لھم میں تأمل کرنے سے معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ حکمت اس ضرورتِ مذکورہ کی اپنی مغفرت کو فرمایا جس کی تقریر یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک غفار بھی ہے، اس کا ظہور اسی طرح ہے کہ عالم میں ذنوب کا وجود ہو اور اس سے غفار کا تعلق ہو، ان ہی دونوں مسئلوں کی طرف حافظ شیرازیؒ نے نہایت لطیف طور پر اس شعر میں اشارہ کیا ہے:

درکارخانہ عشق از کفر ناگزیر است　　　آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد

کارخانۂ عشق سے مراد کارخانہ عالم ہے بوجہ اس کے کہ حسب قول مشہور "فاحببت أن أعرف فخلقت الخلق،، سبب خلق عالم کا، حب ومعروفیت ہے اور حب وعشق باہم مترادف ہیں، پس حاصل یہ ہوا کہ منتقم مثلاً مقتضی ظہور ہے اور وہ موقوف ہے وجودِ کفر پر، اور یاد رکھنا چاہئے کہ اقتضاء سے مراد اقتضاء اضطراری نہیں "تعالیٰ الله عن ذٰلک علواً کبیراً" اور نہ مقصود اس سے ترغیب دینا ہے معاصی پر للزوم التعارض بین النصوص، بلکہ ایک حکمت بیان کر کے مقصود تقویت قلب تائب عن المعاصی بعد صدور المعاصی ہے۔

اور تیسرا مضمون یعنی حکمت بعض انواع قبض "رزین" کی روایت سے ثابت ہے جس کو مشائخ اپنی تعلیمات میں ارشاد فرمایا کرتے ہیں، یعنی قبض کی ایک نوع وہ ہے جو صدور معصیت سے ہو، بعض اوقات سالک صدور معصیت کے بعد اس قدر دل گیر اور تنگ ہوتا ہے کہ اگر اس کو سنبھالا نہ جائے تو یا تو اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالے یا نا امید ہو کر معطل محض ہو جائے، اور سب ذکر وطاعت کو چھوڑ بیٹھے ایسے وقت اس کو اس بات کے سمجھانے کی ضرورت ہوتی ہے کہ اگر معصیت صادر ہوگئی تو توبہ کر لو اور بعد توبہ کے اس قدر پریشان اور مایوس مت ہو: کیوں کہ اس میں بھی ایک حکمت تھی وہ یہ کہ شاید عدم صدور سے تم میں عجب پیدا ہو جاتا، خدا تعالیٰ نے اس کا علاج کر دیا، سو اس مضمون سے اس کو توبہ کا عزم اور طاعت کی طرف عود پیدا ہو جاتا ہے جو کہ مامور بہ ہے، خوب سمجھ لو۔

## ۱۵۵- حال، ادلال (ناز)

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه قال: حدثنی عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه قال: لما كان يوم بدر نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى المشركين وهم الف، واصحابه ثلث مائة وتسعة عشر رجلا، فاستقبل القبلة، ثم مديديه، فجعل يهتف بربه يقول: "اللهم انجزلى ماوعدتنى، اللهم اتنى ماوعدتنى اللهم ان تهلك هذه العصابة من المسلمين لاتعبد فى الارض" فما زال يهتف بربه مادا يديه حتى سقط رداءه عن منكبيه. الحديث (أخرجه مسلم والترمذي[1])

[1] مسلم: الجهاد، الامداد بالملائكة فى غزوة بدر، رقم: ۵۸ (۱۷۶۳) ترمذی: تفسير القران، سورة الأنفال. رقم: ۳۰۸۱، وقال: حسن صحيح غريب.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکایت بیان کی کہ جب غزوۂ بدر کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو دیکھا وہ ایک ہزار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تین سو انیس تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دونوں ہاتھ (دعا کے لئے) دراز کر کے حق تعالیٰ کو پکارنے لگے اور یوں فرمانے لگے کہ: ''اے اللہ! مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے اس کو پورا فرمائیے، اے اللہ! مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ مجھ کو عطا فرمائیے، اے اللہ! اگر یہ جماعت مسلمانوں کی فنا ہوگئی تو پھر زمین میں آپ کی عبادت نہ ہوگی'' (کیوں کہ بجز ان کے اور کوئی عابد نہیں ہے) پس آپ برابر اسی طرح ہاتھ پھیلائے ہوئے دعا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں سے کھسک کر گر گئی۔

ف: ادلال جس کا ترجمہ ناز ہے ایک حال ہے جو بعض محبین کو غلبۂ انس وانبساط میں کہ ایک نوع ہے محبت کی پیش آیا ہے، اس حدیث کا مضمون صاف ناشی ہے، اسی ادلال سے کامل اور غیر کامل میں اتنا تفاوت ہے کہ کامل کا قول وفعل اس حالت میں بھی حد ادب سے متجاوز نہیں ہوتا، غیر کامل سے احیاناً ایسا بھی ہو جاتا ہے اسی ''لاتعبد'' کے مضمون کو حافظ شیرازیؒ نے اس طرح ادا کیا ہے:

سایۂ معشوق گر افتاد بر عاشق چہ شد ما بہ او محتاج بودیم او بما مشتاق بود

ای عبدیت مارا خواہاں بود فعبر عن الارادۃ بالاشتیاق۔

## ۱۵۶- حال، کشف عالم غیب

**عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قصۃ غزوۃ احد قول انس بن النضر قال: یاسعد بن معاذ الجنۃ ورب النضر، انی لاجد ریحها من دون احد. الحدیث (اخرجہ الشیخان والترمذی[1])**

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قصہ غزوۂ احد میں ان کے چچا

[1] بخاری: الجهاد، باب قول الله عزوجل: من المومنين رجال صدقوا ماعهدوا الله عليه الآية. رقم: ۲۸۰۵ مسلم: الامارة، ثبوت الجنة للشهيد. رقم: ۱۴۸: (۱۹۰۳) ترمذی: تفسير القرآن، سورة الأحزاب. رقم: ۳۲۰۰ وقال: : حسن صحيح.

حضرت انس بن النضر کا قول مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اے سعد بن معاذ! قسم ہے نضر کے پروردگار کی کہ جنت کی خوشبو پاتا ہوں جبل احد کے پیچھے سے۔

ف: عالم غیب کی اشیاء کا منکشف ہونا ایک حال رفیع ہے جب کہ اتباع شرع کے ساتھ ہو، حدیث کی دلالت اس پر ظاہر ہے۔

## ۱۵۷- حال، کشف ملائکہ دیگر (کسی کو فرشتوں کا نظر آ جانا)

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: رأیت علٰی یمین رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وعلٰی شماله یوم احد رجلین، علیهما ثیاب بیض، یقاتلان کاشد القتال ما رأیتهما قبل ولا بعد، یعنی جبرئیل ومیکائیل. (اخرجه الشیخان[1])

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے غزوۂ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے بائیں دو شخص دیکھے جن پر سفید کپڑے تھے اور بہت سخت لڑائی لڑ رہے تھے میں نے ان کو نہ اس سے پہلے دیکھا تھا اور نہ بعد میں دیکھا یعنی وہ دونوں شخص جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام تھے۔

## ف: مسئلہ، تمثل

حضرت جبرئیل علیہ السلام ومیکائیل علیہ السلام کا نظر آ جانا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث میں صریحاً مذکور ہے، اور اسی طرح آدمی کی شکل میں متمثل ہونا بھی جس کی شرح سب سے اول حدیث کے ذیل میں گزر چکی ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ اگر یہ فرشتے اوروں کو بھی نظر آتے تھے تب تو مدلول حدیث مسئلہ تمثل ہے اور اگر اوروں کو نظر نہ آتے تھے تو مدلول حدیث کشف ملائکہ ہے۔

## ۱۵۸- حال، کرامت

عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه فی قصة غزوة الرجیع من الحدیث الطویل عن بعض بنات الحارث کانت تقول: مارأیت اسیراً قط خیراً من خبیب، لقد رأیته یاکل من قطف عنب، وما بمکة یومئذ ثمرة وانه لموثق بالحدید، وماکان الا رزقاً رزقه اللہ خبیبا، وفیه: وبعثت قریش الیٰ عاصم لیؤتوا بشیء من جسده بعد موته

---

[1] بخاری: المغازی، باب اذهمت طائفتان منکم ان تفشلا. رقم: ۴۰۵۴، مسلم: الفضائل، اکرامه صلی اللہ علیه وسلم بقتال الملائکة معه. رقم: ۴۶ (۲۳۰۶)

وکان قتل عظیما من عظمائهم یوم بدر فبعث الله علیهم مثل الظلة من الدبر فحمته من رسلهم، فلم یقدروا منه علی شیء. (اخرجه البخاری وابوداؤد[1])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قصہ غزوۂ رجیع کے متعلق ایک حدیث طویل میں یہ قصہ حارث کی ایک دختر سے منقول ہے وہ کہتی ہیں کہ: میں نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اچھا آدمی کوئی قیدی نہیں دیکھا، میں نے ان کو انگور کا خوشہ کھاتے ہوئے دیکھا اور اس وقت مکہ میں میوہ یا پھل کا کہیں نام ونشان نہ تھا اور خود وہ لوہے میں مقید تھے وہ محض ایک (غیبی) رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خبیبؓ کو عطا فرمایا تھا، اور اسی حدیث میں (یہ قصہ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا) ہے کہ قریش نے عاصم کی طرف کچھ آدمی روانہ کئے تاکہ ان کی لاش کا کوئی جزو (کاٹ کر) لے آئیں اور (وجہ اس کی یہ تھی کہ) انہوں نے قریش کے بڑے سردار کو بدر کے دن قتل کیا تھا (اس لئے نشان کے واسطے لاش کا جزو منگاتے تھے کہ دیکھ کر خوشی اور تسلی زائد ہو) پس اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر سائبان کی طرح (یعنی بکثرت) بھڑوں کو بھیج دیا اور انہوں نے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کی لاش) کو قریش کے فرستادوں سے محفوظ رکھا غرض وہ لوگ ان پر ذرا قادر نہ ہوئے۔

ف: حدیث میں حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم کرامتیں مذکور ہیں جو کہ بشرط اتباع شریعت اہل اللہ کے حالات رفیعہ میں سے ہے۔

## ۱۵۹- حال، اشتیاق موت

عن انس رضی الله تعالیٰ عنه فی قصة غزوة بئر معونة قال: بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم قوماً من بنی سلیم الی بنی عامر. وفی روایة: بعث خالی حراماً اخا لام سلیم فی سبعین راکبا، فلما قدموا، قال لهم خالی: اتقدمکم فان امنونی حتی ابلغهم عن رسول الله صلی الله علیه وسلم والا کنتم منی قریبا، فتقدم فامنوه فبینما هو یحدثهم عن رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اومئوا الی رجل منهم فطعنه فانفذه فقال: الله اکبر، فزت ورب الکعبة. الحدیث (اخرجه الشیخان[2])

---

[1] بخاری: الجهاد، هل یستاسر الرجل ومن لم یستاسر، ومن صلی رکعتین عند القتل، رقم: ۳۰۴۵، أبوداؤد: الجهاد، الرجل یستاسر. رقم: ۲۶۶۰.

[2] بخاری: الجهاد، من ینکب او یطعن فی سبیل الله. رقم: ۲۸۰۱، بخاری: المغازی، غزوة الرجیع، ورعل...... وبئر معونة. رقم: ۴۰۹۲، مسلم: الامارة ثبوت الجنة للشهید. رقم: ۱۴۷ (۶۷۷)

وفی روایۃ البخاری عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول: لما طعن حرام بن ملحان یوم بئر معونۃ قال (ای اخذ) بالدم ھٰکذا فنضحہ علی وجھہ وراسہ، ثم قال: فزت ورب الکعبۃ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قصہ غزوہ بیر معونہ میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی سلیم میں سے ایک جماعت کو (کہ مسلمان تھے) بنی عامر کے پاس (کہ کافر تھے) تبلیغ دین کی غرض سے بھیجا، اور ایک روایت میں ہے کہ میرے (یعنی انس کے) ماموں حرام بن ملحان کو کہ ام سلیم (والدہ انس) کے بھائی تھے ہمراہی ستر سواروں کے بھیجا، جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو ان سے میرے ماموں نے کہا کہ میں آگے جاتا ہوں اگر ان لوگوں نے مجھ کو اتنا امن دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ان کو پہنچا سکا تو خیر، ورنہ اس وقت تم میرے پاس آجانا غرض وہ آگے بڑھے اور ان لوگوں نے (ظاہر میں) امن دیا، پس اس درمیان میں کہ وہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بات چیت کر رہے تھے کہ دفعتہً ان لوگوں نے اپنے میں سے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اس نے ایک نیزہ مارا اور پار کر دیا یہ (خوشی کے جوش میں) بول اٹھے اللہ اکبر قسم رب کعبہ کی میں مراد کو پہنچ گیا۔

اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ جب ان کے یوم بیر معونہ میں نیزہ لگا تو خوش ہو کر خون کو اس طرح لے کر اپنے چہرے اور سر پر چھڑکا (اور ملا) پھر کہا قسم ہے رب کعبہ کی میں مراد کو پہنچ گیا۔

ف: ان کے اس قول اور فعل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اس عاشقانہ موت کی شدت سے تمنا اور اشتیاق تھا جس کے حصول پر شدت سے خوش ہوئے پس عشاق کے کلام میں جو یہ مضمون بکثرت پایا جاتا ہے، یہ اس کی اصل ہے۔

## ف: قول، وضوء بخون (خون سے وضوء کرنا)

اور نیز بعض عشاق کے کلام میں خون سے وضو کرنے کا مضمون آیا ہے چہرہ پر خون ملنا اس مضمون کا پورا نقشہ ہے۔

# ۱۶۰-عادت بعض، سماع برائے تنشیط روح

## (روح میں نشاط پیدا کرنے کے لئے سماع کا سننا)

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الخندق، فاذا المهاجرون والانصار یحفرون فی غداۃ باردۃ، ولم یکن لهم عبید یعملون ذلک لهم، فلما رای مابهم من النصب والجوع قال:

اللهم ان العیش عیش الاٰخرۃ　　فاغفر للانصار والمهاجرۃ

فقالوا مجیبین له:

نحن الذین بایعوا محمداً　　علی الجهاد مابقینا ابداً

(اخرجه الشیخان والترمذی[۱])

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی طرف متوجہ ہوئے اور مہاجرین وانصار سردی میں صبح کے وقت اس کو کھودتے تھے اور ان کے پاس غلام نہ تھے کہ اس کام کو کر لیتے جب آپ نے ان کی مشقت اور فاقہ کی حالت دیکھی تو (ان کے دل بڑھانے کو) دعا کی: ''اے اللہ! عیش تو آخرت ہی کا ہے سو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرمادیجئے''، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جواب میں (یہ کلام منظوم) عرض کیا نحن الذین الخ یعنی ہم وہ ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر بیعت کی ہے جب تک ہم زندہ رہیں گے۔

ف: بعض اہل طریق کا یہ مذاق ہوا ہے کہ جب اسبابِ عارضہ سے طبیعت میں ملال یا فتور یا انقباض ہوا ہے، اس کے رفع کے لئے موافق شرائط اباحت کے قدرے سماع سن لیا ہے، تاکہ نشاط پیدا ہو کر طاعت مقصودہ سہل ہو جائے، پس مقصود طاعت ہوتی تھی اور سماع معین اس مقصود کا، اس حدیث سے اس کا اثبات ہوتا ہے کہ حفر خندق جو اس وقت طاعت تھی اور جوع ونصب مظنہ فتور کا تھا اس میں کلام منظوم سے نشاط وانسداد کسل کا کام لیا، تأمل کرنے سے یہی مصلحت معلوم ہوتی ہے باقی سماع کو خود مقصود بنا لینا یا اس میں رعایت شرائط کی نہ کرنا تلعب بالدین ہے۔

---

[۱] بخاری: الجهاد، التحریض علی القتال. رقم: ۲۸۳۴، مسلم: الجهاد، غزوۃ الأحزاب. رقم: ۱۲۷، ۱۲۸ (۱۸۰۵) ترمذی: المناقب، مناقب سهل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنه رقم: ۳۸۵۷، وقال: حسن صحیح غریب.

# ۱۶۱-شہادت کی تمنا کرنا

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: لما رجع النبی صلی الله علیه وسلم من الخندق، الحدیث. وفیه: کان سعد اصیب یوم الخندق فی اکحله فضرب علیه صلی الله علیه وسلم خیمة فی المسجد لیعوده من قریب، فقال سعد: اللهم انک تعلم انه لیس قوم احب الی ان اجاهدهم فیک من قوم کذبوا رسولک واخرجوه، اللهم فانی اظن انک قد وضعت الحرب بیننا وبینهم فان کان بقی من حرب قریش شیء فابقنی له حتی اجاهدهم فیک، وان کنت وضعت الحرب فافجرها واجعل موتی فیها فانفجرت من لیلته فلم یرعهم وفی المسجد الا الدم یسیل الیهم فاذا سعد یغذ جرحه دما فمات منها۔(اخرجه الشیخان[1])

# ۱۶۲-حال، کشف وکرامت

عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه قال: ان سعد بن معاذ رمی یوم الاحزاب قطعوا اکحله او ابجله، فحسمه رسول الله صلی الله علیه وسلم بالنار، فانتفخت یده فترکه، فنزفه الدم فحسمه أخریٰ فانتفخت یده فلما رای ذٰلک قال: اللهم لاتخرج نفسی حتی تقر عینی من بنی قریظة، فاستمسک عرقه فما قطر قطرة حتی نزلوا علی حکمه، فحکم فیهم ان تقتل رجالهم وتستحی نسائهم فقال: صلی الله علیه وسلم : "اصبت حکم الله فیهم" وکانوا اربع مائة فلما فرغ من قتلهم انفتق عرقه فمات. (اخرجه الترمذی وصححه[2])

ترجمہ:ان دونوں حدیثوں میں ایک ہی صحابی کا قصہ ہے یعنی سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، سو پہلی حدیث میں تو یہ قصہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق سے لوٹ کر تشریف لائے، اسی میں یہ قصہ ہے کہ یوم خندق میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رگِ ہفت اندام میں تیر لگا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غرض سے کہ قریب ہی سے عیادت فرماتے رہیں گے ان کے لئے مسجد میں

---

[1] بخاری: المغازی، مرجع النبی صلی الله علیه وسلم من الأحزاب رقم: ۴۱۲۲، مسلم: الجهاد، جواز قتال من نقض العهد وجواز انزال اهل الحصن علی حکم حاکم عادل أهل لحکم. رقم: ۶۷ (۱۷۶۹) قلنا: وأخرجه النسائی، المساجد، ضرب الخباء فی المسجد رقم: ۷۱۱.

[2] ترمذی: السیر، ماجاء فی النزول علی الحکم. رقم: ۱۵۸۲، وقال: حسن صحیح.

ایک خیمہ لگا دیا تھا، (ایسی جگہ جہاں نمازیوں کو تنگی نہ ہو جس طرح اعتکاف والے پردہ وغیرہ باندھ لیتے ہیں کہ محفوظ جگہ میں پریشانی وہجوم وغیرہ سے امن رہتا ہے) پس حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! آپ کو خوب معلوم ہے کہ جن لوگوں نے آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اوران کو مکہ سے جلاوطن کیا (مراد قریش ہیں) ان کے ساتھ جہاد کرنا جس قدر مجھ کو محبوب ہے اتنا کسی قوم کے ساتھ نہیں (یہ تمہید ہے اگلی دعا کی) اے اللہ! میرا یہ گمان ہے کہ آپ نے ہمارے اوران کے درمیان میں لڑائی موقوف کردی ہے، یعنی میرا یہ خیال ہے کہ اب ہمارا ان کا کوئی معرکہ ہونیوالا نہیں ہے۔ سو اگر (میرا یہ خیال غلط ہے اور) قریش کے ساتھ کوئی معرکہ ہونا باقی ہے تو مجھ کو زندہ رکھئے یہاں تک کہ میں آپ کی راہ میں ان سے جہاد کروں، اور اگر میرا یہ گمان صحیح ہے اور واقعی آپ (ہمارے اوران کے) معرکہ جنگ کو موقوف کرچکے ہیں تو میرے زخم کو جاری کردیجئے، چنانچہ اسی رات کو وہ رگ کھل گئی اور دفعۃً اہل مسجد نے دیکھا کہ ان کی طرف خون بہا ہوا آرہا ہے، دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا ہے پس اسی میں انتقال فرمایا۔

(اور دوسری حدیث میں یہ قصہ ہے کہ) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم احزاب میں (کہ یوم خندق کا ایک یہ بھی نام ہے) تیر لگا جس سے شہ رگ (یعنی ہفت اندام کٹ گئی، سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون تھمنے کے لئے) اس پر آگ کا داغ دیا سو اس سے خون تو تھم گیا مگر ان کا ہاتھ ورم کرگیا (کیوں کہ خون کی آمد جوش پر تھی) پھر (جوش سے) خون جاری ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اس پر داغ دیا سو پھر (خون تھم کر) ہاتھ ورم کرگیا، جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حالت دیکھی تو دعا کی کہ اے اللہ! میری جان نہ نکلے جب تک میری آنکھیں بنی قریظہ کی طرف سے ٹھنڈی نہ ہوجائیں، (بنو قریظہ ایک قوم ہے یہود کی انہوں نے احزاب کی اعانت کی تھی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق سے فارغ ہوکر ان کو سزا دینے کی طرف متوجہ ہوئے تھے اوران کا محاصرہ کرلیا تھا، مطلب ان کی دعا کا یہ ہے کہ میں آنکھوں سے ان کی اس شرارت کی سزا دیکھ لوں جب مروں) چنانچہ ان کی رگ کا

خون بند ہوگیا اور ایک قطرہ بھی نہ نکلا یہاں تک کہ (محاصرہ سے تنگ آ کر) بنو قریظہ ان ہی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے پر قلعہ سے اترے اور باہر آئے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے یہ درخواست کی کہ ہم باہر آتے ہیں اس شرط پر کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہمارے لئے تجویز کریں وہی کارروائی ہم سے کی جائے، گمان ان کا جاہلیت کے تعلقات کی وجہ سے یہ تھا کہ یہ ہماری رعایت کریں گے حالاں کہ تعلق مع اللہ نے سب تعلقات مخالفہ کو قطع کردیا تھا) سو انہوں نے موافق قاعدہ شریعت کے ان کے مقدمہ میں یہ فیصلہ کیا کہ ان کے بالغ مردوں کو قتل کیا جائے اور ان کی عورتوں کو (اور اسی طرح بچوں کو) زندہ رکھا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”تم نے (اس فیصلہ میں) خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق کیا“ اور یہ لوگ چار سو تھے، جب (حسب فیصلہ مذکورہ) ان کے قتل سے فراغت ہوئی وہ رگ پھٹ پڑی اور ان کا انتقال ہوگیا۔

ف: اس میں ان کا کشف تو یہ ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ میرے خیال میں ہماری اور قریش کی معرکہ آرائی موقوف ہوگئی ہے، چنانچہ اس کے بعد کوئی معرکہ کی لڑائی نہیں ہوئی، صرف فتح مکہ میں یونہی خفیف سا مقابلہ ہوا کہ جس کو مقاتلہ کہنے میں خود علماء کا اختلاف ہے چنانچہ مکہ کا غزوۃً یا صلحاً فتح ہونا فقہاء میں مختلف فیہ ہے۔

اور کرامت ان کی دو مذکور ہیں ایک خون جاری کا بند ہوجانا جیسا دوسری حدیث میں ہے، اور ایک بند خون کا جاری ہوجانا جیسا پہلی حدیث میں ہے، اور دونوں دعاؤں میں کچھ تعارض نہیں، تطبیق اس طرح ہوسکتی ہے کہ اول خون جاری ہو، پھر ان کی دعاء مذکور فی الحدیث الثانی سے بند ہوگیا ہو، پھر دعاء مذکور فی الحدیث الاول سے جاری ہوگیا ہو، پس حدیث ثانی میں راوی کا فلما فرغ الخ کہنا اختصار فی البیان ہو اور مطلب یہ ہو۔

**فلما فرغ ودعا بما في الحديث الأول انفتق الخ.**

## ف: حال، حبِ حیات وحبِ موت

بعض اہل اللہ کے کلام سے حبِ حیات اور بعض کے کلام سے حبِ موت مفہوم ہوتی

ہے، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں سے دونوں کی اصل مع توجیہ کے معلوم ہوتی ہے، کہ حب حیات کی توجیہ حب اشتغال بالطاعات ہے، کما قال فان بقی الخ وقال لاتخرج الخ لأن السرور بذل الکفار طاعة أيضا اور حب موت کی وجہ بجز شوق لقاء وصون دین کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتی۔

## ۱۶۳- عادت، مبالغہ در محبت واحترام شیخ

عن عروة بن الزبير عن المسور بن مخرمة ومروان، (الحديث الطويل) وفيه من قصة الحديبية ثم ان عروة بن مسعود جعل يرمق اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم بعينيه قال: فو الله ماينتخم رسول الله بنخامة الا وقعت فی کف رجل منهم فدلک بها وجهه وجلده، واذا امرهم ابتدروا امره، واذا توضا كادوا يقتتلون علىٰ وضوء ه، واذا تكلم خفضوا اصواتهم عنده، ومايحدون النظر اليه تعظيما له، وفی هذا الحديث: قال عمر بن الخطاب. فاتيت نبی الله صلی الله عليه وسلم فقلت: يا نبی الله! الست نبی الله حقا؟ قال: "بلیٰ" قلت: السنا على الحق وعدونا على الباطل؟ قال: "بلیٰ" قلت: فلم نعطی الدنية فی ديننا اذن؟ قال: "انی رسول الله ولست اعصيه وهو ناصری" قلت: او ليس كنت تحدثنا انا سنافی البيت ونطوف به؟ قال: "بلیٰ" افاخبرتک انک تاتيه العام؟" قلت: لا، قال: "فانک اتيه ومطوف به" قال فاتيت ابابکر، فقلت: يا ابابکر، اليس هذا نبی الله حقا، قال: بلیٰ، قلت: السنا علی الحق وعدونا علی الباطل؟ قال: بلیٰ، قلت: فلم نعطی الدنية فی ديننا اذن؟ فقال: ايها الرجل انه رسول الله ولن يعصی ربه وهو ناصره فاستمسک بغرزه فوالله انه علی الحق، قلت: اليس كان يحدثنا انا سناتی البيت ونطوف به؟ قال: بلیٰ، افاخبرک انک تاتيه العام؟ قلت: لا، قال: فانک اتيه ومطوف به، قال عمر: فعملت لذٰلک اعمالا. الحديث. (اخرجه البخاری ابوداؤد[1])

ترجمہ: حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسور بن مخرمہ اور مروان سے حدیث طویل روایت کی ہے اور اس میں من جملہ قصہ حدیبیہ کے یہ حکایت بھی ہے کہ عروہ بن مسعود (ایک از روسائے مکہ جو بغرض تجسس حال مسلمین وگفتگوئے معاملہ صلح وغیرہ آیا تھا وہ)

---

[1] بخاری: الشروط، الشروط فی الجهاد والمصالحة مع أهل الحرب وكتابة الشروط. رقم: ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، أبوداؤد: الجهاد، صلح العدو باختصار. رقم: ۲۷۶۵، ۲۷۶۶.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنی آنکھ سے دیکھتا تھا، اس کا قول ہے: واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھنکار کر تھوکتے تھے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نہ کسی آدمی کے ہاتھ میں پڑتا تھا اور وہ اس کو اپنے منہ پر اور بدن پر مل لیتا تھا، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کسی کام کی فرمائش کرتے تو اس کے کرنے کو سب دوڑتے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی لینے پر لڑتے تھے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو وہ اپنی آوازوں کو آپ کے سامنے بالکل پست کر لیتے تھے، اور آپ کو تیز نگاہ بھر کر نہ دیکھتے تھے، بسبب آپ کی غایت تعظیم کے۔

اور اسی حدیث میں یہ قصہ بھی ہے (یہ اس وقت کے متعلق ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی صلح کو منظور فرمالیا اور باقتضائے وقت بعض شرطیں اس صلح میں بظاہر ایسی تھیں جس سے مسلمانوں کے دبنے کا شبہ ہوسکتا تھا پس اس کے متعلق یہ قصہ ہوا) کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا (اس وقت یہ جوش میں تھے ان کو وہ شرائط ناگوار تھیں) اور عرض کیا، یا نبی اللہ! کیا آپ سچے نبی اللہ نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''کیوں نہیں''؟ میں نے عرض کیا: کیا ہم حق پر اور ہمارے مخالف ناحق پر نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں نہیں''، میں نے عرض کیا: تو پھر اس حالت میں ہم دین کے بارے میں کیوں ذلت گوارا کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں یقیناً اللہ کا رسول ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا ہوں (سوجو کچھ میں نے اس وقت کیا وہ حکم خداوندی کے خلاف نہیں ہے) اور اللہ تعالیٰ (انجام کار) مجھ کو غالب کرنے والا ہے''، (گو کسی حکمت سے اس میں قدر توقف ہو) میں نے عرض کیا: کیا آپ ہم سے فرمایا نہ کرتے تھے کہ ہم بیت اللہ میں جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ (یعنی پھر صلح توڑ کر ابھی کیوں نہ جا گھسیں) آپ نے فرمایا: ''ہاں یہ تو کہا تھا، لیکن کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ میں جاؤ گے''؟ میں نے عرض کیا کہ: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو تم ضرور (وقت موعود پر) بیت اللہ میں جاؤ گے بھی اور اس کا طواف بھی کرو گے''، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے پاس پہنچا (ان کا جوش اس وقت تک فرو نہ ہوا تھا، اسی کے غلبہ میں یہ وہاں پہنچے) اور میں نے کہا (آگے وہی اوپر کے سوالات ہیں اور وہی جوابات ان کو ملے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا) کہ اے ابوبکرؓ کیا یہ (یعنی حضور) سچے نبی اللہ نہیں ہیں؟ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں، میں نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارے مخالف ناحق پر نہیں ہیں؟ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں، میں نے کہا تو پھر اس حالت میں ہم دین کے بارے میں ذلت کیوں گوارا کریں، انہوں نے فرمایا کہ مرد خدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ آپ کو غالب کرنے والے ہیں، پس تم آپ کی رکاب مضبوط پکڑے رہو، (یعنی اتباع و امتثال و تسلیم میں مستقیم رہو) واللہ بلاشبہ آپ حق پر ہیں، میں نے کہا کہ کیا آپ ہم سے فرمایا نہ کرتے تھے کہ ہم بیت اللہ میں جائیں گے، اور اس کا طواف کریں گے؟ انہوں نے کہا ہاں یہ تو فرمایا تھا لیکن کیا یہ بھی فرمایا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ میں جاؤ گے؟ میں نے کہا نہیں، انہوں نے فرمایا تو تم ضرور بیت اللہ میں جاؤ گے بھی اور اس کا طواف بھی کرو گے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس جرأت کے تدارک کے لئے بہت سے اعمال (صالحہ) کئے (کہ یہ صورت گستاخی کی معاف ہو)

ف: حدیث اول کے ٹکڑے میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جو برتاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مذکور ہے اس سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ جو عملاً بمنزلہ ملتزم اہل طریق ہے کہ شیخ سے محبت درجۂ جاں بازی تک رکھتے ہیں، اور احترام سلاطین سے زیادہ کرتے ہیں البتہ شرع سے تجاوز نہ ہونا چاہئے۔

## ف: حال، فنا فی الشیخ

حدیث میں اس کی تصریح تو نہیں مگر غور کرنے سے استدلال سے اس کا ثبوت بہت واضح ہے، یعنی حدیث کے آخری ٹکڑے میں جو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوابوں کا لفظاً و معنیً اتحاد اجوبہ نبویہ کے ساتھ مذکور ہے، اس سے بخوبی ثابت ہے کہ قلب صدیقی قلب نبوی کے ساتھ ایسا متصل تھا کہ ایسے علوم و احوال کا بعینہٖ فیضان ہوتا تھا اور ایسا اتصال بدلیل عادت خواص فنا فی الشیخ سے ہے اور خاصہ کا وجود دلیل یقینی ہے وجود ذی

خاصہ کی۔ پس جب یہ اتصال حدیث سے ثابت ہے تو یہ فنا بھی ثابت ہو گیا جس کی حقیقت غایت تناسب مرید و شیخ میں ہے کہ جو غایت اطاعت و محبت سے پیدا ہوتا ہے۔

## ۱۶۴-رسم تجدید بیعت مرید قدیم للتاکید

### (پرانے مرید کو برائے تاکید دوبارہ بیعت کرنا)

عن سلمة بن الاكوع رضى الله تعالىٰ عنه قال: قدمنا الحديبية مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الحديث. وفيه: ثم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دعانا للبيعة في اصل الشجرة فبايعته في اول الناس، ثم بايع وبايع، حتى اذا كان في وسط من الناس قال: "بايع ياسلمة!" قلت: قد بايعتك، يا رسول الله! في اول الناس، قال: "وايضا" ورآني رسول الله صلى الله عليه وسلم غزلا، فاعطاني حجفة، ثم بايع، حتى اذا كان في آخر الناس قال: "الا تبايعني يا سلمة؟" قال: قلت: قد بايعتك، يا رسول الله! في اول الناس، وفي اوسط الناس قال: "وايضا" فبايعته الثالثة. الحديث (اخرجه مسلم[1])

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہنچے ہیں، اور اسی حدیث میں یہ ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بیعت کے لئے درخت کے نیچے بلایا، سو اول ہی جماعت میں، میں نے آپ سے بیعت کی پھر اور لوگوں کو بیعت کیا پھر اور لوگوں کو بیعت کیا یہاں تک کہ جب وسط کی جماعت کی نوبت آئی تو آپ نے فرمایا: ''اے سلمہ! بیعت کرلو'' میں نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ! میں تو اول ہی جماعت میں آپ سے بیعت کر چکا ہوں، آپ نے فرمایا: ''پھر سہی'' اور آپ نے مجھ کو خالی ہاتھ دیکھا تو مجھ کو ایک ڈھال دی پھر بیعت کرتے رہے یہاں تک کہ جب اخیر کے لوگوں کی نوبت پہنچی تو آپ نے فرمایا:

''اے سلمہ مجھ سے بیعت نہیں کرتے''؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو اول جماعت کے ساتھ اور نیز وسط کی جماعت کے ساتھ بیعت کر چکا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''پھر سہی''، میں نے تیسری بار بھی بیعت کی۔

---

[1] مسلم: الجهاد، غزوة ذى قرد وغيرها. رقم: ۱۳۲ (۱۸۰۷)

ف. بعض دفعہ کسی مصلحت سے اپنے مرید قدیم کو اس کی درخواست پر یا خود اس کو مشورہ دے کر دوبارہ بیعت کرتے ہیں یہ حدیث اس کی مشروعیت کی دلیل ہے۔

## ۱۶۵-اصلاح، بطلان عقیدۂ اباحت

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قصۃ کتاب حاطب وقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعنی یا رسول اللہ! اضرب عنق ھذا المنافق، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ''انہ قد شھد بدراً وما یدریک لعل اللہ تعالیٰ اطلع علی اہل بدر فقال: اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم''. (اخرجہ الخمسۃ الا النسائی[1])

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت حاطب کے خط لکھنے کے قصے میں ہے (یہ خط کفار مکہ کے نام تھا، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارادوں کی جنگ کے متعلق اطلاع تھی پھر وہ خط پکڑا گیا اور حاطب سے باز پرس ہوئی اور حاطب نے اپنا جو عذر بیان کیا وہ قبول کیا گیا، مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت جوش آیا، اس کے متعلق حدیث میں حکایت ہے) کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن ماروں (منافق غصہ میں کہہ دیا) آپ نے فرمایا کہ: ''وہ (یعنی حاطب) غزوۂ بدر میں شریک ہوا ہے اور تم کو کیا خبر کچھ عجب نہیں ہے (یعنی ایسا ہوا ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف متوجہ ہو کر فرمادیا کہ جو چاہو کرو میں نے تمہارے گناہ بخش دیئے۔''

ف: بعض جہلاء اور اہل زیغ کا اعتقاد ہے کہ جب آدمی کامل ہو جاتا ہے تو اس کے لئے کوئی چیز حرام نہیں رہتی سب جائز ہو جاتا ہے، اس فرقہ کو اباحیہ کہتے ہیں اور عجب یہ ہے کہ اس حدیث سے اس دعویٰ پر استدلال کرتے ہیں کہ دیکھو اہل بدر کے لئے کیا ارشاد ہوا حالانکہ یہ حدیث ان پر صریح رد کرتی ہے: کیوں کہ لفظ ''غفرت'' سے جس کے معنی ہیں گناہ

---

[1] بخاری: الجہاد، الجاسوس والتجسس. رقم: ۳۰۰۷، مسلم: فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم، فضائل حاطب بن ابی بلتعۃ واھل بدر رضی اللہ تعالیٰ عنھم. رقم: ۱۶۱ (۲۴۹۴) ابوداؤد: الجہاد، حکم الجاسوس اذا کان مسلما. رقم: ۲۶۵۰، ترمذی: تفسیر القرآن، سورۃ الممتحنۃ. رقم: ۳۳۰۵، وقال: حسن صحیح.

کا بخش دینا خود معلوم ہوتا ہے کہ ناجائز افعال سے ان کو گناہ تو ہوتا ہے مگر غایت کرم سے وعدۂ مغفرت فرمایا گیا ہے جب گناہ ہوا تو وہ فعل جائز کیسے ہوا؟ البتہ اگر "احللت لکم" یا "ابحت لکم" ہوتا تو استدلال کی گنجائش تھی، اور اگر وعدۂ مغفرت پر کسی کو دھوکہ ہو تو اہل بدر پر دوسرے کو قیاس کرنا مع الفارق ہے کیوں کہ مقیس علیہ کے بارے میں نص ہے اور مقیس کے بارے میں نص نہیں "فاین ھذا من ذاک" فرقۂ اباحیہ کا یہ اعتقاد کفر ہے اور جو شخص اس میں مبتلا ہو اس کو اپنی اصلاح واجب ہے۔

## ۱۶۶- عادت، تسامح فی الضروریات

### (ضروریات میں چشم پوشی کرنا)

عن وھب قال: سألت جابراً رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن شان ثقیف اذ بایعت قال: اشترطت ان لاصدقۃ علیھا ولا جھاد وانہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: "سیتصدقون ویجاھدون اذا اسلموا". (اخرجہ ابو داؤد[1])

ترجمہ: حضرت وہب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبیلہ ثقیف کا قصہ ان کی بیعت کے وقت کا دریافت کیا، انہوں نے فرمایا: کہ ان لوگوں نے یہ شرط لگائی تھی کہ ان کے ذمہ یعنی ہمارے ذمہ زکوٰۃ اور جہاد نہ ہوگا اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ: "یہ لوگ زکوٰۃ بھی دیا کریں گے اور جہاد بھی کیا کریں گے جب اسلام لے آئیں گے" (یعنی اس وقت ان سے قیل وقال و جواب وسوال کی ضرورت نہیں جس طرح یہ کہیں اسی طرح ان کی بیعت قبول کر لی جائے پھر آپ ہی اسلام اور علم اور صحبت کی برکت سے درست ہو جائیں گے)

ف: بعض دفعہ بزرگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اپنے پاس آنے جانے والوں کے ساتھ اور بالخصوص جن سے زیادہ تعلق نہیں ہے اور کبھی اپنے متعلقین کے ساتھ بھی بعض قبائح پر چشم پوشی اور خاموشی کر جاتے ہیں اور اسی حالت میں ان کو اوراد واذکار کی بھی تلقین کرتے ہیں

---

[1] ابوداؤد: الخراج والفیٔ والامارۃ، خبر الطائف. رقم: ۳۰۲۵، قال المنذری: ابراھیم بن عقیل بن منبہ، قال ابن معین: وقد رأیتہ ولم یکن بہ باس، ولکن ینبغی ان تکون صحیفۃ وقعت الیھم.

ترک قبائحہ کا انتظار نہیں کرتے اس سے عوام کو شبہ مداہنت کا ہو جاتا ہے، اور راز اس میں یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی بصیرت خداداد سے سمجھ جاتے ہیں کہ جس خیر کی ان کو تعلیم دی گئی ہے یہی توبہ عن الشر کے لئے رفتہ رفتہ کافی ہو جائے گی کبھی یہ سمجھتے ہیں کہ اگر زیادہ تشدد کیا جائے گا یا اس خیر سے بھی باز رہیں گے اور اصل اسلام، یا عزم توبہ ہی سے متوحش ہو جائیں گے، تو جو خیر ہو جائے غنیمت ہے کبھی معلوم ہوتا ہے کہ دفعتاً ترک معصیت پر قدرت ان کی ضعیف ہے بتدریج اس کی استعداد پیدا ہو جائے گی، یہ حدیث بزرگوں کے اس طرز کی واضح اصل ہے۔

## ۱۶۷- مسئلہ، عبادت شدن عادات عارفین

(اہل عرفان سے صادر ہونے والے امور عادیہ بھی عبادت کے درجہ میں ہیں)

عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لمعاذ: کیف تقرأ انت؟ قال: سانباک بذٰلک، اما انا فانام ثم اقوم فاقرأ، واحتسب فی نومتی ما احتسب فی قومتی. (أخرجه الخمسة الا الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (جب کہ زمانہ حکومت یمن میں دونوں ملے تھے) فرمایا کہ تم کس کیفیت سے (شب کو نماز میں) قرآن پڑھتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو سو رہتا ہوں پھر (اٹھتا ہوں پھر نماز میں) قرآن پڑھتا ہوں (یعنی ساری رات بیدار نہیں رہتا) اور میں اپنے سونے میں بھی ویسا ہی ثواب سمجھتا ہوں جیسا کہ اپنی شب بیداری میں سمجھتا ہوں۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب معرفت صحیح ہو جاتی ہے اور اس سے امور عادیہ بھی صادر عن المصلحت ہونے لگتے ہیں تو وہ امور عادیہ بھی عبادت و موجب اجر و قرب الٰہی ہو جاتے ہیں، چنانچہ ایسے شخص کا سونا مبنی اس مصلحت پر ہوتا ہے کہ سونے سے آرام ملے گا اور نشاط سے عبادت ہوگی، بعض اوقات یہ قصد ہوتا ہے کہ عمل بالرخصۃ میں شان افتقار، و اظہار عجز و ضعیف ہے، کبھی یہ نیت ہوتی ہے کہ اس سے قوت و صحت رہتی ہے، اور اس

---

[1] بخاری: المغازی، بعث أبی موسی ومعاذ الی الیمن، رقم: ۴۳۴۱، ۴۳۴۲، مسلم: الجهاد، الأمر بالتیسیر وترک التنفیر مختصراً. رقم: ۷ (۱۷۳۲) أبوداؤد: الحدود، الحکم فیمن ارتد. رقم: ۴۳۵۴، نسائی: الأشربة تحریم کل شراب أسکر مختصراً. رقم: ۵۵۹۹.

قوت وصحت کو خدمت خلق میں صرف کریں گے، ان سب اغراض۔ سے وہ نوم بھی عبادت ہو جاتی ہے، اسی طرح دوسرے افعال مباحہ اسی قسم کے مصالح پر مبنی ہوتے ہیں۔ ملفوظات قوم میں اس مسئلہ کی تصریح ہے اور حدیث میں اس پر دلالت ہے۔

## ۱۶۸۔متفرقات، ایصال اثر بتصرف

### (تصرف کے ذریعہ اثر پہنچانا)

عن جرير بن عبدالله رضى الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "الا تريحنى من ذى الخلصة؟" وكان بيتا فيه خثعم يسمى الكعبة اليمانية، فانطلقت فى خمسين ومائة راكب من احمس، - وكانوا اصحاب خيل - وكنت لا اثبت على الخيل، فضرب فى صدرى حتى رأيت اثر اصابعه فى صدرى وقال: "اللهم ثبته واجعله هادياً مهديا" فانطلق اليها فكسرها وحرقها (أخرجه الشيخان وأبو داؤد[1])

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''مجھ کو ذی الخلصۃ سے راحت نہیں دیتے''؟ اور یہ ایک مکان تھا قبیلہ خثعم میں جو کعبہ یمانیہ (جہلاء میں) کہلاتا تھا (اور انہوں نے اس کو کعبہ مشرفہ کے مقابلے میں بنایا تھا اور اس وجہ سے حضور کو اس سے کلفت ہوتی تھی اس لئے فرمایا کہ مجھ کو اس سے راحت نہیں دیتے یعنی اس کو منہدم کرآؤ تو خوب ہو) میں قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کو لے کر چلا، اور یہ لوگ گھوڑے کی سواری میں ماہر تھے اور میں گھوڑے پر جم نہ سکتا تھا، (میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا) آپ نے میرے سینہ میں ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں نے آپ کی انگلیوں کا نشان اپنے سینے میں دیکھا اور دعاء کی کہ: ''اے اللہ! اس کو جمادے (یہ جامع دعاء ہے اس میں ثبات علی الدین وثبات علی المرکب دونوں داخل ہوگئے) اور اس کو ہدایت کنندہ ہدایت یافتہ رکھ''، پھر یہ وہاں گئے اور اس کو توڑ دیا اور جلا دیا۔

ف: ظاہراً آپ کا ہاتھ مارنا ان کے قلب میں ایک قسم کا تصرف تھا کہ ان کے قلب میں

---

[1] بخارى: الجهاد، البشارة فى الفتوح. رقم: ۳۰۷۶، مسلم: فضائل الصحابة رضى الله تعالىٰ عنهم، فضائل جرير بن عبدالله رضى الله تعالىٰ عنه رقم: ۱۳۷ (۲۴۷۶) أبو داؤد: الجهاد، بعثة البشراء. رقم: ۲۷۷۲.

جھک اور خوف سواری کے وقت کا نکل جائے، مشائخ کے اس قسم کے تصرفات کی اس سے اصل نکلتی ہے، اور توجہ و ہمت بھی غالباً اسی کا نام ہے، جبرئیل علیہ السلام کا آغاز وحی میں آپ کو دبانا بھی اسی قبیل سے ہے، البتہ اس کے کچھ آداب ہیں ایک یہ کہ غرض اور طریق مباح ہو، دوسرے یہ کہ ظاہراً یا باطناً اس پر عجب نہ ہو اور اس کی اچھی تدبیر یہ ہے کہ اس کو مقرون بالدعا کر دیا جائے جیسا کہ حدیث میں دعاء بھی ہے، تیسرے یہ کہ اس میں اشتغال زیادہ نہ کرے کہ فاعل و منفعل دونوں کے لئے کثرت میں فتنہ ہے: اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بکثرت منقول نہیں جیسا آج کل بعض نے اختیار کیا ہے اور فتن اس کے مشاہد ہیں، ان میں اعظم یہ ہے کہ عموماً اس کو کمال سمجھنے لگتے ہیں حالانکہ یہ عمل محض ضرورت کے لئے ہے "والضروری یتقدر بقدر الضرورة" بعض اکابر نے تصریح کی ہے کہ جب مرید میں کوئی ذکر اثر نہ کرے تب پیر توجہ سے کام لے وجہ اس کی وہی بقدر بقدر الضرورۃ ہے۔

## ۱۶۹- مسلہ، عدم زوال امورِ طبیعیہ از کامل

### (کامل ہونے سے امورِ طبعیہ زائل نہیں ہوتے)

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لایبلغنی احد عن احد من اصحابی شیئا فانی احب ان اخرج الیکم وانا سلیم الصدر". (أخرجہ ابو داؤد والترمذی[1])

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے یاروں میں سے کوئی کسی کی نسبت مجھ کو کوئی خبر (شکایت وغیرہ) نہ پہنچائے: کیوں کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس صاف سینہ ہو کر آیا کروں۔"

ف: محققین نے تصریح کی ہے کہ کامل ہو کر امر طبعیہ زائل نہیں ہوتے، البتہ ان کا ایسا غلبہ نہیں ہونے پاتا کہ اس کو شریعت سے خارج کر دے، اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکایت و شکایت کا اثر آپ کے قلب مبارک پر بھی ہوتا تھا، البتہ عمل اس پر بلا حجت

[1] ابوداؤد: الأدب، رفع الحدیث من المجلس. رقم: ۴۸۶۰، وقال المنذری: فی اسنادہ الولید بن ابی ھاشم. قال أبو حاتم الرازی: لیس بالمشھور، ترمذی: المناقب، فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۳۸۹۶. وقال: حدیث غریب من ھذا الوجہ.

شرعی نہ ہوتا تھا، اور اس عدم غلبہ کے لئے بھی قصد اور ضبط کی حاجت رہتی ہے، پس بعض سالکوں کو اس کی ہوس کرنا محض باد درمشت کردن است، اور بعض سے جو ایسے واقعات منقول ہیں وہ ایک غلبۂ حال ہے جو امر عارضی ہے البتہ غیر مجاہد کو اس کے ترک میں مشقت زیادہ ہوتی ہے مجاہد کو کم، لیکن تاثر اور ضرورتِ قصد کف دونوں میں مشترک ہے۔

## ۱۷۰-شادی پر خوشی کی اجازت

عن عامر بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: دخلت علیٰ قرظة بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنه وابی مسعود الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنه فی عرس، فاذا جوار یغنین، فقلت: انتما صاحبا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ومن اهل بدر یفعل هذا عندکم؟ فقالا: اجلس ان شئت فاسمع معنا، وان شئت اذهب فقدر خص لنا فی اللهو عند العرس. (أخرجه النسائی[۱])

## ۱۷۱-عادت، سماع چشتیہ ومثلہم وترک سماع نقشبندیہ ونحوہم

(چشتیہ وغیرہ کا قائل سماع ہونا اور نقشبندیہ وغیرہ کا سماع کا قائل نہ ہونا)

عن محمد بن المنکدر قال: بلغنی ان اللہ تعالیٰ یقول یوم القیمٰة: این الذین کانوا ینزهون اسماعهم عن اللهو ومن مزامیر الشیطان ادخلوهم فی ریاض المسک، ثم یقول للملٰئکة: اسمعوهم حمدی واخبروهم: ان لا خوف علیهم ولا هم یحزنون. (أخرجه رزین[۲])

ترجمہ: حدیث اول: حضرت عامر بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک شادی میں حضرت قرظہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تو چند لڑکیاں گیت گا رہی تھیں (جاریہ لغت میں نابالغ لڑکی کو کہتے ہیں) میں نے کہا: کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو اور پھر اہل بدر میں سے ہو اور باوجود اس کے تمہارے سامنے یہ فعل ہوتا ہے ان دونوں نے فرمایا تھا کہ تمہارا جی چاہے بیٹھو

---

[۱] نسائی: النکاح، اللهو والغناء عند العرس. رقم: ۳۳۸۵. [۲] مسند ابن الجعد (۲۵۴/۱) الزهد لابن المبارک (۱۲/۱) قال الدوری: سمعت یحیی یقول: حدیث سفیان عن منصور عن مجاهد. قال: أین الذین کانوا ینزهون أسماعهم عن اللهو حدث به جعفر بن عون ولیس هذا بشیء لاأظن له أصلا. (تاریخ ابن معین. روایة الدوری ۳۰۱۴)

اور تمہارا جی چاہے چلے جاؤ، ہم کو شادی میں ایسے لہو کی اجازت دی گئی ہے۔

ترجمہ: حدیث دوم: حضرت محمد بن المنکدر ر سے روایت ہے کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں فرمائیں گے کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے کانوں کو لہو (مباح) سے مزامیر شیطان سے (کہ لہو غیر مباح) سے بچاتے تھے؟ ان کو مشک کے باغوں میں داخل کرو، پھر ملائکہ علیہم السلام سے ارشاد ہوگا کہ ان کو میری حمد سناؤ اور ان سے کہہ دو کہ ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ یہ مغموم ہوں گے۔

ف: اہل حق کے دونوں گروہ اہل سماع وغیر اہل سماع کے ان دونوں عمل کا منشا صحیح ہے ایک پر شوق کا غلبہ ہے دوسرے پر احتیاط کا غلبہ ہے حدیث اول گروہ اول کی عادت سے الصق ہے اور حدیث ثانی گروہ ثانی کی عادت سے اوفق ہے، جب تفریح اسماع جسمیہ ایک درجہ تک مرخص فیہ ہے تو تفریح اسماع روحیہ کسی درجہ تک کیوں نہ ماذون فیہ ہوگی، اور اس درجہ کی تفصیل فن میں مبسوط ہے، البتہ جو اس درجہ سے متجاوز ہے وہ بالکل معصیت ہے، اسی طرح سماع کے ترک وانکار کا درجہ بھی کتب فن میں مذکور ہے اسی قدر ان حدیثوں میں بھی مذکور ہے کہ سماع کا درجہ لہو سے زیادہ نہیں جیسا کہ دونوں صحابی نے اس کو لہو فرمایا اور ترک کا درجہ اگر وہ ترک مباح کا ہے تنزہ عن المباح ہے جو درجہ اولویت کا ہے جیسا دوسری حدیث سے مقابلہ مزامیر کا اس کی اباحت کا قرینہ ظاہر ہے، پس سماع نہ حسن بالذات ہوا لأن اللهو لايكون كذلک اور نہ قبیح بالذات ہوا لأن اللهو المباح كما يدل عليه المقابلة لايكون كذالک.

## ۱۷۲- اصلاح، عدم تفضیل شیخ بعنوان موہم تحقیر دیگرے

### (اپنے شیخ کو اس طرح بڑھانا کہ دوسروں کی تنقیص لازم آئے درست نہیں)

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ماينبغي لعبد ان يقول انا خير من يونس بن متي". (أخرجه الشيخان وأبوداؤد)

---

۱؎ بخاری: أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالیٰ: وهل أتاک حديث موسی، رقم: ۳۳۹۵. عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه مسلم: الفضائل، باب فی ذكر يونس عليه السلام وقول النبی صلى الله عليه وسلم "لاينبغي لعبد ان يقول: أناخير من يونس بن متی"، رقم: ۱۶۶ (۲۳۷۶) عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه، ابوداؤد: السنة، التخيير بين الأنبياء عليهم السلام. رقم: ۴۶۶۹ عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ وہ (میری نسبت) یوں کہے کہ میں حضرت یونس بن متی سے اچھا ہوں۔''

ف: حضرت یونس علیہ السلام کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ ان کے قصہ سے ظاہرا شبہ توجہ عتاب کا ہوتا تھا، جس سے مفضولیت کا حکم کیا جاتا اور اس بنا پر مفضولیت کا حکم کرنا ظاہر ہے کہ موجب یا موہم تحقیر کو ہے، اس سے نہی فرمائی گئی، پس حدیث میں اس پر صاف دلالت ہے کہ بعض لوگوں کو جو عادت ہے کہ اپنے سلسلہ کو یا شیخ کو اس طرح بڑھاتے ہیں کہ دوسروں کی تنقیص لازم آتی ہے، یا بعضے اس کی تصریح کر دیتے ہیں یہ عادت واجب الاصلاح ہے ہاں نفس اعتقاد فضیلت جائز ہے، مگر غیر مورد نص میں ظن کی اجازت ہے قطع جائز نہیں اور اگر صرف محبت یعنی میلانِ قلب ایک طرف زائد ہے تو بوجہ اس کے امرِ طبعی ہونے کے خود دائرۂ تکلیف سے خارج ہے اور موجب ملامت نہیں۔

## ۱۷۳- عادت، امتحان حقیقت ارادت طالب بعنوان موحش

### (غیر مانوس عنوان کے ذریعہ طالب کے اعتقاد و ارادت کا امتحان لینا)

**عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم فی قصة تحاكم المراتين قال سليمان عليه السلام: "ائتونی بالسكين اشقه بينهما" فقالت الصغرىٰ: لاتفعل يرحمک الله هو ابنها، فقضٰی به للصغرىٰ.**
(أخرجه الشيخان والنسائی[1])

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصہ میں فرمایا جس میں دو عورتیں (حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس) مقدمہ لے گئی تھیں (وہ قصہ یہ تھا کہ دو عورتیں اپنے بچوں کو لئے ہوئے جا رہی تھیں کہ بڑی کے لڑکے کو بھیڑیا لے گیا، اس نے چھوٹی سے جھگڑا کیا کہ وہ تو تیرا بچہ تھا اور اس کے بچے پر

---

[1] بخاری: احادیث الأنبیاء، باب قول الله تعالیٰ: ﴿ووهبنا لداود سليمٰن، نعم العبد انه أواب﴾. رقم: ۳۴۲۷، مسلم: الأقضية، اختلاف المجتهدين. رقم: ۲۰ (۱۷۲۰) نسائی: اداب القضاة، حكم الحاكم بعلمه. رقم: ۵۴۰۴.

جو بچ گیا تھا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے، یہ مقدمہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچا) سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''(جب گواہ نہیں تو دونوں برابر ہیں) چھری لاؤ میں چیر کر دونوں میں تقسیم کر دوں'' (یہ سن کر) چھوٹی تڑپ گئی اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے ایسا نہ کیجئے (میں نے چھوڑا) یہ اسی کا ہے (اسی کو دے دیجئے) پس آپ نے چھوٹی ہی کو دے دیا۔ (ان کے قواعد شریعت اسی کو مقتضی ہوں گے)

ف: بعض بزرگوں کی بعض مواقع ضروریات پر عادت ہوتی ہے کہ طالب کی ارادت واعتقاد کا طریق پر امتحان کرتے ہیں کہ کوئی قول یا کوئی فعل ایسا کرتے ہیں جس کا ظاہر خلاف باطن کے ہوتا ہے، یعنی واقعہ میں وہ شریعت کے موافق ہوتا ہے اور ظاہر میں خلاف ہوتا ہے، جیسا کہ شیخ صادق گنگوہی نے ایک طالب کے سامنے کہہ دیا لا الٰه الا الله صادق رسول الله مقصود تو یہ تھا کہ رسول اللہ صادق فی النبوۃ ہیں، بکون الخبر مقدماً والمبتدأ مؤخراً اور ظاہر میں شبہ ہوتا ہے کہ یہ خود مدعی رسالت ہیں، اگر طالب کم سمجھ ہوا تو بھاگ جاتا ہے، اور اگر سمجھدار ہوا تو اس کو احتمال امتحان کا ہوتا ہے اور وہ دوسرے اقوال وافعال کو بھی دیکھتا ہے، اگر علامات سے کمال ثابت ہو تو ایسے امور کی اجمالاً یا تفصیلاً تاویل کرکے طلب میں ثابت رہتا ہے، یہ حدیث اس عادت کا ماخذ ہوسکتی ہے کہ باطن میں مقصود چیرنا نہ تھا مگر غیر والدہ کے امتحان کے واسطے ایسا ارادۂ موحشہ ظاہر فرما دیا۔

## ۱۷۴- عادت، عدم اباء عن التنعم بلا اہتمام

(بغیر اہتمام کے حاصل ہونیوالے سامان تنعم کے قبول کرنے سے انکار نہ کرنا چاہئے)

عن ابی هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "بينما ايوب يغتسل عريانا خر عليه رجل جراد من ذهب فجعل يحثي في ثوبه فناداه ربه: يا ايوب! الم اكن اغنيتک عما ترىٰ؟ قال: بلىٰ يا رب، ولكن لاغنىٰ لي عن بركتک". (أخرجه البخاري والنسائي[1])

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

[1] بخاری: أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالىٰ: ﴿وايوب اذ نادى ربه أني مسني الضر وأنت ارحم الراحمين﴾. رقم: ۳۳۹۱، نسائی: الغسل والتيمم، الاستتار عند الغسل رقم: ۴۰۹.

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''حضرت ایوب علیہ السلام کپڑے اتارے ہوئے غسل کررہے تھے اسی حالت میں ان پر سونے کا ٹڈی دَل برسنا شروع ہوا (ظاہر میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ سونے کے ٹکڑے بشکل ٹڈی کے تھے، جاندار ٹڈی سونے کی نہ تھی، گو داخل تحت القدرت یہ بھی ہے) سو ایوب علیہ السلام اپنے کپڑے میں لپ بھر بھر کر جمع کرنے لگے،

پروردگار نے ان کو پکارا کہ ایوب! کیا ہم تم کو (پہلے سے بہت سامال ومتاع دے کر) اس چیز سے جو اس وقت تمہارے پیش نظر ہے مستغنی نہیں کرچکے ہیں؟ عرض کیا بیشک، لیکن آپ کے تبرک سے مجھ کو کبھی استغنا نہیں ہوسکتا۔''

ف: عارفین کاملین کی عادت ہے کہ اگر منجانب اللہ ان کو سامان تنعم کا میسر ہوجائے اور ظاہراً کسی فتنہ کا احتمال نہ ہو تو منسوب الی المنعم سمجھ کر اس کے قبول اور استعمال میں مضائقہ نہیں کرتے، یہ حدیث اس کی ظاہراً دلیل ہے البتہ اس کا اہتمام ہے کہ مابعد حصول کے اس میں انہماک نہیں کرتے۔

## ۱۷۵- موہم تنقیص ترجیح کی ممانعت

عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ''لاتخیروا بین الأنبیاء'' (أخرجہ أبوداؤد[1])

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''باہم انبیاء علیہم السلام میں ایک کو دوسرے پر (اس طرح) ترجیح مت دو'' (جو موہم تنقیص دوسروں کا ہوجائے)

ف: اس حدیث میں مثل صد وہفتاد ودوم کے مضمون ہے۔

## ۱۷۶- متفرقات: تصرف

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العشاء، ثم انصرف فاخذ بیدی حتی خرج الی بطحاء مکۃ فاجلسنی، وخط

---

[1] أبوداؤد: السنۃ، التخییر بین الأنبیاء علیہم السلام. رقم: ۴۶۶۸، قال المنذری: واخرجہ البخاری و مسلم وأتم منہ.

على خطا، وقال: "لاتبرجن من خطك فانه سينتهي اليك رجال فلاتكلمهم: فانهم لن يكلموك". الحديث (اخرجه البخاری[1])

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی پھر فارغ ہو کر میرا ہاتھ پکڑا یہاں تک کہ مکہ کے سنگستان سیلاب گاہ میں تشریف لائے، پھر مجھ کو (ایک جگہ) بٹھلا دیا اور میرے گرد ایک خط (دائرہ کے طور پر) کھینچ دیا اور فرمایا: ''اس خط سے باہر مت نکلنا، تمہارے پاس بہت سے اشخاص گزریں گے سو تم ان سے کلام مت کرنا وہ بھی تم سے کلام نہ کریں گے۔''

ف: بعض اوقات مشائخ بھی ایسے تصرفات کرتے ہیں کہ کبھی کسی مصلحت سے دوسروں کو بھی اس کا طریقہ بتلا دیتے ہیں مثلاً فلاں چیز پڑھ کر اپنے گرد دائرہ کھینچ لینا جس کو حصار کہتے ہیں جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ باوجود بہت سے مخلوقات خفیہ نظر آتے ہیں صاحب حصار ان کے گزند سے محفوظ رہتا ہے، یہ حدیث ظاہراً اس کی اصل ہو سکتی ہے۔

## ۱۷۷۔ مسئلہ، امکان حب مفرط و اشتراط او در بعض کمالات

(شیخ سے حد درجہ محبت ہو سکتی ہے، بلکہ ایسی محبت بعض کمالات کیلئے شرط ہے)

عن عبدالله بن هشام رضي الله تعالىٰ عنه قال: كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم وهو الآخذ بيد عمر، فقال عمر: يا رسول الله! لانت احب الي من كل شيء الا نفسي فقال: صلى الله عليه وسلم : "لا، والذي نفسي بيده حتى اكون احب اليك من نفسك" فقال عمر: فانه الأن، لانت احب الي من نفسي فقال صلى الله عليه وسلم : "الان ياعمر". (أخرجه البخاری[2])

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! بیشک آپ مجھ کو ہر چیز سے

---

[1] قلت: ماوجدته في الصحيح للامام البخاري، وأخرجه الترمذي: كتاب الأمثال، مثل الله عزوجل لعباده. رقم: ۲۸۶۱ عن ابن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه . وقال: حسن غريب صحيح والفرد باخراجه من بين أصحاب الكتب الستة كما في "تحفة الأشراف" (۹۳۸۱)

[2] بخاری: الايمان والنذور، كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم. رقم: ۶۶۳۲.

زیادہ محبوب ہیں بجز میری جان کے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مرتبہ کمال کا (جوتم کو مطلوب ہے) کبھی حاصل نہ ہوگا جب تک کہ میں تم کو تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں''، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے اس وقت یہ حالت ہے کہ آپ مجھ کو میری جان سے زیادہ محبوب ہیں، آپ نے فرمایا: ''تو بس اب وہ کمال بھی (جوتم کو مطلوب ہے) حاصل ہوگیا''، (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی برکت سے وہ دولت فی الفور نصیب ہوگئی اور یہ محبت عقلی نہ تھی ورنہ استثناء حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحیح نہ ہوتا، طبعی تھی، سو طبعاً ایسی محبت ہونا شرط ایمان نہیں ہے، ہاں بعض کمالات کے لئے شرط ہے، اسی محبت کا نام فنا فی الشیخ ہے اور وہ کمالات اس فناء کے آثار ہیں، جس کا کچھ بیان حدیث صد وشصت وسوم کے ذیل میں گزر چکا ہے)

ف: بعض خشک مزاج انکار کرتے ہیں کہ شیخ کے ساتھ حب طبعی اس افراط کے ساتھ نہیں ہوسکتی، حدیث میں اس کی تصریح ہے اور ایک مسئلہ اس سے یہ ثابت ہوا کہ بعض کمالات کے لئے ایسی ہی محبت شرط ہے جس کی تقریر اس حدیث کی شرح میں لکھی گئی ہے۔

## ۱۷۸- مسئلہ، تضاعف اجر عمل عارف بر غیر عارف

(عارف کا عمل اجر وفضیلت میں غیر عارف پر بڑھا ہوا ہے)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لاتسبوا اصحابی فوالذیٰ نفسی بیدہ لو ان احداً انفق مثل احد ذھبا مابلغ مد احدھم ولا نصیفہ". (أخرجہ مسلم[۱])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''میرے اصحاب کو برا مت کہو کیوں کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے (ان کی ایسی فضیلت ہے کہ) اگر کوئی شخص جبل احد کے برابر سونا بھی خرچ کرے تب بھی ان کے ایک مد (یعنی ایک سیر غلہ) کے برابر بھی ثواب میں نہ پہنچے

---

[۱] مسلم: فضائل الصحابۃ صلی اللہ علیہ وسلم، تحریم سب الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم. رقم: ۲۲۱ (۲۵۴۰)

بلکہ نصف مد کو بھی نہ پہنچے۔"

ف: کتبِ فن میں مذکور ہے کہ عارف کا عمل اجر و فضیلت میں غیر عارف پر بدرجہا بڑھا ہوا ہے حتیٰ کہ حضرت مرشدی سے سنا گیا کہ عارف کی دو رکعت غیر عارف کی لاکھ رکعت سے افضل ہے، یہ حدیث اس کی دلیل ہے، ہر چند کہ اس میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی کا ذکر ہے مگر علت مشترک ہے وہ تفاوت فی الاخلاص ہے اور اس علت کا موثر فی الحکم ہونا دوسرے نصوص سے ثابت ہے، **كقوله تعالىٰ: ﴿كمثل جنة بربوة اصابها وابل فاٰتت اكلها ضعفين فان لم يصبها وابل فطل﴾ وكقوله عليه السلام: "سبق درهم مائة الف درهم" قيل: وكيف ذٰلك يا رسول الله قال: "كان لرجل درهمان فتصدق باجودهما وانطلق اٰخر الى عرض ماله فاخرج منه مائة الف درهم فتصدق بها". (أخرجه النسائي[1])**

پس یہ شبہ نہ کیا جائے کہ شاید صرف صحابیت اس کی علت ہے جو صحابہؓ و غیر صحابہ میں مشترک نہیں، البتہ اس کا بھی کچھ دخل ہو اس سے انکار نہیں اس طرح کہ نفسِ تضاعف کا مدار تو خلوص پر ہو، اور تضاعف کے مراتب کی غایت کثرت کا مدار صحابیت پر ہو۔

## ۱۷۹۔ مسئلہ، سرایت برکات اہل اللہ الیٰ غیرہم

**(اللہ والوں کے بعض برکات دوسروں کی طرف بغیر ان کے قصد کے سرایت کرتے ہیں)**

**عن ابى موسىٰ رضى الله تعالىٰ عنه فى حديث طويل قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "واصحابى امنة لامتى فاذا ذهب اصحابى اتى امتى مايوعدون". (أخرجه مسلم) (۲)**

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ سے ایک طویل حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میرے صحابہؓ میری امت کے لئے موجب امان ہیں، جب میرے اصحاب گزر جائیں گے میری امت پر وہ فتنے آئیں گے جن کا ان سے وعدہ ہے۔"

---

[1] نسائی: الزكاة، جهد المقل رقم: ۲۵۲۹.

[2] مسلم: فضائل الصحابة رضي الله تعالىٰ عنه، بيان أن بقاء النبى صلى الله عليه وسلم أمان لأصحابه وبقاء أصحابه أمان للأمة. رقم: ۲۰۷ (۲۵۳۱)

ف: محققین نے فرمایا ہے کہ اہل اللہ کے جیسے بعض برکات اختیاری ہیں مثل ارشاد و تلقین کے اسی طرح بعضے برکات غیر اختیاری ہیں جو بلا ان کے قصد کے دوسروں کی طرف سرایت کرتے ہیں مثلاً خود ان کا وجود عالم کے لئے رحمت ہے، اسی طرح ان کے بعض انوار از خود طالبان حق تک پہنچتے ہیں، یہ حدیث ان برکاتِ اضطراریہ کا اثبات کرتی ہے۔

## ۱۸۰-مسئلہ، رفع غلط در بعضے کشف

عن بريدة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "يا بلال! بم سبقتني الى الجنة؟ فما دخلت الجنة قط الا سمعت خشخشتك امامي" فقال: يا رسول الله! ما اذنت قط الا صليت ركعتين وما احدثت قط الا وتوضات عنده ورايت ان لله على ركعتين فقال رسول الله. "بهما".
(أخرجه الترمذي وصححه[1])

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت بلال سے) ارشاد فرمایا: "اے بلال! تم کس عمل کی بدولت جنت میں میرے آگے آگے چلا کرتے ہو؟ (گویہ آگے چلنا خادمانہ ہے مگر خود اس خدمت کی اہلیت بھی، تو فضیلت عظیمہ ہے، کس عمل کی برکت سے حاصل ہوئی ہے) کیوں کہ مجھ کو کبھی جنت میں داخل ہونے کا اتفاق نہیں ہوا مگر تمہارے چلنے کی آہٹ اپنے آگے آگے ضرور سنی ہے"، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک تو میں نے جب اذان کہی اس کے بعد دو رکعت ضرور ہی پڑھی ہیں، اور ایک جب کبھی میرا وضو ٹوٹا ہے تب ہی وضو کیا ہے اور اس وقت بھی میں نے دو رکعتیں اللہ کا حق اپنے ذمہ سمجھی ہیں، (یہ کنایہ مداومت سے ہے اعتقادِ وجوب یا اصرار مراد نہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ ان ہی دو رکعت یا ان دونوں عمل کی برکت سے ہے۔"

ف: بعض سالکوں کو واقعہ میں یہ مکشوف ہوتا ہے کہ ہم بعض حضرات انبیاء علیہم السلام سے بھی سابق و فائق ہو گئے، اگر وہ جاہل ہوا اپنا دین برباد کر لیتا ہے، اگر عالم ہوا سمجھتا ہے کہ ظاہر اس کا شرعاً ممتنع ہے: اس لئے وہ اس تقدم کو مؤول سمجھتا ہے معنی مثالی کے ساتھ جیسا

[1] ترمذی: المناقب، باب (أتيت على قصر مربع مشرف من ذهب لعمر في الجنة) رقم: ۳۶۸۹، وقال: حسن صحيح غريب.

اس حدیث میں تقدم بلالی صورت ہے غایت تعلق خادمیت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کی تقریر ترجمہ حدیث میں کردی گئی ہے، اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ سلوک میں علم شریعت کی کس قدر ضرورت ہے، سعدیؒ نے اسی لئے فرمایا:

خیالات نادانِ خلوت نشیں بہم برزند عاقبت کفر ودیں

خوب سمجھ لینا چاہئے۔

## ۱۸۱- حال، کرامت

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان اسید بن حضیر وعباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ مظلمۃ، فخرج من عندہ، فاذا بنورین بین ایدیھما، فلما افترقا صار مع کل واحد منھما نور. (أخرجه البخاری[1])

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک تاریک شب میں حاضر تھے پھر دونوں آپؐ کے پاس سے چلے گئے، سوان دونوں کے آگے دو نور نمودار ہوگئے، جب دونوں جدا ہوئے تو ایک ایک نور ہر ایک کے ساتھ ہوگیا۔

ف: دونوں صحابیوں کی کرامتیں اس حدیث سے ظاہر ہیں اور عدم تخصیص کرامات بالصحابہ پر اجماع ہے پس صحت کرامت پر حدیث دال ہے۔

## ۱۸۲- عادت، بشارت بر مریدرا
### (مرید کو خوشخبری دینا)

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: دخل ابوبکر رضی اللہ عنہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ابشر فانت عتیق اللہ من النار" قالت: فمن یومئذ سمی عتیقا. (أخرجه الترمذی[2])

[1] بخاری: مناقب الأنصار، منقبۃ أسید بن حضیر وعباد بن بشر. رقم: ۳۸۰۵، أیضا: الصلاۃ، باب بلا ترجمۃ، رقم: ۴۶۵. [2] ترمذی: المناقب، باب (تسمیۃ (أبوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عتیقا) رقم: ۳۶۷۹، وقال: غریب.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان سے آپ نے فرمایا کہ ''تم کو بشارت ہو تم اللہ تعالیٰ کے عتیق یعنی رہائی دیئے ہوئے ہو دوزخ سے'' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس روز سے آپ کا لقب عتیق ہوگیا۔

ف: اکثر شیوخ کی عادت ہے کہ جب کسی مرید کو کوئی دولت باطنی اور حالت محمودہ عطا ہوتی ہے تو اس کو اطلاع کر دیتے ہیں، یہ حدیث اس کی سنیت پر دلالت کرتی ہے، اس میں بہت سی مصلحتیں ہوتی ہیں، رفع پریشانی، قوت فی العمل، زیادت شکر منعم وواسطہ نعمت، لیکن شرط یہ ہے کہ اس پر کسی فتنہ کا احتمال نہ ہو۔

## ف: رسم، عطاء لقب مریدرا (مرید کو کوئی لقب دے دینا)

بعضے بزرگوں سے منقول اور مشاہد ہے کہ مرید کر کے اس کی حالت کے مناسب کوئی لقب عطا فرما دیتے ہیں شاہ وغیرہ، کبھی دوسرا نام رکھ دیتے ہیں، اس حدیث سے اس کی بھی اصل نکلتی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ''عتیق'' قرار دیا گیا۔

## ۱۸۳- مسئلہ، حقیقت صدیقیت

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم فی حديث طويل: "وماعرضت الاسلام علی احد الا كانت له كبوة الا ابابكر رضی الله تعالیٰ عنه فانه لم يتلعثم". (أخرجه الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث طویل میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''میں نے جس شخص کے سامنے اسلام پیش کیا اس کو کچھ نہ کچھ رکاوٹ ضرور ہوئی (پھر خواہ وہ رکاوٹ جاتی رہے) سوا ابوبکر کے کہ ان کو ذرا تردد نہیں ہوا۔''

ف: محققین نے جو حقیقت صدیقیت کی بیان کی ہے کہ عقائد شرعیہ نظریہ کا اس کو ذوقاً

[1] ماوجدناه فی الترمذی، وذكره ابن الأثير فی "جامع الأصول" معزوا الی "رزين" لا الی الترمذی، وذكر نحوه العلامة علاء الدين علی المتقی فی كنز العمال ۱۱/۲۵۴، رقم: ۳۲۶۰۹ وعزاه الی مسند الفردوس للديلمی.

ادراک ہونے لگے اور اعمال شرعیہ اس سے طبعاً صادر ہونے لگیں، اس حدیث میں اسی کی طرف اشارہ ہے، پس نظریات اس کے نزدیک بدیہیات ہو جائیں اور عبادات عادات ہو جائیں، اول ثمرہ ہے قوت قدسیہ کا ثانی ثمرہ ہے کمال خلق کا اور صرف ثانی میں اکمل ہونا شہادت ہے۔

## ۱۸۴- عادت، زیادت احترام خلیفہ شیخ

### (اپنے پیر کے خلفاء کی تعظیم بہ نسبت دوسروں کے زیادہ کرنا)

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کنت جالساً عند النبی: اذ اقبل ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ . الحدیث. وفیہ: فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم "ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم : کذبت، وقال ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ : صدق، وواسانی بنفسہٖ ومالہٖ، فھل انتم تارکولی صاحبی؟" مرتین او ثلثا. قال: فما اوذی بعدھا. (اخرجہ البخاری[1])

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ دفعتہً حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ پہنچے، یہ بڑی حدیث ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک بات پر جس میں ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کوتاہی ہوگئی تھی) ارشاد فرمایا کہ: "اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نبی بنا کر بھیجا سو تم لوگوں نے (اول وہلہ میں) میری تکذیب کی (گو بعد میں میری تصدیق کرلی) اور ابوبکر نے (اول ہی وہلہ میں) میری تصدیق کی اور مزید براں یہ کہ اپنی جان و مال سے میری ہمدردی کی، سو تم میری خاطر سے میرے اس دوست کو ستانا چھوڑو گے بھی"؟ اس کو دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا، راوی کہتے ہیں کہ پھر اس کے بعد کسی نے ان کو آزردہ نہیں کیا۔

ف: اہل طریق کا امر طبعی اور عادت عامہ جو کہ موافق مقتضاء فطرت سلیمہ کے ہے یہ ہے کہ پیر کے خلفاء اور مقرب مریدوں کی تعظیم و ادب بہ نسبت دوسرے عام مریدوں کے زیادہ کرتے ہیں، حدیث کی اس پر صاف دلالت ہے اور اس میں فروگذاشت کرنا اور اس سے عار و ننگ کرنا اور اس کو اپنے مماثل سمجھنا محض کبر و حسد ہے۔

---

[1] بخاری: فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، فضائل أبی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ . رقم: ۳۶۶۱.

## ۱۸۵- حال، الہام وفراست صادقہ

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ان اللہ تعالیٰ جعل الحق علیٰ لسان عمر وقلبہ" وقال ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: مانزل بالناس امر قط فقالوا فیہ وقال فیہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا نزل القرآن فیہ علی نحو ما قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ. (اخرجہ الترمذی وصححہ[1])

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے حق بات کو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان اور قلب پر جاری کیا''، اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی لوگوں کو کوئی (نئی) بات پیش آئی ہے پھر اس کے بارے میں لوگوں نے بھی کچھ کہا ہو اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کچھ کہا ہو تو قرآن ہمیشہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے قول کے موافق نازل ہوا۔

ف: اس کا ثبوت حدیث سے ظاہر ہے اور درحقیقت یہ انواع کشف سے ہیں، پس حدیث سے ان حالات کا ثبوت ہوتا ہے۔

## ۱۸۶- عادت، بیعت غائبانہ مشائخ

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی جوابہ للمصری عن طعنہ فی عثمان قولہ: واما غیبتہ عن بیعۃ الرضوان فلو کان احد اعز ببطن مکۃ من عثمان لبعثہ، فبعث صلی اللہ علیہ وسلم عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ الیٰ مکۃ وکانت بیعۃ الرضوان بعد ماذھب عثمان، فجعل صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ الیمنیٰ علی الیسریٰ وقال: "ھذہ لعثمان" وکانت لیسریٰ رسول اللہ صلی[2] اللہ علیہ وسلم لعثمان خیراً من ایمانھم. الحدیث (اخرجہ البخاری والترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مصری کے اعتراض کے جواب میں جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کئے تھے یہ ارشاد مروی ہے کہ: رہا بیعت رضوان میں ان

[1] ترمذی: المناقب باب (ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رقم: ۳۶۸۲. وقال: حسن صحیح غریب من ھذا الوجہ.

[2] بخاری: المغازی، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان﴾ الآیۃ. رقم: ۴۰۶۶، ترمذی: المناقب، باب، (ثلاث اعتراضات اعترض بھا المصری) رقم: ۳۷۰۶. وقال: حسن صحیح، قلنا: والجزء الأخیر من الروایۃ ما وجدناہ فی البخاری والترمذی.

کا موجود نہ ہونا تو (وجہ اس کی یہ تھی کہ اس وقت ضرورت تھی مکہ میں گفتگو کرنے کے لئے کسی کو بھیجنے کی اور چوں کہ اندیشہ تھا اہل مکہ سے اس کے قتل کر دینے کا اس لئے یہ بھی ضرورت تھی کہ وہ فرستادہ خود اہل مکہ کی نظر میں باوجاہت و معزز ہو، اور یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل تھی) سواگر اور کوئی (ان سے) زیادہ معزز ہوتا (اہل مکہ کی نظر میں) تو آپ اس کو بھیجتے: اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو مکہ بھیجا، اور یہاں بیعت رضوان ان کے چلے جانے کے بعد (اتفاقاً) واقع ہوگئی، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ (اپنے) بائیں ہاتھ پر رکھا اور (اس بائیں ہاتھ کی نسبت) فرمایا کہ: "یہ عثمان کا ہاتھ ہے"، (گویا انہوں نے بیعت کرلی) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بایاں ہاتھ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اوروں کے داہنے ہاتھ سے بھی اچھا تھا۔

ف: مشائخ کے یہاں بیعت غائبانہ بھی معمول ہے، یہ حدیث اس کی اصل ہے اور اس کی پوری تقریر حدیث شصت و ہشتم کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

## ف: رسم، ید شیخ فوق ید مرید بودن وقت بیعت

### (بیعت کے وقت شیخ کے ہاتھ کا اوپر ہونا اور مرید کا نیچے ہونا)

بعض کا معمول ہے کہ بیعت کے وقت اپنا ہاتھ اوپر اور مرید کا نیچے رکھتے ہیں حدیث میں **بیده الیمنی علی الیسری** اس رسم کی اصل ہوسکتی ہے، اور ظاہر الفاظ "**ید الله فوق ایدیهم**" بھی اس کے ساتھ الصق ہیں، اور اگر شبہ ہو کہ یہاں تو مرید کا بایاں ہاتھ تھا اور معمول ہے کہ دونوں کا داہنا ہوتا ہے سو جواب یہ ہے کہ یہاں بایاں بضرورت ہے، ورنہ "**من أیمانهم**" سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ داہنا ہی ہونا اصل ہے اور یہ ہیئت کوئی امر مبہم نہیں ہے، ہاتھ میں ہاتھ لے لینا جس طرح بھی ہو کافی ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو تب بھی مضائقہ نہیں خواہ عادۃً یا شرعاً امکان ہی نہ ہو جیسا کہ غائب یا عورت میں، یا امکان ہو پھر بھی قول لسانی پر اکتفا ہو، یا قائم مقام ید کے کوئی چیز پکڑا دی جائے جیسا کہ کثرت کے وقت چادر یا عمامہ وغیرہ پکڑا دیا جاتا ہے۔

## ۱۸۷- مسئلہ، عدم تضرر کامل بترک مجاہدہ

### (اہل کمال کے لئے مجاہدہ کی کمی نقصان دہ نہیں)

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین جهز جیش العسرة: "ما علی عثمان ما عمل بعد هذه، ما علی عثمان ما عمل بعد هذه"۔[1] (أخرجه الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت جیش عسرت کا (غزوۂ تبوک میں) سامان فرمایا (جس میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑا حصہ امداد کا دیا تھا) اس وقت ارشاد فرمایا کہ: "عثمان کو کچھ مضر نہیں جو کچھ کریں اس کے بعد" (اس سے گناہ کے کام مراد نہیں اور نہ مضرت سے مراد گناہ ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ اگر نوافل طاعات میں کمی کردیں تو مراتب قرب میں کمی نہ ہوگی: کیوں کہ یہ عمل کمال قرب کے لئے کافی ہے)

ف: چوں کہ کامل و منتہی کے پاس خود ایسی طاعات خفیہ دقیقہ ہوتی ہیں جو کیفاً نہایت عالی اور موجب کمال قرب ہیں لہٰذا اگر مجاہدات ابتدائیہ میں کماً کمی ہوجائے تو اس کمال قرب میں خلل انداز نہیں ہوتی، حدیث میں یہ مسئلہ موجود ہے۔

## ۱۸۸- مسئلہ، توحید افعالی

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا یوم الطائف فانتجاه فقال الناس: لقد اطال نجواه مع ابن عمه فقال: "ما انتجیته ولکن اللہ انتجاه"۔[2] (أخرجه الترمذی)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوۂ طائف کے دن بلایا اور ان سے سرگوشی کی، (اس میں دیر ہوگئی) سو لوگ باہم کہنے لگے کہ آپ نے اپنے چچازاد بھائی سے بڑی دیر تک سرگوشی کی، (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا) ارشاد فرمایا کہ: "ان سے میں نے سرگوشی نہیں کی

---

[1] ترمذی: المناقب، باب (فی عد عثمان تسمیته شهیدا. وتجهیزه جیش العسرة) رقم: ۳۷۰۰. وقال: حدیث غریب من هذا الوجه. ورواه عن عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنه لا عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه. [2] ترمذی: المناقب، باب ما انتجیته (علیا) ولکن اللہ انتجاه. رقم: ۳۷۲۶. وقال: حسن غریب.

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے سرگوشی کی ہے''۔(کیوں کہ اللہ ہی کے حکم سے یہ سرگوشی کی گئی ہے،تو گویا اللہ تعالیٰ نے ہی کی)۔

ف:صوفیاء کے اقوال میں کہیں فانی یعنی ممتثل غایت امتثال کے افعال کی نسبت اور کہیں مطلق فاعل کے افعال کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف پائی جاتی ہے،اور اس کو توحید افعالی کہتے ہیں،اور کبھی اس کو اس عنوان سے تعبیر کرتے ہیں،''لافاعل الا اللّٰہ'' اس حدیث میں ارشاد''وما انتجیته ولکن اللّٰہ انتجاہ''نسبت اول کی واضح اصل ہے اور چوں کہ علت اس کی صدور بالامر ہے،پس جس طرح امر تشریعی کے سبب نسبت جائز ہے اسی طرح امر تکوینی کو اس پر قیاس کر کے اس سے بھی نسبت صحیح ہوسکتی ہے،پس نسبت ثانی کی توجیہ بھی ہوگئی،قرآن مجید میں ﴿فلم تقتلوھم ولکن اللّٰہ قتلھم ومارمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمیٰ﴾ میں عند التامل یہی امر تکوینی مدار نسبت معلوم ہوتا ہے،البتہ اعتقاد اتحاد بین الواجب والممکن الحاد ہے،اسی طرح نفی اختیار عبد کا قصد بدعت سیئہ ہے، اس معنی کے اعتبار سے حضرت جنید بغدادیؒ کا قول مشہور ہے کہ اگر مجھ کو قدرت ہو تو جو شخص لافاعل الا اللہ کہے اس کی گردن ماروں کیوں کہ وہ شخص ابطال شریعت کا قصد کرتا ہے۔

## ۱۸۹-مسئلہ،منافی کمال نہ بودن ہم عیال بشرط اعتدال واجمال

### (اعتدال کے ساتھ اہل وعیال کی فکر کرنا کمال کے منافی نہیں ہے)

**عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لنسائه: ''ان امرکن مما یھمنی من بعدی، ولیس یصبر علیکن الا الصابرون الصدیقون'' ثم قالت لابی سلمة بن عبدالرحمٰن رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه : سقی اللّٰہ ایاک من سلسبیل الجنة، وکان ابن عوف قد تصدق علیٰ امھات المومنین بارض بیعت باربعین الفا، وقال ابو سلمة بن عبدالرحمٰن بن عوف اوصی عبدالرحمن بحدیقة لامھات المومنین بیعت باربع مائة الف. (أخرجه الترمذیؒ)**[1]

---

[1] ترمذی: المناقب، باب (حکایة وصیة عبدالرحمٰن بحدیقة لأمھات المومنین. رقم: ۳۷۴۹. عن عائشةؓ وقال: حسن صحیح غریب، ایضاً: فی المصدر السابق عن أبی سلمة بن عبدالرحمٰن رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه ان عبدالرحمٰن بن عوف أوصی بحدیقة لأمھات المومنین ببعت بأربع مائة الف، وقال: حسن غریب.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں سے ارشاد فرمایا کہ: ''مجھ کو تمہارے معاملہ (گذران) میں (ایک گونہ) فکر ہے، کہ میرے بعد کیا ہوگا؟ اور تم کو (تمہاری خدمت گزاری کو) وہی نباہیں گے جو بڑے ہمت والے اور پکے ہیں''، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ: خدا تعالیٰ تمہارے باپ کو بہشت کے چشمہ سلسبیل سے سیراب کرے (کہ انہوں نے ہماری بڑی خدمت کی) اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امہات المومنین کو ایک زمین دی تھی جو چالیس ہزار میں بکی (یہاں کے سکہ کے حساب سے دس ہزار روپیہ سے زیادہ ہوتا ہے) اور ابو سلمہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امہات المومنین کے لئے ایک باغ کی وصیت کی تھی جو چار لاکھ کو بکا (جو یہاں کے سکہ کے اعتبار سے ایک لاکھ سے زیادہ ہوتا ہے)

ف: بعضے ناواقف جس بزرگ کو اہل وعیال کی فکر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں سمجھتے ہیں کہ یہ کامل نہیں ہیں، اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ فکر خود مسنون ہے، البتہ اس میں غلو بے شک منافی کمال بلکہ خود منافی طریق ہے۔

## ف: متفرقات، تتمہ بودن خدمت اہل شیخ بر حقوق شیخ را

### (شیخ کے گھر والوں کی خدمت منجملہ حقوق شیخ میں سے ہے)

حدیث میں امہات المومنین کی خدمت کرنے والوں کو آپ کا صابر وصدیق فرمانا جس کے معنی کا حاصل ہے نباہنے والا اور پختہ تعلق والا، مشیر اس طرف ہے کہ اہل شیخ کی خدمت کرنا ایک درجہ میں تعلقات شیخ کا نباہ کرنا اور اس میں پختگی کی علامت ہے اور یہ خدمت قریب قریب امر طبعی کے ہے اہل طریق میں۔

## ۱۹۰- حال، منام صادق (سچا خواب)

عن سلمٰی امراۃ من الانصار قالت: دخلت علی ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وھی تبکی فقلت: ما یبکیک؟ قالت: رأیت الأن رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم فی المنام وعلٰی راسه ولحیته التراب، وهو یبکی فقلت: مایبکیک یا رسول الله؟ قال: "شهدت قتل الحسین آنفا". (أخرجه الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت سلمٰی سے جو انصار میں سے ایک بی بی ہیں روایت کیا ہے کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی اور وہ رو رہی تھیں، میں نے پوچھا کہ آپ کے رونے کا کیا باعث ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ: میں نے اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس حالت میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور ریش مبارک پر گرد پڑی ہے اور آپ رو رہے ہیں میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کا کیا باعث ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی جگہ گیا تھا"۔

ف: سچا خواب ایک حال محمود ہے، حدیث سے اس کا وقوع ثابت ہوتا ہے: کیوں کہ بعد میں وہ واقعہ اسی وقت ہونا معلوم ہوا۔

## ف: مسئلہ، حضور روح در مقامے

### (روح کا کسی جگہ موجود ہونا)

روح کا بعد مفارقت عالم دنیا کے گو اصلی مقام دوسرا ہے، لیکن اگر اذن الٰہی کسی وقت پھر بطور خرق عادت کے اس عالم میں آجائے تو ممکن ہے جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا میدان قتال میں تشریف لانا دیکھا گیا اور چوں کہ اس کے امتناع کی کوئی دلیل نہیں، لہٰذا اس میں تاویل اور صرف الی المجاز کی ضرورت نہیں، محمول حقیقت پر ہوگا۔

## ۱۹۱- عادت، تشبہ بالشیخ

### (پیر کی مشابہت اختیار کرنا)

عن عبد الرحمن بن زید قال: سالت حذیفة رضی الله تعالیٰ عنه عن رجل

---

[1] ترمذی: المناقب، مناقب أبی محمد الحسن بن علی بن أبی طالب والحسین بن علی بن أبی طالب رضی الله تعالیٰ عنهما، رقم: ۳۷۷۱، وقال: حدیث غریب.

قريب السمت والدل والهدى من رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى ناخذ عنه، فقال: ما نعلم احداً اقرب سمتاً ولا هدياً ولا دلاً من النبى صلى الله عليه وسلم من ابن ام عبد حتى يتوارىٰ بجدار بيته. (اخرجه البخارى والترمذى[1])

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ایسا شخص بتاؤ جو طرز و انداز و طریق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مناسبت رکھتا ہو، تاکہ ہم اس سے ان چیزوں کو لیں، انہوں نے فرمایا کہ: ہمارے علم میں ایسا شخص جو طرز و طریق و انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ مناسبت رکھتا ہو ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر نہیں ہے، جب تک کہ وہ اپنے گھر کی دیوار کی آڑ میں ہو جاتے (یعنی اس وقت تک کی تو ہم کہہ سکتے ہیں پھر نظر او جھل ہونے کے بعد ہم اس طرح شہادت کے درجہ میں نہیں کہہ سکتے، یہ قید لگانا صحابہ کا احتیاط فی التکلم تھا ورنہ علم و رسوخ ملکہ کے بعد ظن پر بھی حکم صحیح ہے)

ف: بعض اہل محبت کی حکایتیں ہیں کہ انہوں نے عبادات سے گزر کر عادات خوراک و پوشاک اور ہیئات رفتار و گفتار تک میں بقصد اپنے شیخ کا تشبہ اختیار کیا حتیٰ کہ پھر قصد کی بھی حاجت نہ رہی، خود وہ امور بمنزلہ عادت ثانیہ و امر طبعی کے ہو گئے، بعض بزرگوں کی تو مناسبت شیخ سے اس درجہ سنی گئی ہے کہ اس شعر کا مصداق ہو سکتی ہے:

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

حدیث اس تشبہ کی اصل صریح ہے، اگر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے[2] قصد بھی نہ کیا ہو تب بھی محمود ہونا تو اس کا حدیث سے ظاہر ہی ہے اور محمود کا قصد بھی ظاہر ہے کہ محمود ہے۔

---

[1] بخارى: فضائل اصحاب النبى صلى الله عليه وآله وسلم، مناقب عبدالله بن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه، رقم: ۳۷۶۳، ترمذى: المناقب: مناقب عبدالله بن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه، رقم: ۳۸۰۷. وقال: حسن صحيح.

[2] اگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصد تشبہ نہ بھی ہو جب بھی قصد تشبہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تشبہ کے لئے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ بتلانا اس سے تشبہ کے محمود ہونے پر حدیث سے دلالت ہو گئی۔ منہ ۱۲

## ۱۹۲-متفرقات، امکان مکث بلا غذا

### (بغیر کھائے پئے زندہ رہنا)

عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث اسلامہ: ولقد لبثت ثلثین ما بین لیلۃ ویوم وما کان لی طعام الا ماء زمزم، فسمنت حتی تکسرت عکن بطنی وما وجدت علی کبدی سخفۃ جوع. الحدیث (اخرجہ مسلم[1])

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے مسلمان ہونے کے قصہ میں ان کا یہ قول مروی ہے کہ میں (مکہ میں) تیس رات اور دن اس حالت سے رہا کہ بجز آب زمزم کے میری کوئی غذا نہ تھی اور اسی سے میں ایسا فربہ ہوا کہ شکم کی جلد میں بل (بعض جگہ اس کو بٹ کہتے ہیں ۱۲ منہ) اور شکن پڑ گئے اور کلیجہ پر ذرا بھوک کا اضمحلال نہیں پایا۔

ف: بعض اہل ریاضت سے منقول ہے کہ چالیس چالیس روز تک انہوں نے مطلق نہیں کھایا، یا اس قدر کم کھایا کہ عادۃً وہ بقائے حیات کے لئے کافی نہیں، اس پر بعض کوتاہ بین تنگ نظر فوراً انکار کر بیٹھتے ہیں، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصے سے یہ استبعاد بالکلیہ دفع ہو جاتا ہے، اگر کہا جائے کہ وہ زمزم کا پانی تو پیتے تھے، جواب یہ ہے کہ خود یہ امر بھی خلاف عادت ہے اور پانی میں تو یہ خاصیت نہیں محض اس کی برکت ہے پھر اگر کسی کو ذکر میں یہی برکت حاصل ہو جائے تو تعجب واستبعاد کیا ہے۔

## ۱۹۳-حال، کرامت

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : "اھتز العرش" وفی روایۃ: "اھتز عرش الرحمٰن لموت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ". (اخرجہ الشیخان والترمذی[2])

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] مسلم: فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فضائل ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم: ۱۳۲ (۲۴۷۳)
[2] بخاری: مناقب الأنصار، مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم: ۳۸۰۲، مسلم: فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، فضائل سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقم: ۱۲۴ (۲۴۶۶) ترمذی: المناقب، مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم: ۳۸۴۹. وقال حسن صحیح، قلنا: واخرجہ ابن ماجۃ، السنۃ، فضل سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم: ۱۵۸.

نے ارشاد فرمایا کہ: ''عرش اور ایک روایت میں ہے کہ رحمان کا عرش سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرنے سے ہل گیا' (یا تو واقعہ کے عظیم ہونے سے یا شوق ونشاط سے کہ اب ان کی روح میرے پاس آئے گی)

ف: اس حدیث میں ان صحابی کی بہت بڑی کرامت مذکور ہے۔

## ۱۹۴- حال، کرامت

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: لما حملت جنازۃ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: المنافقون: ما اخف جنازتہ؟ یعنون لحکمہ فی بنی قریظۃ. فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: "ان الملائکۃ کانت تحملہ". (اخرجہ الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا (جن کا اوپر کی حدیث میں بھی تذکرہ ہے) جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین کہنے لگے کہ ان کا جنازہ کس قدر ہلکا ہے، چونکہ انہوں نے بنو قریظہ کے بارے میں (نامناسب) فیصلہ کیا تھا (یہ فیصلہ حدیث صد وشصت ودوم میں مفصلاً مذکور ہے منافقین اس فیصلہ کو یہود کی دوستی میں نامناسب کہتے تھے، اس لئے جنازہ کے ہلکا ہونے کا کہ زمانہ جاہلیت میں اس کو بری علامت سمجھتے تھے طعن کیا، جیسا اب جنازہ کے بھاری ہونے کو بری علامت سمجھتے ہیں اور دونوں باتیں بے اصل ہیں) یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (علی سبیل التنزل) ارشاد فرمایا کہ: ''ملائکہ (بھی) ان (کے جنازہ) کو اٹھائے ہوئے تھے۔'' (اس لئے ہلکا معلوم ہوتا تھا)

ف: اس میں بھی ان کی ایک بڑی کرامت مذکور ہے۔

## ۱۹۵- ریا نبودن تحسین عمل برائے تطیب قلوبِ صلحاء

(نیک لوگوں کا دل خوش کرنے کیلئے کسی کام کو اچھی طرح انجام دینا ریا نہیں ہے)

عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لورأیتنی البارحۃ وانا استمع لقرائتک لقد اعطیت مزماراً من

---

[1] ترمذی: المناقب، مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم: ۳۸۴۹.

مزامیر ال داؤد". (اخرجه الشیخان والترمذی)[1]

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم مجھ کو گزشتہ شب میں دیکھتے تو بہت خوش ہوتے میں تمہارا قرآن پڑھنا سن رہا تھا، واقع میں تم کو داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی کا حصہ عطا ہوا ہے''۔(روایت کیا اس کو بخاری ومسلم وترمذی نے)

اور برقانی کی روایت میں مسلم سے اتنا اور زیادہ ہے کہ: ابوموسیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ! واللہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ آپ میرا قرآن سن رہے ہیں تو میں آپ کی خاطر اس کو خوب بنا تا سنوارتا۔

ف: بزرگوں کا دل خوش کرنے کے لئے اگر کوئی طاعت یا خدمت اچھی طرح کی جائے کہ مخلی بالطبع ہو کر اس طرح نہ کرتا تو ظاہر میں اس میں شبہ ریاء کا معلوم ہوتا ہے مگر چوں کہ تطییب قلب اہل اللہ بلکہ مطلق مسلم خود عبادت ہے تو اس کی حقیقت یہ ہوئی کہ ایک عبادت کو دوسری عبادت کے واسطے اچھی طرح کرتا ہے، اس لئے ہرگز یہ ریا نہیں ہے، حدیث میں اس کے استحسان پر صاف دلالت ہے، اس نادان کو مدتوں یہ شبہ رہا کہ اکثر کسی کی فرمائش سے جو قرآن عمدہ طرح پڑھنے کی عادت ہے شاید یہ اچھا نہ ہو، الحمد للہ کہ اس حدیث کا سر دقیق جس کی ابھی تقریر کی گئی ہے قلب میں فائز ہوا اور یہ شبہ بالکل دفع ہو گیا، پھر اس حدیث پر نظر پڑنے سے اس کی تائید ہوگئی، اور حدیث میں زیادہ غور کرنے سے مقبولان الٰہی کی بڑی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ ان کی طلب رضا مثل طلب رضائے حق تعالیٰ کے ہے جب کہ دونوں میں تعارض نہ ہو، اور راز اس میں یہی ہے کہ ان کی رضا کو رضا حق کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، پس مطلوب بالذات طلب رضاء حق ہی ہے۔

**لأن السعی فی الطریق سعی فی الوصول الی المقصود.**

---

[1] بخاری: فضائل القران، حسن الصوت بالقرائة للقران، رقم: ۵۰۴۸، مسلم: صلاة المسافرین (فضائل القران) استحباب تحسین الصوت بالقران. رقم: ۲۳۶ (۷۹۳) ترمذی: المناقب، مناقب ابی موسی الأشعری رضی اللہ تعالیٰ عنه . رقم: ۳۸۵۵، وقال: غریب حسن صحیح، وزاد فی روایة البرقانی عن مسلم لو علمت واللہ یا رسول اللہ انک تستمع لقرائتی لحبرته لک تحبیرا، أخرجه أبو یعلی: یاسناد علی شرط مسلم کذا فی فتح الباری ۹/۱۱۴ .

## ۱۹۶-فضیلت مقبولیتِ اولیاء اللہ

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : "کم من اشعث اغبر ذی طمرین لایوبہ لہ، لو اقسم علی اللہ لابرہ، منھم البراء بن مالک". (اخرجہ الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بہت سے (بندگانِ خدا) ایسے ہیں کہ بال بھی گرد آلود، بدن بھی گرد آلود، (کیوں کہ اتنا سامان نہیں کہ بال اور بدن کی خدمت کرسکیں) دو پرانی چادر والے (کہ ایک باندھیں ایک اوڑھیں) اور کوئی ان کی ذرا بھی پروا نہ کرے (مگر رتبہ اتنا بڑا) کہ اگر خدا پر قسم کھا بیٹھیں (اس طرح کہ واللہ خدا تعالیٰ یوں کرے گا) تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم سچی کردے گا"، (یعنی وہ کام اسی طرح کردیں)

ف: حدیث کی دلالت اس جماعت کی فضیلت پر ظاہر ہے اور اغبر اشعث وغیرہ شرط نہیں ہے، جیسا بعض ناواقفوں کا زعم ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ یہ ہیئت منافی کمال نہیں ہے جیسا اہل کبر اس ہیئت کو حقیر سمجھتے ہیں۔

## ۱۹۷-متفرقات، تصرف فی القلب

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قلت: یا رسول اللہ! اسمع منک اشیاء فلا احفظھا فقال: "ابسط ردائک" فبسطتہ فحدثنی حدیثا کثیراً فما نسیت شیئاً حدثنی بہ. (أخرجہ الشیخان والترمذی وھذا لفظہ[2])

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ سے بہت سی باتیں سنتا ہوں سو مجھ کو یاد نہیں رہتیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی چادر پھیلا"، میں نے پھیلا دی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کچھ پڑھ دیا، میں نے اس کو اپنے سینے سے لگالیا، جیسا کہ مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے) پھر اس کے بعد میرے سامنے

---

[1] ترمذی: المناقب، مناقب البراء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم: ۳۸۵۴. وقال: حسن غریب. [2] بخاری: المناقب، اخر باب المناقب، رقم: ۳۶۴۸، مسلم: فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم، فضائل أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم: ۱۵۹ (۲۴۹۲) ترمذی: المناقب: مناقب أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ. رقم: ۳۸۳۵، وقال: حسن صحیح

بہت سی حدیثیں بیان فرمائیں سو میں کوئی بات نہیں بھولا جو میرے سامنے بیان فرمائیں۔

ف: حدیث کی دلالت اس پر ظاہر ہے اور یہ چادر پر کچھ پڑھ دینا اس تصرف کا ایک طریق تھا، بعض مشائخ کے یہاں بعض تصرفات نافعہ فی القلب کا معمول ہے مثل احکام ذکر، یا توبہ بخشی وغیرہ کے، پس ایسے تصرفات اگر محتمل فتنہ نہ ہوں مشروع ہیں، گو بتصریح اکابر کمال مقصود نہیں۔

## ۱۹۸- اصلاح، امکان عدم اجابت دعائے کاملین

### (اہل کمال کی دعاؤں کا قبول نہ ہونا ممکن ہے)

**عن عامر بن سعد عن ابيه رضي الله تعالىٰ عنه قال: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم مسجد بني معاوية، فركع فيه ركعتين وصلينا معه، ودعا ربه طويلا، ثم انصرف الينا فقال: "سألت ربي ثلثا فاعطاني اثنين ومنعنا واحدة، سألته ان لايهلك امتي بسنة عامة فاعطانيها، وسألته ان لايهلك امتي بالغرق فاعطانيها، وسألته ان لايجعل باسهم بينهم فمنعنيها". (اخرجه مسلم[1])**

ترجمہ: حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنی معاویہ میں تشریف لائے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور اپنے پروردگار سے بڑی دیر تک دعا کی، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ: "میں نے اپنے رب سے تین دعائیں مانگیں، سو دو تو منظور کیں اور ایک نامنظور کی، میں نے یہ دعا کی کہ میری امت کو قحط عام سے ہلاک نہ کرے سو اس کو منظور فرمایا، (چنانچہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تمام امت قحط سے مرجاتی) اور میں نے یہ دعا کی کہ میری امت کو غرق سے ہلاک نہ کرے، اس کو بھی منظور فرمالیا (چنانچہ غرق سے بھی کبھی تمام امت ہلاک نہیں ہوئی) اور میں نے یہ دعا کی کہ ان میں باہم جنگ وجدل نہ ہو، اس کو نامنظور فرمایا۔" (چنانچہ جنگ وجدل وتا اتفاقی ہونا ظاہر ہے)

ف: اکثر لوگ اجابت دعا کو لوازم ولایت سے سمجھتے ہیں اور اس اعتقاد پر کثرت سے مفاسد علمیہ وعملیہ مرتب ہوتے ہیں اس اعتقاد کا غلط ہونا حدیث سے ظاہر ہے۔

---

[1] مسلم: الفتن، هلاک هذه الأمة بعضهم ببعض. رقم: ۲۰(۲۸۹۰)

## ١٩٩-متفرقات، اکرام اہل وطن شیخ

### (پیر کے اہل وطن کا احترام کرنا)

عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : "لاتبغضنی فتفارق دینک" فقلت: وکیف ابغضک یا رسول اللہ! وبک ھدانی اللہ، قال: "تبغض العرب فتبغضنی". (أخرجہ الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "مجھ سے بغض مت کرنا کہ دین سے جدا ہو جاؤ گے" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بھلا آپ سے کیونکر بغض کرسکتا ہوں حالانکہ آپ کی بدولت تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ہدایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس طرح سے کہ تم عرب سے بغض کرنے لگو تو مجھی سے بغض کیا۔"

ف: اہل طریق کی عام عادت رہی ہے کہ طبعاً اپنے پیر کے اہل وطن کا احترام وادب کرتے ہیں، اس حدیث میں اس کی اصل موجود ہے۔ ولنعم ما قیل:

ومن عادتی حب الدیار لاھلھا　　　وللناس فیما یعشقون مذاھب

## ٢٠٠-مسئلہ، انتفاعِ کامل از مادون خود

### (کامل کا اپنے سے کم درجہ آدمی سے نفع حاصل کرنا)

عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : "یاتی علیکم اویس بن عامر) الحدیث. وفیہ: "فان استطعت ان یستغفرلک فافعل". (أخرجہ مسلم[2])

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم لوگوں کے پاس اویس بن عامر آئیں گے" (جن کو اویس قرنی کہتے ہیں) اور اسی حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ ارشاد ہوا کہ: "اگر تم سے ممکن ہو کہ وہ

---

[1] ترمذی: المناقب، مناقب فی فضل العرب، رقم: ٣٩٢٧، وقال: حسن غریب.

[2] مسلم: فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم ، تحریم سب الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم ، رقم: ٢٢٥(٢٥٤٢)

تمہارے لئے استغفار کریں تو ضرور ایسا (اہتمام) کرنا۔"

ف: جس طرح ادنیٰ کو اعلیٰ سے نفع اکثر ہوتا ہے، اسی طرح کبھی اعلیٰ کو ادنیٰ سے بھی نفع ہوجاتا ہے، جیسا اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہ صحابی ہیں حضرت اویس سے کہ تابعی ہیں خاص امر میں کہ وہ دعا ہے منتفع ہونے کا امر فرمایا گیا اور اسی کی فرع ہے کہ کبھی پیر کو مرید سے نفع ہوجاتا ہے، علمی یا حالی یا اخلاقی یا دعائی تو کسی پیر کو مغرور نہ ہونا چاہئے۔

## ۲۰۱-اصلاح، متصرف مختار نبودن کاملین

### (اہل کمال تصرفات میں مختار نہیں ہوتے)

**عن المسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وانزل فی ابی طالب: ﴿انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء﴾ (أخرجه الشیخان والنسائی[1])**

ترجمہ: حضرت مسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طالب کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی کہ (یارسول اللہ) آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے: لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں ہدایت دیں۔

ف: بہت سے لوگ اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ تصرفات کو مطلقاً کاملین کے اختیار میں سمجھتے ہیں حتیٰ کہ ان سے حق تعالیٰ کی طرح حاجات مانگتے ہیں احیاء سے یا اموات سے، یہ آیت وحدیث اس کا قلع قمع کرتی ہے۔

## ۲۰۲-مسئلہ، شعور جمادات

**عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ان احداً جبل یحبنا ونحبہ". (أخرجه الثلثة والترمذی[2])**

---

[1] بخاری: التفسیر، سورۃ القصص، باب قولہ: ﴿انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء﴾ الخ. رقم: ۴۷۷۲، مسلم: الایمان، الدلیل علی صحۃ الاسلام من حضرہ الموت مالم یشرع فی النزع الخ. رقم: ۳۹(۲۴) نسائی: الجنائز، النھی عن الاستغفار للمشرکین. رقم: ۲۰۳۷. [2] بخاری: المغازی، باب أحد جبل یحبنا ونحبہ. رقم: ۴۰۸۳، مسلم: الحج، فضل أحد رقم: ۵۰۴ (۱۳۹۳) ترمذی: المناقب، فضل المدینۃ. رقم: ۳۹۲۲، وقال: حسن صحیح، قلنا: وأخرجه ابن ماجۃ، المناسک، فضل المدینۃ. رقم: ۳۱۱۵، قلت: ماوجدت ھذا الفظ فی سن أبی داؤد.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ''احد ایسا پہاڑ ہے کہ اس کو ہم سے محبت ہے اور ہم کو اس سے محبت ہے۔''

ف: چونکہ کوئی دلیل حقیقت سے متصرف کرنے کی نہیں ہے اس لئے حدیث میں لفظ ''یحبنا'' کو معنی حقیقی پر محمول کرکے اس سے اس مسئلہ کشفیہ پر استدلال کریں گے کہ جمادات میں بھی ایک گونہ شعور ہے کیوں کہ جب موقوف ہے شعور پر جیسا ''نحبہ'' بالاتفاق حقیقت پر محمول ہے، باقی مسئلہ ظنیہ ہے داخل عقائد نہیں۔

## ۲۰۳-فضل مرتبۂ صوفیہ

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "قال اللّٰہ تعالیٰ: من عادیٰ لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب، وما تقرب الی عبدی بشیء احب الی من اداء ما افترضت علیہ، ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ، فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ، وبصرہ الذی یبصر بہ، ویدہ التی یبطش بھا، ورجلہ التی یمشی بھا" الحدیث. (اخرجہ البخاری[1])

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''حق تعالیٰ (حدیث قدسی میں) فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے مقبول بندہ سے عداوت کرے میں اس کو اشتہار جنگ دیتا ہوں، اور میرا بندہ کسی ایسے ذریعہ سے قرب حاصل نہیں کرتا جو میرے نزدیک ادائے فرض سے زیادہ محبوب ہو، اور میرا بندہ برابر مجھ سے بذریعہ نوافل قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں، پھر جب اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کی شنوائی ہوجاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بینائی ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کا ہاتھ ہوجاتا ہوں، جس سے وہ کسی چیز کو لیتا ہے، اور پاؤں ہوجاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے''۔ (مطلب یہ کہ اکثر اس کے ان جوارح سے کوئی کام میری رضا کے خلاف نہیں ہوتا، لالعارض لایدوم)

ف: دلالت حدیث کی اس پر ظاہر ہے۔

---

[1] بخاری: الرقاق، التواضع: رقم: ۶۵۰۲.

## ف: قول، قرب فرائض وقرب نوافل

قوم کے کلمات اصطلاحیہ سے یہ دولفظ بھی ہیں جو حقیقت ان کی بیان کی گئی ہے حدیث کے الفاظ اس کا ماخذ ہے جس کو احقر نے کلید مثنوی اور مسائل المثنوی میں مشرح ومبسوط بیان کیا ہے۔

## ف: مسئلہ، محفوظیتِ اولیاء

مشہور ہے کہ انبیاءؑ معصوم ہوتے ہیں، اور اولیاء محفوظ، کنت سمعہ الخ کی جو تفسیر ترجمہ میں لکھی گئی ہے، اس کے اعتبار سے حدیث اس کا اثبات کرتی ہے۔

## ۲۰۴-توجیہ، تجلی حق در مخلوق بلا حلول ومعنی اتحاد

(حق تعالیٰ کا بلا حلول اپنی ذات وصفات کے مخلوق میں ظہور فرمانا اور اتحاد کا مطلب)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اتانی اللیلة اتٍ من ربی" وفی روایة: "اتانی ربی فی احسن صورة". الحدیث. (أخرجه الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''آج شب کو میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا''، اور ایک روایت میں ہے کہ: ''میرا رب میرے پاس ایک اچھی صورت میں آیا۔''

ف: صوفیاء کے کلام میں ان دو مسئلوں کے عنوان تعبیری میں یہ دو اصطلاحیں پائی جاتی ہیں: حقیقت اول کی یہ ہے کہ حق تعالیٰ بلا حلول اپنی ذات وصفات کے خلق میں ظہور فرماتے ہیں، جس طرح کاتب کا ظہور مکتوب میں اور متکلم کا ظہور کلام میں ہوتا ہے، پس خلق مظہر اور حق ظاہر ہے، اور ثانی کی حقیقت یہ ہے کہ ظاہر ومظہر میں ایسا شدید تعلق ہے کہ مظہر سے انفکاک ظاہر کا محال ہے، سو مسئلے دونوں عقلی ہیں مگر عنوان تعبیری کسی قدر موحش ہوجاتا ہے، لیکن بعد وضوح مراد کے ایسے اصطلاحات کی گنجائش خود حدیث میں تامل کرنے سے

---

[1] الترمذی: تفسیر القران، سورة ص: رقم: ۳۲۳۳، قال أبو عیسی: وقد ذکروا بین أبی قلابة وبین ابن عباس فی هذا الحدیث رجلا، وقد رواه قتادة عن خالد بن اللجلاج عن ابن عباس، قلت: ثم نقل الامام هذه الروایة وحکم علیها ب "حسن غریب".

معلوم ہوسکتی ہے، چنانچہ "فی احسن صورۃ" اصطلاح اول کی نظیر ہے اور آیت میں "ان من ربی" کو "ربی" کہہ دینا اصطلاح ثانی کی نظیر ہے اور اگر من تجریدی ہو تو خود "فی احسن صورۃ" اس ثانی کا ماخذ ہوسکتا ہے: کیوں کہ اس صورت مباینہ کے تلبس سے غیر ذی صورت کو ذی صورت کہنا لازم آیا پس ذی صورت اور غیر ذی صورت میں اتحاد کا حکم لفظی نکل آیا اسی طرح اگر تعدد واقعہ پر محمول کیا جائے تب بھی فی حسن صورت سے اسی طرح استدلال ہوسکتا ہے، البتہ تجلی واتحاد کو معنی عرفی ولغوی پر محمول کرنا جائز نہیں جیسا عوام جہلاء اس سے اپنے عقائد خراب کر لیتے ہیں اور تفصیل ان مباحث کی کلید مثنوی میں لکھ دی گئی ہے۔

## ۲۰۵-توجیہ، اتحاد بالمعنی المذکور

عن ابی هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "يقول الله عزوجل يوم القيمة مرضت فلم تعدنى، فيقول: يا رب! كيف اعودک وانت رب العٰلمين؟ قال: اما علمت ان عبدى فلانا مرض فلم تعده، اما علمت انک لو عدته لوجدتنى عنده، ثم ذكر الاستطعام والاستسقاء كذٰلک وفيهما: "لوجدت ذٰلک عندى". (اخرجه مسلم[1])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "حق تعالیٰ قیامت کے روز بعض لوگوں سے فرمائیں گے کہ: میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی، وہ عرض کرے گا کہ اے پروردگار! میں تیری عیادت کیسے کرسکتا ہوں؟ آپ تو رب العالمین ہیں (جن پر طریانِ مرض محال ہے اور عیادت موقوف اس طریان پر اور محال پر جو موقوف ہو وہ محال پھر مجھ سے اس فعل محال کا صدور کیوں کر ہوسکتا) ارشاد ہوگا کہ تجھ کو خبر نہیں ہمارا فلانا بندہ بیمار ہوا تھا اور تو نے اس کی عیادت نہ کی، تجھ کو خبر نہیں اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھ کو اس کے پاس پاتا"، پھر اسی طرح حدیث میں کھانا مانگنے کا اور پانی مانگنے کا ذکر آیا ہے (یعنی ارشاد ہوگا کہ ہم نے تجھ سے کھانا مانگا، پانی مانگا، وہ بندہ یہی عرض کرے گا اور وہی جواب ملے گا) اور ان دونوں میں جواب یہ ہے کہ: "تو اس کو میرے پاس پاتا۔"

---

[1] مسلم: البر، فضل عبادة المريض. رقم: ۴۳ (۲۵۶۹)

ف: اوپر کی حدیث میں اس مسئلہ کی تقریر ہو چکی ہے، ''عبد'' کے مرض کو اپنی طرف منسوب کر کے ''موضت'' فرمایا یہ عنوان اس اصطلاح کی زیادہ واضح نظیر ہے اور اگر یہ مریض کوئی عبد مقبول وخاص ہے تو یہ عنوان صوفیاء کے اس خاص قول کی تائید بھی کرتا ہے، کہ گاہ گاہ اس اتحاد وعینیت کا حکم خاص عارفین واہل کمال واہل فنا ہی کے لئے کیا کرتے ہیں اور ''لو جدتنی عنده'' کی جگہ دوسرے مقام پر ''لو جدت ذلک عندی'' فرمانا کہ حقیقت میں یہ دوسرا جملہ اس پہلے جملے کی تفسیر ہے اور اس پر متنبہ کررہا ہے کہ ایسی تعبیریں مجاز ہوتی ہیں حقیقت پر محمول کر کے عقائد خراب نہ کئے جائیں جیسا اوپر کی حدیث کے ذیل میں بھی احقر نے اس پر متنبہ کیا ہے۔

## ۲۰۶۔ فضل مرتبہ اخوان الطریقۃ

### (پیر بھائیوں کے درجہ کی فضیلت)

**عن ابی هریرة رضی الله تعالىٰ عنه فی حدیث: سبعة یظلهم الله قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ''ورجلان تحابا فی الله اجتمعا علىٰ ذٰلک وتفرقا علیه''. (أخرجه الستة الا اباداوٗد[1])**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث میں جس میں سات شخصوں کا ذکر ہے جن کو حق تعالیٰ قیامت میں عرش کا سایہ دیں گے، یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''ان میں سے وہ دو شخص بھی ہیں جن میں محض اللہ کے لئے باہم محبت ہے اسی کو لئے ہوئے ملتے ہیں اور اسی کو لئے ہوئے جدا ہوتے ہیں۔''

ف: پیر ومرید میں تو ایسی محبت ہوتی ہی ہے، مگر پیر بھائی یقیناً اس حدیث کے مصداق ہیں۔

## ۲۰۷۔ رسم، حفاظت تبرکات وعدم تغیر آں

### (بزرگوں کے تبرکات کو بعینہٖ محفوظ رکھنا)

**عن عاصم الاحول قال: رایت قدح رسول الله صلی الله علیه وسلم عند انس**

---

[1] بخاری: الزکاۃ الصدقة بالیمین. رقم: ۱۴۲۳، مسلم: الزکاۃ، فضل اخفاء الصدقة. رقم: ۹۱ (۱۰۳۱) ترمذی: الزهد، الحب فی الله. رقم: ۲۳۹۱ وقال: حسن صحیح، نسائی: اداب القضاۃ، الامام العادل. رقم: ۵۳۸۲، موطا: الشعر، ماجاء فی المتحابین فی الله ۳۷۷ مکتبہ تھانوی.

بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، وکان قد انصدع فسلسلہ بفضۃ، قال ابن سیرین: وقد رایت ذلک القدح وکان فیہ حلقۃ من حدید فاراد انس ان یجعل مکانھا حلقۃ من فضۃ او ذھب، فقال لہ ابو طلحۃ: لاتغیرن شیئا فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، فترکہ. (اخرجہ البخاری[1])

ترجمہ: حضرت عاصم احول سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ (چوبیں) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دیکھا اور اس میں ایک دراڑ پڑ گئی تھی، آپ نے اس میں چاندی کا پتر لگوالیا تھا، ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے وہ پیالہ دیکھا تھا اور اس میں لوہے کا ایک حلقہ تھا، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اس کی زیادت احترام کے لئے) یہ چاہا کہ اس کی جگہ چاندی، سونے کا حلقہ لگوالیں (اور استعمال میں اس کو ہاتھ اور منہ سے الگ رکھتے) ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنوائی ہوئی چیز کومت بدلو، سو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حالت پر چھوڑ دیا۔

ف: اکثر اہل محبت کا یہی معمول ہے کہ تبرکات کو حتی الامکان بعینہٖ محفوظ رکھتے ہیں اور اسی کو ادب سمجھتے ہیں، یہ حدیث اس کی مؤید ہے۔

## ۲۰۸- عادت، عزلت بمصلحت

### (کسی وجہ سے گوشہ نشینی اختیار کرنا)

عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : "یوشک ان یکون خیر مال المسلم غنم یتبع بھا شعف الجبال، ومواقع القطر، یفر بدینہ من الفتن". (اخرجہ البخاری ومالک وابوداؤد والنسائی[2])

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "ایسا وقت نزدیک آنے والا ہے کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو لئے لئے پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش کے جمع ہونے کی جگہوں یعنی نالوں میں (جب

---

[1] بخاری: الأشربۃ، الشرب من قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانیتہ. رقم: ۵۶۳۸.

[2] بخاری: الایمان، باب: من الدین الفرار من الفتن. رقم: ۱۹، ابوداؤد: الفتن، الرخصۃ فی التبدی فی الفتنۃ، رقم: ۴۲۶۷، نسائی: الایمان وشرائعہ، الفرار بالدین من الفتن. رقم: ۵۰۳۹، قلنا: واخرجہ ابن ماجۃ، الفتن، العزلۃ، رقم: ۳۹۸۰، موطا: الاستیذان، امر الغنم ۳۸۲ (تھانوی)

کہ وہ خشک ہو جائیں پھرے گا) اپنے دین کو لئے ہوئے فتنوں سے بھاگا بھاگا پھرے گا۔

ف: بعض بزرگوں نے اپنی خاص حالت کے اقتضاء سے گوشہ اختیار کیا ہے اس حدیث سے اس کا اذن بلکہ استحباب معلوم ہوتا ہے جب اختلاط میں ضرر دین کا اندیشہ ہو۔

## ف: عدم تنافی بین الکمال واسباب المعاش

### (اسبابِ معاش کے ساتھ کمال حاصل کرنے میں کوئی منافات نہیں)

بکریوں کا اسباب معاش ہونا ظاہر ہے پس حدیث کی دلالت مقصود پر ظاہر ہے، بعض عوام ان میں تنافی سمجھتے ہیں۔

## ۲۰۹۔ متفرقات، آدابِ قبول ہدیہ

**عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعطینی العطاء فاقول: اعطہ من ھو افقر الیہ منی، فیقول: "خذہ وما جاءک من ھذا المال۔ وانت غیر مشرف ولاسائل۔ فخذہ فتمولہ، فان شئت فکلہ وان شئت فتصدق بہ، ومالا فلا تتبعہ نفسک" قال سالم: فلا جل ذلک کان عبداللہ لایسال احداً شیئا ولا یرد شیئا اعطیہ. (أخرجہ البخاری و مسلم والنسائی[1])**

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کچھ عطیہ دیتے تو میں عرض کرتا کہ ایسے شخص کو دیجئے جو مجھ سے زیادہ اس کا حاجت مند ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ: "اس کو لے لو اور جو مال بھی اس قسم کا تمہارے پاس آوے اس طرح سے کہ نہ تو تم اس میں کسی کے دست نگر ہو اور نہ کسی سے سوال کیا ہو، تو تم اس کو لے لو اور اس کو اپنی ملک بنالو، پھر اگر چاہو تو کھاؤ اور اگر چاہو تو خیرات کر دو، اور جو نہ آوے تو اپنے نفس کو اس کے پیچھے مت ڈالو"، حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسی لئے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ نہ تو کسی سے کچھ مانگتے تھے اور نہ آئی ہوئی چیز کو پھیرتے تھے۔

---

[1] بخاری: الأحکام، رزق الحکام والعاملین علیها. رقم: ۷۱۶۴، مسلم: الزکاۃ جواز الأخذ بغیر سؤال ولاتطلع، رقم: ۱۱۰ (۱۰۴۵) نسائی: الزکاۃ، من اتاہ اللہ عزوجل مالا من غیر مسالۃ. رقم: ۲۶۰۹.

ف: حدیث میں صاف صاف مذکور ہے اور بعینہٖ یہی معمول ہے، محققین اہل طریق کا ایک مقولہ اسی کے موافق مشہور ہے، ''چوں نیاید طمع نکند، وچوں بیاید منع نکند وچوں بگیرد جمع نکند۔''

## ۲۱۰- اصلاح، عدمِ اغترار بالخوارق

### (خرق عادت اشیاء کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا)

عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : ''یاتی الدجال'' الحدیث. وفیہ: ''فیقول الدجال، ارأیتم ان قتلت ھٰذا ثم احییتہ ھل تشکون فی الامر فیقولون، لا، فیقتلہ ثم یحییہ''. الحدیث (أخرجہ الشیخان[1])

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''دجال آوے گا'' اور اسی حدیث میں ہے کہ:

''پھر دجال کہے گا بتلاؤ تو اگر میں اس شخص کو قتل کردوں پھر اس کو زندہ کردوں کیا تم میرے معاملہ (دعویٰ الوہیت) میں شبہ کروگے، وہ لوگ (یعنی اسکے معتقدین) کہیں گے کہ نہیں، پس وہ اس کو قتل کردے گا پھر زندہ کردے گا۔''

ف: اکثر عام لوگ خوارق کو علامت ولایت کی سمجھتے ہیں یہ سخت غلطی ہے، دیکھو دجال سے زیادہ کون گمراہ ہوگا اور احیاءِ میت سے بڑھ کر کون امر خارق ہوگا، باوجود اتنے بڑے خارق کے صادر ہونے کے دجال کے گمراہ ہونے میں کس کو شبہ ہوسکتا ہے، اس غلطی کی اصلاح نہایت ضروری ہے۔

## ۲۱۱- اصلاح، امکانِ کشف واطلاع خواطر اہل باطل را

### (اہل باطل کو بھی کشف ہوسکتا ہے)

عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فی قصۃ ابن صیاد قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لہ: ''ماذا تریٰ''؟ قال: یاتینی صادق و کاذب فقال: صلی اللّٰہ علیہ وسلم : ''خلط علیک الأمر'' ثم قال لہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : (انی قد خبات لک

[1] بخاری: الفتن لایدخل الدجال المدینۃ. رقم: ۷۱۳۲، مسلم: الفتن، صفۃ الدجال وتحریم المدینۃ علیہ وقتلہ المؤمن واحیائہ. رقم: ۱۱۲ (۲۹۳۸)

خبیئا" فقال ابن صیاد: ھو الدخ فقال لہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "اخساء فلن تعدو قدرک". الحدیث. (اخرجہ الخمسۃ الا النسائی[1])

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن صیاد کے قصہ میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "تجھ کو کیا نظر آتا ہے"؟ کہنے لگا میرے پاس کبھی سچا خبر دینے والا آتا ہے اور کبھی جھوٹا (یہ آنے والے شیاطین تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "تجھ پر امر واقعی مشتبہ کیا گیا ہے"، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ: "میں نے ایک بات دل میں چھپالی ہے"، (بتلا کیا ہے؟ اور روایت میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت دل میں سوچ لی، ﴿یوم تاتی السماء بدخان مبین﴾ ابن صیاد نے کہا وہ درخ یعنی دخان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ذلیل و خوارہ، تو اپنی اس حیثیت سے آگے نہ بڑھے گا۔"

ف: مثل حدیث سابق کے اس سے بھی معلوم ہوا کہ اہل باطل کو کشفِ کائنات واشرافِ خاطر ہوسکتا ہے، پس یہ علامت ولایت کی نہیں جیسا کہ عام لوگ دھوکہ میں ہیں۔

## ۲۱۲۔ مسئلہ، صحت صدور کرامات (کرامات کا صادر ہونا صحیح ہے)

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "ھل سمعتم بمدینۃ جانب منھا فی البر وجانب منھا فی البحر"؟ قالوا: نعم. قال: "لاتقوم الساعۃ حتی یغزوھا سبعون الفاً من بنی اسحق، فاذا جاء وھا نزلوا، فلم یقاتلوا بسلاح ولم یرموا بسھم، قالوا: لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر فیسقط احد جانبیھا الذی فی البحر، ثم یقولون الثانیۃ لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر فیسقط جانبھا الآخر". الحدیث. (اخرجہ مسلم[2])

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم لوگوں نے کوئی ایسا شہر سنا ہے جس کی ایک جانب خشکی میں ہے اور ایک

[1] بخاری: الجنائز، اذا أسلم الصبی فمات، ھل یصلی علیہ؟ وھل یعرض علی الصبی الاسلام، رقم: ۱۳۵۴، مسلم: الفتن، ذکر ابن صیاد. رقم: ۹۵ (۲۹۳۰)، أبوداؤد: الملاحم، خبر ابن الصائد. رقم: ۴۳۲۹، ترمذی: الفتن، ذکر ابن صیاد. رقم: ۲۲۴۶ وقال: حسن صحیح. [2] مسلم: الفتن، لاتقوم الساعۃ حتی یمر الرجل بقبر الرجل، فیتمنی ان یکون مکان المیت من البلاء رقم: ۷۸ (۲۹۲۰)

جانب سمندر میں"؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس شہر پر ستر ہزار بنی اسحاق جہاد نہ کریں گے، اور یہ لوگ جب وہاں آ کر اتریں گے تو نہ ہتھیار سے لڑیں گے اور نہ تیر پھینکیں گے، صرف زبان سے کہیں گے "لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" پس (اس کے اثر سے) اس شہر کی وہ جانب گر پڑے گی جو سمندر میں ہے، پھر دوبارہ کہیں گے "لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" سو اس کی دوسری جانب بھی گر پڑے گی۔"

ف: بعض معتزلی المشرب اولیاء کے کرامات کے منکر ہوتے ہیں، حدیث میں ان بنی اسحاق کی ایک بین کرامت کی خبر دی گئی ہے جو ان سے صادر ہوگی۔

## ۲۱۳-اصلاح، حرمت سماع ورقص متعارف

### (مروجہ سماع اور رقص کی حرمت)

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اذا فعلت امتی خمس عشرۃ خصلۃ حل بها البلاء". وفیه: "واتخذت القیان والمعازف". الحدیث (رواہ الترمذی)[1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب میری امت پندرہ کام کرنا شروع کرے گی تو ان پر بلائیں نازل ہونے لگیں گی"، اسی حدیث میں (ان پندرہ کاموں میں) یہ بھی ہے کہ: "گانے والی عورتیں اور بجانے کا ساز و سامان کیا جائے گا۔"

ف: بعض جہلاء صوفیاء نے سماع میں یہاں تک غلو کیا ہے کہ عورتوں کا آلات کے ساتھ گانا سنتے ہیں، حدیث سے دونوں طریق کی مذمت ظاہر ہے۔

## ۲۱۴-متفرقات، اصل طریق تصوف

عن النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله، واذا

---

[1] ترمذی: الفتن، باب ماجاء فی علامة حلول المسخ والخسف. رقم: ۲۲۱۰ وقال: حسن غریب، لانعرفه من حدیث علی الامن هذا الوجه.

فسدت فسد الجسد كله، الا وهي القلب". (اخرجه الخمسة[1])

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یاد رکھو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، جب وہ سنورتا ہے تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑتا ہے تمام بدن بگڑ جاتا ہے، یاد رکھو کہ وہ قلب ہے۔''

ف: اہل تصوف کے طریق کا بڑا مدار اصلاح قلب ہے، یہ حدیث اس کے مہتم بالشان ہونے کو صاف بتلا رہی ہے۔

## ۲۱۵- اصلاح، حرمت نذرانہ از مال کسبی واجرت فال وغیرہ

عن ابی مسعود البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ثمن الکلب، ومہر البغی، وحلوان الکاہن. (اخرجہ الستۃ[2])

ترجمہ: حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کے داموں سے (تنزیہاً) اور زانیہ کی خرچی سے اور کاہن کے نذرانہ سے (تحریماً) منع فرمایا ہے۔

ف: اس وقت رسمی پیروں میں یہ دونوں بلائیں شائع ہیں کہ بازاری عورتوں سے بے تکلف نذرانے لیتے ہیں اور فال غیر مشروع تعویذ گنڈوں سے بھی روپے وصول کرتے ہیں، حدیث سے دونوں کی مذمت ظاہر ہے۔

---

[1] بخاری: الایمان، فضل من استبرأ لدینہ، رقم: ۵۲، مسلم: البیوع، أخذ الحلال وترک الشبہات. رقم: ۱۰۷ (۱۵۹۹)، أبوداؤد: البیوع، اجتناب الشبہات، رقم: ۳۳۲۹ ولیس فیہ: "الا وان فی الجسد مضغۃ......" ترمذی: البیوع، ترک الشبہات، رقم: ۱۲۰۵ مثل ابی داؤد. وقال: حسن صحیح، نسائی: البیوع، اجتناب الشبہات فی الکسب مثل أبی داؤد رقم: ۴۴۵۸، قلنا: وأخرجہ ابن ماجۃ، الفتن، الوقوف عند الشبہات. رقم: ۳۹۸۴.

[2] بخاری: الطب، باب الکہانۃ. رقم: ۵۷۶۱، مسلم: البیوع، تحریم ثمن الکلب وحلوان الکاہن ومہر البغی رقم: ۳۹ (۱۵۶۷)، أبوداؤد: البیوع، اثمان الکلب. رقم: ۳۴۸۱، ترمذی: البیوع، ثمن الکلب. رقم: ۱۲۷۶ وقال: حسن صحیح، نسائی: البیوع، بیع الکلب. رقم: ۴۶۷۰، قلنا: وأخرجہ ابن ماجۃ التجارات، النہی عن ثمن الکلب رقم: ۲۱۵۹، موطا: البیوع، ثمن الکلب رقم: الصفحۃ: ۳۷۷ مطبوعۃ: مکتبۃ رحیمیۃ.

## ۲۱۶-قول، اثباتِ ظلمتِ قلب

عن مالک انه بلغه ان ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال: لایزال العبد يكذب ويتحرى الكذب فينكت فی قلبه نكتة سوداء حتى يسود قلبه. الحديث (أخرجه مالک[1])

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ بعضا شخص برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جان جان کر جھوٹ بولتا ہے اس سے اس کے قلب میں سیاہ داغ پڑ جاتا ہے یہاں تک کہ (اسی طرح) تمام قلب سیاہ ہو جاتا ہے۔

ف: بزرگوں کے ارشادات میں بکثرت پایا جاتا ہے کہ فلاں عمل سے فلاں امر سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے، اس حدیث میں اس فعل کی صحت کا اثبات ہوتا ہے۔

## ۲۱۷-اصلاح، مذمت تصنع بتشبہ غیر کامل بہ کامل

(غیر کامل کا طرز و انداز سے اپنے کو کامل ظاہر کرنا)

عن اسماء رضی الله تعالیٰ عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "المتشبع بما لم يعط كلابس ثوبی زور". (أخرجه الخمسة الا الترمذی[2])

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص ایسے امر کا اظہار کرے جو اس کو نہیں ملی اس کی ایسی مثال ہے جیسے کسی نے دونوں کپڑے جھوٹ کے پہن لئے'' (یعنی ازار اور رداء، مطلب یہ کہ گویا سر سے پیر تک جھوٹ ہی جھوٹ لپیٹ لیا)

ف: چوں کہ ''مالم یعط'' عام ہے کمالات باطنیہ کو بھی، اس لئے حدیث میں ایسے شخصوں کی بھی مذمت ہے جو باوجود عاری یا ناقص ہونے کے قول یا فعل یا طرز و انداز سے

---

[1] موطا: الكلام، ماجاء فی الصدق والكذب: ۳۸۸. (مكتبه رحيميه)

[2] بخاری: النكاح المتشبع بمالم ينل، وما ينهى من افتخار الضرة رقم: ۵۲۱۹، مسلم: اللباس والزينة، النهى عن التزوير فی اللباس وغيره رقم: ۱۲۶ (۲۱۲۹)، أبوداؤد: الأدب، من يتشبع بمالم يعط. رقم: ۴۹۹۷، نسائی: (الكبرى) عشرة النساء، المتشبعة بغير ماأعطيت رقم: ۸۹۲۱/۲.

اپنے کو بزرگ ظاہر کرتے ہیں، خاص کر جب کہ مرید کرنا بھی شروع کر دیں۔

## ۲۱۸-عادتِ بعض، ترکِ زینت بقصد

عن معاذ بن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: (من ترک اللباس تواضعاً وهو یقدر علیه، دعاه الله تعالیٰ یوم القیمة علی رؤوس الخلائق حتی یخیره من ای حلل الایمان شاء یلبسها" (اخرجه الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص (زینت کے) لباس کو تواضع کی راہ سے چھوڑ دے گا باوجودیکہ اس پر قادر ہو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز برسرِ مجمع بلائیں گے یہاں تک کہ اس کو اختیار دیں گے کہ ایمان کے جوڑوں میں سے جونسا چاہے پہن لے'' (ایمان کے جوڑوں کے معنی یہ ہیں کہ ایمان کے انعام میں جو جوڑے عطا ہوں گے، جو بہ تفاوت کمال و نقصان ایمان متفاوت ہوں گے مگر اس شخص کو گو اپنے درجۂ ایمان کے اعتبار سے اس کا مستحق نہ ہو مگر تواضع کی بدولت اس کو ہر جوڑے کے لینے کا اختیار ہوگا۔ واللہ اعلم۔)

ف: اس میں بزرگوں کا معمول مختلف ہے، بعض تو نہ زینت کا اہتمام کرتے ہیں، نہ ترکِ زینت کا اہتمام کرتے ہیں اور ہر ایک کی ایک نیت اور مصلحت ہے "الأعمال بالنیات" دوسری عادت اس حدیث کے موافق ہے اور پہلی عادت کا استحسان حدیث آئندہ میں آتا ہے۔

## ۲۱۹-عادتِ بعض، عدمِ اہتمام ترکِ زینت

عن ابی زمیل قال: حدثنی ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه قال: لما خرجت الحروریة اتیت علیا فقال: ائت هؤلاء القوم، فلبست احسن مایکون ثیابی من حلل الیمن فلقیتهم، فقالوا: مرحباً بک یا ابن عباس! ماهذه الحلة؟ قلت: ما تعیبون علیّ؟ لقد رأیت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم احسن مایکون من الحلل. (أخرجه ابوداؤد[2])

ترجمہ: حضرت ابوزمیل سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

---

[1] ترمذی: صفة القیامة: باب البناء کله وبال. رقم: ۲۴۸۱.

[2] أبوداؤد: اللباس، لباس الغلیظ. رقم: ۴۰۳۷ سکت عنه المنذری.

عنہ نے قصہ بیان کیا کہ جب حروریہ (کہ مذہب خارجی رکھتے تھے) ظاہر ہوئے، میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا، آپ نے فرمایا کہ تم (ان کی تفہیم کے لئے) ان کے پاس جاؤ، میں نے یمن کی مہنگی چادروں میں سے ایک عمدہ جوڑا پہنا، پھر ان سے ملا، انہوں نے مرحبا خوش آمدی کے بعد (بطور اعتراض کے) کہا، اے عباس! یہ جوڑا کیسا ہے (ایسا عمدہ لباس کیوں پہنا ہے) میں نے جواب دیا کہ تم اس سے مجھ پر کیا اعتراض کرتے ہو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (جسم مبارک) پر بہت ہی عمدہ جوڑا دیکھا ہے۔

ف: اس مضمون کی تقریر حدیث سابق کے ذیل میں گزر چکی ہے، یہ حدیث اس عادت کی دلیل ہے اور کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ اس سے تو زینت کا اہتمام معلوم ہوتا ہے، جواب یہ ہے کہ اہتمام سے مراد یہ ہے کہ اس کو عادتِ دائمی بنالیا جائے، یہ البتہ مستحسن نہیں اور کبھی کسی عارضی مصلحت سے اگر کسی خاص وقت پر قصداً بھی ہو تو یہ اہتمام مذموم نہیں، چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت عدم اہتمام زینت کی معلوم ہوتی ہے، اس لئے حدیث کا مدلول اہتمام زینت نہیں بلکہ عدم اہتمام ترکِ زینت ہے۔

## ۲۲۰- عادت بعض، تمام پارچہ رنگین پوشیدن

### (رنگین لباس پہننا)

عن ابی رمثة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: رایت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثوبین اخضرین. (اخرجه اصحاب السنن[1])

ترجمہ: حضرت ابو رمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو سبز کپڑے دیکھے ہیں (یعنی لنگی اور چادر)

ف: بعضے درویشوں کی عادت ہے کہ سر سے پاؤں تک رنگین کپڑے پہنتے ہیں، سو اگر یہ ریاء ہو تب تو ظاہر ہے کہ مذموم ہے اور اگر کسی مصلحت سے ہو مثلاً یہ کہ رنگین کپڑے میلے کم

---

[1] ابو داؤد: اللباس الخضرة. رقم: ۴۰۶۵ سکت عنه المنذری، ترمذی: الأدب، الثوب الأخضر. رقم: ۲۸۱۲، وقال: حسن غريب. لانعرفه الامن حديث عبيدالله بن اياد، نسائی: الزينة، لبس الخضر من الثياب. رقم: ۵۳۲۱.

ہوتے ہیں بار بار دھلوانا بھی مشغولی الی غیر المطلوب ہے تو مضائقہ نہیں، اس حدیث میں بھی پورے کپڑوں کا رنگین ہونا مذکور ہے، گو داعی یہاں دوسرا ہو مگر مصلحت پر مبنی ہونا تو امر مشترک ہے اور قیاس کے لئے اسی قدر کافی ہے۔

## ۲۲۱- عادت بعض، لبس صوف (اون پہننا)

عن ابی بردۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: دخلت علی عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فاخرجت الینا کساء ملبداً وازار غلیظا، فقالت: قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذین. (اخرجہ الخمسۃ الاالنسائی[1])

ترجمہ: حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے ہم کو ایک کمبل بہت دبیز اور ایک لنگی موٹے کپڑے کی نکال کر دکھلائی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہی کپڑوں میں وفات پائی ہے۔

ف: بعضے درویش اکثر احوال میں کمبل وغیرہ اوڑھے رہتے ہیں اور احقر کے نزدیک عجب نہیں کہ ان کا لقب صوفی اسی وجہ سے ہوا ہو، گو اس میں دوسرے اقوال بھی ہیں، اگر یہ براہ تصنع وریانہ ہو تو یہ حدیث اس کی اصل ہے۔

## ۲۲۲- لباس صوف پہننے کا ثبوت

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "کان علی موسیٰ علیہ السلام یوم کلمہ ربہ تعالیٰ سراویل صوف وجبۃ صوف وکساء صوف وکمۃ صوف". الحدیث (اخرجہ الترمذی[2])

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے کلام کیا ہے انکے جسم پر

---

[1] بخاری: فرض الخمس، ماذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعصاہ وسیفہ وقدحہ الخ. رقم: ۳۱۰۸، مسلم: اللباس، التواضع فی اللباس، والاقتصار علی الغلیظ منہ والیسیر فی اللباس والفراش وغیرھما. رقم: ۳۵ (۲۰۸۰)، ابوداؤد: اللباس، لباس الغلیظ. رقم: ۴۰۳۶، ترمذی: اللباس، ماجاء فی لبس الصوف. رقم: ۱۷۳۳ وقال: حسن صحیح.

[2] ترمذی: اللباس، لبس الصوف. رقم: ۱۷۳۴، وقال: غریب لانعرفہ الامن حدیث حمید الأعرج.

پورا لباس صوف کا تھا، پائجامہ بھی اسی کا اور کرتہ بھی اسی کا اور چادر بھی اسی کی اور ٹوپی بھی اسی کی۔

ف: یہ حدیث بھی مثل حدیث سابق بوجہ اتم لبس صوف کا اثبات کرتی ہے۔

## ۲۲۳-عادت، قبول ہدیہ یا رعایتے از کافر

### (کافر سے ہدیہ یا رعایت قبول کرنا)

عن سهل بن سعد رضى الله تعالىٰ عنه ان على بن ابى طالب رضى الله تعالىٰ عنه دخل على فاطمة رضى الله تعالىٰ عنها الحديث. وفيه: وقالت ايت الى فلان اليهودى فاشتر به دقيقا، فجائه فاخذه الدقيق فقال له اليهودى: انت ختن هذا الذى يزعم انه رسول الله؟ قال: نعم. قال: فخذ دينارک ولک الدقيق. (اخرجه ابوداؤد[1])

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور اسی حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ تم فلانے یہودی کے پاس جاؤ اور اس دینار کا آٹا خرید لو، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس آئے اور آٹا لیا، یہودی نے کہا آپ ان بزرگ کے داماد ہیں، جو دعویٰ رسالت کا کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: ہاں! یہودی نے کہا اپنا دینار لے جایئے اور آٹا آپ کی نذر ہے۔

ف: بعض بزرگوں پر متشددین کا یہ بھی شبہ ہوتا ہے کہ کافر کا ہدیہ لیتے ہیں اس حدیث سے اس کا جواز واضح ہے، البتہ جہاں لینے میں کوئی مفسدہ یا نہ لینے میں کوئی مصلحت ہو، وہاں نہ لیا جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی بزرگ یا کسی بزرگ کی طرف منتسب ہونے کے سبب سے کچھ خدمت یا رعایت بطیب خاطر کرے تو یہ دین فروشی نہیں ہے، البتہ اگر کوئی اپنے کو اس سبب سے مستحق رعایت کا سمجھے وہ بالیقین مدعی و مرائی و دوکاندار ہے۔

---

[1] ابوداؤد: اللقطة، (باب التعريف باللقطة) رقم: ١٧١٦، قال المنذرى: فى اسناده موسى بن يعقوب الزمعى المدينى، كنيته ابومحمد، وقال: يحيى بن معين ثقة، وقال: ابن عدى هو عندى لاباس به ولا برواياته وقال أبو محمد عبدالرحمٰن النسائى: ليس بالقوى. الخ.

# ۲۲۴-عادت، ترکِ بعض مباحات برائے احتیاط

## (احتیاطاً امرِ مباح کو ترک کر دینا)

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها فی قصة عهد عتبة الی اخیه سعد بن ابی وقاص فی ابن ولیدة زمعة فنظر رسول الله صلی الله علیه وسلم الی شبها فرأیٰ شبها بینا بعتبة فقال: "هو لک یا عبد بن زمعة، الولد للفراش وللعاهر الحجر" ثم قال لسودة بنت زمعة: "احتجبی منه". الحدیث (أخرجه الستة الا الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس قصہ میں مروی ہے جس میں عتبہ نے (اس بناء پر کہ جاہلیت میں زمعہ کی لونڈی سے زنا کیا تھا اور اس زنا سے بچہ پیدا ہوا تھا) اپنے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص کو (موافق دستور جاہلیت) کے زمعہ کی لونڈی کے (اس) بچہ (مذکور) کے بارہ میں (یہ) وصیت کی تھی (کہ جب تم اس بچہ کو دیکھو تو لے لینا کہ وہ تمہارا بھتیجا ہے، جب انہوں نے اس کے لینے کا ارادہ کیا تو زمعہ کے بیٹے عبد بن زمعہ نے مزاحمت کی اور کہا کہ یہ میرے باپ کی لونڈی کا بچہ ہے تو میرے باپ کا بیٹا اور میرا بھائی ہے۔ آخر یہ مقدمہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہوا اور وہ مروی یہ مضمون ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شباہت نہایت صاف عتبہ سے دیکھی مگر (بوجہ قاعدہ شرعیہ "الولد للفراش" کے عبد بن زمعہ سے) یہ فرمایا کہ اے عبد بن زمعہ یہ تیرا ہی (بھائی) ہے، کیوں کہ اولاد مالک بستر کا حق ہے، اور زانی کے لئے پتھر ہے پھر (اس شباہت کی وجہ سے احتیاطاً) حضرت سودہ بنت زمعہ کو (کہ آپ کی بیوی تھیں اور ان ہی زمعہ کی بیٹی تھیں اور اس فیصلہ کے موافق اس لڑکے کی بہن تھیں) یہ ارشاد فرمایا کہ اس لڑکے سے چھپا کرو۔

ف: قاعدہ شرعیہ سے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اس لڑکے کے سامنے آنا مباح تھا مگر احتیاط کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر کے لئے اس مباح کے ترک کا

[1] بخاری: البیوع، تفسیر المشبهات. رقم: ۲۰۵۳، مسلم: الرضاع، الولد للفراش وتوقی الشبهات رقم: ۳۶ (۱۴۵۷) أبوداؤد: الطلاق، الولد للفراش رقم: ۲۲۷۳، نسائی: الطلاق، الحاق الولد، بالفراش اذا لم ینفه صاحب الفراش رقم: ۳۵۱۴، قلنا: واخرجه ابن ماجة النکاح، الولد للفراش وللعاهر الحجر رقم: ۲۰۰۴، موطا: الأقضیة، بالحاق الولد بابیه ۳۰۹ (مکتبه رحیمیه)

امر فرمایا اس سے اس قسم کے ترک مباح کی اجازت ثابت ہوئی مگر بلا مصلحت ایسا کرنا یا اعتقاد میں تعدی کرنا یہ غلو فی الدین ہے۔

## ۲۲۵-قول، کل ماشغلک عن الحق فهو طاغوتک

(جو چیز تجھے راہِ راست سے ہٹائے وہ تیرا شیطان ہے)

عن ابی هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال: رأىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا يتبع حمامة يلعب بها، فقال: (شيطان يتبع شيطانة). (أخرجه أبو داؤد[1])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک کبوتر کے پیچھے لہو ولعب کے طور پر جا رہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ایک شیطان ہے کہ ایک شیطان کے پیچھے جا رہا ہے۔''

ف: صوفیہ میں یہ قول مشہور ہے اور حدیث میں اس کبوتر کو شیطان فرمانا چوں کہ اسی وجہ سے ہے کہ وہ سبب ہو گیا معصیت وغفلت کا، اس لئے حدیث اور قول مذکور کا بالکل ایک حاصل ہے۔

## ۲۲۶-توجیہ، ہمہ اوست

(سب کچھ حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہے)

عن ابی هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "قال الله تعالىٰ: يوذينى ابن آدم يسب الدهر وانا الدهر، بيدى الامر قلب الليل والنهار". (أخرجه الثلثة وأبوداؤد[2])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] ابوداؤد: الأدب، اللعب بالحمام: رقم: ۴۹۴۰، وقال المنذرى: فى اسناده محمد بن عمرو بن علقمة الليثى قد استشهد به مسلم، ووثقه ابن معين ومحمد بن يحيى، وقال: ابن معين مرة: مازال الناس يتقون حديثه، وقال السعدى: ليس بقوى، وغمزه الامام مالك، وقال ابن المدينى: سالت يحيى - يعنى القطان - عن محمد بن علقمة: كيف هو؟ قال: تريد العفو أو تشدد؟ قلت: بل أتشدد قال: فليس هرممن تريد، قلنا: وأخرجه ابن ماجة الأدب، اللعب بالحمام. رقم: ۳۷۶۵. [2] بخارى: التوحيد، باب قول الله تعالىٰ! يريدون ان يبدلوا كلم الله. رقم: ۷۴۹۱، مسلم: الألفاظ من الأدب وغيرها، النهى عن سب الدهر رقم: ۲ (۲۲۴۶) أبوداؤد: الأدب، الرجل يسب الدهر. رقم: ۵۲۷۴، موطا: الاستئذان، مايكره من الكلام، بلفظ: "لايقولن أحدكم ياخيبه الدهر: فان الله هو الدهر"، ۳۸۶ (رحيميه)

نے ارشاد فرمایا کہ: ''حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابن آدم مجھ کو آزردہ کرتا ہے کہ زمانہ کو برا کہتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہوں (آگے اس کی تفسیر ہے) کہ میرے ہی قبضہ میں سب کام ہیں (جو کہ زمانہ میں واقع ہوتا ہے) رات اور دن کو (کہ زمانے کے حصے ہیں) میں ہی ادل بدل کرتا ہوں''، (جس کی طرف آدمی واقعات کو منسوب کرتا ہے، سو زمانہ تو مع مافیہ کے خود میرے قبضہ میں ہے پس یہ سب تصرفات میرے ہی ہیں تو اس کو برا کہنے سے درحقیقت مجھ کو برا کہنا لازم آتا ہے)

ف: یہ ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ اور زمانہ دونوں متحد نہیں ہیں مگر باوجود عدم اتحاد کے ایک تاویل سے جس کی تقریر بضمن ترجمہ کی گئی ہے، لفظ اتحاد کا حکم کیا ہے؟ محققین کے نزدیک اسی تاویل سے اوست کا حکم ہمہ پر کیا گیا ہے، جس کی تقریر یہ ہے کہ ہمہ کا جو مصداق ہے وہ سب مع اپنے افعال و آثار قبضہ حق میں ہے، پس متصرف حقیقی و موجود مستقل صرف حق تعالیٰ ہے ہمہ کوئی چیز نہیں، پس حدیث سے اس قول صوفیاء کی تائید ظاہر ہے، اگر اسی تقریر کو زیادہ بسط سے دریافت کرنا ہو تو کلید مثنوی کے دیباچہ میں تحت شعر جملہ معشوق است الخ دیکھ لیا جائے، غرض جس طرح مقصود حدیث میں حق کے تصرفات کا اثبات اور الدہر کے تصرف کی نفی ہے، اسی طرح اس قول میں حق کے استقلال کا اثبات اور خلق کے استقلال کی نفی ہے۔

## ۲۲۷- اصلاح، ابطال دعویٰ سینہ بسینہ شدن علم تصوف

(علم تصوف کا سینہ بسینہ منتقل ہونے کا دعویٰ کرنا باطل ہے)

عن ابی الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: اتی رجل علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنه فقال: ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یسر الیک؟ فغضب، وقال: ماکان یسر الی شیئا یکتمه الناس، غیر انه حدثنی باربع کلمات. قال: ماهن؟ قال: لعن اللہ تعالیٰ من ذبح لغیر اللہ. الحدیث (اخرجه مسلم والنسائی[1])وزاد رزین عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه: ملعون من صد اعمیٰ عن الطریق.

[1] مسلم: الأضاحی، تحریم الذبح لغیر اللہ تعالی ولعن فاعله، رقم: ۴۳ (۱۹۷۸)، نسائی: الضحایا، من ذبح لغیر اللہ عزوجل. رقم: ۴۴۲۷، وزاد رزین: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه "ملعون من صد أعمی عن الطریق"، أخرجه ابن عدی فی الکامل فی ترجمة زمیل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه: ۲۳۴.

ترجمہ: حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو خفیہ باتیں کیا بتلایا کرتے تھے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت غضبناک ہوئے اور فرمایا مجھ کو کوئی بات خفیہ ایسی نہیں بتلائی جس کو اور لوگوں سے پوشیدہ رکھتے ہوں مگر بے شک مجھ سے چار باتیں ارشاد فرمائی تھیں (اور وہ باتیں دوسروں سے بھی پوشیدہ نہیں جیسا ان باتوں کی تعیین سے ابھی معلوم ہوا جاتا ہے، پس اچھی طرح اختصاص کی نفی ہوگئی) اس شخص نے کہا کہ وہ باتیں کیا ہیں؟ فرمایا ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو غیر اللہ کے واسطے ذبح کرے، آگے پوری حدیث ہے، (روایت کیا اس کو مسلم اور نسائی نے) اور رزین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ وہ شخص ملعون ہے جو کسی اندھے کو راستہ سے بچلا دے۔

ف: اکثر ناواقفوں کی زبان زد ہے کہ علم تصوف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خفیہ تعلیم فرمایا گیا تھا، پھر ان سے آج تک اسی طرح چلا آتا ہے اس دعویٰ کا مہمل اور لغو ہونا اس حدیث میں خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے ظاہر ہے، علاوہ کذب ہونے کے اس دعویٰ کرنے والوں کو غرض اصلی اس سے یہ ہے کہ شریعت کے خلاف بھی بعضے امور صحیح ہیں جو خفیہ تعلیم کئے گئے ہیں، اس عقیدہ کا بطلان بلکہ قریب بکفر ہونا یقینی ہے۔

اور حدیث صد و ہشتادوہشتم میں جو سرگوشی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے وہ کسی امر انتظامی کے متعلق تھی نہ کہ علم تصوف کے کہ اس کی کوئی دلیل نہیں اور جو چیز سینہ بسینہ چلی آتی ہے وہ نسبت باطنی ہے، جس کی شرح حدیث صد و چہل ونہم میں گزری ہے اور صوفیاء میں جو مرید کو خفیہ تعلیم کا طریق ہے وہ غیر شریعت کی تعلیم نہیں ہے، اخفاء محض بعض مصالح کی وجہ سے ہوتا ہے جس کی شرح حدیث چہارم میں گزری۔

## ف: اصلاح، ذم نذر لغیر اللہ (غیر اللہ کے نام پر نذر ماننے کی مذمت)

جاہل درویشوں میں اور ان کے معتقدین میں غیر اللہ کی نذر کا مختلف طریقوں سے بہت رواج ہے، ذابح لغیر اللہ کا ملعون ہونا ایسے نذور کی حرمت کو بتلا رہا ہے کیوں کہ ذابح

لغیر اللہ کے عموم میں یہ بھی ہے کہ ذبح کے وقت نام تو اللہ تعالیٰ کا لیا جائے مگر نیت ہو غیر اللہ کی تراضی وتقرب کی، چنانچہ درمختار وغیرہ میں یہ مسئلہ مصرح ہے اور ظاہر ہے کہ یہی بات نذر لغیر اللہ میں ہوتی ہے، پس اس کے مذموم بلکہ شرک ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

## ف: اصلاح، ذم مشیخت نااہل را (نااہل کو شیخ بنانے کی مذمت)

حدیث میں راہ سے اندھے کو بچلانے والے کی ملعونیت مصرح ہے اور ظاہر ہے کہ آخرت کی راہ دنیا کی راہ سے زیادہ اہم ہے اور اس کا اعمیٰ راہ دنیا کے اعمیٰ سے زیادہ اشدو احوج الی الہدایہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿فانها لاتعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التي في الصدور﴾ جب اس اعمیٰ ظاہر کو راہ ظاہر سے بچلانے والا ملعون ہے تو اعمیٰ باطن کو راہِ باطن سے بچلانے والا کس درجہ ملعون ہوگا، جھوٹے اور مکار اور ناواقف پیر اس کے پورے مصداق ہیں، پس ایسے لوگوں پر واجب ہے کہ پیری سے توبہ کریں۔

## ۲۲۸- عادت، ترک اشغال دنیا

**عن ابي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "يقول الله تعالىٰ يا ابن آدم! تفرغ لعبادتي املا صدرك غنى واسد فقرك، وان لاتفعل ملات يديك شغلاً ولم اسد فقرك". (اخرجه الترمذي[1])**

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لئے فارغ ہوجا، میں تیرے سینہ کو غنا سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو بند کردوں گا اور اگر تو ایسا نہ کرے گا تو تیرے دونوں ہاتھوں کو مشاغل وتعلقات سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو بند نہ کروں گا۔"

ف: اس جماعت میں اکثر کا طرز یہی رہا ہے کہ اشغال دنیویہ کو بالکلیہ متروک رکھا ہے جس پر مخالفین ان کو بے دست و پا اور ثقیل علی الناس کہتے رہتے ہیں، اس حدیث سے اس کی محمودیت معلوم ہوتی ہے، البتہ غرض اس کی وہی ہونا چاہئے جو حدیث میں ہے یعنی

[1] ترمذی: صفة القيامة (باب أحاديث: ابتلينا بالضراء، ومن كانت الأخرة همه وابن آدم تفرغ لعبادتي). رقم: ۲۴۶۶، وقال: حسن غريب، قلنا: واخرجه ابن ماجة الزهد، الهم بالدنيا. رقم: ۴۱۰۷.

فراغ للعبادت اور من جملہ اس کی شرائط کے، قوت صبر وعدم اشراف قلب ہے۔

## ۲۲۹۔متفرقات، حقیقت نسبتِ باطنی

**عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث طویل: "وما اقبل عبدٌ علی اللہ بقلبہ الا جعل اللہ قلوب المؤمنین تنقاد الیہ بالود والرحمۃ، وکان اللہ تعالیٰ بکل خیر الیہ اسرع". (اخرجہ الترمذی[1])**

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں ارشاد فرمایا کہ: ''کوئی شخص ایسا نہیں جو اپنے قلب سے حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے مگر حق تعالیٰ اہل ایمان کے قلوب کو اس کی طرف محبت اور مہربانی کے ساتھ متوجہ اور مطیع کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کی خیر اس کی طرف جلدی پہنچاتے ہیں۔''

ف: حق تعالیٰ کے ساتھ دل کا لگ جانا جس کے لوازم عادیہ سے دو امر ہیں دوام یادداشت ودوام اطاعت، غالب احوال میں یہ حقیقت ہے نسبت باطنی کی، اس حدیث میں اسی کا ذکر ہے۔

## ف: فضیلت مدح اہل باطن

حدیث کی اس پر دلالت ظاہر ہے اور ان آثار کا ترتب مشاہدہ ہے۔

## ۲۳۰۔متفرقات، ضرورتِ فکر ومعرفت

**عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال: لاخیر فی قراءۃ لیس فیھا تدبر ولا عبادۃ لیس فیھا فقہ. الحدیث (اخرجہ رزین) (الفردوس للدیلمی ۱/۱۳۵)**

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا: ''ایسے قرآن پڑھنے میں کوئی (معتدبہ) نفع نہیں جس میں فکر نہ ہو اور نہ ایسی عبادت میں جس میں معرفت نہ ہو۔''

ف: صوفیاء کے طریق کا مدار اعظم یہی فکر ومعرفت ہے اس کے ضروری ہونے سے طریق صوفیاء کا کس درجہ ضروری ہونا معلوم ہوتا ہے۔

---

[1] قلت: ماوجدتہ فی الترمذی وذکرہ الھیثمی فی مجمع الزوائد: ۱۰/۲۴۷، وعزاہ الی الطبرانی فی الکبیر والأوسط. وقال: فیہ محمد بن سعید بن حسان المصلوب وھو کذاب.

## ۲۳۱- اخلاق، قلت کلام وانکسار

عن مالک انه بلغه ان عیسی بن مریم علیه السلام قال: لاتکثروا الکلام بغیر ذکر الله تعالٰی فتقسوا قلوبکم وان القلب القاسی بعید من الله تعالٰی ولکن لاتعلمون، ولا تنظروا فی ذنوب الناس، کانکم ارباب وانظروا فی ذنوبکم کانکم عبید، فانما الناس مبتلی ومعافیٰ فارحموا اهل البلاء واحمدوا الله تعالٰی علی العافیة. (أخرجه مالک[1])

ترجمہ: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ: ذکر اللہ کے سوا تم بہت کلام نہ کیا کرو کہ اس سے تمہارے دل سخت ہوجائیں گے (یعنی ان میں خشوع نہ رہے گا اور یہ بالکل تجربہ کی ہوئی بات ہے) اور جس دل میں قساوت ہو وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے لیکن تم کو اس کی خبر نہیں ہوتی (کہ اللہ تعالیٰ سے بعد ہوگیا کیوں کہ حقیقت تو اس کی آخرت میں مشاہدہ ہوگی، اور آثار گو یہاں بھی مشاہد ہیں، مگر ان کا ادراک بوجہ بے التفاتی کے نہیں ہوتا) اور تم لوگوں کے گناہوں پر نظر مت کرو کہ گویا تم مالک ہو، اور اپنے گناہوں پر نظر کیا کرو گویا تم مملوک اور غلام ہو (یعنی غلاموں کی خطاؤں کو دیکھنا بھالنا سزا دینے کے لئے یہ مالکوں کا کام ہے، اور تم مالک نہیں بلکہ غلام ہو اور غلاموں کا کام اپنی خطاؤں کو دیکھنا ہے تاکہ اس کی تلافی واصلاح کریں) غرض آدمی دو طرح کے ہیں ایک مبتلا، دوسرا صاحب عافیت، تو تم اہل بلا پر رحم کرو، اور عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاؤ (پس گناہ ایک بلا ہے اس پر تحقیر یا طعن مت کرو) ترحم کے ساتھ نصیحت یا دعاء کرو، اور گناہ سے محفوظ رہنا ایک عافیت ہے اس پر عجب اور ناز مت کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت بلا استحقاق سمجھ کر شکر کرو، اور اس کے عموم میں اور بلیات وعافیت بھی آ گئیں۔

ف: ان اخلاق کا مدلول اور ممدوح حدیث ہونا ظاہر ہے اور اس سے اہل باطن کے طریق کی فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ ان حضرات کا یہی طرز عمل ہے۔

## ۲۳۲- مسئلہ، اثبات عالم مثال

عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال: صلی بنا رسول الله صلی الله علیه وسلم

---

[1] موطا: الاستئذان، مایکره من الکلام بغیر ذکر الله: ۳۸۶ تهانوی.

یوما، ثم رقی المنبر واشار بیدہ قبل القبلۃ، وقال: رایت الاٰن منذ صلیت لکم الصلوٰۃ الجنۃ والنار ممثلتین فی قبل ھذا الجدار فلم ار کالیوم فی الخیر والشر. (اخرجہ البخاری[1])

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، پھر منبر پر تشریف لے گئے اور اپنے دست مبارک سے قبلہ کی جانب اشارہ کر کے فرمایا: ''مجھ کو اسی وقت جب کہ تم کو نماز پڑھانا شروع کیا ہے جنت اور دوزخ دکھلائی گئی کہ اس دیوار کی جانب میں ان دونوں کی صورتِ مثالیہ آ گئی تھی، سو مجھ کو آج کے برابر کبھی خیر اور شر نظر نہیں پڑا'' (کیوں کہ جنت خیر الاشیاء اور نار شر الاشیاء ہے)

ف: حدیث کے ظاہر کے لفظوں سے اس کا صاف اثبات ہے اور حقیقت اس عالم کی کلید مثنوی میں ذکر کی گئی ہے۔

## ۲۳۳-عادت، مراقبہ قلب

عن ابی عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ابا طلحۃ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان یصلی فی حائط لہ، فطار دبسی فطفق یتردد ویلتمس مخرجا، فاعجب ابا طلحۃ ذٰلک، فتبعہ بصرہ ساعۃ، ثم رجع الیٰ صلاتہ فاذا ھو لایدری کم صلی، فقال: لقد اصابنی فی مالی ھذا فتنۃ، فجاء الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر لہ الذی اصابہ فی صلاتہ فقال: یا رسول اللہ! ھو صدقۃ فضعہ حیث شئت. (اخرجہ مالک[2])

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک باغ میں نماز پڑھ رہے تھے، اتنے میں ایک دبسی (کہ ایک پرندہ یا جنگلی کبوتر ہے) اڑا، اور وہ چاروں طرف پھرنے لگا، نکلنے کا راستہ ڈھونڈتا تھا اور رستہ نہ ملتا تھا تو حضرت ابوطلحہ کو یہ امر خوش نما معلوم ہوا (کہ میرا باغ ایسا گنجان ہے کہ پرندہ کو نکلنے میں تکلف ہوتا ہے) اور تھوڑی دیر تک ان کی نگاہ اس کے ساتھ ساتھ رہی پھر اپنی نماز کی طرف متوجہ ہوگئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ یہ یاد نہیں رہا کہ کتنی نماز پڑھی، اپنے دل

[1] بخاری: الرقاق، القصد والمداومۃ علی العمل. رقم: ۶۴۶۸.
[2] موطا: العمل فی القراءۃ، الصلاۃ الی مایشغلک عنھا: ۳۴ (تھانوی)

میں کہا کہ میرے اس مال کے سبب تو مجھ کو بڑا فتنہ پہنچا، (کہ نماز میں قلب حاضر نہ رہا) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوکر سارا واقعہ بیان کیا جو نماز میں ان کو پیش آیا، اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ باغ فی سبیل اللہ ہے جہاں چاہیں صرف فرمائیے۔

ف: صوفیاء کرام کے اعمال میں سے ہے کہ ہر وقت قلب کی دیکھ بھال رکھتے ہیں کہ اس وقت کیا حالت ہے، جب تغیر پاتے ہیں اس کی تلافی کرتے ہیں، ان صحابی کے فعل سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کو جائز رکھنے سے اس کی محمودیت ظاہر ہے، کیوں کہ ان کا یہ تنبہ اثر اسی مراقبہ کا ہے۔ کما لایخفی۔

## ف: حال، غیرت

حق تعالیٰ سے غافل کرنے والی چیز سے نفرت ہوجانا یہ ایک حال محمود ہے، جس کو غیرت کہتے ہیں اس حدیث سے اس کا اثبات ہوتا ہے۔

## ف: تعلیم، اخراج شئ شاغل عن الحق از ملک

(حق سے مشغول کرنے والی چیز کو طالب کے قلب سے نکال دینا)

اکثر بزرگوں کی حکایتیں مشہور ہیں کہ طالب کے قلب کو جس چیز سے زیادہ وابستہ دیکھا اس کو جدا کر دینے کا حکم فرمایا، اس معالجہ کی اصل اس حدیث سے نکلتی ہے کہ ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ علاج تجویز کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا جس کو اصطلاح میں تقریر کہتے ہیں۔

## ۲۳۴- اصلاح، ترک مبالغہ در ثناء شیخ

(پیر کی تعریف میں زیادہ مبالغہ کرنا)

عن ابی العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: "لاتطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم: فانما انا عبد، فقولوا: عبداللہ ورسولہ". (أخرجه رزین)[1]

[1] بخاری: أحادیث الأنبیاء، باب قولہ تعالیٰ: یا اھل الکتاب لاتغلوا فی دینکم. رقم: ۳۴۴۵.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ارشاد فرماتے تھے کہ: ''مجھ کو اتنا مت بڑھاؤ جیسا نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو بڑھا دیا (کہ ان کو الٰہ وابن اللہ کہنے لگے) میں تو بندہ ہوں، سوتم لوگ (مجھ کو) اللہ کا بندہ اور اللہ کا (عظیم الشان) رسول کہا کرو۔'' (کہ میرے سب فضائل اس عنوان میں داخل ہوگئے، اسی واسطے تفصیل فضائل کے وقت بھی ان ہی فضائل پر اقتصار کرنا واجب ہے اس سے آگے کہ مرتبہ الوہیت ہے تجاوز درست نہیں)

ف: حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے پیر یا کسی دوسرے بزرگ کی ثناء میں زیادہ مبالغہ نہ کرے کہ حد کذب یا شرک تک پہنچ جائے: کیوں کہ صاحب نبوت کے لئے اس کی ممانعت ہوئی تو صاحب ولایت کے لئے کیسے جائز ہوگا؟۔

## ۲۳۵- اصلاح، ترک جزم بولایت کسے

### (کسی کو محض گمان سے ولی کہنا درست نہیں)

عن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "من کان مادحا اخاہ لامحالۃ فلیقل: احسب فلاناً واللہ حسیبہ، ولا یزکی علی اللہ احداً احسب فلاناً کذا وکذا ان کان یعلم منہ ذٰلک". (اخرجہ الشیخان وابوداؤد[1])

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کو اپنے بھائی مسلمان کی ضرور ہی مدح کرنا ہو تو اس طرح کہنا چاہئے کہ فلاں شخص میرے گمان میں ایسا ہے، آگے خدا کافی جاننے والا ہے، اور خدا کے نزدیک کسی کے پاک ہونے کا دعویٰ نہ کرے اور یہ جو کہے گا کہ فلاں شخص میرے گمان میں ایسا ایسا ہے وہ بھی اس شرط سے کہ اس کے علم میں بھی وہ شخص ایسا ہو'' (ورنہ اس عنوان سے مدح جائز نہیں)

[1] بخاری: الأدب، مایکرہ من التمادح. رقم: ۲۰۶۱، مسلم: الزھد، النھی عن المدح اذا کان فیہ افراط وخیف منہ فتنۃ علی الممدوح. رقم: ۶۵، ۶۶ (۳۰۰۰) ابوداؤد: الأدب، کراھیۃ التمادح. رقم: ۴۸۰۵، قلنا: وأخرجہ ابن ماجۃ الأدب، باب المدح. رقم: ۳۷۴۴)

ف: حدیث کے عموم سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شخص کو بدون نص کے محض گمان سے ولی قطعاً کہنا جائز نہیں، جیسا کہ اکثر کو اس میں بے احتیاطی ہے، البتہ اگر ظناً کہہ دے تو مضائقہ نہیں اور بہتر یہ ہے کہ اس کی ظنیت کی تصریح بھی کردے لیکن اگر اعتماداً علیٰ قرینۃ المقام والکلام تصریح نہ بھی کرے تب بھی مضائقہ نہیں، ہاں شیخ کہنا کسی کو جزم سے بھی جائز ہے: کیوں کہ مشیخت امر مشاہد ہے، یعنی طریق تربیت کا جاننا بخلاف ولایت کے کہ امر غیبی ہے یعنی مقبول عنداللہ ہونا۔

## ۲۳۶-متفرقات، عدم تنافی مزاح وکمال

### (مذاق اور کمال میں منافات نہیں ہے)

عن اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رجلاً من الانصار کان فیہ مزاح، فبینما ھو یحدث القوم ویضحکھم اذ طعنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی خاصرتہ بعود کان فی یدہ، فقال: اصبرنی[1] یارسول اللہ! قال: اصطبر، فقال: ان علیک قمیصاً ولیس علی قمیص فرفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قمیصہ فاحتضنہ وجعل یقبل کشحہ وقال: انما اردت ھذا یا رسول اللہ. (اخرجہ أبو داؤد[2])

ترجمہ: حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے خوش مزاج تھے، وہ ایک بار لوگوں سے باتیں کررہے تھے اور ان کو ہنسا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کوکھ میں ایک لکڑی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی (ہلکے سے) چبھودی وہ شخص کہنے لگا: یارسول اللہ! مجھ کو بدلہ دیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بدلہ لے لو''، انہوں نے عرض کیا کہ آپ کے بدن پر تو کرتہ ہے اور میرے بدن پر کرتہ نہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قمیص مبارک بدن پر سے اٹھادیا، وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوکھ سے بوسہ دینے لگے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ بس میرا تو یہ مطلب تھا۔

---

[1] فی القاموس اصبرنی کالضرنی اعطنی کفیلا والبعیر الکفیل اھ والمراد ھھنا المعنی المجازی من الانتقام لأن الکفیل قد یکون لأجل استیفاء الحق المتعلق بالنفس. ۱۲ منہ

[2] ابوداؤد: الأدب، قبلۃ الجسد، رقم: ۵۲۲۴ وسکت عنہ المنذری.

ف: بعضے نافہم ولایت وکمال کے لئے یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ بالکل مردہ دل ہوجائے اوراس میں کوئی عادتِ بشریہ نہ رہے، حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خوش طبعی اگراعتدال کے ساتھ ہوتو قولاً یا فعلاً اس طرح سے کہ نہ دوسرے کی تحقیر ہو نہ اس کو ایذاء تو یہ منافی کمال اور بزرگی کے نہیں ہے، خاص کر جب کہ یہ مقصود ہو کہ اس سے دوسرے کی تطییب خاطر ہوگی یا اس سے بڑھ کر یہ کہ دوسرا منبسط اور بے تکلف ہوکر دل کھول کر دین کی باتیں پوچھ سکے گا، تو اس صورت میں تو ایک گونہ عبادت ہوجائے گی۔ "وقد أجبت بهٰذا ملكة من ملوك أوربا رأيتها في المنام ورأيتني راكبا معها علىٰ عجلة قد عرضت علىٰ شبهة في نبوته صلى الله عليه وسلم بأنه كان يمازح، والمزاح ينافي الوقار والوقار من لوازم النبوة وقالت: لاشبهة في حقيقة الاسلام سوى هٰذا فلما أجبتها عنه بهٰذه المصلحة سكتت وأسلمت ثم بعض القرائن في اليقظة دل علىٰ أنها لعلها أسلمت باطنا" اوراس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گو مرید کو اپنی طرف سے شیخ کی نہایت تعظیم وادب کرنا ضروری ہے لیکن اگر کسی وقت خود شیخ کی مرضی انبساط کی معلوم ہوتو مرید کو اس کی رضاء کا اتباع چاہئے کہ اس وقت یہی ادب ہے۔

## ف: متفرقات، تقبیل بدن شیخ (پیر کے بدن کو بوسہ دینا)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ جو محبین کی عادت ہے کہ پیر کے ہاتھ کو پاؤں کو یا پیشانی وغیرہ کو بوسہ دے لیتے ہیں اس کا بھی کچھ حرج نہیں البتہ اذنِ شرعی سے تجاوز نہ چاہئے۔

## ۲۳۷- حال، کلام ہاتف

عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها قالت: لما ارادوا غسل النبي صلى الله عليه وسلم قالوا: والله لاندري انجرد رسول الله صلى الله عليه وسلم من ثيابه كما نجرد موتانا او نغسله وعليه ثيابه، فلما اختلفوا القىٰ الله تعالىٰ عليهم النوم حتى مامنهم رجل الا وذقنه في صدره فكلمهم مكلم من ناحية البيت لايدرون من هو: اغسلوا رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليه ثيابه، فقاموا فغسلوه وعليه قميصه يصبون الماء فوق القميص ويدلكونه بالقميص دون

ایدیهم. (أخرجه ابو داؤد[1])

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب (وفات نبوی کے بعد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل دینے کا ارادہ کیا تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم باہم کہنے لگے واللہ ہم کو کچھ خبر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بھی مثل دوسرے مردوں کے اتاریں یا مع کپڑوں کے غسل دیں، جب باہم اختلاف ہونے لگا، اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند غالب کی، یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جس کی رنج اس کے سینہ میں نہ لگ گئی ہو (یعنی نیند سے سب کی گردنیں جھک گئیں) پھر گھر کے ایک گوشہ سے کسی کلام کرنے والے نے (کہ وہ ہاتف غیبی تھا) ان سے کلام کیا یہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کون تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع کپڑوں کے غسل دو، چنانچہ سب نے اٹھ کر مع قمیص کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا، قمیص کے اوپر سے پانی ڈالتے تھے اور قمیص سمیت ملتے تھے، ہاتھ بدن پر نہیں پہنچایا۔

ف: ہاتف غیبی کا کسی بزرگ سے کلام کرنا یہ حال بھی ایک محمود ہے حدیث سے اس کا اثبات ہوتا ہے ۔

## ف: مسئلہ عمل بر اشارہ ہاتف بشرط عدم مخالفت شرع

### (غیبی اشارات پر عمل کرنا درست ہے اگر شریعت کی مخالفت نہ لازم آئے)

ایسے مضمون پر عمل کرنے کے بارے میں تمام اکابر کا قاطبۃً اسی پر اتفاق ہے کہ اگر وہ خلاف شرع نہ ہو تو قابل عمل ہے، جیسا یہاں بھی یہی ہوا کہ مع القمیص غسل دینے کی نہی کی کوئی دلیل نہ تھی اس پر عمل کرلیا گیا، اگر کہا جائے کہ یہ امر تو قبل الہام وکلام ہاتف کے بھی حاصل تھا پھر اس کا کیا خاص اثر ہوا؟ جواب یہ ہے کہ بزرگوں کے ارشاد سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس الہام یا ایسے کلام سے وہ امر خاص اس صاحب الہام کے لئے کسی قدر مؤکد ہو جاتا ہے نہ بایں معنی کہ اس کے خلاف کرنے سے ضرر آخرت ہوگا، بلکہ بایں معنی کہ کوئی ضرر دنیوی ناقابل برداشت پیش آئے گا اور اگر کوئی دلیل شرعی تاکد عمل کی منضم ہوجائے تو تاکد شرعی ظاہر ہے جیسا یہاں غور کرنے سے کہہ سکتے ہیں کہ اس کلام سے اختلاف رفع ہوگیا اور اجماع

[1] ابوداؤد: الجنائز، ستراً لمیت عند غسله. رقم: ۳۱۴۱، قال المنذری: فی اسناده محمد بن اسحاق بن یسار، وقد تقدم الکلام علیه.

صحابہؓ کا خود حجت شرعیہ ہے، لہٰذا یہاں عدم جواز مخالفت کے بھی قائل ہو سکتے ہیں۔

## ۲۳۸-اذن ظاہری نہیں باطنی ہے

عن اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: قالت امراۃ من النبوۃ: ما ھذا المعروف الذی لاینبغی لنا ان نعصیک فیہ یا رسول اللہ؟ فقال: لاتنحرو قالت: یا رسول اللہ ان بنی فلان کانوا قد اسعدونی علی عمی فلابد من قضائھن، فابی علیھا فعاودتہ مراراً، قالت: فاذن لی فی قضائھن فلم انح بعد فی قضائھن ولا فی غیرہ حتی الساعۃ. (اخرجہ الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ نیک کام کون سا ہے جس میں ہم کو (اس آیت کی رو سے **لایعصینک فی معروف**) آپ کے حکم کے خلاف کرنا جائز نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(وہ نیک کام یہ ہے) کہ تم نوحہ نہ کرو" (یعنی وہ نیک کام ترک نوحہ ہے، اس کے خلاف کرنا یعنی نوحہ کرنا جائز نہیں) اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں خاندان نے میرے چچا کے مرنے میں (نوحہ کرنے میں) میری مدد کی تھی (یعنی میرے ساتھ مل کر روئے تھے) تو اس کا بدلہ اتارنا ضروری ہے (یعنی ایک نوحہ کی اجازت دے دیجئے پھر اور جگہ نہ کروں گی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا، اس نے آپ سے مکرر سہ کرر عرض کیا، اس بی بی کا قول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بدلہ اتارنے کے لئے مجھ کو اجازت دے دی مگر میں بعد میں اس وقت تک نہ ان کا بدلہ اتارنے میں روئی اور نہ کسی اور جگہ روئی۔

ف: اس سے وہی مضمون ثابت ہوتا ہے، جو ذیل حدیث صد و شصت و ششم میں گزرا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالباً اس مصلحت سے کہ کبھی اصل توبہ ہی سے ہمت نہ ٹوٹ جائے ایک بار نوحہ کرنے کی اجازت دے دی، بزرگوں کو بھی دیکھا جاتا ہے کہ بعض اوقات بظاہر کسی ناجائز نوکری یا اور کسی ایسے ہی امر کی اجازت دے دیتے ہیں مگر در حقیقت اس کی اجازت مقصود نہیں ہوتی، بلکہ اس سے اعظم شر سے بچانا ہوتا ہے جیسا حکماء نے کہا ہے، "من

[1] ترمذی: تفسیر القرآن، سورۃ الممتحنۃ، رقم: ۳۳۰۷ وقال: حسن غریب

ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما" اور خصوصاً بعض طبائع ایسے ہوتے ہیں کہ منع کرنے سے ضعف اور ترک میں کم ہمتی اور تنگی اور اجازت دینے سے نشاط اور آزادی پیدا ہوکر طبیعت میں قوت اور ہمت ترک کی ہو جاتی ہے ایسے وقت میں اذن ظاہری نہی باطنی ہے۔

## ۲۳۹-اصلاح، ترک شامیانہ یا عمارت برقبر

### (قبر پر شامیانہ تننا یا عمارت بنانے کی ممانعت)

**عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ رای فسطاطاً علی قبر عبد الرحمٰن فقال: یا غلام انزعہ انما یظلہ عملہ. (اخرجہ البخاری[1])**

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شامیانہ عبدالرحمٰن کی قبر پر لگا دیکھا، آپ نے (خادم سے) فرمایا اے لڑکے اس کو الگ کر وان پر تو ان کا عمل سایہ کر رہا ہے۔

ف: ظاہر بینان مدعیان باطن میں قبور اولیاء پر سائبان تاننے یا عمارت بنانے کی رسم ہوگئی ہے، اس حدیث سے اس عمل کا باطل اور لایعنی ہونا ظاہر ہے، اور اگر فساد اعتقاد بھی ہو تو اور بھی ظلمات بعضہا فوق بعض ہے۔

## ۲۴۰-اصلاح، معاملاتِ قبور

**عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبروان یبنی علیہ وان یقعد علیہ وان یکتب وان یوطا. (اخرجہ الخمسۃ الا البخاری[2])**

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے پختہ بنانے سے اور اس پر عمارت بنانے سے اور اس پر بیٹھنے سے اور اس پر لکھنے سے اور اس پر چلنے سے منع فرمایا ہے۔

---

[1] بخاری: (تعلیقا) الجنائز، الجریدۃ علی القبر. [2] مسلم: الجنائز، النھی عن تجصیص القبر والبناء علیہ رقم: ۹۴(۹۷۰) ابوداؤد: الجنائز، البناء علی القبر. رقم: ۳۲۲۵، ترمذی: الجنائز، کراھیۃ تجصیص القبور والکتابۃ علیھا رقم: ۱۰۵۲، نسائی: الجنائز، البناء علی القبر رقم: ۲۰۲۰، قلنا: واخرجہ ابن ماجۃ الجنائز، النھی عن البناء علی القبور، رقم: ۱۵۶۲، ۱۵۶۳.

ف: حدیث کا حاصل تعلیم ہے توسط اختیار کرنا قبور کے ساتھ معاملہ کرنے میں کہ نہ ان کی زیادہ تعظیم کی جائے اور نہ ان کی اہانت کی جائے، اہل تفریط پہلی بلا میں زیادہ مبتلا ہیں کہ ان کو پختہ بناتے ہیں اور ان پر عمارت بھی بناتے ہیں اور ان پر نوشتے لکھتے ہیں اور اہل تشدد دوسری بلا میں مبتلا ہیں کہ حد سے زیادہ قبور کی تذلیل کرتے ہیں، البتہ اگر قبر بہت کہنہ ہو جائے اور غیر کی ملک نہ ہو اور کسی مصلحت و ضرورت سے اس کو بے نشان کر دیا جائے تو بیٹھنا چلنا اس پر درست ہے۔

## ۲۴۱- رسم، سنگ نصب کردن یا درخت نشاندن نزدیک قبر برائے علامت

### (قبر کے قریب علامت کے طور پر پتھر گاڑنا یا درخت لگانا)

عن المطلب بن ابی وداعة رضی الله تعالیٰ عنه قال: لما مات عثمان بن مظعون رضی الله تعالیٰ عنه وهو اول من مات بالمدینة من المهاجرین فلما دفن امر رسول الله صلی الله علیه وسلم رجلا ان یاتیه بحجر، فیعلم قبره به فاخذ حجراً ضعف عن حمله، فقام رسول الله صلی الله علیه وسلم فحسر عن ذراعیه، ثم حمله فوضعه عند رأسه، وقال: "اتعلم بها قبر اخی وادفن عنده من مات من اهلی". (أخرجه ابو داؤد[1])

ترجمہ: حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی، اور مہاجرین میں سب سے اول مدینہ میں ان ہی کا انتقال ہوا ہے سو جب دفن ہو چکے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ آپ کے پاس ایک پتھر اٹھا کر لے آئے، آپ ان کی قبر کی اس سے شناخت کر دیں، اس نے ایک پتھر لیا جس کو اٹھا نہ سکا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور دونوں ہاتھوں کی آستین چڑھا کر اس کو اٹھا لائے اور قبر کے سرہانے رکھ دیا، اور فرمایا کہ: ''اس سے اپنے بھائی (عثمان بن مظعون) کی قبر کی پہچان رکھوں گا اور جو شخص میرے متعلقین میں سے مرے گا اس کو اس کے پاس دفن کروں گا۔''

---

[1] ابو داؤد: الجنائز، جمع الموتی فی قبر والقبر یعلم. رقم: ۳۲۰۶، قال المنذری: فی اسناده کثیر بن زید مولی الأسلمیین مدنی، کنیته ابو محمد. وقد تکلم فیه غیر واحد.

ف: بعض کی بمصلحت زیارت وفاتحہ خوانی ان چیزوں سے محض یہ غرض ہوتی ہے کہ قبر کی پہچان رہے، سو اگر سادگی کے ساتھ ہو تو اس غرض کے لئے ان اعمال میں کچھ حرج نہیں مگر پتھر ہو تو نہ اس کے سڈول کرنے کا اہتمام کیا جائے نہ اس پر نقش ونگار ہو، نہ اس پر کچھ لکھا جائے اور اگر یہ تکلفات بھی کئے گئے تو ادعاء مصلحت میں کاذب ہونے کی علامت ہے اور ممنوع ہے۔

## ۲۴۲-رسم، درخت نشاندن برائے تسبیح (ذکر وتسبیح کیلئے درخت لگانا)

عن بریدة رضی الله تعالیٰ عنه اوصٰی ان تجعل علی قبره جریدتان. (اخرجه البخاری فی ترجمة الباب[1])

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر دو شاخیں کھجور کی رکھ دی جائیں۔

ف: بعض لوگوں کو درخت لگانے سے یہ نیت ہوتی ہے کہ اسکے ذکر وتسبیح سے میت کو نفع اور انس ہوگا، اس حدیث سے اس کی اصل نکلتی ہے، اور یہ وصیت صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غالبًا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل پر مبنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو اہل قبر کو معذب دیکھ کر ان کی قبروں پر ایک ایک تازہ چھڑی کھجور کی رکھ دی تھی، اور ارشاد فرمایا تھا کہ ان کے خشک ہونے تک امید ہے تخفیف عذاب کی، پس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثل دوسرے بہت سے علماء کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کو علت مذکورہ سے معلل سمجھا، پس جس شخص کی یہ نیت ہو اس کو بھی اس بناء پر اس کی گنجائش ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ تخفیف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کی وجہ سے تھی اور اس دعاء کی منظوری میعادی تھی، اور میعاد اس کی ان شاخوں کے خشک ہونے تک تھی، اس بناء پر حدیث کا اس رسم سے کوئی تعلق نہیں، مگر اکثر علماء نے پہلی ہی توجیہ کی ہے، لیکن اس سے پھول ڈالنے یا پھول کی چادر چڑھانے کا جواز نہیں نکلتا، کیوں کہ اس سے غرض محض تزئین یا تقرب الی اہل القبور رہے اور یہ عمل یا اعتقاد محض بدعت ہے، اگر انکی یہ غرض ہوتی تو اولاً تکلف کیوں کیا جاتا، دوسرے عام گنہ گاروں کی قبریں اسکی زیادہ مستحق تھیں اولیاء کی قبروں سے کیوں کہ جہاں احتمال عذاب کا ہو وہاں حاجت زیادہ ہے۔

---

[1] بخاری: (تعليقا) الجنائز، الجريدة على القبر.

# ۲۴۳- مسئلہ، سماع موتی (مردوں کا سننا)

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ لیسمع قرع نعالھم اذا انصرفوا". (أخرجہ الخمسۃ الا الترمذی) (۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ہمراہی وہاں سے پشت پھیرتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے ان کی واپسی کے وقت۔"

ف: یہ مسئلہ اختلافی ہے بعض نے اس حدیث سے اثبات کیا ہے اور بعض نے آیت "لاتسمع الموتی" سے نفی کی ہے، مثبتین نے آیت کا جواب دیا ہے کہ یہاں موتی سے مراد کفار ہیں کہ استعارۃً ان کو موتی کہہ دیا، پس آیت کو مبحث سے تعلق نہیں، نافین نے اس کا جواب دیا ہے کہ گو آیت میں استعارہ ہے مگر مستعار منہ میں تو حقیقی معنی کا تحقق ضروری ہے، پس موتی بالمعنی الحقیقی کے لئے عدم سماع ثابت ہوگیا، مثبتین نے اس کا جواب دیا ہے کہ اس قاعدہ سے صرف اتنا لازم آتا ہے کہ موتی پر موتی کا صدق بالمعنی الحقیقی ہونا چاہئے، اس سے لاتسمع کا حقیقت پر محمول ہونا لازم نہیں آتا، بلکہ اس میں مجاز اطلاق المطلق علی المقید ہے، اور سماع سے مراد سماع نافع ہے، پس معنی یہ ہیں کہ موتی بالمعنی الحقیقی ہے سماع نافع منفی ہے اور ضرورت اس حمل علی المجاز کی جمع بین النصوص ہے، اور قرینہ اس کا خود مشاہدہ ہے کفار میں نفس سماع کے منفی نہ ہونے کا، بلکہ سماع نافع کے منفی ہونے کا، غرض اس طرح جانبین میں کلام طویل ہے اور دونوں شقوں میں وسعت ہے، البتہ عوام کا سا اعتقاد اس بات پر کہ اس کو حاضر و ناظر متصرف مستقل فی الامور سمجھتے ہیں، یہ صریح ضلالت ہے، اگر اس کی اصلاح بدون انکار سماع کے نہ ہو سکے تو انکار سماع واجب ہے۔

---

۱۔ بخاری: الجنائز، عذاب القبر. رقم: ۱۳۷۴، مسلم: الجنۃ، عرض مقعد المیت من الجنۃ والنار علی والبات عذاب القبر والتعوذ منہ. رقم: ۷۰(۲۸۷۰) أبوداؤد: السنۃ، المسألۃ فی القبر وعذاب القبر. رقم: ۴۷۵۱، نسائی: الجنائز، المسألۃ فی القبر. رقم: ۲۰۵۲.

## ۲۴۴- مسئلہ شعور جمادات

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ان الحصاۃ لتناشید اللہ الذی یخرجھا من المسجد لیدعھا". (اخرجہ ابو داؤد[1])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "(جو کنکریاں مسجد میں بچھی ہوئی ہوتی ہیں جیسے مسجد الحرام میں اب بھی ہیں ان کنکریوں میں سے جب کوئی شخص کسی کنکری کو مسجد سے باہر لے جانا چاہتا ہے تو وہ) کنکری خدا کا واسطہ دیتی ہے اس شخص کو جو اس کو مسجد سے باہر لے جاتا ہے کہ اس کو وہاں ہی رہنے دے۔"

ف: اہل کشف کو جمادات کا شعور و نطق مکشوف ہوا ہے، حدیث سے تائید اس کی ظاہر ہے کہ اس کنکری میں اتنا شعور ہے جس سے اس کو باہر لے جانے کا ادراک ہوتا ہے اور اتنا نطق بھی ہے جس سے وہ خدا کا واسطہ دیتی ہے، اور صرف عن الظاہر کی کوئی دلیل نہیں، دوسری حدیث میں ستونِ حنانہ کا قصہ اس سے زیادہ اس میں صریح ہے۔

## ۲۴۵- برکت اور اس میں اضافہ

عن طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: خرجنا وفداً الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبایعناہ وصلینا معہ واخبرناہ ان بارضنا بیعۃ لنا، واستوھبناہ من فضل طھورہ فدعا بماء فتوضا وتمضمض ثم صبہ لنا فی اداوۃ وقال: "اذا اتیتم ارضکم فاکبروا بیعتکم وانضحوا مکانھا بھذا الماء واتخذوھا مسجدا" فقلنا: ان البلد بعید والحر شدید والماء ینشف، فقال: "مدوہ من الماء فانہ لایزداد الا طیبا". الحدیث (اخرجہ النسائی[2])

## ۲۴۶- موئے مبارک سے تبرک

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحلاق یحلقہ، وقد اطاف بہ اصحابہ، فما یریدون ان تقع شعرۃ الا فی ید رجل. (اخرجہ مسلم[3])

---

[1] ابو داؤد: الصلاۃ، حصی المسجد. رقم: ۴۵۹، وسکت عنہ المنذری.
[2] نسائی: المساجد، اتخاذ البیع مساجد. رقم: ۷۰۲. [3] مسلم: الفضائل، باب قربہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الناس تبرکھم بہ وتواضعہ لھم. رقم: ۷۵(۲۳۲۵)

## ۲۴۷- رسم، تحصیل تبرکات

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کانت ام سلیم تبسط لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نطعا، فیقیل عندھا، فاذا قام اخذت من عقرہ وشعرہ فجمعتہ فی قارورۃ، ثم جعلتہ فی مسک، فلما حضر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوصیٰ ان یجعل فی حنوطہ من ذلک[1] المسک. (اخرجہ الشیخان والنسائی[2])

ترجمہ حدیث اول: حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اپنی قوم کے فرستادہ ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ ہماری سرزمین میں ہمارا ایک عبادت خانہ مذہب عیسائی کا ہے (ہم اس کو مسجد بنانا چاہتے ہیں) اور اس مقام پر برکت کے لئے چھڑکنے کو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بقیہ وضو کا پانی مانگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا پھر وضو کیا اور مضمضہ کیا، پھر وہ پانی ایک چھوٹے سے مشکیزہ میں بھر دیا اور فرمایا: ''جب تم اپنی سرزمین پر پہنچو تو اس معبد نصاریٰ کو توڑ ڈالنا اور اس جگہ یہ پانی چھڑک دینا اور اس کو مسجد بنالینا'' ہم نے عرض کیا کہ جگہ دور ہے اور گرمی سخت ہے اور پانی خشک ہوجاتا ہے، آپ نے فرمایا کہ اس میں اور پانی ملاکر بڑھالینا کہ اس میں بھی برکت ہی بڑھ جائے گی۔''

ترجمہ حدیث دوم: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حلاق آپ کے بال سر کے اتار رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر رکھا تھا پس وہ آپ کے ایک بال کا بھی کسی شخص کے ہاتھ سے باہر گرنا نہ چاہتے تھے (یعنی ہر بال کسی نہ کسی کے ہاتھ ہی میں آتا تھا)

ترجمہ حدیث سوم: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم

---

[1] طیب یتخذ من الرامک ثم یستحق المسک ویلحقہ والرامک کصاحب شیء یخلط بالمسک کذا فی القاموس ۱۲ منہ. [2] بخاری: الاستذان، من زار قوما فقال عندھم. رقم: ۶۲۸۱ مسلم: الفضائل، طیب عرقہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والتبرک بہ رقم: ۸۵ (۲۳۳۲) نسائی: الزینۃ، ماجاء فی الأنطاع. رقم: ۵۳۷۳.

رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (جب ان کے گھر تشریف لے جاتے) ایک چمڑے کا بستر بچھا دیا کرتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم (گاہ گاہ) ان کے گھر قیلولہ فرمایا کرتے (یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قریب کی کچھ رشتہ دار ہیں) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو کر اٹھتے تو (اس بستر پر سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ اور بال (جو سر وغیرہ کا ٹوٹ جاتا) جمع کر لیتیں اور ایک شیشی میں محفوظ رکھتیں، پھر اس کو مرکب خوشبو میں ملاتیں، جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی (کہ ام سلیمؓ کے صاحبزادے ہیں) وفات قریب پہنچی تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ ان کے حنوط کو (جو کہ میت کے بدن اور کفن کو لگاتے ہیں) اس مرکب خوشبو میں ملایا جائے (جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک تھا)

ف: بزرگانِ دین کی تلبس کی چیزوں کی رغبت اور اہتمام اور ان سے برکت حاصل کرنا حیات اور موت میں بمقتضائے احادیث ثلثہ مشروع اور ثابت ہے۔

## ۲۴۸-رسم، خدمت کفش برداری (بزرگوں کی جوتیاں اٹھانا)

**عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت النجاشی صاحب الحبشۃ رحمہ اللہ تعالیٰ یقول: اشھد ان محمداً رسول اللہ، وانہ الذی بشر بہ عیسیٰ علیہ السلام، ولولا ما انا فیہ من الملک، وماتحملت من امور الناس لاتیتہ حتی احمل نعلیہ. (اخرجہ ابو داؤد[1])**

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نجاشی رحمہ اللہ شاہ حبشہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے وہی رسول ہیں جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی اور اگر میرے ساتھ یہ بکھیڑا سلطنت کا اور لوگوں کے کاموں کی ذمہ داری کا نہ ہوتا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین اٹھاتا۔

ف: اکثر بزرگوں کی جوتیاں اٹھانا سعادت سمجھا جاتا ہے، حدیث میں اس کا مرغوب فیہ ہونا ظاہر ہے لیکن اگر وہ مخدوم خود جزم کے ساتھ منع فرمادیں تو امتثالِ امر اس خدمت پر

---

[1] أبو داؤد: الجنائز، الصلاۃ علی المسلم یموت فی بلاد الشرک رقم: ۳۲۰۵، وسکت عنہ المنذری.

مقدم ہے اور خواہ مخواہ کا اصرار ان کو ایذاء پہنچانا ہے جو بہت ہی مذموم عمل ہے۔

## ۲۴۹-قول، الفانی لا یرد

## (فناء ہونے کے بعد کوئی چیز واپس نہیں ہوتی)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث مکالمۃ ھرقل ابا سفیان (ولم ینکر علیہ) ومسالتک ھل یرتد احدمنھم عن دینہ بعد ان یدخل فیہ سخطۃ لہ فزعمت ان لا، وکذلک الایمان اذا خالط بشاشتہ القلوب. الحدیث (أخرجہ الشیخان[1])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کے ضمن میں جس میں ہرقل شاہ روم کی گفتگو ابوسفیان کے ساتھ منقول ہے (اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جانب سے ہرقل کے ان اقوال پر انکار نہیں کیا گیا جن سے ان اقوال کا صحیح ہونا ثابت ہوتا ہے) یہ مضمون بھی مروی ہے: ہرقل ابوسفیان سے کہتا ہے کہ میں نے تم سے یہ سوال کیا کہ آیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے بعد اس کے قبول کرنے کے کوئی مسلمان ان کے دین سے ناخوش ہوکر مرتد ہوتا ہے، تم نے جواب دیا کہ نہیں، اور ایمان کی یہی کیفیت ہوتی ہے جب اس کی تازگی قلوب میں رچ جاتی ہے۔

ف: اور یہی مضمون دوسرے عنوان سے مشہور ہے، الواصل لا یرجع "یعنی بعد وصول وفنا کے پھر راجع اور مردود نہیں ہوتا، اس حدیث سے اس کی صاف تائید ہوتی ہے، اور گو یہ ہرقل کا قول ہے مگر جب سلف نے اس پر انکار نہیں کیا تو اس قول کی صحت سلف کے تسلیم سے ثابت ہوئی اور جو سالکین بگڑ گئے ہیں وہ واقع میں مقصود تک پہنچے ہی نہ تھے گو ناظر میں واصل سمجھے جائیں۔

## ۲۵۰-حال، رویاء صادقہ (سچے خواب)

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت: اول مابدی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرویا الصالحۃ فی النوم، وکان لایریٰ رویا الا جاء ت مثل فلق الصبح وحبب الیہ الخلاء، فکان یخلو بغار حراء فیتحنث فیہ، وھو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الیٰ اھلہ، ویتزود لذٰلک ثم یرجع

---

[1] بخاری: بدء الوحی. رقم: ۷، مسلم: الجھاد، کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ھرقل ملک الشام یدعوہ الی الاسلام. رقم: ۷۴ (۱۷۷۳)

الی خدیجۃ فیتزود لمثلھا حتی جاء الحق، وھو فی غار حراء فجاء الملک، فقال: اقرأ، فقال: ما انا بقاریٔ قال: فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی، فقال: اقرأ، فقلت: ما انا بقاری، فاخذنی فغطنی الثالثۃ حتی بلغ منی الجھد، ثم ارسلنی فقال: ﴿اقرأ باسم ربک الذی خلق، خلق الانسان من علق، اقرأ وربک الاکرام الذی علم بالقلم، علم الانسان مالم یعلم﴾ فرجع بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرجف فؤادہ فدخل علٰی خدیجۃ، فقال: زملونی، زملونی. الحدیث. (أخرجہ البخاری[1])

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کی ابتداء اچھے خوابوں سے ہوئی اور جو خواب دیکھتے تھے مثل نور صبح کے اس کا ظہور ہو جاتا تھا اور خلوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہوگئی، پس غار حراء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلوت نشین ہوتے اور کئی کئی شب متصل اس میں عبادت کیا کرتے اور گھر واپس تشریف نہ لاتے اور اس کے لئے کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آ کر اتنی ہی مدت کے لئے اور سامان لے جاتے یہاں تک کہ وحی آ گئی اور آپ غار حراء ہی میں تھے، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (وحی کا) فرشتہ آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا پڑھئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھ کو پکڑ کر خوب دبایا، یہاں تک کہ میری حد طاقت تک نوبت پہنچ گئی، پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھئے! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، پھر مجھ کو دوسری بار دبایا یہاں تک کہ میری حد طاقت تک نوبت پہنچ گئی پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھئے! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، پھر مجھ کو پکڑا اور تیسری بار دبایا یہاں تک کہ میری حد طاقت تک نوبت پہنچ گئی پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا "اقرأ باسم ربک" سے لے کر "مالم یعلم" تک، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیتوں کو لے کر گھر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دھڑکتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھ کو لپیٹ دو، مجھ کو لپیٹ دو۔

ف: دلالت حدیث کی اس پر ظاہر ہے۔

[1] بخاری: بدء الوحی رقم: ۳.

## ف: عادت، خلوتو چلہ وسامان طعام داشتن در خلوت

(تنہائی، چلہ کشی اور خلوت میں کھانے کی چیزیں رکھنا)

ان معمولات کا حدیث میں صاف ذکر ہے۔

## ف: عادت، توجہ وتصرف

یہ فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے، ان کا پڑھنے کے لئے کہنا بایں معنی نہ تھا کہ جو پہلے سے یاد ہو وہ پڑھئے بلکہ یہ کہنا ایسا تھا جیسے استاد بچہ کے سامنے "ا، ب، ت" رکھ کر کہتا ہے کہ پڑھو، یعنی میں جو بتلاؤں گا وہ پڑھو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ میں پڑھا ہوا نہیں یا تو اس بناء پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہن مبارک اقرأ کے اس معنی کی طرف منتقل نہیں ہوا اور یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرائن سے مظنون ہوا ہو کہ کوئی ایسی چیز پڑھوائیں گے جس کے اخذ و ضبط کے لئے پہلے سے پڑھے لکھے ہونے کی ضرورت ہے، بہر حال اس کی ضرورت تھی کہ اس قراۃ مامور بہا کے اخذ اور تلقی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد کی تقویت و تکمیل کی جائے۔ اس غرض سے فرشتے نے کئی بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دبایا تا کہ قوت توجہ و ہمت سے آپ کے قلب میں تصرف کریں اس طرح اس حدیث سے اس عمل کا بھی اثبات ہوتا ہے۔

## ف: مسئلہ، تاثر جوارح از فیض غیبی

(فیوض غیبیہ سے اعضاء کا متاثر ہونا)

چوں کہ فیوض غیبیہ سے قلب متاثر ہوتا ہے اور جوارح تابع قلب کے ہیں اور اگر وارد قوی ہوتا ہے تو جوارح پر بھی اثر آتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات غیبت محض ہو جاتی ہے، اس حدیث میں آپ کا کپڑے میں لپٹنا اس لئے تھا کہ بدن پر اثر لرزہ کا تھا، پس اس سے اس کا اثبات ہوتا ہے۔

## ۲۵۱- حال، انکشاف صوت عالم غیب

(عالم غیب کی آواز کا منکشف ہونا)

عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نزل

علیه الوحی یسمع عند وجهه کدوی النحل. الحدیث (أخرجه الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے قریب ایک ایسی غیر مفہوم آواز سنائی دیتی جیسے شہد کی مکھی کی آواز ہوتی ہے۔

ف: بعض اوقات کسی شغل سے، بعض اوقات کسی بزرگ کے قرب کی برکت سے، بعض اوقات دوسرے اسباب سے عالم غیب کی آواز منکشف ہو جاتی ہے، حدیث میں ایسی ہی آواز کا ذکر ہے، لیکن شغل کی ہر آواز آوازِ غیبی نہیں اکثر اوقات خود شاغل ہی کے دماغ میں ہوا کا احتساب اور تموج ہو کر بھی آواز محسوس ہونے لگتی ہے۔

## ۲۵۲-مسئلہ، امکان تجسد روح کاملین در مکانے

### (بزرگوں کی روح کا کسی جگہ متجسم ہو کر نظر آنا ممکن ہے)

عن انس رضی الله تعالیٰ عنه فی حدیث الاسراء لقائه صلی الله علیه وسلم مع موسٰی علیه السلام فی آخرین من الانبیاء علیهم السلام مع ماروی عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اتیت لیلة اسری بی علٰی موسٰی علیه السلام قائما یصلی فی قبره عند الکثیب الاحمر. (أخرجه مسلم والنسائی[2])

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث جس میں شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات دوسرے انبیاء کے مجمع میں مذکور ہے، یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں میرا موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا کہ اپنی قبر میں جو سرخ ٹیلہ کے پاس ہے کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

ف: ان دونوں روایتوں کے مجموعہ سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام باوجود قبر میں تشریف رکھنے کے پھر بھی دوسرے انبیاء علیہم السلام کی معیت میں حضور صلی

---

[1] ترمذی: تفسیر القران، سورة المومنون. رقم: ۳۱۷۳.

[2] مسلم: الفضائل، فضائل موسٰی علیه السلام، رقم: ۱۶۴ (۲۳۷۵)، نسائی: قیام اللیل وتطوع النهار، ذکر صلاة نبی الله صلی الله علیه وسلم موسٰی علیه السلام. رقم: ۱۶۳۲.

اللہ علیہ وسلم سے قبر سے باہر ملے، کیونکہ یہ سب انبیاء ان کی قبر سے یقیناً باہر تھے اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی روح اگر کسی جگہ متجسم ہو کر نظر آئے ممکن ہے، مگر خوب یاد رکھو کہ نہ یہ دائم ہے اور نہ یہ اختیار میں ہے۔

## ۲۵۳- مسئلہ، عدم دوام کشف وخوارق

### (مکاشفات اور خوارقِ عادت امور دائمی نہیں ہوتے)

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: لما فتحت خيبر اهديت لرسول الله صلى الله عليه وسلم شاة فيها سم. الحديث (اخرجه البخاری[1])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک بکری (تلی ہوئی) ہدیۃً پیش کی گئی جس میں زہر تھا، آخر حدیث تک۔

ف: آخر حدیث میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ نوش بھی فرمالیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگیا تو دست کش ہوگئے لیکن آخر عمر میں اس زہر کا اثر ہوا، اس سے دوامر معلوم ہوئے ایک یہ کہ کشف دائم نہیں ہوتا، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اولاً مخفی نہ رہتا، دوسرے یہ کہ خوارق دائم نہیں ہوتے، ورنہ آپ پر اثر نہ ہوتا جب نبی کے کشف وخارق کا دوام ضروری نہیں تو دوسروں کا کیا ذکر ہے۔

## ۲۵۴- مسئلہ، حقیقت دست غیب

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً بتمرات، فقلت: يا رسول الله! ادع فيهن بالبركة فضمهن ثم دعا لی فيهن بالبركة، ثم قال: "خذهن فاجعلهن فی مزودک هذا كلما اردت ان تاخذ منه شيئا ادخل يدک فيه وخذه ولا تنشره نثرا" ففعلت، فلقد حملت منه كذا وكذا وسقاً فی سبيل الله فكنا ناكل منه ونطعم، وكان لايفارق حقوی حتی كان يوم قتل عثمان انقطع. زاد رزين: فسقط فحزنت عليه. (اخرجه الترمذی[2])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] بخاری: الجزية والموادعة، اذا غدر المشركون بالمسلمين هل يعفى عنهم؟ رقم: ۳۱۶۹.

[2] ترمذی: المناقب، مناقب ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه رقم: ۳۸۳۹ وقال: حسن غريب.

علیہ وسلم کے پاس ایک روز کچھ کھجوریں لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ان میں برکت کی دعا کردیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک جگہ جمع کرکے ان میں برکت کی دعا کردی، پھر فرمایا: ''ان کو لے لو، اور اپنے اس توشہ دان میں رکھ لو اور جب اس میں سے کچھ لینا ہو تو اس کے اندر ہاتھ ڈال کر لے لو اور اس کو جھاڑو نہیں''، (یعنی خالی مت کرو) چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا، سو میں نے اس میں سے اتنے اتنے وسق (ایک پیمانہ ہوتا ہے ساٹھ صاع کا) اللہ کی راہ میں دیئے اور ہمیشہ اس میں سے کھاتے اور کھلاتے رہے اور وہ میری کمر سے کبھی جدا نہ ہوتا تھا، یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا دن ہوا تو وہ ٹوٹ کر گر پڑا اور مجھ کو بڑا رنج ہوا۔

ف: علاوہ کسب متعارف کے آمدنی تین قسم کی ہوتی ہے، ایک بطور خرق عادت کے جیسا کہ حدیث میں ہے، دوسرے یہ کہ کوئی عمل پڑھا اور اس سے بدون اس کے کہ ظاہر میں کوئی دینے والا ہو، جیب یا تکیہ کے نیچے سے مثلاً روزانہ کچھ مل جایا کرے، تیسرے یہ کہ بندگان خدا اس کی کچھ خدمت کریں، تیسری قسم کو فتوحات کہتے ہیں، اور دوسری کو عوام الناس دست غیب کہتے ہیں اور یہ تحقیق کو پہنچ گیا ہے کہ ایسی رقم جن لاتے ہیں، خواہ دوسروں کے مال سے کہ چوری اور غصب ہے اور یا اپنے مال سے، سو وہ بھی اضطرار اور جبر ہے، اور دونوں حرام، پہلی قسم البتہ دست غیب، حلال ہے جو واقع میں نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت ہے۔

## ۲۵۵-عادت، غضب بر بعض مباحات خلاف وضع

### (کسی امر مباح پر اظہار ناراضگی کرنا)

**عن المسور بن مخرمة حين خطب علي رضي الله تعالىٰ عنه بنت ابي جهل قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول وهو على المنبر: "ان بني هشام بن المغيرة استاذنوني ان ينكحوا ابنتهم علي بن ابي طالب فلا آذن ثم لا آذن ثم لا آذن، الا ان يريد ابن ابي طالب ان يطلق ابنتي وينكح ابنتهم، فانما هي بضعة مني يريبني مايريبها ويوذيني ما آذاها". (أخرجه الخمسة الا النسائي[1])**

---

[1] بخاري: النكاح، ذب الرجل عن ابنته في الغيرة والانصاف رقم: ۵۲۳۰، مسلم: فضائل الصحابة، فضائل فاطمة رضي الله عنها رقم: ۹۳(۲۴۴۹) أبوداؤد: النكاح، مايكره ان يجمع بينهن من النساء. رقم: ۲۰۷۱، ترمذي: المناقب، فضل فاطمة بنت محمد رضي الله تعالىٰ عنها رقم: ۳۸۶۷، وقال: حسن صحيح، قلنا: وأخرجه ابن ماجة النكاح، باب الغيرة. (رقم: ۱۹۹۸)

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس واقعہ کے متعلق کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دختر ابوجہل کے نکاح کا پیغام دیا تھا، روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے سنا کہ: "بنی ہشام بن مغیرہ مجھ سے اس کی اجازت لینا چاہتے تھے کہ اپنی دختر کا علی بن ابی طالب سے نکاح کردیں، سو میں کبھی اجازت نہ دوں گا، اور پھر دوبارہ اور سہ بارہ کہتا ہوں کہ اجازت نہیں دوں گا، ہاں اگر ابن ابی طالب کو یہ منظور ہو کہ میری دختر کو طلاق دے دیں اور ان کی دختر سے نکاح کرلیں تو ایسا کرلیں، فاطمہ میری لخت جگر ہے جس بات سے اس کو بے چینی ہوگی مجھ کو بھی ہوگی اور جس بات سے اس کو اذیت ہوگی مجھ کو بھی ہوگی۔"

ف: یہ نکاح مباح اور حلال تھا، چنانچہ قواعد شرعیہ سے بھی ظاہر ہے اور خود بعض روایات میں آپ کا صریح ارشاد بھی اس کے متعلق آیا ہے مگر باوجود اس کے بمصالح مذکورہ حدیث آپ کو یہ نکاح ناگوار ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ اگر خصوصیت کی جگہ اسی قسم کے مصالح سے کسی امر مباح سے اظہار ناخوشی کے ساتھ اپنے مخصوصین کو روکا جائے، تو یہ تحریم حلال نہیں، بزرگوں سے بھی ایسے واقعات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

## ۲۵۶- اصلاح، تاثیر فساد نیت در مذبوح

### (نیت کا فساد مذبوح میں مؤثر ہوتا ہے)

عن ثابت بن الضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رجل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی نذرت ان اذبح بمکان کذا وکذا مکان یذبح فیہ اھل الجاھلیۃ فقال: "ھل کان بذلک المکان وثن من اوثان الجاھلیۃ یعبد"؟ قال: لاقال "فھل کان فیہ عید من اعیادھم"؟ قال: لا، قال: "اوف بنذرک". (اخرجہ أبو داؤد[1])

ترجمہ: حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے نذر کی تھی کہ فلاں جگہ میں ذبح کروں گا وہ ایسی جگہ تھی جہاں اہل جاہلیت ذبح کیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا: "اس جگہ میں کوئی بت وغیرہ تھا جاہلیت کے بتوں میں جس کی عبادت ہوا کرتی تھی"؟ اس شخص نے عرض کیا کہ

---

[1] ابو داؤد: الأیمان والنذور، مایؤمر بہ من وفاء النذر رقم: ۳۳۱۳ وسکت عنہ المنذری.

نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”کیا اس میں کوئی میلہ وغیرہ ہوتا تھا ان لوگوں کے میلوں میں سے“؟ اس شخص نے عرض کیا کہ نہیں، آپ نے فرمایا کہ: ”اپنی نذر پوری کرلو“۔

ف: یہ یقینی بات ہے کہ یہ شخص ذبح اللہ ہی کے نام پر کرتے، کیوں کہ مسلمان تھے، مگر باوجود اس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مکان کی خصوصیات کی تفتیش فرمائی تا کہ اس سے ناذر کی نیت کا اندازہ ہو، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرے مگر نیت میں فساد ہو تو یہ فسادِ نیت مذبوح میں مؤثر ہوتا ہے، اس سے بزرگوں کے نام کے جانوروں کا حکم معلوم کرنا چاہئے، جس میں جہال درویشوں کو اور ان کے ہم رنگ لوگوں کو غلطی واقع ہو رہی ہے۔

## ۲۵۷- عادت، چلہ

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :
”من اخلص لِلّٰہِ اربعین صباحاً ظهرت ینابیع الحکمة من قلبه علیٰ لسانه“.
(اخرجه رزین[1])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص چالیس روز تک اللہ کے لئے خلوص (کے ساتھ عبادت) اختیار کرے، علم کے چشمے اس کے قلب سے (جوش زن ہوکر) اس کی زبان سے ظاہر ہوتے ہیں۔“

ف: اکثر بزرگوں سے چلہ نشینی کا اہتمام منقول ہے، یہ حدیث اس کی اصل ہے۔

## ف: مسئلہ، اثبات علم اسرار

بزرگوں کے کلام میں منصوص ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض خاص بندوں کو بعض علوم وہ عطا ہوتے ہیں جو نہ منقول ہیں نہ مکتسب ہیں کبھی اس کو علم وہبی سے تعبیر کرتے ہیں کبھی علم اسرار کہتے ہیں اور خود ان سے اس قسم کے دقائق وحقائق بھی ہیں جو ان سے پہلے کسی کی زبان سے نہیں نکلے، یہ حدیث ایسے علوم کی تحقیق اور اعتبار کی اصل ہے۔

---

[1] مسند الشهاب ۱/۲۸۵ ورواه أبو نعیم فی الحلیة من جهة مکحول عن أیوب مرفوعا. وسنده ضعیف وهو عند أحمد فی الزهد مرسل بدون أیوب وله شاهد عن أنس رضی الله تعالیٰ عنه . (المقاصد الحسنة) ۳۹۵.

## ۲۵۸-عادت، تکلم بکلام موہم بمصلحت یا بعذر

(مصلحتاً یا غلبہ عذر سے ایسے الفاظ بولنا جو بظاہر شرع سے متجاوز ہوں)

عن الاسود قال: کنا فی حلقة عبدالله رضی الله تعالیٰ عنه فجاء حذیفة رضی الله تعالیٰ عنه حتی قام علینا فسلم، ثم قال: لقد انزل النفاق علی قوم خیر منکم، فقلنا: سبحان الله! ان الله عزوجل یقول: ﴿ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار﴾ فتبسم عبدالله وجلس حذیفة رضی الله تعالیٰ عنه فی ناحیة المسجد، فلما قام عبدالله وتفرق أصحابه رمانی بالحصباء، فاتیته فقال: عجبت من ضحکه وقد عرف ماقلت، لقد انزل النفاق علی قوم خیر منکم ثم تابوا، فتاب الله علیهم. (اخرجه البخاری[1])

ترجمہ: حضرت اسود سے روایت ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ میں حاضر تھے اتنے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے یہاں تک کہ ہمارے پاس آکر کھڑے ہوئے اور سلام کیا، پھر فرمایا کہ ایسے لوگوں پر نفاق نازل ہو چکا ہے جو تم سے بھی اچھے تھے، ہم نے (تعجب سے) کہا سبحان اللہ! حق تعالیٰ تو یوں فرماتے ہیں کہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہیں (پھر وہ مسلمانوں سے اچھے کیسے ہو سکتے ہیں) اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسم فرمایا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کی ایک جانب میں بیٹھ گئے، جب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور ان کے اصحاب منتشر ہو گئے اس وقت حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنکری پھینک کر مجھ کو بلایا، میں ان کے پاس آیا فرمانے لگے کہ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہنسنے سے تعجب کرتا ہوں حالانکہ میرے مقولہ کو وہ سمجھ گئے تھے (تو ان کو تصریحاً تصدیق کرنا چاہئے تھا اور ہنسنے سے ناظرین کو دوسرا احتمال بھی ہو سکتا ہے، کہ شاید تکذیب وتجہیل کا ہنسنا ہو پھر اس مقولہ کا خود مطلب بیان کیا کہ) واقعی نفاق (اول اول) ایسے لوگوں پر نازل ہوا تھا جو تم سے بھی اچھے تھے (مگر) پھر انہوں نے توبہ کی پھر ان پر اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائی۔

(مطلب یہ کہ جن منافقین نے نفاق سے توبہ کی وہ صحابی ہو گئے اور ظاہر ہے کہ صحابہ رضی

---

[1] بخاری: التفسیر، باب. "ان المنافقین فی الدرک الأسفل من النار" رقم: ۴۶۰۲

اللہ تعالیٰ عنہم تابعینؒ سے افضل ہیں اور اس حلقہ میں تابعین زیادہ تھے، پس ایسے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر یہ مضمون صادق آتا ہے کہ تم سے اچھے تھے اور ان پر نفاق نازل ہوا تھا، گو دونوں حالتوں کا زمانہ ایک نہ تھا سامعین نے ظاہر کلام سے ان دونوں حالتوں کا زمانہ ایک سمجھ کر تعجب کیا۔

ف: بعض بزرگوں سے بعض ایسے کلام منقول ہیں جو ظاہراً شرع سے متجاوز معلوم ہوتے ہیں، جن کا منشاء یا قصدا خفاء ہے نااہل سے یا غلبہ عذر ہے۔ کما قیل فی الأول:

بامدعی مگوئید اسرار عشق ومستی بگذار تا بمیرد در رنج خود پرستی

وقیل فی الثانی:

گفتگوے عاشقاں در کار رب جوشش عشق است نے ترک ادب

حدیث سے اس عادت کی جب کہ منشاء اس کا صحیح ہو اصل معلوم ہوتی ہے کہ ان صحابی کا مقولہ بظاہر ایسا ہی تھا مگر واقع میں صحیح تھا اور غالباً داعی کا اس مقام پر امتحان ہوگا اور غالباً مقصود یہ تھا کہ قلب حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں تو خود بینی اور بد بینی سے بچنا چاہئے۔

## ۲۵۹- توجیہ، خود را بد دین وغیرہ گفتن

### (اپنے کو بد دین وغیرہ کہنا)

عن ابی ملیکۃ قال: ادرکت ثلثین من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شھد بدراً، کلھم یخاف النفاق علی نفسہ ولا یامن المکر علی دینہ. الحدیث (أخرجہ البخاری[1])

ترجمہ: حضرت ابو ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تیس صحابیوں کو دیکھا جو بدر میں شریک ہوئے تھے (جن کی بڑی فضیلت آئی ہے) سب کے سب اپنے متعلق منافق ہونے کا اندیشہ رکھتے تھے، اور اپنے دین کے متغیر ہونے سے بے اندیشہ نہ تھے۔

ف: بزرگوں کے کلام میں کثرت سے اس قسم کے کلمات پائے جاتے ہیں سبب اس کا غلبہ خوف ہے، حدیث سے صحابہؓ کا بھی یہی مذاق ثابت ہوتا ہے اور اگر یخاف باعتبار مآل کے ہے تب تو نفاق اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اور اگر باعتبار حال کے ہے تو نفاق سے

---

[1] بخاری: (تعلیقا) الایمان، خوف المؤمن من أن یحبط عملہ وھو لایشعر.

مراد بعض آثار نفاق ہیں، جو من وجہ نفاق کا ایک درجہ ہے۔

## ۲۶۰-عادت، مراقبہ

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کنت ردیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: "یاغلام احفظ اللہ تجدہ تجاھک" وفی ھذا الحدیث: "فان استطعت ان تعمل للہ تعالیٰ بالرضاء فی الیقین فافعل، فان لم تستطع فان فی الصبر علیٰ ماتکرہ خیراً کثیراً". (اخرجہ رزین بھٰذا اللفظ[1])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مرکب پر سوار تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "اے لڑکے اللہ تعالیٰ کا خیال رکھا کرو، اس کو اپنے سامنے پاؤ گے"، اور اسی حدیث میں ہے کہ: "اگر تم سے ہو سکے تو اللہ تعالیٰ کے لئے رضاء کے ساتھ جو یقین سے مقرون ہو عمل کرو تو ایسا ضرور کرو اور اگر یہ نہ کر سکو تو پھر ناگوار امور پر صبر کرنے میں بھی خیر کثیر ہے۔"

ف: "احفظ اللہ" کا جو مطلب ہے وہی حاصل ہے مراقبہ کا، جو اہل طریق کے عاداتِ لازمہ سے ہے، رہ گئی اس کی خاص ہیئت تو محض اس کے راسخ ہونے کے لئے ہے، مقصود بالذات نہیں، اس لئے اس ہیئت کے منصوص ہونے کی ضرورت نہیں۔

## ف: حال، قرب و معیت

مراقبہ پر جو ثمرہ مرتب ہوتا ہے وہ قرب و معیت ہے "تجدہ تجاھک" جو "احفظ" پر مرتب ہے عبارت اسی سے ہے۔

## ف: مسئلہ، تفضیل عارف بر عابد

(عارف کو عابد پر ترجیح دینا)

رضاء و یقین کو جو اعمال اہل باطن سے ہیں صبر علیٰ ماتکرہ پر کہ اعمال عابدین سے ہے ترجیح دینا دلیل صریح ہے تفضیل اہل باطن کی صاحبِ اعمال ظاہر پر۔

---

[1] کتاب الزھد: لھناد ابن السری ۱/۳۰۴.

# ۲۶۱- علامتِ مقبولیت

عن زید الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قلت: یا رسول اللہ! تخبرنی ماعلامۃ اللہ فیمن یریدہ وما علامتہ فی من لایریدہ فقال: "کیف اصبحت یا زید"؟ قلت: احب الخیر واھلہ وان قدرت علیہ بادرت الیہ، وان فاتنی حزنت علیہ وحننت الیہ فقال: صلی اللہ علیہ وسلم : "فتلک علامۃ اللہ تعالٰی فیمن یریدہ ولو ارادک لغیرھا لھیاک لھا". (أخرجہ الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت زید خیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھ کو بتلائیے کہ مقبول الٰہی اور غیر مقبول الٰہی کی کیا علامت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "یہ بتلاؤ کہ تم نے صبح کس حالت میں کی ہے"؟ میں نے عرض کیا کہ خیر اور اہل خیر سے محبت رکھتا ہوں اور اگر اس پر قدرت پالیتا ہوں تو اس کے کرنے کو دوڑتا ہوں اور اگر وہ خیر میرے ہاتھ سے رہ جاتی ہے، تو میں اس پر مغموم ہوتا ہوں اور اس کا مشتاق رہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "بس یہی علامت ہے مقبول کی اور اگر اس کے خلاف کے لئے تمہاری نسبت ارادہ ہوتا تو تم کو اسی کے لئے تیار کر دیتے" (یعنی ویسا ہی سامان ہو جاتا)

ف: حدیث میں منصوص ہے۔

# ۲۶۲- علاج، دفع وسوسہ

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قیل: یا رسول اللہ! ان احدنا یجد فی نفسہ ویعرض بشیء لان یکون خممۃ احب الیہ من ان یتکلم بہ فقال: "اللہ اکبر، الحمدللہ الذی رد کیدہ الی الوسوسۃ". (اخرجہ أبوداؤد[2])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم میں) عرض کیا گیا ہے کہ یا رسول اللہ! بعضا بعضا ہم میں اپنے دل میں ایسے خیالات پاتا ہے ایسی چیزیں پیش آتی ہیں کہ جل کر کوئلہ ہو جانا زیادہ محبوب معلوم ہوتا ہے، اس سے کہ اس کو

---

[1] قلت: ھکذا فی کتابنا وفی تیسیر الأصول کذلک لکن جاء فی جامع الأصول: أخرجہ رزین وھو صحیح: لأننا لم نتمکن من الوصول الیہ فی جامع الترمذی، ووجدناہ فی "الاصابۃ" فی ترجمۃ" زید الخیر" ۱/۲/۵۷ ذکرہ الحافظ بعد ماعزاہ الی کتاب ابن شاھین.

[2] ابوداؤد: الأدب، رد الوسوسۃ. رقم: ۵۱۱۲، وسکت عنہ المنذری.

زبان پر لاوے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خوش ہوکر) فرمایا: ''اللہ اکبر، اللہ کا شکر ہے، جس نے شیطان کے فریب اور کوشش کو وسوسہ ہی تک رکھا'' (آگے نہیں بڑھنے دیا)

ف: اس حدیث میں جو علاج وسوسہ کا مذکور ہے، محققین اسی کے موافق تعلیم دیتے ہیں حاصل اس کا یہ ہے کہ وسوسہ پر محزون نہ ہو بلکہ خوش ہو کہ جو بلائیں وسوسہ سے اعظم ہیں ان سے حق تعالیٰ نے بچالیا، اور اس خوش ہونے سے ایک نفع یہ بھی ہے کہ شیطان مؤمن کی خوشی سے ناخوش ہوتا ہے، پس جب وہ دیکھے گا کہ یہ وساوس سے خوش ہوتا ہے وہ وسوسہ ڈالنا چھوڑ دے گا اور ان بڑی بلاؤں سے بچنے میں بعض اوقات خود اس وسوسہ کو بھی دخل ہوتا ہے، کیوں کہ جب نفس اس طرف اضطراراً متوجہ ہوا تو بعض اوقات دوسرے معاصی عظیمہ ظاہرہ یا باطنہ میں مشغول ہونے کی مہلت نہیں پاتا اور بچا رہتا ہے اسی واسطے فرمایا گیا ہے:

ایں بلا دفع بلا ہائے بزرگ

اور اضطراراً اس لئے کہا کہ اختیاراً اس کی طرف توجہ نہ چاہئے کہ اس سے اذیت ہوتی ہے گو معصیت نہیں ہوتی، شیخین کی ایک حدیث میں اس کا صریح امر آیا ہے لینتہ اور اس حدیث میں بھی اس پر مسرور ہونے میں اشارہ اس طرف ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ جب سرور میں مشغول ہو گیا تو توجہ الی الوسوسہ قصداً مرتفع ہو گئی۔

## ۲۶۳-اصلاح، دعویٰ باطل کشف

عن واثلة بن الاسقع رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : "ان من اعظم الفریٰ ان یدعی الرجل الیٰ غیر ابیه او یری عینیه مالم تر، او یقول علیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم شیئا لم یقل". (اخرجه البخاری[1])

ترجمہ: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''بہت بڑی افتراء کی چیزیں یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے کو منسوب کرے (یعنی اولاد میں کسی کی ہو اور بتلاوے دوسرے کی اولاد میں جیسے بعض کی عادت ہوتی ہے، کہ ہوئے شیخ بتلا دیا سید ونحو ذلک) یا اپنی آنکھ کی طرف ایسی چیز کے دیکھنے کے نسبت کرے جو اس نے نہیں دیکھی (اس میں جھوٹا خواب اور جھوٹا دعویٰ کشف کا سب

[1] بخاری: المناقب- باب (بلاترجمة) رقم: ۳۵۰۹.

آ گیا) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسے قول کو منسوب کرے جو آپ نے نہیں فرمایا۔"

ف: حدیث کی تقریر سے اس کا گناہ ہونا ظاہر ہے، بہت سے مدعی اس میں مبتلا ہیں۔

## ف: اصلاح، بے احتیاطی در نقل حدیث

### (حدیث کو نقل کرنے میں بے احتیاطی)

اگر حسنِ ظن کے غلبہ سے شبہ ہی نہ ہو کہ راوی حدیث غلط نقل کر رہا ہے تب تو معذوری ہے، بعضے بزرگوں کو یہی بات پیش آئی ہے جو ان کے ملفوظات و مکتوبات میں بعض بے اصل حدیثیں داخل ہو گئیں اور اگر باوجود علماء کے متنبہ کرنے کے برابر ان کے نقل پر اصرار ہے جیسا کہ اکثر اہل جہل کا شیوہ ہے تو کوئی وجہ معذوری کی نہیں۔

## ۲۶۴- عادت بعض، ترک نکاح و گوشہ نشینی

عن عيسىٰ بن واقد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "اذا كانت سنة ثمانين ومائة فقد احللت الغربة والترهب في رؤس الجبال". (أخرجه رزين[1])

ترجمہ: حضرت عیسیٰ بن واقد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "جب ۱۸۰ ایک سو اسی آئے، اس وقت میں اپنی امت کو ترک نکاح یا جلا وطنی اور ترک تعلقات کر کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا رہنے کی اجازت دیتا ہوں۔"

ف: بعض بزرگوں نے اس کو بمصلحت، فتن داخلہ و خارجہ سے بچنے کے لئے اس کو اختیار کیا ہے، حدیث میں ایسی حالت میں اس کا ماذون فیہ ہونا مصرح ہے اور سنہ کی قید اشارہ اسی مصلحت کی طرف ہے کیوں کہ یہ زمانہ تھا کثرت فتن کا۔

## ۲۶۵- مسئلہ، عدم منافات در اسباب و توکل

### (اسباب اور توکل میں کوئی منافات نہیں)

عن انس رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رجل لرسول الله صلى الله عليه وسلم :

---

[1] ذكره على الكناني في كتابه: "تنزيه الشريعة المرفوعة" وقال: أخرجه الغسولي في جزئه. وهو من مرسل الحسن وعلى ارساله في سنده ضعفاء (۲/۳۴۶)

اعقلها واتوكل او اطلقها واتوكل قال: "اعقلها وتوكل". (اخرجه الترمذي[1])

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ میں اپنی اونٹنی کو باندھ کر توکل کروں یا اس کو کھلا رکھوں اور توکل کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "باندھ کر توکل کرو"۔

ف: مطلق توکل کے لئے ترک تدبیر ضروری نہیں حدیث اس میں صریح ہے بلکہ بعض تدبیر کا تو سب کو ترک ناجائز ہے اور بعض کا ضعیف کے لئے ناجائز ہے، حدیث کی دونوں طرح توجیہ ہوسکتی ہے تفصیل اس کی کلید مثنوی میں ہے۔

## ۲۶۶- عادت، تنبیہ مریداں بر بعض زلات غائب از نظر

(کشف وغیرہ کے ذریعہ معلوم ہونے والی مرید کی لغزشوں پر تنبیہ کرنا)

عن ابن ابی کثیر قال: قال ابو سهم رضی الله تعالیٰ عنه مرت بی امرأة فاخذت کشحها ثم اطلقتها، فاصبح رسول الله صلی الله علیه وسلم یبایع الناس، فاتیته فقال: "الست بصاحب الجذبة بالأمس"؟ قلت: بلیٰ، وانی لااعود یا رسول الله فبایعنی. (أخرجه رزین[2])

ترجمہ: ابن ابی کثیر سے روایت ہے کہ حضرت ابو سہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرے سامنے سے ایک عورت گزری، میں نے (غلبۂ شہوت سے) اس کی کمر پکڑ لی، پھر اس کو (خوف خدا سے) چھوڑ دیا، اتفاق سے (اگلے دن) صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سبب سے لوگوں کو بیعت فرمانے لگے، میں بھی (اسی غرض کے لئے) حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم وہی نہیں جس نے کل کے روز اس کو کھینچا تھا" میں نے عرض کیا کہ بے شک، اور میں اب ایسا نہ کروں گا یا رسول اللہ! پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو بیعت فرمالیا۔

ف: بعضے بزرگوں کی عادت ہے کہ کشف سے یا خبر صادق سے کوئی بات بے جا مرید

---

[1] ترمذی: صفة القيامة، (باب حديث اعقلها وتوكل) رقم: ۲۵۱۷، قال عمرو بن علی قال يحيى: وهذا عندی حديث منكر، وقال أبو عيسى: وهذا حديث غريب من حديث أنس لانعرفه الا من هذا الوجه. [2] الاستيعاب فی ترجمة أبی شهم، وأخرج حديثه النسائی والبغوی، واسناده قوی قاله الحافظ ابن حجر فی الاصابة ۱۰۳/۴.

کی معلوم ہوتی ہے تو مصلحت زجر کے لئے اس کو تنبیہ فرمادیتے ہیں اور اگر مجمع میں متنبہ کرتے ہیں تو مبہم طور پر کہ دوسروں کے روبرو رسوائی نہ ہو، حدیث اس سب مجموعہ پر دال ہے، البتہ کشف دوسرے پر حجت نہیں اس پر بنا کسی سزا کی یا سوءِظن کی اجازت نہیں اور بعض اوقات باوجود علم کے متنبہ نہیں کرتے، اس میں بھی مصلحت ہوتی ہے مثلاً اس سے اندیشہ ہوتا ہے زیادت جرأت کا۔ ونحوذ لک۔

## ۲۶۷۔متفرقات، اصل طریق تصوف

عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه فی حدیث سوال جبریل علیه السلام عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: جبریل: فاخبرنی عن الاحسان قال: "ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ، فان لم تکن تراہ فانه یراک". الحدیث (رواہ مسلم[1])

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث میں جس میں جبریل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوالات کئے ہیں یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ بتلائیے کہ احسان کیا چیز ہے (اس کے معنی لغوی ہیں: حسن کردن، یعنی عبادت کا اچھی طرح بجالانا یعنی اس طرح کہ وہ ریاء وغفلت سے منزہ ہو، حاصل اس کا اخلاص اور حضور ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہو (یعنی اگر خدا تعالیٰ نظر آئے تو جس طرح کی عبادت اس وقت کرتے ایسی کرو اور لامحالہ ایسے وقت میں عبادت اخلاص وحضور کے ساتھ ضرور ہوگی، پس اسی طرح کی عبادت کرنا چاہئے اور گو تم اس کو دیکھتے نہیں ہو مگر ایسی طرح کی عبادت کا داعی پھر بھی موجود ہے) اس لئے کہ اگر تم اس کو دیکھتے نہیں تو وہ تم کو دیکھتا ہے" (اور یہ بھی داعی کافی ہے)

ف: یہ سوال بعد دریافت حقیقت ایمان واسلام کے تھا، اس سے صاف معلوم ہوا کہ عقائد واعمال ظاہرہ سے زائد کوئی اور امر بھی قابل تحصیل ہے جس کو احسان کہا گیا ہے اور جو حقیقت اس کی بیان فرمائی گئی ہے، یہی خلاصہ ہے اس طریق کا، پس حدیث مثبت ہے اس طریق کے صحت کی۔

[1] مسلم: الایمان، بیان الایمان، والاسلام، والاحسان رقم: ۱ (۸)

# ۲۶۸-متفرقات، بیعت طریقت

عن عبادة بن الصامت رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم وحوله عصابة من اصحابه. "بایعونی علیٰ ان لاتشرکوا بالله ولا تسرقوا". الحدیث (متفق علیه[1])

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرداگرد آپ کے صحابہ کی ایک جماعت تھی اس وقت آپ نے فرمایا کہ: ''تم لوگ مجھ سے اس بات پر بیعت کرلو کہ تم شرک نہ کروگے اور چوری نہ کروگے''۔ آخر حدیث تک۔

ف: حدیث میں تصریح ہے کہ جن لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کا ارادہ فرمایا وہ صحابہ تھے، اس سے ثابت ہوا کہ علاوہ بیعت اسلام و جہاد کے ترک معاصی والتزام طاعات کے لئے بھی بیعت ہوتی تھی، یہی بیعت اسلام بیعت طریقت ہے جو صوفیاء میں معمول ہے، پس اس کا انکار ناواقفی ہے۔

# ۲۶۹-قول، تسمیہ جہاد نفس بہ جہاد اکبر

## (نفس سے جہاد کو جہادِ اکبر کہنا)

عن فضالة الکامل رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : "المجاهد من جاهد لنفسه فی طاعة الله". الحدیث (رواه البیهقی فی شعب الایمان[2])

ترجمہ: حضرت فضالہ کامل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔''

ف: مجاہدۂ نفس کو بزرگوں کے ملفوظات میں جہادِ اکبر کہا گیا ہے، اس حدیث سے اس کا اثبات ہوتا ہے، کیوں کہ اس قسم کی ترکیب: المجاهد الخ جس سے ظاہراً حصر جنس مستفاد ہوتا

---

[1] بخاری: الایمان، باب (بلاترجمة) رقم: ۱۸، مسلم: الحدود، الحدود کفارات لأهلها. رقم: ۴۱ (۱۷۰۹) ترمذی: الحدود، الحدود کفارة لأهلها. رقم: ۱۴۳۹ وقال: حسن صحیح، نسائی: البیعة، من وفی بما بیع علیه. رقم: ۴۲۱۵. [2] رواه البیهقی فی شعب الایمان: باب فی ان یحب المسلم لأخیه مایحب لنفسه ۴۹۹/۷. رقم: ۱۱۱۲۳.

ہے حصر کمال کے لئے مستعمل ہے، کما لا یخفی علی اہل العلم، پس معنی یہ ہوئے کہ مجاہد کامل مجاہد نفس ہے، تو ظاہر بات ہوئی کہ جہاد کامل جہادِ نفس ہے اور کامل اور اکبر کے ایک ہی معنی ہیں۔

## ۲۷۰- مسئلہ، عدم منافات وسوسہ وکمال را

## (وسوسہ اور کمال میں منافات نہیں)

عن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: ان رجالا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین توفی حزنوا علیہ حتی کاد بعضھم یوسوس، قال عثمان: وکنت منھم فبینما انا جالس مر علی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسلم فلم اشعر بہ، فاشتکیٰ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیٰ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ثم اقبلا حتی سلما علیٰ جمیعاً وقال ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ماحملک ان لاترد علیٰ اخیک عمرؓ سلامہ؟ قلت: مافعلت، فقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: بلیٰ واللہ لقد فعلت، قال: قلت: واللہ ماشعرت انک مررت ولاسلمت، قال ابوبکر: صدق عثمان، قد شغلک عن ذلک امر، فقلت: اجل، قال: ماھو؟ قلت: توفی اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان نسألہ عن نجاۃ ھٰذا الامر. الحدیث (رواہ احمدؒ)

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بہت سے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے زمانہ میں بہت ہی مغموم ہوئے یہاں تک کہ بعضوں کو کچھ وسوسے ہونے لگے، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان ہی میں سے تھا، پس میں ایک بار بیٹھا ہوا تھا، اس اثناء میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میرے پاس کو گزر ہوا اور سلام کیا مگر مجھ کو (اصلاً) خبر نہ ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی شکایت کی، پھر دونوں حضرات تشریف لائے یہاں تک کہ دونوں نے سلام کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (مجھ سے) فرمایا کہ کیا باعث ہے تم نے اپنے بھائی عمر کے سلام کا جواب نہیں دیا؟ میں نے کہا کہ نہیں میں نے ایسا نہیں کیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیوں نہیں، واللہ آپ نے ایسا کیا، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ واللہ مجھ کو نہ آپ کے گزرنے کی خبر ہوئی اور نہ سلام کی خبر ہوئی، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

---

[1] مسند احمد ۱/۶۔ رجالہ ثقات.

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچ کہتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کسی بڑے امر نے اس سے غافل کر رکھا، میں نے کہا ہاں یہی بات ہے، فرمانے لگے وہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ وہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے اٹھالیا اور ہم یہ پوچھنے نہ پائے کہ اس دین (اسلام) میں اصل مدارِ نجات کیا چیز ہے؟ (یعنی شرائع تو بہت سے ہیں مگر اصل الاصول کیا ہے، اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تسلی کر دی کہ میں نے پوچھ لیا، وہ توحید و رسالت کا اعتقاد ہے)

ف: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کامل ہونے میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے، پھر بھی ان کو وسوسہ ہوا، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وسوسہ منافی کمال نہیں، نہ مضر باطن ہے۔

## ف: حال، غیبت

دین کی بات کا خیال ایک وارد ہے اور اس کی قوت نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے خبر کر دیا، یہی غیبت و محو ہے، پس حدیث سے اس کا بھی اثبات ہوتا ہے۔

## ۱۷۲- علاج، دفع وسوسہ

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "یاتی الشیطان احدکم فیقول ، من خلق کذا من خلق کذا حتی یقول من خلق ربک فاذا بلغہ فلیستعذ باللہ ولینتہ". (متفق علیہ[1])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "شیطان بعض کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلانی چیز کو کس نے پیدا کیا؟ فلانی چیز کو کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ کہتا ہے کہ (یعنی نعوذ باللہ) تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ سو جب اس کی نوبت پہنچے تو اللہ کی پناہ مانگے (اعوذ باللہ پڑھ لے) اور سوچنے سے باز رہے۔"

ف: حدیث دوصد و شصت و دوم میں اس کی تقریر گزر چکی ہے، اور اس حدیث میں ایک علاج زیادہ ہے کہ اعوذ باللہ کا بھی حکم ہے، خود اس کلمہ میں بھی برکت ہے، اور اس میں ایک راز

[1] بخاری: بدء الخلق، صفۃ ابلیس وجنودہ. رقم: ۳۲۷۶، مسلم: الایمان، بیان الوسوسۃ فی الایمان. ومایقولہ من وجدھا رقم: ۲۱۴ (۱۳۴) أبوداؤد: السنۃ، باب فی الجھمیۃ. رقم: ۴۷۲۲.

بھی ہے وہ یہ کہ جب حق تعالیٰ کی طرف استعاذہ کے ساتھ متوجہ ہوگا تو یہ توجہ دافع ہو جائے گی توجہ الی الوسوسہ کی، کیوں کہ نفس ایک آن میں دوطرف متوجہ نہیں ہوتا، پس اس علاج کا حاصل یہ ہوا کہ ذکر اللہ میں مشغول ہو جائے تو قصداً اور استقلالاً دفع وسوسہ کی ضرورت نہ ہوگی۔

## ۲۷۲-علاج، دفع وسوسہ

عن القاسم بن محمد ان رجلاً ساله فقال: انی اهم فی صلاتی فیکثر ذٰلک علی فقال له: امض فی صلوٰتک فانه لن یذهب ذٰلک عنک حتی تنصرف وانت تقول ما اتممت صلوٰتی. (رواہ مالک[1])

ترجمہ: قاسم بن محمد سے ایک شخص نے پوچھا کہ مجھ کو نماز میں وہم اور شبہ بہت ہو جاتا ہے، انہوں نے فرمایا کہ (کچھ پرواہ نہیں) اپنی نماز (اسی حالت سے) ختم کرلیا کرو کیوں کہ یہ (کوشش کرنے سے) ہرگز دفع نہ ہوگا، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاؤ گے اور یوں ہی کہتے رہو گے کہ میں نے نماز پوری نہیں پڑھی (ضرور کچھ رہ گیا ہے اس لئے پھر پڑھو گے، مگر پھر بھی فارغ ہو کر یہی وسوسہ رہے گا تو کہاں تک اعادہ کرو گے اس لئے بہتر یہی ہے کہ کچھ پرواہ نہ کرو)

ف: اس روایت میں یہ اور علاج ہے کہ اس کی پرواہ نہ کی جائے اور اس پر عمل اور اس کی طرف التفات نہ کرے، یہ علاج تجربہ سے اکسیر اعظم ثابت ہوا ہے اور حاشیہ میں لمعات ومرقات سے فانه لن یذهب الخ کی اور طرح کی تقریر ہے، یعنی یہ وسوسہ اس وقت تک دفع نہ ہوگا، جب تک کہ تم ایسا نہ کرو گے کہ نماز ختم کرلو، اور (شیطان) سے یوں کہہ دو کہ مانا ہم نے نماز پوری نہیں پڑھی، نہ سہی، اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے وہ اسی کو قبول کرلے گا یا معاف کردے گا ہم آپ کی خیر خواہی سے باز آئے، ہم جانیں ہمارا خدا جانے۔

## ۲۷۳-مسئلہ، عدم اضرار خیالات بلاقصد در صلوٰۃ

(نماز میں بلا ارادہ خیالات کا آنا مضر نہیں ہے)

عن عثمان رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "من توضأ وضوئی هٰذا ثم یصلی رکعتین لایحدث نفسه فیهما بشیء غفرله

[1] موطا: العمل فی السهو. ص ۳۵ (مطبوعة: مکتبه تهانوی)

ماتقدم من ذنبه". (متفق عليه ولفظه للبخاري)[1]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (وضو کر کے) ارشاد فرمایا کہ: "جو شخص میرا سا وضو کرے پھر دو رکعت اس طرح پڑھے کہ ان میں اپنے دل سے کسی قسم کی باتیں نہ کرے تو اس کے سب ذنوب سابقہ (جو صغائر میں سے ہوں) معاف ہو جاتے ہیں۔"

ف: اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نماز میں مطلقاً خیال کا آنا مضر حضور قلب ہے، اور اسی وجہ سے حضور قلب کو خارج از قدرت قرار دے کر اس کا اہتمام متروک محض ہو گیا ہے، حدیث میں لفظ "یحدث" وارد ہے، جو کہ فعل اختیاری ہے جس سے معلوم ہوا کہ جو خیال بقصد لایا جائے وہ مضر حضور ہے، سو اس کا ترک داخل قدرت ہے اور جو بلا قصد و اختیار آ جائے وہ مضر نہیں، پس حضور قلب کا اہتمام ضرور ہوا اور ممکن التحصیل بھی رہا۔

## ۲۷۴۔ تعلیم، طریق حضور در صلوٰۃ (نماز میں توجہ کا طریقہ)

عن عقبة بن عامر رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ما من مسلم يتوضأ فيحسن وضوئه ثم يقوم فيصلي ركعتين مقبلا عليهما بقلبه ووجهه الا وجبت له الجنة". (رواه مسلم)[2]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "کوئی مسلمان ایسا نہیں جو وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، پھر کھڑے ہو کر دو رکعت اس طرح پڑھے کہ اپنے دل اور چہرہ سے اس کی طرف متوجہ رہے مگر اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔"

ف: "مقبلا عليهما بقلبه" میں غور کرنے سے یہ طریق معلوم ہوتا ہے، شرح اس کی یہ ہے کہ "عليهما" کی ضمیر راجع ہے رکعتین کی طرف، اور رکعت مرکب ہے اقوال و افعال عدیدہ سے، تو اقبال علی الرکعۃ اقبال علی ہذہ الأجزاء ہے، پس حاصل طریق یہ ہوا

---

[1] بخاری: الوضوء، الوضوء ثلاثا ثلاثا. رقم: ۱۵۹، مسلم: الطهارة، فضل الوضوء والصلاة عقبه. رقم: ۸(۲۲۹). [2] مسلم: الطهارة، الذكر المستحب عقب الوضوء رقم: ۱۷(۲۳۴) قلنا: وأخرجه أبو داؤد الصلاة، كراهية الوسوسة وحديث النفس الخ رقم: ۹۰۶.

کہ جو قول و فعل نماز میں صادر ہو وہ توجہ اور قصد سے ہونا چاہئے، محض مشق اور یاد سے نہ ہو، مثلاً زبان سے سبحنک اللھم کہا تو اس کی طرف مستقل توجہ ہو کہ میں زبان سے کہہ رہا ہوں، پھر وبحمدک کہا تو اسی طرح اس کی طرف بھی مستقل توجہ اور قصد ہو اسی طرح آخر نماز تک، پس اس طرح کرنے سے برابر ساعات نماز میں توجہ الی الطاعۃ رہی اور ایک طرف جب توجہ ہوتی ہے تو دوسری طرف نہیں ہوتی پس لامحالہ اس سے غیر صلوٰۃ کی طرف توجہ نہ ہوگی، پس حضور کامل میسر ہوگا اور "وجه" میں اشارہ اس طرف ہے کہ جوارح کے مشغول کر دینے کو بھی اشتغال قلب میں دخل ہوتا ہے، پس تکمیل حضور کے لئے کف جوارح بھی ضروری ہے ورنہ چہرہ پھیرنے سے بواسطہ نگاہ کے خیالات منتشر ہوں گے۔

## ۲۷۵- شغل، حبس بصر (نگاہ کو ایک جگہ روکے رکھنا)

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: "یا انس! اجعل بصرک حیث تسجد". (رواہ البیہقی)[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے انس! اپنی نگاہ کو سجدہ کی جگہ رکھو۔"

ف: تجربہ سے ثابت ہے کہ اس عمل سے یکسوئی حاصل ہو جاتی ہے، اور اشغال سے یہی مقصود ہے پس حدیث اصل ہے اشغال کی۔

## ۲۷۶- حال، وجد

عن مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر عن ابیه رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: اتیت النبی صلی اللہ علیه وسلم وهو یصلی ولجوفه ازیز کازیز المرجل یعنی یبکی، وفی روایة قال: رایت النبی صلی اللہ علیه وسلم یصلی وفی صدره ازیز کازیز الرحی من البکاء. (رواہ أحمد وروی النسائی الروایة الأولیٰ وأبو داؤد الثانیة)[2]

ترجمہ: حضرت مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں

---

[1] رواہ البیہقی فی السنن: الصلاۃ، لایجاوز بصرہ موضع سجودہ. ۲/۲۸۴.

[2] مسند احمد: ۴/۲۶، أبو داؤد: الصلاۃ، البکاء فی الصلاۃ. رقم: ۹۰۴، وسکت عنه المنذری. نسائی: السهو، البکاء فی الصلاۃ رقم: ۱۲۱۵.

نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نماز پڑھ رہے تھے، اور آپ کے سینے میں ایک ایسی آواز تھی جیسی (پکنے کے وقت) ہانڈی کی آواز ہوتی ہے، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جیسی چکی کی آواز ہوتی ہے، اور یہ آواز رونے کے سبب تھی، آپ رو رہے تھے۔

ف: کسی حالت غریبہ محمودہ کا غلبہ وجد کہلاتا ہے، یہ حالت آپ کی اس قبیل کی تھی اور کاملین کا وجد اکثر ایسا ہی لطیف ہوتا ہے، صعقہ، تمزیق ثیاب وغیرہ نہیں ہوتا اور جس کو وہ بھی بے اختیار ہو معذور ہے۔

## ۲۷۷-متفرقات، عنوان خاص مسئلہ مظہریت

### (حق تعالیٰ کی صفات کا خلق میں ظہور فرمانا)

عن ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: سمعت ابا الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول: سمعت ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم یقول: "ان اللہ تبارک وتعالیٰ قال: یا عیسٰی! انی باعث من بعدک امۃ". الحدیث وفیہ: "قال اللہ تعالیٰ: اعطیھم من حلمی وعلمی". (رواہ البیہقی[1])

ترجمہ: حضرت ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ: "اللہ تعالیٰ نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے) فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تمہارے بعد ایک امت پیدا کرنے والا ہوں"، (مراد اس امت سے امتِ محمدیہ ہے) اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کو (یعنی امتِ محمدیہ کو) اپنے حلم اور اپنے علم سے عطا کروں گا۔"

ف: اکثر اہل توحید کی تقریر میں مظہریت خلق للحق کے بیان میں یہ عنوان پایا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ کی خاص خاص صفات مناسبہ نے جو متشارک بین الواجب والممکن ہیں، خاص خاص خلق میں ظہور فرمایا ہے، مثلاً صفت محی نے پانی میں، اور صفت قابض نے نار میں، اور اکثر صفات نے انسان میں، غرض اس مظہریت میں صرف صفاتِ مناسبہ کی تخصیص کی گئی ہے جس پر بعض متشددین کو شبہ ہو جاتا ہے کہ یہ حضرات نعوذ باللہ عین صفات کے انتقال یا

---

[1] رواہ البیہقی فی شعب الایمان: باب فی تعلید نعم اللہ عزوجل وشکرھا. ۲۱۴/۴ رقم: ۴۴۸۲.

دونوں ممکن وواجب کے تماثل کے قائل ہیں، اس حدیث کے اس جزء میں "اعطیھم" الخ اس خاص عنوان کی ظاہر تائید ہے، پس جو توجیہ اس حدیث کی ہے وہی توجیہ ان حضرات کے بیان کی ہے، اور کبھی بلا تخصیص صفات مناسبہ مشترکہ کے مطلق خلق کو مطلق صفات کا مظہر کہتے ہیں، اس میں نہ یہ شبہ ہے نہ اس کی توجیہ کی ضرورت۔

## ۲۷۸- متفرقات، ادب موتی کالاحیاء

### (زندوں کی طرح مردوں کا ادب واحترام کرنا)

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قال: کنت ادخل بیتی الی قولها فلما دفن عمر معهم فوالله مادخلته الا وانا مشدودة علی ثیابی حیاء من عمر. (رواہ أحمد[1])

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدفون ہونے تک تو) اپنے (اس) حجرہ میں (جس میں یہ حضرات مدفون ہیں بے تکلف) چلی جایا کرتی تھی، جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن کئے گئے پھر میں وہاں بدون اس کے کہ میرے کپڑے مجھ پر خوب لپٹے ہوئے ہوں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرم آنے کی وجہ سے کبھی نہیں گئی۔

ف: بزرگوں نے لکھا ہے کہ ہر مردہ کی قبر پر حاضر ہو کر اس کا اتنا ادب کرے کہ جتنا حالت حیات میں کرتا تھا، بشرط عدم تجاوز عن الشرع مثلاً قبر سے اتنے فاصلہ پر بیٹھے جتنے فاصلہ سے حیات میں اس کے پاس بیٹھتا تھا، ونحو ذلک۔

اس حدیث سے اس بات کا اثبات ہوتا ہے، دیکھو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کی حالت حیات میں کسی ضرورت سے تشریف لے جاتیں تو خوب پردے میں لپٹ کر جاتیں، اسی طرز کی رعایت ان کی قبر پر جانے کے وقت بھی کی، یہ وجہ تھی اس طرح جانے کی اور یہ معنی ہیں حیاء من عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، باقی اس سے موتی کے ایک خاص درجہ کے ادراک واطلاع پر استدلال کرنا اس کو بالکل قلب قبول نہیں کرتا۔

---

[1] مسند احمد ۲۰۲/۶. اوردہ الهیثمی فی "مجمع الزوائد" (۲۶/۸، ۳۷/۹) وقال: رواہ احمد ورجاله رجال الصحیح.

# ۲۷۹- حال، کشف القبور

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: ضرب بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خبائہ علی قبر، وھو لایحسب انہ قبر، فاذا فیہ انسانٌ یقرأ ﴿تبارک الذی بیدہ الملک﴾ حتی ختمھا، فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "ھی المانعۃ ھی المنجیۃ تنجیہ من عذاب اللہ". (رواہ الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا خیمہ ایک قبر پر لگالیا اوران کومعلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے، سواس میں ایک آدمی معلوم ہوا جو﴿تبارک الذی بیدہ الملک﴾ پڑھ رہا ہے، یہاں تک کہ اس کوختم کیا، وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور (اس واقعہ کی خبرآپ صلی اللہ علیہ وسلم کودی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ سورۃ حفاظت کرنے والی ہے، یہ سورۃ نجات دینے والی ہے، یہی مردہ کوعذاب الٰہی سے (جوکہ قبر میں ہوتا ہے) نجات دیتی ہے۔"

ف: کشف قبور کبھی بلاقصد واکتساب ہوتا ہے جیسے ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوہوا، اسی لئے اس کوحال میں داخل کیا گیااور کبھی کسب وریاضت سے ہوتا ہے، بہرحال حدیث سے کشف القبور کاوقوع معلوم ہوا۔

## ف: متفرقات، فیض باطنی از اہلِ قبور

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن مجید سننا موجب نفع باطنی ہے اور یہ نفع ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوبواسطہ صاحب قبر کے پہنچا اس سے اہل قبور کے فیوض کااثبات ہوتا ہے۔

# ۲۸۰- متفرقات، اثباتِ نور وظلمتِ قلب

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ان ھٰذہ القلوب تصدأ کما یصدأ الحدید اذا اصابہ الماء" قیل: یا رسول اللہ وما جلاء ھا؟ قال: "کثرۃ ذکر الموت ولتلاوۃ القرآن". (رواہ البیہقی[2])

---

[1] ترملی: فضائل القران، فضل سورۃ الملک. رقم: ۲۸۹۰، وقال: حسن غریب من ھذا الوجہ.

[2] رواہ البیہقی فی شعب الایمان: ۳۵۳/۲، میزان الاعتدال فی ترجمۃ عبدالرحیم بن ھارون الغسانی ۶۰۷/۲ قالہ الدار القطنی: متروک الحدیث، یکذب، وقد ساق ابن عدی لہ عدۃ احادیث، استنکرھا ومنھا ھذا الحدیث أیضا.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''ان دلوں کو بھی لوہے کی طرح جب کہ اس کو پانی پہنچتا ہے زنگ لگ جاتا ہے''، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اور اس کا جلاء کس چیز سے ہوتا ہے فرمایا: ''موت کو بکثرت یاد کرنے سے اور قرآن کی تلاوت سے۔''

ف: اہل فن کے کلام میں قلوب کے لئے نور و ظلمت کا حکم پایا جاتا ہے، حدیث سے اس کا صریح اثبات ہوتا ہے۔

## ۲۸۱-متفرقات، طریق تلاوت

**عن طاؤس مرسلا قال: سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ای الناس احسن صوتا للقرآن واحسن قراء ۃ ، قال: من اذا سمعته یقرأ اریت انه یخشی اللہ تعالیٰ، قال طاؤس: وکان طلق کذلک. (رواہ الدارمی[1])**

ترجمہ: طاؤس سے بحذف نام صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قرآن مجید میں اور اس کے پڑھنے میں سب آدمیوں میں زیادہ اچھا اور خوش آواز کون شخص ہے؟ فرمایا: وہ شخص ہے کہ جب اس کو پڑھتا ہوا سنو تو تم کو ایسا معلوم ہو کہ وہ خدا تعالیٰ سے ڈر رہا ہے''، طاؤس کہتے ہیں کہ طلق ایسے ہی تھے۔

ف: چوں کہ خشیت بدون تصور حضور پیش حق نہیں ہوتا، اس لئے حدیث میں اشارہ ہے کہ قرآن پڑھنے کے وقت یہ تصورر کھے کہ میں حق تعالیٰ کے سامنے بیٹھا ہوا پڑھ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سن رہے ہیں اور یہ تلاوت قرآن کا اچھا طریقہ ہے جس کی بزرگوں نے بھی تعلیم فرمائی ہے۔

## ۲۸۲-عادت، تصرف

**عن ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: کنت فی المسجد فدخل رجل یصلی فقرا قراء ۃ انکرتھا علیه، ثم دخل آخر فقرأ قراء ۃ سویٰ قراء ۃ صاحبه، فلما قضینا الصلوٰۃ دخلنا جمیعاً علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقلت: ان ھٰذا قرأ قراء ۃ انکرتھا علیه، ودخل آخر فقراء سویٰ قرائۃ صاحبه، فامرھما النبی صلی اللہ علیه وسلم فقرآ، فحسن شانھما، فسقط فی**

---

[1] سنن الدارمی: فضائل القرآن، التغنی بالقرآن. رقم: ۳۴۸۹ (دارالکتب العلمیة.

نفسی من التکذیب، ولا اذ کنت فی الجاھلیۃ، فلما رأیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قد غشینی ضرب فی صدری ففضت عرقاً وکانما انظر الی اللہ فرقا. الحدیث (رواہ مسلم[1])

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھا ایک شخص آ کر نماز پڑھنے لگا اور قرآن اس طرح پڑھا کہ میں اس کو غلط سمجھا (کیوں کہ کچھ کلمات ان کی یاد کے خلاف پڑھ رہے تھے) پھر ایک اور شخص آیا اس نے اور ہی طرح قرآن پڑھا، جب ہم سب نماز پڑھ چکے تو ہم سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور میں نے عرض کیا کہ اس شخص نے قرآن اس طرح پڑھا تھا کہ میں اس کو غلط سمجھا اور یہ جو دوسرا آیا تو اسنے اور ہی طرح پڑھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمائش کی اوران دونوں نے پڑھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا پڑھنا ٹھیک بتلایا، میرے دل میں تکذیب (کی کیفیت درجۂ وسوسہ میں) واقع ہوئی اور وہ بھی حالت جاہلیت کی سی نہیں (بلکہ اس سے بھی زیادہ) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھی جو مجھ پر غالب ہو رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا، میں پسینہ پسینہ ہوگیا اور خوف سے میری یہ حالت ہوئی کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں، (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ تحسین ان سب قراءتوں کی بتلائی کہ ان سب وجوہ سے پڑھنے کی اجازت ہے)

ف: ہاتھ مارنا جس سے یہ حالت ہوگئی تصرف ہے۔

## ف: حال، وجد و استغراق

ہاتھ مارنے سے جو حالت ہوئی یہ وجد ہے اور اس کا غلبہ غایت درجہ کا استغراق ہے، اور غایت درجہ ہونا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تشبیہ دی ہے نظر الی اللہ سے اور ظاہر ہے کہ اگر نظر الی اللہ کا وقوع اس عالم میں ہوتا تو ہرگز ہوش وحواس بجا نہ رہتے۔

---

[1] مسلم: صلاۃ المسافرین (فضائل القرآن) بیان أن القرآن انزل علی سبعۃ أحرف وبیان معناھا. رقم: ۲۷۳ (۸۲۰)

## ۲۸۳- مسئلہ، انتفاع از مادون خود
## (اپنے سے کم رتبہ والے سے نفع حاصل کرنا)

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: استاذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی العمرۃ فاذن لی، وقال: "اشر کنا یا اخی فی دعائک ولاتنسنا" فقال کلمۃ مایسرنی ان لی بھا الدنیا. (رواہ أبوداؤد[1])

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور فرمایا: "اے بھیا! ہم کو بھی اپنی دعاء میں شریک رکھنا اور ہم کو بھولنا نہیں"، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایسی بات فرمائی کہ مجھ کو اس کے عوض میں ساری دنیا کا ملنا بھی مسرور نہیں کرسکتا۔

ف: حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے منافع اہل کمال کو بھی اپنے کم رتبہ والے سے پہنچ سکتے ہیں، پس کسی کو حق نہیں کہ اپنے کو مستغنی محض سمجھے۔

## ۲۸۴- متفرقات، اثبات صفاء قلب

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول: "لکل شیء صقالۃ وصقالۃ القلوب ذکر اللہ". (رواہ البیہقی[2])

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ:

"ہر شی کا ایک صیقل ہے اور قلوب کا صیقل ذکر اللہ ہے۔"

ف: بزرگوں کے کلام میں بکثرت تصفیۂ قلب کا عنوان پایا جاتا ہے، حدیث بصراحت اس پر دال ہے۔

---

[1] ابوداؤد : الوتر، الدعاء. رقم: ۱۴۹۸، وقال المنذری: فی اسنادہ عاصم بن عبیداللہ بن عاصم بن عمر بن الخطاب، وقد تکلم فیہ غیر واحد من الأئمۃ، قلنا: وأخرجہ الترمذی، الدعوات، أحادیث شتی من أبواب الدعوات. رقم: ۳۵۶۲، وقال: حسن صحیح، قلنا: واخرجہ ابن ماجۃ، المناسک، فضل دعاء الحاج. رقم: ۲۸۹۴.

[2] ذکرہ المنذری: فی الترغیب والترھیب فی الذکر، الترغیب فی الاکثار من ذکر اللہ ۲/۲۵۴ معزوا الی ابن أبی الدنیا والبیہقی.

## ۲۸۵- علامت، نسبت باطنی

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ﴿فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام﴾ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ان النور اذا دخل الصدر تفسح" فقیل: یا رسول اللہ! ھل لتلک من علم یعرف بہ؟ قال: "نعم، التجافی من دار الغرور، والانابۃ الیٰ دار الخلود، والا ستعداد للموت قبل نزولہ". (رواہ البیھقی[1])

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی، "فمن یرد اللہ" الخ (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو ہدایت فرمانا چاہتے ہیں اس کا سینہ اسلام کے لئے کشادہ کردیتے ہیں) اور فرمایا کہ: "نور جب قلب میں داخل ہوتا ہے وہ کشادہ ہوجاتا ہے"، عرض کیا گیا یارسول اللہ! کیا اس کی کوئی علامت (اور پہچان) بھی ہے؟ فرمایا: "ہاں! اس دھوکہ کے گھر (یعنی دنیا) سے (دل کی) علیحدگی، اور دارالخلود کی طرف توجہ، اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے تیاری۔"

ف: اس نسبت باطنی کا نام نور اور شرح صدر بھی ہے اور علامت اس کی حدیث میں منصوص ہے ایسی علامتیں تلاش پیر میں معین ہوتی ہیں اور مشیخت کی اہلیت کے لئے اس کے ساتھ دوسرے صفات بھی ضروری ہیں مگر یہ صفات بھی موقوف علیہ ہیں پس یہ صفات شرط ہیں علت تامہ نہیں۔

## ۲۸۶- مسئلہ، اثبات علم اسرار غیر منقولہ

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابی خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "اذا رأیتم العبد یعطیٰ زھداً فی الدنیا[2] وقلۃ منطق، فاقتربوا منہ فانہ یلقی الحکمۃ" (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابی خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جب کسی شخص کو دیکھو کہ زہد فی الدنیا اور قلت کلام اس کو عنایت ہوا ہے، تو اس کے نزدیک رہا کرو، کیوں کہ اس کو حکمت (حکم اسرار

---

[1] رواہ البیھقی: فی شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الأمل ۱۰۵۵۲/۷ (طبع دارالکتب العلمیۃ) [2] رواہ البیھقی: فی شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، فصل فی فضل السکوت عما لایعنیہ. ۲۵۴/۴، رقم: ۴۹۸۵.

وہبیہ) کی تعلیم (وتلقین منجانب اللہ) کی جایا کرتی ہے۔"

ف: اس کو علم لدنی اور علم وہبی بھی کہتے ہیں جس کا عطا ہونا اہل اللہ کو بکثرت و بتواتر منقول ہے اور ان حضرات کی کتب بھی ان علوم کی مدون و محفوظ ہیں جس پر اہل تقشف بے سمجھے بوجھے انکار کر کے اس شعر کے مصداق بنتے ہیں:

وکم من عائب قولاً صحیحا وآفته من الفهم السقیم

## ۲۸۷- عادت، توسل

عن امیة بن خالد بن عبدالله بن اسید عن النبی صلی الله علیه وسلم انه کان یستفتح بصعالیک المهاجرین. (رواه فی شرح السنة[1])

ترجمہ: حضرت امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح کی دعا کیا کرتے تھے بتوسل فقراُمہاجرین کے۔

ف: اہل طریق میں مقبولانِ الٰہی کے توسل سے دعا کرنا بکثرت شائع ہے حدیث سے اس کا اثبات ہوتا ہے، اور شجرہ پڑھنا جو اہل سلسلہ کے یہاں معمول ہے اس کی بھی یہی حقیقت اور غرض ہے۔

## ۲۸۸- غیر انبیاء سے بھی توسل جائز ہے

عن انس رضی الله تعالیٰ عنه ان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه کان اذا قحطوا استسقٰی بالعباس بن عبد المطلب فقال: اللهم انا کنا نتوسل الیک بنبینا فتسقینا، وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون. (رواه البخاری[2])

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ جب قحط ہوتا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے دعاء باراں کرتے اور کہتے کہ اے اللہ! ہم اپنے پیغمبر کے ذریعہ سے آپ کے حضور میں توسل کیا کرتے تھے، آپ ہم کو بارش عنایت کرتے تھے اور اب اپنے نبی کے چچا کے ذریعہ سے

---

[1] رواه البغوی: فی شرح السنة، الرقاق، فضل الفقراء ۳۰۳/۷ (دارالکتب العلمیة) ذکره المنذری فی الترغیب (۹۰/۴) وعزاه للطبرانی، وقال: رواته رواة الصحیح وهو مرسل.

[2] بخاری: الاستسقاء سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، رقم: ۱۰۱۰.

آپ کے حضور میں توسل کرتے ہیں سو ہم کو بارش عنایت کیجئے، سو بارش ہو جاتی تھی۔

ف: مثل حدیث بالا اس سے بھی توسل کا جواز ثابت ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو جواز توسل ظاہر تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قول سے یہ بتلانا تھا کہ غیر انبیاء سے بھی توسل جائز ہے تو اس سے بعض کا سمجھنا کہ احیاء و اموات کا حکم متفاوت ہے بلا دلیل ہے، اول تو آپ بنص حدیث قبر میں زندہ ہیں دوسرے جو علت جواز کی ہے جب وہ مشترک ہے تو حکم کیوں مشترک نہ ہوگا؟۔

## ۲۸۹- مطلق اسلام ہی توسل کیلئے کافی

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "ابغونی فی ضعفائکم فانما ترزقون او تنصرون بضعفائکم". (رواہ ابوداؤد[1])

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھ کو (قیامت کے روز) غرباء میں ڈھونڈھنا، کیوں کہ (غرباء کی ایسی فضیلت ہے کہ) تم کو رزق، یا فرمایا کہ دشمنوں پر غلبہ غرباء ہی کے طفیل میسر ہوتا ہے۔"

ف: مثل دو حدیث بالا اس سے بھی توسل کا جواز ثابت ہے، بلکہ اس میں مطلق اسلام ہی توسل کے لئے کافی معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ غیر مسلم تو یقیناً مراد نہیں ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ اس شخص میں کوئی حیثیت مقبولیت کی ہو مثل مسکنت مذکورہ فی الحدیث کے۔

## ۲۹۰- حقیقت دست غیب

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: دخل رجل علی اھلہ، فلما رأیٰ مالھم من الحاجۃ خرج الی البریۃ، فلما رأیت امرأتہ قامت الی الرحیٰ فوضعتھا، والی التنور فسجرتہ، ثم قالت: اللھم ارزقنا، فنظرت فاذا الجفنۃ قد امتلأت، قال: وذھبت الی التنور فوجدتہ ممتلئاً، قال: فرجع الزوج قال: اصبتم بعدی شیئا؟ قالت امرأتہ: نعم من ربنا، وقام الی الرحیٰ فذکر ذٰلک للنبی صلی اللہ علیہ

---

[1] ابوداؤد: الجھاد، الانتصار برذل الخیل والضعفۃ، رقم: ۲۵۹۴، وسکت عنہ المنذری. قلنا: واخرجہ الترمذی، الجھاد، الاستفتاح بصعالیک المسلمین، رقم: ۱۷۰۲، وقال: حسن صحیح قلنا: واخرجہ النسائی، الجھاد، الاستنصار بالضعیف، رقم: ۳۱۸۱.

وسلم فقال: "اما انه لو لم یرفعها لم تزل تدور الی یوم القیمة". (رواہ احمد[1])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنے گھر والوں کے پاس آیا جب ان کی حالت محتاجی (اور تہی دستی) کی دیکھی تو جنگل کی طرف چلا گیا (یا تو فکرِ معاش میں یا اس خوف سے کہ گھر والے پریشان نہ کریں) جب اس شخص کی بیوی نے یہ دیکھا تو چکی کی طرف چلی اور اس کا اوپر کا پتھر نیچے کے پتھر پر رکھ دیا، اور تنور کی طرف چلی اور اس کو ایندھن سے جھونک دیا، پھر دعاء کی کہ اے اللہ! ہم کو رزق دے (دیکھتی کیا ہے کہ چکی کا حلقہ بھی آنے سے) پُر ہے اور تنور کو بھی (روٹیوں سے) پُر پایا، پھر خاوند جو گھر واپس آیا کہنے لگا کہ میرے بعد تم کو کچھ ملا ہے، عورت بولی ہاں! ہمارے پروردگار کی طرف سے ملا ہے، اور مرد چکی کے پاس گیا (اور پتھر اٹھا دیا) اس کا تذکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر وہ شخص اس پتھر کو نہ اٹھاتا تو وہ چکی قیامت تک چلتی رہتی"۔ (اور آٹا نکلتا رہتا)

ف: مثل حدیث دوصد و پنجاہ و چہارم اس میں بھی وہی مضمون ہے۔

## ۲۹۱- شغل، تصور شیخ

عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال: کانی انظر الی رسول الله صلی الله علیه وسلم یحکی نبیا من الانبیاء ضربه قومه فادموه وهو یمسح الدم عن وجهه ویقول: "اللهم اغفرلقومی فانهم لایعلمون. (متفق علیه[2])

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ ایک نبی کی انبیاء میں سے حکایت فرماتے تھے جن کو ان کی قوم نے مارا تھا اور خون آلودہ کر دیا تھا اور وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ: "اے اللہ میری قوم کو بخش دے: کیوں کہ وہ جانتے نہیں۔"

ف: گو تصور شیخ کی خصوصیات زائدہ ہے کہ وہ اس کی نفس حقیقت سے خارج ہیں اور اسی طرح جو اس سے غرض ہے، اس سے بھی اس حدیث میں تعرض نہیں مگر اس کی جو نفس

---

[1] مسند أحمد ۲/۵۱۳. رجاله ثقات [2] بخاری: أحادیث الأنبیاء، باب (بلا ترجمة). رقم: ۳۴۷۷، مسلم: الجهاد، غزوة أحد. رقم: ۱۰۵ (۱۷۹۲)

حقیقت ہے کہ غائب کی طرف مثل حاضر کے نظر خیالی کی جائے وہ اس حدیث سے صراحۃً ثابت ہے، البتہ اس کی بعض خصوصیات پر بوجہ غلبہ جہل اہل زمانہ کے کچھ مفاسد مرتب ہوتے دیکھ کر محققین اکثر اس سے منع کرنے لگے ہیں۔

## ۲۹۲-اصلاح، مذمت شیوخ مزورین (جھوٹے پیروں کی مذمت)

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "يخرج فی آخر الزمان رجال يختلون الدنيا بالدين يلبسون للناس جلود الضان من اللين، السنتهم احلیٰ من السكر، وقلوبهم قلوب الذئاب يقول الله: ابی يغترون ام علی يجترئون؟ فبی حلفت لابعثن علیٰ اولئک منهم فتنة تدع الحليم منهم حيرانا". (رواه الترمذی[۱])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "آخری زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ظاہر ہوں گے جو دنیا کو مکر وفریب سے دین کے عوض میں حاصل کریں گے، لوگوں کے دکھلانے کو نرم بننے کے لئے بھیڑ کی کھال پہنیں گے (یا تو مراد اس سے حقیقی معنی ہیں کہ پوستین نہیں پہنیں گے کہ لباس ہے تارکانِ دنیا کا، اور یا کنایہ ہے اس سے کہ ظاہر میں بڑے نرم خو اور منکسر ومتواضع ہوں گے) زبانیں ان کی شکر سے بھی زیادہ شیریں ہوں گی اور دل ان کے بھیڑیوں کے سے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا یہ لوگ مجھ پر دھوکہ کھائے ہوئے ہیں یا مجھ پر جرأت کرتے ہیں، سو مجھ کو اپنی ہی قسم ہے کہ میں ان لوگوں پر ان ہی میں سے ایک ایسا فتنہ برپا کروں گا، جو ان کے عاقلوں کو بھی حیرت میں ڈال دے گا۔"

ف: جھوٹے اور مکار پیروں کی مذمت اس حدیث میں ظاہر ہے۔

## ۲۹۳-تعلیم، توسط فی المجاہدہ

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال النبی صلى الله عليه وسلم: "ان لكل شیء شرة ولكل شرة فترة، فان صاحبها سدد وقارب فارجوه وان اشير اليه بالاصابع فلا تعدوه". (رواه الترمذی[۲])

---

[۱] ترمذی: الزهد (خاتلی الدنيا باللين وعقوبتهم) . رقم: ۲۴۰۴. [۲] ترمذی: صفة القيامة، (حديث ان لكل شیء شرة) رقم: ۲۴۵۳، وقال: حسن صحيح غريب من هذا الوجه.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ہر شے کا ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کے بعد ڈھیلا پن ہوتا ہے، سو اگر صاحب عمل اپنے عمل میں راستی اور توسط پر چلے تو اس کے نباہ کی امید رکھو اور اگر (اتنا مبالغہ کرے کہ) اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ ہونے لگے تو اس کو کچھ شمار میں نہ لاؤ۔''

ف: محققین مجاہدہ میں غلو کرنے سے منع کرتے ہیں، حدیث میں اس کی صریح تعلیم ہے، اس غلو میں طبیعت بھی اکتا جاتی ہے اور اصل عمل بھی متروک ہوجاتا ہے اور صحت بھی خراب ہوجاتی ہے، یہ بھی سبب تعطل کا ہوجاتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات جنون تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔

## ۲۹۴- اصلاح، عدم غرور بشرف نسبت

### (نسبت کی شرافت سے دھوکہ نہ کھانا چاہئے)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: لما نزلت: ﴿وانذر عشیرتک الاقربین﴾ دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قریشا. الحدیث. وفیہ: "یا فاطمۃ! انقذی نفسک من النار فانی لا املک لک من اللہ شیئا. (رواہ مسلم[1])

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وانذر الخ یعنی اپنے قریب والے خاندان کو (عذاب الٰہی سے) ڈراؤ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو) فرمایا: ''اے فاطمہ! اپنے کو دوزخ سے بچاؤ، کیوں کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ سے بچانے کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔''

ف: بعضوں کو یہ ناز ہوتا ہے کہ ہم فلاں بزرگ کی اولاد میں ہیں، یا فلاں خاندان میں بیعت ہوں اور اس بناء پر اصلاح عقائد واعمال سے بالکل بےفکر ہوجاتے ہیں، اس دعویٰ اور ناز کی اس حدیث سے جڑ کٹتی ہے۔

---

[1] مسلم: الایمان، باب فی قولہ تعالیٰ: ﴿وانذر عشیرتک الاقربین﴾ رقم: ۳۴۸(۲۰۴) قلنا: واخرجہ الترمذی، تفسیر القرآن، سورۃ الشعراء. رقم: ۳۱۸۵، وقال: حسن صحیح غریب من ھذا الوجہ، قلنا: واخرجہ النسائی، الوصایا، اذا أوصی لعشیرتہ الأقربین، رقم: ۳۶۷۴.

## ۲۹۵-مسئلہ، وصول ثواب الی الغیر (دوسروں کو ثواب پہنچانا)

عن صالح بن درهم يقول: انطلقنا حاجين فاذا رجل فقال لنا: الىٰ جنبكم قرية يقال لها الابلة؟ قلنا: نعم، قال: من يضمن لى منكم ان يصلى لى فى مسجد العشار ركعتين او اربعا ويقول هٰذه لابى هريرة؟ سمعت خليلى ابا القاسم صلى الله عليه وسلم يقول: "ان الله عزوجل يبعث من مسجد العشار يوم القيٰمة شهداء، لايقوم مع شهداء بدر غيرهم". (رواه أبو داؤد[1])

ترجمہ: صالح بن درہم سے روایت ہے کہ ہم حج کرنے چلے تو ایک شخص ملے کہنے لگے، تمہارے قرب میں کوئی گاؤں ہے جس کو ابلہ کہتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں ہے، کہنے لگے کوئی شخص تم میں اس بات کی ذمہ داری لے سکتا ہے کہ میری طرف سے مسجد عشار میں (کہ اس گاؤں میں ہے) دو رکعت یا چار رکعت پڑھے اور کہہ دے کہ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ہے؟ میں نے اپنے محبوب قلبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ: "اللہ تعالیٰ مسجد عشار سے قیامت کے دن کچھ شہداء کو اٹھائے گا کہ شہداء بدر کے ساتھ بجز ان کے کوئی نہ اٹھے گا۔"

ف: یہ ظاہر ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے پڑھنے کے اور اس کہنے کے کہ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ہیں بجز اس کے کچھ معنی نہیں کہ اس کا ثواب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے، اس سے ایصال ثواب کے متعلق دو امر ثابت ہوئے ایک یہ کہ جس طرح عبادت مالیہ کا ثواب پہنچتا ہے، اسی طرح عبادت بدنیہ کا بھی پہنچتا ہے، دوسرے یہ کہ جس طرح میت کو ثواب پہنچتا ہے اسی طرح زندہ کو بھی پہنچتا ہے، کیوں کہ یہ شخص ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور اس وقت زندہ تھے۔

## ف: عادت، اہتمام عبادت در امکنہ فاضلہ

### (اچھی جگہوں میں عبادت کا اہتمام کرنا)

بعض اہل محبت کو دیکھا جاتا ہے کہ اپنے مشائخ وغیرہم کے رہنے کی یا عبادت کی

---

[1] ابو داؤد: الملاحم، ذكر البصرة. رقم: ۴۳۰۸، وقال المنذرى: وذكره أبو جعفر العقيلى. وقال فيه: ابراهيم - هذا- وأبوليسا بالمشهورين والحديث غير محفوظ. وذكر الدار قطنى: ان ابراهيم هذا ضعيف.

جگہوں کو متبرک سمجھ کر قصداً وہاں ذکر وطاعت کا اہتمام کرتے ہیں ان مقامات کا متبرک ہونا تو ظاہر ہے اور مقام متبرک میں عبادت کا اہتمام اس حدیث سے ثابت ہے۔

## ۲۹۶-عادت، توریہ در خوف فتنہ

### (فتنہ کے اندیشہ سے مبہم کلام کرنا)

عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد فی بعض طرق المدینۃ، فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (لتشہد انی رسول اللہ" فقال: ھو: اتشہد انی رسول اللہ؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "امنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ، ماذا تریٰ؟" قال: اریٰ عرشاً علی الماء، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "تریٰ عرش ابلیس علی البحر". الحدیث (رواہ مسلم[1])

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد سے (کہ من جملہ دجالین کے ایک دجال تھا) مدینہ کے کسی رستہ میں ملے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "کیا تو میری رسالت کی شہادت دیتا ہے"؟ تو وہ کہتا ہے کہ کیا آپ میری رسالت کی شہادت دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "میں اللہ پر اور اس کے سب فرشتوں اور اس کی کتابوں پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاتا ہوں (پس جو رسول نہیں اس کی رسالت کی شہادت نہیں دیتا مگر آپ نے دفع فتنہ کی مصلحت سے مبہما فرمایا) اچھا یہ بتلا تجھ کو کیا نظر آتا ہے؟ کہنے لگا کہ ایک تخت پانی پر نظر آتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تجھ کو شیطان کا تخت نظر آتا ہے۔"

ف: بعض بزرگ کسی حاکم یا کسی جاہل کے فساد سے بچنے کے لئے بعض باتیں مبہم فرما دیتے ہیں جس سے بعض ظاہر پرستوں کو شبہ اخفاء حق کا ہو جاتا ہے لیکن اگر کسی مصلحت معتدبہا عند الشرع سے ہو تو وہ بالکل اس حدیث کے موافق ہے۔

---

[1] مسلم: الفتن، ذکر ابن صیاد. رقم: ۸۷ (۲۹۲۵)

# ف: اصلاح، عدم غرور بکشف وعدم اعتداد کشف خلاف شرع

کشف سے نہ دھوکہ کھانا چاہئے اور نہ اس کو خلاف شرع شمار کرنا چاہئے

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل باطل کو بھی کشف ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر کشف مقبول ومحمود نہیں ہوتا، چنانچہ عرش ابلیس کے انکشاف کو معرض مذمت میں فرمایا گیا، پس جو لوگ کشف کو علامت ولایت سمجھتے ہیں یا ہر کشف پر اعتماد کرتے ہیں ان کو یہ حدیث دیکھ کر دونوں امر کی اصلاح واجب ہے۔

## ۲۹۷۔ مسئلہ ظہورِ روح درمکانے بعدِ موت

(مرنے کے بعد کسی جگہ روح کا ظاہر ہونا)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین مکۃ والمدینۃ فمررنا بواد فقال: "ای واد ھذا؟" فقالوا: وادی الازرق قال: "کانی انظر الی موسیٰ علیہ السلام۔ فذکر من لونہ وشعرہ شیئا ۔ واضعا اصبعیہ فی اذنیہ، لہ جوار الی اللہ بالتلبیۃ مارا بھذا الوادی" قال: ثم سرنا حتی اتینا علی ثنیۃ، فقال: "ای ثنیۃ ھذہ؟" قالوا: ھرشی اولفت. فقال: "کانی انظر الی یونس علیہ السلام علی ناقۃ حمراء، علیہ جبۃ صوف، خطام ناقتہ لیف خلبۃ، مارا بھذا الوادی ملبیا". (رواہ مسلم[1])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان جارہے تھے، ہمارا ایک وادی پر گزر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ کون سی وادی ہے" لوگوں نے عرض کیا کہ وادی ازرق ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گویا (اس وقت) موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رنگ اور بالوں کی کچھ کیفیت بیان فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ ان کی یہ حالت ہے کہ اپنی انگلیاں کانوں میں رکھے ہوئے ہیں اور لبیک سے اللہ تعالیٰ کو پکار رہے ہیں اور اس وادی میں گزر رہے ہیں"، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہم آگے

[1] مسلم: الایمان، الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی السماوات وفرض الصلوات . رقم: ۲۶۹ (۱۶۶)

چلے یہاں تک کہ ہم ایک گھاٹی پر پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''یہ کون سی گھاٹی ہے''؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہرشی ہے یا لفت ہے، فرمایا: ''میں گویا (اس وقت) یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں، ایک سرخ اونٹنی پر سوار ہیں، ان پر صوف کا ایک کرتہ ہے ان کی اونٹنی کی نکیل پوست خرما کی ہے، اور اس وادی میں گزر رہے ہیں۔''

ف: حدیث کی دلالت اس پر ظاہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور یونس علیہ السلام آپ کو نظر آئے یہ تمثیل روحی تھا، کیوں کہ جسد تو ان حضرات کا قبور میں تھا۔

# ۲۹۸-اصلاح، ادب درشانِ خداوندی

## (اللہ تعالیٰ کی شان میں ادب)

عن جبير بن مطعم رضى الله تعالىٰ عنه قال اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم اعرابى فقال: جهدت الانفس وجاعت العيال ونهكت الاموال وهلكت الانعام فاستسق الله لنا فانا نستشفع بك على الله ونستشفع بالله عليك. فقال النبى صلى الله عليه وسلم: "سبحان الله سبحان الله" فما زال يسبح حتى عرف ذلک فى وجوه اصحابه ثم قال: "ويحک انه لايستشفع بالله علىٰ احد، شان الله اعظم من ذلک" الحديث (رواه أبو داؤد[1])

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور عرض کیا کہ جانیں مصیبت میں پڑگئیں اور اہل وعیال بھوکے مرنے لگے اور کھیت وغیرہ برباد ہوگئے اور چوپائے تلف ہونے لگے، سو ہمارے واسطے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیجئے ہم آپ کو اللہ کے سامنے سفارشی لاتے ہیں،'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اس کلمہ سے کہ ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے سفارشی لاتے ہیں گھبرا گئے اور)

---

[1] أبو داؤد: السنة، باب فى الجهمية. رقم: ۴۷۲۶، وقال المنذرى: قال أبوبكر البزار: وهذا الحديث لانعلمه يروى عن النبى صلى الله عليه وسلم من وجه من الوجوه، الا من هذا الوجه. ولم يقل فيه محمد بن اسحاق حدثنى يعقوب بن عقبة. هذا آخر كلامه، ومحمد بن اسحاق مدلس، واذا قال المدلس "عن فلان" ولم يقل "حدثنا، او سمعت، او اخبرنا" لايحتج بحديثه، والى هذا اشار البزار، مع أن ابن اسحاق اذا صرح بالسماع اختلف الحفاظ فى الاحتجاج بحديثه، فيكف اذا لم يصرح به.

سبحان اللہ سبحان اللہ فرمانے لگے، اور اس کا اس قدر تکرار کیا کہ اس کا اثر آپ کے اصحاب کے چہرہ میں نمایاں ہونے لگا''، پھر فرمایا کہ: ''کمبختی مارے اللہ تعالیٰ کو کسی کے سامنے سفارشی نہیں ٹھہراتے، اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی شان ہے'' (یعنی سفارش میں نیازمندی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کسی کا نیازمند نہیں، اس لئے یہ کلمہ مستلزم احتیاج ہے اس لئے برا ہے)

ف: بعضے درویش حق تعالیٰ کی جناب میں بڑے بے باک ہوتے ہیں، اس حدیث سے ان کو سبق لینا چاہئے کہ جب لازم غیر ملتزم سے بھی آپ نے اس شدت کے ساتھ تبریہ وتعوذ فرمایا تو ملتزم تو کس درجہ مذموم ہوگا اور بعض بے باک نہیں ہوتے مگر جہل کی وجہ سے الفاظ نامناسبہ کا استعمال کرتے ہیں جیسے اس اعرابی کی حالت تھی، اس سے بھی تحاشی کا اہتمام واجب ہے، البتہ اس قسم ثانی میں تکفیر نہیں ہوسکتی، جیسے کہ آپ نے اس اعرابی کی تکفیر نہیں فرمائی، مگر تنبیہ اور انکار بقدر وسع واجب ہے، ہاں جو لوگ غلبۂ حال سے معذور ہیں، وہ قابل تسامح ہیں بعد زوال غلبہ کے ان کو بہ نرمی تفہیم مناسب ہے۔

## ۲۹۹-توجیہ، حکم بموجودیت حق در ہر مکان

(ہر جگہ حق تعالیٰ کے موجود ہونے کا حکم)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : "والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلیٰ لھبط علی اللہ". الحدیث (رواہ احمد والترمذی)[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی کہ جان محمد کی اس کے قبضہ میں ہے کہ اگر تم ایک رسی سب سے نیچے کی زمین تک لٹکاؤ تو وہ اللہ تعالیٰ پر جا کر اترے۔''

ف: بہت سے صوفیاء کے کلام میں حق تعالیٰ کے احاطہ کے بیان میں ایسے عنوانات پائے جاتے ہیں جن سے احاطہ ذاتی منکشف معلوم ہوتا ہے، اور علماء کو اولاً احاطہ ذاتیہ میں کلام ہوا ہے پھر تکیف وتنزہ یقینی ہے، ذات کا عرش پر بلا کیف ہونا اور صفات علم وغیرہ کا متعلق بالکل ہونا

---

[1] مسند احمد (۲/۳۷۰) ترمذی: تفسیر القران، سورۃ الحدید. رقم: ۳۲۹۸، وقال غریب من ھذا الوجہ.

منصوص ہے، اس لئے صوفیہ کے کلام میں مخالفت نص وقول جمہور کا شبہ ہوتا ہے مگر اس حدیث کا عنوان بالکل صوفیاء کے موافق ہے جو حدیث کی توجیہ ہوگی وہی قول صوفیاء کی ہوگی۔

## ۳۰۰-حال، قبض

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها فی حدیث طویل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حزن حزنا غدا منه مراراً کی یتردی من روس شواهق الجبال، فکلما اوفیٰ بذروة جبل لکی یلقی نفسه منه تبدی له جبرئیل فقال: یا محمد انک رسول اللہ حقا، فیسکن لذٰلک جاشه وتقر نفسه. (رواہ البخاری[1])

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ابتداء نبوت میں جب کہ وحی میں توقف ہوا) اس درجہ مغموم ہوئے کہ غم کے سبب کئی بار اس ارادہ سے تشریف لے گئے کہ پہاڑوں کی بلندی پر گر کر جان دے دیں، سو جب کسی پہاڑ کی چوٹی پر اپنے کو گرانے کی غرض سے چڑھتے جبرئیل علیہ السلام آپ کو نظر آتے اور فرماتے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم (مغموم مت ہو) آپ اللہ کے رسول ہیں سچ مچ، اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو سکون ہو جاتا اور جی ٹھہر جاتا۔

ف: واردات کا انقطاع جو کسی مصلحت سے ہوتا ہے قبض ہے، حدیث سے اس کا اثبات ہوتا ہے۔

## ف: متفرقات، عذر صاحبِ قبض در اہلاکِ نفس

بعض اہل قبض نے تنگ ہو کر خودکشی کر لی ہے، حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عجب نہیں وہ عند اللہ معذور ہوں، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود اس درجہ استقلال کے جب اس کے ارادہ کی نوبت آجاتی تھی تو دوسروں سے ایسی حالت میں وقوع ہی کیا مستبعد ہے، اور ظاہر ہے کہ اس ارادہ پر عتاب منقول نہیں تو ان سے وقوع میں یہی مظنون ہے۔

## ف: تعلیم، تسلی از شیخ در قبض

شیوخ بھی ایسی حالت میں اسی طرح کی تسلی دیتے ہیں کہ تمہاری حالت محمودہ ہے اور

---

[1] بخاری: التعبیر، أول مابدئ به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصالحة. رقم: ۶۹۸۲.

اس حالت کی مصلحتیں اور حکمتیں بیان کیا کرتے ہیں جس سے مرید کو بڑا نفع ہوتا ہے۔

## ۳۰۱-مسئلہ، تحقق صوت غیبی (غیبی آواز کا وجود)

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان الحارث بن ھشام سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: یا رسول اللہ! کیف یاتیک الوحی؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : "احیانا یاتینی مثل صلصلۃ الجرس". الحدیث (متفق علیہ[1])

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "بعض اوقات مثل آواز جرس کے آتی ہے۔"

ف: بکثرت بزرگوں کے مکاشفات میں صوتِ غیبی کا ذکر پایا جاتا ہے، حدیث میں اس کی صحت ثابت ہوتی ہے، البتہ حالت مراقبات واشغال کی ہر صوت کو صوتِ غیبی سمجھنا یہ غلطی عظیم ہے، چنانچہ شغل الحد میں جو صوت منکشف ہوتی ہے، بعضے اس کو صوتِ غیبی سمجھتے ہیں حالانکہ اکثر یہ صوت خود اپنے ہی اندر ہوا کے تموج سے پیدا ہوتی ہے، اس کو غیبی سمجھنا یہ شاغلان ہند کا اعتقاد تھا اور اسی واسطے اس کا نام انہوں نے "انادی" بمعنی قدیم رکھا تھا جو غلط در غلط تھا کہ اول تو اس کو غیبی مانا پھر غیبی میں بھی اس کو صوتِ حق قرار دیا، "تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً" ہمارے صوفیاء اہل حق کا اعتقاد یہ ہے کہ قال الفرید (ع) قول اُو را لحن نے آواز نے۔ اس کے قول کو نہ لحن ہے اور نہ آواز ہے۔

## ۳۰۲-قول، من اراد ان یجلس مع اللہ فلیجلس مع اھل التصوف

(جو شخص اللہ کے ساتھ مجالست اختیار کرتا ہے اس کو صوفیاء کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے)

عن عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث طویل ان النبی صلی اللہ علیہ

---

[1] بخاری: بدء الوحی، کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۳، مسلم: الفضائل، عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی البرد، وحین یاتیہ الوحی رقم: ۸۷ (۲۳۳۳) ترمذی: المناقب، کیف کان ینزل الوحی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۳۶۳۴، وقال: حسن صحیح. نسائی: الافتتاح، جامع ماجاء فی القرآن. رقم: ۹۳۵.

وسلم قال: "یا ابابکر! لعلک اغضبتهم لئن کنت اغضبتهم لقد اغضبت ربک".
فاتاهم فقال یا اخوتاه اغضبتکم قالوا: لا، یغفر الله لک یا اخی. (رواه مسلم[1])

ترجمہ: حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک قصہ میں جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ نصیحت کی تھی جس سے ایک رئیس کی طرفداری کا شبہ ہوتا تھا) ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ: "اے ابوبکر! کہیں تم نے ان لوگوں کو ناراض تو نہیں کر دیا"، اگر ان کو ناراض کر دیا تو بس اپنے رب کو ناراض کر دیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان صاحبوں کے پاس آئے اور کہا کہ اے میرے بھائیو! میں نے تم کو (شاید) ناراض کر دیا (ہو) انہوں نے کہا کہ نہیں اے بھائی اللہ تعالیٰ تم کو بخشے۔

ف: یہ ایک قول صوفیاء میں مشہور ہے، اس حدیث سے اس کی صحت اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد "لئن اغضبتهم" الخ سے یہ معلوم ہوا کہ مقبولانِ الٰہی کے ساتھ جو معاملات کیا جائے وہ گویا حق تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے، پس اس بناء پر یہ بھی کہنا صحیح ہے کہ مقبولانِ الٰہی کے ساتھ مجالست ایسی ہی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجالست، اور لفظ مجالست کا اذن دوسری حدیث میں ہے۔ أنا جلیس من ذکرنی. فقط.

## ۳۰۳۔ مسئلہ، وجود ابدال وغیرہم

عن شریح بن عبید قال: ذکر اهل الشام عند علی رضی الله تعالیٰ عنه وقیل: العنهم یا امیر المومنین قال: لا، انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: "الابدال یکونون بالشام وهم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل الله مکانه رجلا یسقیٰ بهم الغیث وینتصر بهم علی الاعداء ویصرف عن اهل الشام بهم العذاب". (رواه احمد[2])

ترجمہ: شریح بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو اہل شام کا ذکر آیا، کسی نے کہا اے امیر المومنین ان پر لعنت کیجئے، فرمایا نہیں، میں نے رسول

---

[1] مسلم: فضائل الصحابة، فضائل سلمان وبلال وصهیب رضی الله تعالیٰ عنه. رقم: ۱۷۰ (۲۵۰۴) [2] مسند احمد ۱/۱۱۲، فی اسناده ضعف للانقطاع، شریح بن عبید لم یلرک علیا.

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ: ''ابدال (جو ایک قسم ہے اولیاء اللہ کی) شام میں رہتے ہیں اور وہ چالیس آدمی ہوتے ہیں، جب کوئی شخص ان میں سے مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا بدل دیتا ہے، ان کی برکت سے بارش ہوتی ہے، اور ان کی برکت سے اعداء پر غلبہ ہوتا ہے اور ان کی برکت سے اہل شام سے عذاب (دنیوی ہٹ جاتا ہے)''

ف: ملفوظات ومکتوبات صوفیاء میں ابدال واقطاب واوتادو غوث وغیرہم الفاظ اور ان کے مدلولات کے صفات وبرکات وتصرفات پائے جاتے ہیں، حدیث میں جب ایک قسم کا اثبات ہے تو دوسرے اقسام بھی مستبعد نہ رہے، ایک نظیر سے دوسری نظیر کی تائید ہونا امر مسلم ومعلوم ہے، برکات تو اس حدیث میں منصوص ہیں اور تصرفاتِ تکوینیہ قرآن مجید میں حضرت خضر علیہ السلام کے قصہ سے ثابت ہوتے ہیں۔

## ۳۰۴- حال، وجد

عن شفي الاصبحي قلت لابي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه اسالک بحق وبحق لما حدثتني حديثا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم عقلته وعلمته، فقال ابوهُريرة رضي الله تعالىٰ عنه: افعل لا حدثنک حديثا حدثنيه رسول الله صلى الله عليه وسلم عقلته وعلمته، ثم نشغ ابو هريرة رضي الله تعالىٰ عنه نشغة، فمكثنا قليلا، ثم افاق فقال: لاحدثنک حديثاً حدثنيه رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذا البيت مامعنا احدٌ غيرى وغيره، ثم نشغ ابوهريرة رضي الله تعالىٰ عنه نشغة شديدة، ثم افاق ومسح وجهه، وقال: افعل لا حدثنک حديثاً حدثنيه رسول الله صلى الله عليه وسلم انا وهو في هذا البيت ما معنا احدٌ غيرى وغيره، ثم نشغ ابوهريرة رضي الله تعالىٰ عنه نشغة شديدة، ثم مال خارا على وجهه فاسندته طويلا، ثم افاق فقال: حدثني رسول الله صلى الله عليه وسلم . الحديث (رواه الترمذي[1])

ترجمہ: شفی اصحی سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں آپ سے حق کے لئے اور پھر حق کے لئے درخواست کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کیجئے جس کو آپ نے خوب سمجھا اور بوجھا ہو، ابوہریرہ رضی

[1] ترمذي: الزهد، الرياء والسمعة. رقم: ۲۳۸۲، وقال: حسن غريب.

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں ایسا ذکر کروں گا، میں تم سے ایسی ہی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کروں گا جس کو میں نے سمجھا ہوگا اور بوجھا ہوگا، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک چیخ ماری (یہ کیفیت بیتابی کی یا شدت خوف سے ہوئی ہے کہ حدیث کا بلا کسی کمی بیشی کے بیان کرنا بڑی احتیاط کی بات ہے، اور یا شدت شوق سے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالست آنکھوں میں پھر گئی) ہم بڑی دیر تک منتظر رہے پھر ان کو افاقہ ہوا اور فرمایا کہ میں تم سے ضرور ایسی حدیث بیان کروں گا جو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مکان میں بیان فرمائی ہے کہ ہمارے پاس اس وقت کوئی نہ تھا بجز میرے اور بجز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی زور سے چیخ ماری، پھر ان کو افاقہ ہوا اور پسینہ منہ پر سے پونچھا اور فرمایا کہ میں یہ کام کروں گا، یعنی تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں گا، میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مکان میں تھے، ہمارے پاس اس وقت کوئی نہ تھا بجز میرے اور آپ کے پھر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی زور کی چیخ ماری پھر آگے کو جھک کر منہ کے بل گر پڑے، میں ان کو بڑی دیر تک اپنے سہارے لگائے رکھا، پھر افاقہ ہوا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی۔

ف: حدیث کی دلالت ظاہر ہے اور سلف کو بوجہ قوت تحمل کے اس درجہ کا وجد کم ہوتا تھا لیکن احیاناً ہونے سے انکار نہیں ہوسکتا۔

## ۳۰۵-عادت، بیعت ادخال سلسلہ

### (سلسلہ میں داخل کرنے کے لئے بیعت کرنا)

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "المرء مع من احب ولہ ما اکتسب". (رواہ الترمذی[1])

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "آدمی (قیامت میں) اس شخص کے ساتھ ہوگا، جس سے محبت رکھتا ہو اور ثواب اس چیز کا ملے گا جو عمل کیا ہوگا۔"

---

[1] ترمذی: الزھد باب (المرء مع من احب) رقم: ۲۳۸۶، وقال: حدیث صحیح.

ف: باوجودیکہ بعض لوگوں کی حالت سے غالباً معاہدات بیعت پر مستقیم نہ رہنا یا مجاہدات وریاضت کا حق بجا نہ لانا معلوم ہوجاتا ہے، مگر بعض اوقات ان کو بھی سلسلہ میں داخل کرلیا جاتا ہے، یہ حدیث اس کی اصل ہوسکتی ہے، کیوں کہ بیعت میں خاصیت یہ ہے کہ اپنے مشائخ سے محبت کا سبب ہوجاتی ہے پس برکات محبت جو حدیث میں مذکور ہیں اس کے حصول کی توقع ہوجاتی ہے۔

## ۳۰۶- عادت، عذر از بیعت صغیر

(کم عمر کو بیعت کرنے سے عذر)

عن عبدالله بن هشام رضی الله تعالیٰ عنه وكان قد ادرک النبی صلی الله علیه وسلم، وذهبت به امه زینب بنت حمید الیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقالت: یا رسول الله! بایعه، فقال النبی صلی الله علیه وسلم: (هو صغیر فمسح رأسه ودعاله". (رواه البخاری[1])

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت پایا، اور ان کی ماں زینب بنت حمید ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی تھیں اور عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ! اس کو بیعت کرلیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ بچہ ہے، پھر آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا، اور ان کے لئے دعا کی۔"

ف: اب بھی بزرگوں کا اصل معمول یہی ہے اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ بیعت التزام ہے احکام لازمہ کا اور صغیر پر احکام التزام سے بھی لازمہ نہیں ہوتے تو بیعت کی حقیقت متحقق نہیں ہوسکتی اور بعض اوقات جو ایسا کرلیتے ہیں وہ محض صورتِ بیعت ہے برکت کے لئے۔

## ۳۰۷- اصلاح، تحرز از اسبابِ تہمت

(تہمت کے اسباب سے بچنا)

عن علی بن الحسین قال: قالت صفیة رضی الله تعالیٰ عنها: كان رسول الله صلی الله علیه وسلم معتكفا فاتیته ازوره لیلاً فحدثته، ثم قمت لانقلب فقام معی حتی

---

[1] بخاری: الشرکة، الشرکة فی الطعام وغیره. رقم: ۲۵۰۱، ۲۵۰۲.

اذا بلغ باب المسجد مر رجلان من الانصار، فلما رایا رسول الله صلی الله علیه وسلم اسرعا، فقال: "علی رسلکما انها صفیة بنت حیی" فقالا: سبحان الله یا رسول الله! فقال: "ان الشیطان یجری من ابن ادم مجری الدم وانی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شرا او قال شیئا". (اخرجه الشیخان وابو داؤد[1])

ترجمہ: حضرت علی بن الحسینؒ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) معتکف تھے، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شب کے وقت زیارت کے لئے حاضر ہوئی اور باتیں کرتی رہی، پھر واپس جانے کے لئے اٹھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی (مشایعت کے لئے بابِ مسجد تک) چلے یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازہ پر پہنچے (یہ دروازہ مسجد کے اندر تھا خارج نہ تھا) اس وقت دو شخص انصاری گزرے، جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیز چلنے لگے (تاکہ جلدی سے محاذاتِ مسجد سے نکل جائیں: کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی دیکھا تو ایسے وقت میں یہی ادب تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اطمینان سے چلو (کچھ جلدی کی ضرورت نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ) یہ صفیہ بنت حیی (میری بیوی) ہیں"، (کچھ اور وسوسہ نہ لانا) ان دونوں نے عرض کیا سبحان اللہ یا رسول اللہ (کیا نعوذ باللہ آپ پر یہ وسوسہ ہوگا کہ کوئی اجنبی عورت خلوت میں آ گئی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "شیطان ابن آدم کے بدن میں بجائے خون کے چلتا ہے اور میں اس بات سے ڈرا کہ تمہارے دل میں کوئی بری بات یا یہ فرمایا کہ کوئی چیز (یعنی کوئی خیال) نہ ڈال دے"، (جو تمہارے اختیار سے باہر ہو اور خدانخواستہ بڑھتے بڑھتے مرتبہ گمان تک پہنچ جائے اور تمہارے دین کا ضرر ہو)

ف: بعضے درویشوں کے مزاج میں سخت بے احتیاطی ہے کہ باوجود اتباعِ شریعت کے پھر ان سے ایسے ایسے اقوال وافعال بے دھڑک صادر ہوتے ہیں جس سے عوام کو

[1] بخاری: الاعتکاف، هل یخرج المعتکف لحوائجه الی باب المسجد؟ رقم: ۲۰۳۵، مسلم: السلام، بیان انه یستحب لمن روی خالیا بامرأة، وکانت زوجة أو محرما له، أن یقول: هذه فلانة، لیدفع ظن السوء به. رقم: ۲۴ (۲۱۷۵) أبوداؤد: الصیام، المعتکف یدخل البیت لحاجة. رقم: ۲۴۷۰، قلنا: واخرجه ابن ماجة، الصیام، المعتکف یزوره أهله فی المسجد رقم: ۱۷۷۹.

بدزبانی اور خود ان کے معتقدین کو بھی بدگمانی پیدا ہو جائے، اس حدیث میں انکو غور کرنا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں کس قدر مبالغہ کیساتھ احتیاط فرمائی اور جو واقع میں اتباع شریعت کو ضروری نہیں سمجھتے انکا تو کیا پوچھنا جیسا کہ آج کل اکثر مرید بھی ایسے ہیں اور پیر بھی ایسے ہی ہیں۔

## ۳۰۸-رسم، تسبیح

عن صفیة رضی اللہ تعالیٰ عنها ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم دخل علیها وبین یدیها اربعة الاف نواة تسبح بهن. الحدیث (رواہ ابوداؤد والحاکم)[1]

ترجمہ: حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے سامنے چار ہزار گٹھلیاں رکھی تھیں کہ ان سے (شمار کر کے) سبحان اللہ کا ورد کر رہی تھیں۔

ف: اکثر ذاکرین کا معمول ہے تسبیح پر اوراد واذکار پڑھنے کا، یہ حدیث اس کی اصل ہے، کیوں کہ گٹھلیوں میں اور دانوں میں کوئی فرق نہیں، اور تاگا محض اجتماع کی غرض سے ہے، سو حدیث میں بھی ان گٹھلیوں کا مجتمع ہونا خود ثابت ہے، رہا یہ شبہ کہ ہاتھ میں رکھنے سے صورت ریاء کی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقت ریاء سے بچنا ضروری ہے صورت سے بچنا خود ضروری نہیں، چنانچہ خاتمہ کے قریب جو حدیث بروایت طبرانی آتی ہے اس میں تصریح ہے کہ صورت ریاء واجب الاحتراز نہیں ہے۔

## ۳۰۹-مسئلہ، عدم منافات تنعم برولایت را

### (سامانِ عیش اور ولایت میں منافات نہیں)

عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم: "لیذکرن اللہ

---

[1] قلنا: مارجدناہ فی "کتاب السنن" لأبی داؤد، وأخرجه الترمذی: الدعوات، (باب ثواب سبحان اللہ عدد خلقه) رقم: ۳۵۵۴، وقال: حدیث غریب. لانعرفه من حدیث صفیة الامن هذا الوجه من حدیث هاشم ابن سعید الکوفی، ولیس اسنادہ بمعروف، قلت والفرد باخراجه من بین أصحاب الستة کما فی "تحفة الأشراف". (۱۵۹۰۴) ورواہ الحاکم ۵۴/۱. وقال: صحیح الاسناد ولم یخرجاہ، ووافقه الذهبی فی تلخیصه.

نوم فی الدنیا علی الفرش الممهدة یدخلهم الجنات العلٰی". (رواہ أبو یعلیٰ[1])

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''بہت سے لوگ دنیا میں نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کو جنات عالیہ میں داخل فرمائیں گے۔''

ف: اکثر عوام یہ سمجھتے ہیں کہ بزرگی کے لئے خستہ حال ہونا ضروری ہے، حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سامانِ امارت کے ساتھ ذکر وطاعت میں استقامت ہو تو ثمرات جو بھی مرتب ہوتے ہیں، البتہ بعض اوقات بعض اسباب تنعم یا بعض تعلقات کو تجویز شیخ کامل کی بناء پر بمصلحتِ مجاہدہ برائے چندے یا کبھی دواماً ترک کردینا ضروری ہوتا ہے، سو یہ امر عارض مصلحت سے ہے، فی نفسہٖ شرائط سے نہیں۔

## ۳۱۰-مسئلہ، صحت ذکرِ فکری

اخرج ابویعلیٰ عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "یفضل الذکر الخفی الذی لایسمعه الحفظة سبعون ضعفاً اذا کان یوم القیمٰة وجمع الله الخلق لحسابهم وجاء ت الحفظة بما حفظوا وکتبوا قال لهم: انظروا هل بقی له من شیء فیقولون: ماترکنا شیئاً مما عملناه وحفظناه الا وقد احصیناه وکتبناه فیقول الله: ان لک عندی حسنا لاتعلمه وانا اجزیک به وهو الذکر الخفی". (ذکره السیوطی فی "البدور السافرة فی أحوال الآخرة"[2])

ترجمہ: حضرت ابویعلیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ذکر خفی جس کو حافظان اعمال ملائکہ بھی نہیں سنتے (ذکر جلی پر) ستر حصے فضیلت رکھتا ہے، جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تعالیٰ خلق کو ان کے حساب کے لئے جمع فرمائیں گے اور حافظانِ اعمال اپنی یادداشت اور نوشتہ اعمال کو لائیں گے، کہ دیکھو

---

[1] رواه ابویعلی ۱۱۱۰/۲ ص: ۳۵۹ طبع: دارالثقافة الغربية، ذكره الهيثمی فی المجمع (۷۸/۱۰) وقال: اسناده حسن. [2] ذكره السيوطی: فی البدور السافرة ورواه ابويعلی وفيه معاوية بن يحيی السدوسی وهو ضعيف. مجمع الزوائد (۸۱/۱۰) ورواه البيهقی: فی شعب الايمان مختصرا، وفيه ضعف. باب فی محبة الله عزوجل، فصل فی ادامة ذكر الله عزوجل ۴۰۷/۱، رقم: ۵۵۵. دارالكتب العلمية.

(علاوہ اعمال مکتوبہ فی الصحائف کے) اس شخص کا کوئی عمل تو باقی نہیں رہ گیا وہ عرض کریں گے کہ ہم نے اپنی معلومات اور محفوظات میں سے کوئی چیز بے ضبط کئے ہوئے اور لکھے ہوئے چھوڑی نہیں، اللہ تعالیٰ (اس شخص سے) فرمائیں گے کہ میرے پاس تیرا ایک نیک عمل ہے کہ تجھ کو بھی اس کا (اس وقت) علم نہیں (گو اس کے صدور کے وقت اطلاع تھی، کیوں کہ وہ عمل قصدی ہے اور قصد مستلزم ہے علم کو) اور میں تجھ کو اس کی جزاء نیک دوں گا اور وہ ذکر خفی ہے۔"

ف: بزرگوں کے یہاں کبھی ذکر لسانی کی کبھی ذکر قلبی کی بلا حرکت لسان تعلیم ہوتی ہے، بعض اہل ظاہر سمجھتے ہیں کہ جب تک زبان سے حروف ادا نہ ہوں وہ ذکر معتبر نہیں، حدیث میں اس ذکر کے معتد بہ اور معتبر ہونے کی تصریح موجود ہے، کیوں کہ تلفظ کے لئے سماع حفظہ لازم ہے، اور وہ منتفی ہے پس تلفظ بھی منتفی ہے، البتہ بعض احکام میں تلفظ بالاجماع شرط ہے مثل قراءت فی الصلاۃ و نکاح و طلاق و امثالہا، رہا یہ کہ گو سماع نہ تھا مگر اعمال قلبیہ کا علم تو ہوتا ہے تو اس وجہ سے لکھنا ضرور تھا، چنانچہ عزم حسنہ کا لکھا جانا احادیث میں موجود ہے جواب یہ ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعمال قلب میں سے گو اکثر کی اطلاع ہوتی ہے مگر بعض اس سے مستثنیٰ ہیں مگر بدون ورودِ استثناء کے بقیہ اعمال کو اسی اکثر میں داخل سمجھا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

## ۳۱۱- عادت، اکتفاء بر ضروریات

عن ابی الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رجلاً مرعلیٰ قوم فسلم علیہم، فردوا علیہ السلام، فلما جاوزبہم قال رجل منہم: واللہ انی لابغض ھذا فی اللہ، فقال اھل المجلس: بئس ما قلت، اما واللہ لننبئنہ، قم یا فلان - رجلاً منہم - فاخبرہ، قال: فادرکہ رسولھم فاخبرہ بما قال: فانصرف الرجل حتی اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: یا رسول اللہ! مررت بمجلس من المسلمین فیھم فلان، فسلمت علیہم، فردوا السلام، فلما جاوزتھم ادرکنی رجل منہ، فاخبرنی ان فلاناً قال: واللہ انی لابغض ھذا الرجل فی اللہ، فادعہ، فسلہ علیٰ ما یبغضنی؟ فدعاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألہ عما اخبرہ الرجل، فاعترف بذٰلک، وقال: قد قلت لہ ذٰلک یا رسول اللہ! قال: "فلم تبغضہ؟" فقال: انا جارہ وانا بہ خابر، واللہ مارأیتہ یصلی صلوٰۃ قط الا ھذہ الصلوٰۃ المکتوبۃ التی یصلیہا البروالفاجر، فقال الرجل: سلہ یا رسول اللہ! ھل رآنی

قط اخرتها عن وقتها؟ او اسات الوضوء لها؟ او اسات الركوع والسجود فيها؟ فساله رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلک، فقال: لا، ثم قال: والله ما رأيته يصوم قط الا هذا الشهر الذی يصومه البر والفاجر، قال: فسله يا رسول الله! هل رانی قط فرطت فيه؟ او انتقصت من حقه شيئا؟ فساله رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: لا، ثم قال: والله ما رأيته يعطی سائلاً قط، ولا رايته ينفق من ماله شيئا فی سبيل الله الا هذه الصدقة التی يؤديها البر والفاجر، قال: فسئله يا رسول الله! هل كتمت ذلک؟ قال: لا، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: "قم، ان ادری لعله خير منک". (رواه احمد)[1]

ترجمہ: حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کا ایک مجمع پر گزر ہوا اور ان کو سلام کیا، ان لوگوں نے اس کے سلام کا جواب دیا جب وہ شخص آگے بڑھ گیا تو اس مجمع میں سے ایک شخص نے کہا کہ واللہ مجھ کو اس شخص سے اللہ کے واسطے بغض ہے، اہل مجلس نے کہا کہ تم نے بہت بری بات کہی، واللہ ہم اس کا اظہار کریں گے، ایک شخص کو اپنے میں سے کہا کہ فلانے اٹھ اور اس (گزرنے والے) شخص کو اس کی خبر دے دے، پس یہ فرستادہ اس شخص سے ملا اور اس قول کی خبر دی، وہ شخص اپنے رستہ سے لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں مسلمانوں کی ایک مجلس پر گزرا جس میں فلانا شخص بھی تھا، میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا، جب میں ان سے آگے بڑھ گیا تو ان میں سے ایک شخص میرے پاس پہنچا اور مجھ کو یہ خبر دی کہ فلانے شخص نے یوں کہا واللہ مجھ کو اس شخص سے اللہ کے واسطے بغض ہے، تو اس کو ذرا بلا کر پوچھ لیجئے مجھ سے کس بات پر اس کو بغض ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلا کر اس خبر کی تحقیق کی (کہ تو نے کہا ہے یا نہیں) اس نے اس کا اقرار کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! واقعی میں نے کہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "پھر اس سے تجھ کو بغض کیوں ہے"؟ اس نے کہا کہ میں اس کا پڑوسی ہوں اور مجھ کو اس کے حال کی پوری خبر

[1] مسند أحمد ۴۵۵/۵، رجاله ثقات. ولكن فيه ضعف لارساله والصواب أنه من مراسيل ابن شهاب الزهری كما سياتی باثر الرواية التالية، قال أحمد: بلغنی أن ابراهيم بن سعد حدث بهذا الحديث من حفظه، فقال: عن أبی الطفيل، وحدث به ابنه يعقوب، عن أبيه، ولم يذكر ابا الطفيل فأحسبه وهم، والصحيح رواية يعقوب.

ہے، واللہ میں نے اس کو بجز اس فرض نماز کے (مع توابع) جس کو سب نیک و بد پڑھا کرتے ہیں اور کوئی نماز (نفل وغیرہ) پڑھتے نہیں دیکھا، اس شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس سے یہ پوچھئے کہ اس نے مجھ کو کبھی اس کے وقت سے تاخیر کرتے ہوئے یا اس کا وضو یا اس میں رکوع سجدہ ناقص کرتے ہوئے دیکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا، وہ بولا نہیں، پھر کہنے لگے کہ واللہ میں نے اس کو بجز اس ماہ (رمضان) کے جس میں سب نیک و بد روزہ رکھتے ہیں اور کوئی روزہ (نفل) رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس سے پوچھئے کہ مجھ کو کبھی اس میں کوتاہی کرتے ہوئے یا اس کا کچھ حق کم کرتے ہوئے دیکھا ہے، آپ نے اس سے پوچھا وہ بولا: نہیں، پھر کہنے لگے واللہ میں نے کبھی اس کو بجز اس زکوٰۃ کے جس کو سب نیک و بد ادا کرتے ہیں کسی سائل کو دیتے یا اللہ کی راہ میں خرچ کرتے نہیں دیکھا، اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس سے پوچھئے کبھی میں نے مال زکوٰۃ کو پوشیدہ کیا ہے، (یعنی عامل سے چھپا لیا ہو یا یہ معنی کہ پوری زکوٰۃ علانیہ نہ دیدی ہو) وہ بولا: نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معترض سے فرمایا کہ: ''بس جا مجھ کو معلوم نہیں، شاید یہ تجھ سے بہتر ہو۔''

ف: اصطلاح فن میں ایسے شخص کو جو عباداتِ جوارح میں سے محض ضروریات پر کفایت کرے باقی اوقات ذکر و فکر میں مشغول رکھے، قلندر کہتے ہیں، اس حدیث سے اس مشرب کا اثبات ہوتا ہے، کیوں کہ اکتفاء علی الضروریات تو حدیث میں منصوص ہے ہی اور دوام ذکر و فکر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ﴿رجال لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله﴾ سے معلوم ہے: کیوں کہ ایسے رجال میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اولیٰ ہیں، پس مجموعہ سے مقصود ثابت ہوگیا، اور ایک مشرب سلامتی ہے یعنی جو زائد اعمال کے اخفاء کا اہتمام کرے اس کا اثبات حدیث چہل و ہشتم سے ہوتا ہے، چنانچہ وہاں ''ف'' اول میں اس کی تقریر ہوئی ہے۔

## ۳۱۲- عادت بعض، تیز مزاجی

في المسند للديلمي عن انس رضى الله تعالىٰ عنه مرفوعاً: ''لاتكون الحدة

الا فی صالحی امتی او ابرارها" وبهذا السند بلفظ: "لیس احد اولٰی بالحدة من صاحب القرآن لعز القرآن فی جوفه"[1].

ترجمہ: مسند دیلمی میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تیزی (جو لطافت طبیعت کی وجہ سے ہو) صرف میری امت کے صلحاء وابرار میں ہوتی ہے''، اور اسی سند سے بایں لفظ بھی روایت ہے کہ: ''کوئی شخص (ایسی مذکورہ) تیزی کا صاحب قرآن سے زیادہ شایاں نہیں بسبب عزت قرآن کے جو اس کے جوف میں ہے۔''

ف: بعض بزرگ زیادہ لطیف المزاج ہوتے ہیں اور اس لطافت کے سبب ان کو نامناسب امور زیادہ ناگوار ہوتے ہیں اور یہ ناگواری ان کے بشرہ یا گفتگو سے ظاہر ہو جاتی ہے اور بعض اوقات یہ تغیر مزاج حد غضب تک پہنچ جاتا ہے جس سے بعض تنگ چشموں کو ان پر شبہ بد خلقی کا ہوتا ہے، سو بد خلقی وہ ہے کہ حد شرع سے متجاوز ہو جائے، ورنہ نفس حدت کا حدیث مذکور سے خلاف صلاح نہ ہونا ظاہر ہے، اور صحاح میں ایسی روایات ہیں کہ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے موقع بات پوچھنے تک پر غضب ناک ہوئے ہیں، بزرگوں پر اعتراض کرنے میں مبادرت نہ چاہیے۔

## ۳۱۳- حدیث سہ صد و سیزدہم

عن عبدالله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم: "اذنک علی ان ترفع الحجاب وان تسمع سوادی حتی انهاک". (رواه ابن ماجة)[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تمہارے لئے آنے کی یہی اجازت ہے کہ تم پردہ اٹھا دیا کرو اور میری مخفی بات سن لیا کرو، جب تک میں منع نہ کردوں۔''

## ۳۱۴- حدیث سہ صد و چہاردہم

عن الحسین بن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال: سالت ابی عن دخول رسول

[1] کشف الخفاء ۱/۴۲۳، قلت: وفی اسناده ضعف.
[2] ابن ماجة: السنة، فضل عبدالله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه . رجاله ثقات.

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: کان اذا اویٰ الی منزلہ جزء دخولہ ثلثۃ اجزاء: جزءً للّٰہ عزوجل، وجزءً لاھلہ، وجزء لنفسہ، ثم جزء جزء ہ بینہ وبین الناس، فیرد ذٰلک بالخاصۃ علی العامۃ ولا یدخر عنھم شیئا، وکان من سیرتہ فی جزء الأمۃ ایثار اھل الفضل. الحدیث (رواہ الترمذی فی الشمائل[1])

ترجمہ: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تشریف لے جانے کی حالت کے متعلق پوچھا (کہ آپ جب گھر تشریف لاتے تو کیا کرتے تھے) انہوں نے فرمایا کہ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر آنے کے حصہ کو تین حصے فرماتے، ایک حصہ وقت کا اللہ کے کام کے لئے (مثل نوافل وغیرہ) اور ایک حصہ اپنے گھر والوں (سے بولنے چالنے) کے لئے اور ایک حصہ اپنے نفس (کے آرام) کے لئے، اور پھر اپنے حصہ کو اپنے (ضروری کاموں) اور لوگوں کے (نفع پہنچانے کے) درمیان میں تقسیم فرما دیتے (یعنی کچھ وقت اپنے لئے صرف کرتے اور کچھ لوگوں کے کام میں) سو اس حصہ کو (جو کہ اپنے وقت میں سے لوگوں کے لئے نکالتے تھے) خواص کے ذریعہ سے عام لوگوں پر صرف فرماتے اور لوگوں سے کوئی چیز (کام کی) اٹھا نہ رکھتے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف امت کے حصہ میں (جو باہر صرف ہوتا تھا) یہ تھی اہل فضیلت کو ترجیح دینا وغیرہ وغیرہ جو حدیث میں مذکور ہے۔

## ۳۱۵-عادت، ضبط اوقات وبازداشتن عوام دروقتِ خلوت ونشانیدن بواب

(اوقات کو منضبط رکھنا، تنہائی کے اوقات میں عوام سے نہ ملنا اور خدام کو دروازہ پر بٹھا دینا)

عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حائط من حیطان المدینۃ، فجاء رجل فاستفتح، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "افتح لہ وبشرہ بالجنۃ" ففتحت لہ فاذا ابوبکر فبشرتہ بما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحمداللہ. الحدیث. وفیہ: مجیء عمر رضی

---

[1] رواہ الترمذی فی الشمائل. باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.

اللہ تعالیٰ عنہ و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کذلک. (متفق علیہ[1])

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے ایک باغ میں تھا، ایک شخص آیا اور دروازہ کھلوایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''دروازہ کھول دو اور اس شخص کو جنت کی بشارت دے دو''، میں نے دروازہ کھولا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی خوش خبری دے دی، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی، اسی طرح حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تشریف لانا مذکور ہے۔

ف: بزرگوں کا عموماً معمول ہے کہ اپنے اوقات منضبط رکھتے ہیں جن میں کچھ وقت خلوت کا بھی ہوتا ہے، جس میں عوام سے نہیں ملتے اور کبھی کسی خادم کو بھی بٹھلا دیتے ہیں کہ عوام کو ہجوم سے روکے اور کبھی اسی وقت میں خواص کو کسی خصوصیت سے اجازت دے دیتے ہیں، اہل بطالت ان معمولات پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں اور بزرگوں پر شبہ ترفع کا یا ترجیح بلا مرجح کا اور مثل اس کے کرتے ہیں، بعضے خاص خادموں کو جاتا ہوا دیکھ کر خود بھی جا گھستے ہیں اور اس کے ماذون ہونے سے اپنے ماذون ہونے پر استدلال کرتے ہیں، یہ حدیثیں ان سب امور کا صاف صاف فیصلہ کرتی ہیں۔

حدیث ثانی سے ضبط اوقات و اہتمام خلوت اور صرف خواص کو آنے دینا، اور حدیث اول سے خادم کے ماذون ہونے کا عام کے ماذون ہونے کو مستلزم نہ ہونا، اور حدیث ثالث سے بواب کا بٹھلانا صاف معلوم ہوتا ہے، البتہ کسی کی ضرورت شدیدہ فوریہ کے وقت پھر ملاقات سے عذر کرنا برا ہے، ورنہ علاوہ احادیث کے خود قرآن مجید کی آیت ﴿وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا﴾ اس کی اجازت دیتی ہے کہ کسی وقت ملاقات سے عذر کر دینا بھی جائز ہے، اسی طرح حدیث ''انزلوا الناس منازلھم[2]''

خواص کی ترجیح کو عوام پر جائز بتلاتی ہے، یہ تمام شبہات ناواقفی سے ہوتے ہیں۔

---

[1] بخاری: الأدب، من نکث العود فی الماء والطین. رقم: ۶۲۱۶، مسلم: فضائل الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ . رقم: ۲۸(۲۴۰۳) ترمذی: المناقب، باب (حدیث تبشیرہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بالجنة علی بلوی تصیبه) رقم: ۳۷۱۰۔ وقال: حسن صحیح. [2] ابو داؤد: الأدب، تنزیل الناس منازلھم رقم: ۴۸۴۲ عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنھا.

## ۳۱۶-عادت، جہر بالذکر

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبۃ کان علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (رواہ البخاری[1])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا جب کہ لوگ فرضوں سے فارغ ہو جاتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔

ف: چشتیہ پر بعضے شبہ عدم ثبوت جہر بالذکر کا کرتے ہیں حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے، البتہ حاشیہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ مراد حدیث میں اس کا التزام بعد الصلوٰۃ نہیں ہے۔

## ۳۱۷-متفرقات، امکان مکث بلا غذاء معتاد

### (عادتاً کھانے پینے والی چیزوں کے بغیر زندہ رہنا)

عن اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی حدیث الدجال قالت: قلت: یا رسول اللہ! واللہ انا لنعجن عجینتنا فما نخبزہ حتی نجوع فکیف بالمؤمنین یومئذ؟ قال: "یجزیہم مایجزی اہل السماء من التسبیح والتقدیس". (رواہ أحمد[2])

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دجال کے قصہ میں (جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فتنہ کا اور اس کے زمانہ میں قحط پڑنے کا ذکر فرمایا تھا) مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! واللہ کبھی ہم آٹا گوندھ کر رکھتے ہیں اور اس کو پکانے نہیں پاتے کہ بھوک لگ جاتی ہے (جس سے بیتاب ہو جاتے ہیں) سو اس روز مسلمانوں کا کیا حال ہوگا (جب کہ اس کے مخالفین پر قحط شدید ہوگا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "مسلمانوں کو (غذا کی جگہ) وہ چیز کافی ہو جائے گی جو اہل آسمان کو کافی ہوتی ہے، یعنی تسبیح وتقدیس۔"

ف: بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ انہوں نے خلوت میں مدتوں کھانا نہیں کھایا، اہل جمود علی الظاہر بے سوچے سمجھے ایسے امور کے منکر ہو جاتے ہیں، حدیث سے صاف ظاہر

---

[1] بخاری: الأذان، الذکر بعد الصلاۃ. رقم: ۸۴۱.

[2] مسند أحمد (۴۵۶/۶) وفی اسنادہ ضعف لضعف شہرین حوشب وبقیہ رجالہ ثقات. قال: البوصیری: ولہ شاہد من حدیث عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا.

ہے کہ بعض اوقات صرف ذکر و تسبیح بھی غذا کا کام دے سکتا ہے۔

## ۳۱۸-تعلیم، بُعد از مظان فتنہ (فتنوں کی جگہوں سے دور رہنا)

عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : "من سمع بالدجال فلينأ منه، فواللہ ان الرجل ليأتيه وهو يحسب انه مؤمن فيتبعه مما يبعث به من الشبهات" (رواہ ابوداؤد[1])

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دجال کی خبر سنے اس کو چاہئے کہ دور چلا جائے، واللہ بعض شخص اپنے کو مسلمان سمجھ کر اس کے پاس آئے گا (کہ اس کا تماشہ دیکھے یا اس سے مناظرہ کرے) پھر بہت سے شبہات پیدا ہو کر اس کا تابع ہو جائے گا۔''

ف: بزرگوں کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی مدعی تصوف مبطل ہو تو غیر کامل کو اس کے پاس بغرض رد بھی نہیں جانا چاہئے، بعض اوقات اس کے تصرفات وعجائب سے فتنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے، حدیث میں یہی تعلیم صریح ہے اور اس میں دجال اکبر و دجال اصغر برابر ہے۔

## ۳۱۹-دجال کی زمین میں مدت قیام

عن النواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی ذکر الدجال قلنا: یا رسول اللہ! ومالبثه فی الارض؟ قال: "اربعون یوما، یوم کسنة ویوم کشهر ویوم کجمعة وسائر ایامه کایامکم". (رواہ مسلم[2])

## ۳۲۰-مسئلہ، بسط وطی زمان (زمانہ کا پھیلنا اور سکڑنا)

عن اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : "یمکث الدجال فی الارض اربعین سنةً، السنة کالشهر والشهر کالجمعة والجمعة کالیوم والیوم کاضطرام السعفة فی النار". (رواہ فی شرح السنۃ[3])

---

[1] ابوداؤد: الملاحم، خروج الدجال. رقم: ۴۳۱۹، وسکت عنه المنذری.

[2] مسلم: الفتن، ذکر الدجال. رقم: ۱۱۰ (۲۹۳۷) [3] رواہ البغوی فی شرح السنة، الفتن، الدجال لعنه الله. رقم: ۴۱۵۹، مسند أحمد: ۴۵۴/۶. وفی اسناده ضعف لضعف شهر بن حوشب وبقية رجاله ثقات غیر ابن خثیم فهو مختلف فیه حسن الحدیث.

ترجمہ حدیث اول: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر دجال میں روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! اس کے رہنے کی زمین میں کتنی مدت ہے؟ فرمایا: ''چالیس دن، ایک دن برس روز کے برابر ہوگا اور ایک دن مہینہ کے برابر اور ایک دن ہفتہ کے برابر اور باقی ایام معمولی دنوں کے برابر ہوں گے۔''

ترجمہ حدیث دوم: حضرت اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''دجال زمین میں چالیس برس رہے گا، برس تو مہینے کے برابر ہوگا اور مہینہ ہفتہ کے برابر ہوگا اور ہفتہ دن کے برابر ہوگا اور دن ایسا ہوگا جیسے آگ سے لکڑیاں جل اٹھتی ہیں۔''

ف: دونوں حدیثوں میں من جملہ وجوہ رفع تعارض کے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کسی کو وہ زمانہ طویل معلوم ہوگا اور کسی کو قصیر اور واقع میں اس کی مقدار معین ہوگی، تو حدیث سے بسط وطے زمان دونوں ثابت ہو جائیں گے، اور اول حدیث میں روایات میں یہ بھی ہے کہ جو دن سال کے برابر ہوگا، اس میں ایک سال کی نمازیں واجب ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دن واقع میں بھی ایک ہی سال ہے، جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ وہ دن خاص ایک ہی سال کا ہو، باقی ایام میں اوپر کی تقریر جاری کی جائے، بہرحال ان حدیثوں کی دلالت مدعا پر درجۂ احتمال میں ہے، آگے ایک حدیث طے زمان میں صریح ہے۔

## ۳۲۱-مسئلہ، زمانہ کا سکڑنا

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ، ماطول ھذا الیوم؟ فقال: ''والذی نفسی بیدہ انہ لیخفف علی المؤمنین حتی یکون اھون علیہ من الصلوٰۃ المکتوبۃ یصلیھا فی الدنیا''. (رواہ البیھقی فی کتاب البعث والنشور[1])

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کی نسبت جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی (مراد قیامت کا دن ہے براہِ تعجب) پوچھا گیا کہ

[1] مسند احمد: ۷۵/۳، واسنادہ حسن علی ضعف فی رواتہ۔

اس دن کا کس قدر طول ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ وہ دن اہل ایمان پر ایسا ہوگا کہ فرض نماز جو دنیا میں پڑھتا ہے اس سے بھی ہلکا ہوگا۔"

ف: اس پر تو دلالت حدیث کی ظاہر ہے اور طے اور بسط کے امکان میں کچھ تفاوت نہیں پس بسط بھی اسی طرح ہو سکتا ہے۔

## ۳۲۲-اصلاح، اہتمام جماعت

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "من سمع المنادی فلم یمنعہ من اتباعہ عذر". قالوا: وما العذر؟ قال: "خوف او مرض لم تقبل منہ الصلوٰۃ التی صلی". (رواہ ابو داؤد والدار قطنی[1])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جو شخص مؤذن کی آواز سنے اور اس کو اس مؤذن کی اتباع سے (یعنی جماعت میں آنے سے) کوئی عذر مانع نہ ہو، تو اس کی وہ نماز جو اس نے پڑھی ہے مقبول نہیں ہوتی" صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ عذر کیا ہے؟ فرمایا: "خوف ہو یا کوئی مرض ہو۔"

ف: آج کل اکثر رسمی درویش جماعت کی مطلق پرواہ نہیں کرتے، اس حدیث کی رو سے ان کی نمازیں مقبول نہیں ہوتیں اور ظاہر ہے کہ جس کی نماز ہی مردود ہو وہ پیر ہونے کے قابل کب ہو سکتا ہے۔

## ۳۲۳-عادت، استعانت بخادم در وضوء (وضوء میں خادم سے مدد لینا)

عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ غزا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المغیرۃ: فتبرز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل الغائط، فحملت معہ اداوۃ قبل الفجر، فلما رجع اخذت اہریق علی یدیہ، فغسل یدیہ ووجہہ، وغسل ذراعیہ، ثم مسح بناصیتہ ثم اہویت لانزع خفیہ. الحدیث مختصراً. (رواہ مسلم[2])

---

[1] ابوداؤد: الصلاۃ، التشدید فی ترک الجماعۃ. رقم: ۵۵۱، قال المنذری: فی اسنادہ: ابو جناب یحیی بن ابی حیۃ الکلبی، وھو ضعیف، واخرجہ ابن ماجۃ: بنحوہ، واسنادہ امثل، وفیہ نظر، قلنا: واخرجہ ابن ماجۃ، الصلاۃ، التغلیظ فی التخلف عن الجماعۃ، رقم: ۷۹۳، رواہ الدارقطنی فی سننہ: الصلاۃ، الحث لجار المسجد علی الصلاۃ فیہ الامن عذر. رقم: ۱۵۴۲. [2] مسلم: الصلاۃ، تقدیم الجماعۃ من یصلی بہم اذا تاخر الامام ولم یخافوا مفسدۃ بالتقدیم. رقم: ۱۰۵ (۲۷۴)

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تھے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر سے پہلے میدان میں استنجاء کے لئے چلے، میں پانی کا ظرف چرمی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہولیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے تو میں (وضو کرانے کے واسطے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالنے لگا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور چہرہ دھویا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے، پھر سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا (اسی روایت میں ہے کہ اس کے ساتھ عمامہ کا یعنی عمامہ جتنے حصہ میں ہوتا ہے یعنی بقیہ سر کا مسح کیا) پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے اتارنے کے لئے جھکا، یہ حدیث مختصر ہے۔

ف: بعض بزرگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ بعض اوقات خادم ان کو وضو کراتا ہے، بعض کوتاہ بین اس کو کبر سمجھتے ہیں یہ محض بدگمانی ہے، حدیث سے اس کا جواز بلا کسی کراہت کے ثابت ہے۔

## ۳۲۴۔ مسئلہ، نقض وضوء در سقوط از وجد

(حالت وجد میں گر جانے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ان الوضوء علی من نام مضطجعا فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ". (رواہ الترمذی وأبوداؤد)[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "وضوء اس پر واجب ہے جو لیٹ کر سو جائے، کیوں کہ جب لیٹے گا تو اس کے جوڑ بند ڈھیلے ہو جائیں گے۔" (اور اس میں ریح کا خروج مستبعد نہیں ہے)

ف: اکثر صوفیاء اس سے بے علم ہیں کہ وجد میں بے ہوش ہو کر گر پڑیں یا گر کر بے ہوش ہو جائیں تو وضوء کا اعادہ واجب ہے کہ اس حالت میں استرخاء مفاصل مثل سونے کی حالت کے ہو جاتا ہے، فقہاء نے غشی میں نقضِ وضو کی تصریح فرمائی ہے۔

---

[1] ابوداؤد: الطھارۃ، الوضوء من النوم. رقم: ۲۰۱. قال أبوداؤد: قولہ "الوضوء علی من نام مضطجعا" ھو حدیث منکر، لم یروہ الا یزید أبو خالد الدالانی عن قتادۃ، ترمذی: الطھارۃ، ما جاء فی الوضوء من النوم رقم: ۷۷.

# ۳۲۵-ترک تعظیم موذی

## (تعظیم کا جو طریقہ شیخ کو ناگوار ہو اس کا ترک ضروری ہے)

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: لم یکن شخص احب الیھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وکانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھیتہ لذٰلک. (رواہ الترمذی وقال: ھذا حدیث حسن صحیح[1])

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھا، باوجود اس کے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو اٹھتے نہ تھے، کیوں کہ ان کو معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ناگوار ہوتا ہے۔

ف: حدیث سے معلوم ہوا کہ ادب اور تعظیم اور خدمت کا جو طریق اپنے کسی بزرگ کو گراں اور ناگوار ہو اس کا ترک کر دینا ضروری ہے، آج کل اتباع عرف اس قدر غالب ہے کہ بزرگوں کی راحت کا خیال نہیں کرتے، اہل عجم کے تکلفات اور تعظیم میں مبالغہ اور خدمت میں اصرار کو بڑا ذریعہ قرب وسعادت کا سمجھتے ہیں، جیسے کسی کا بدن دبانا اس کی جوتیاں اٹھانا اس کی پشت کی طرف بیٹھ جانا، بالخصوص اس اعتقاد سے کہ اس کی پشت کی طرف وظیفہ یا نماز پڑھنے سے زیادہ مقبولیت ہوگی یہ تو بالکل بت پرستی کے مشابہ ہے، یہ بلائیں آج کل بہت شائع ہیں۔

# ۳۲۶-مسئلہ، عدم تنافی مزاح با کمال (مذاق اور کمال میں منافات نہیں)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قالوا: یا رسول اللہ! انک تداعبنا قال: "انی لا اقول الا حقا". (رواہ الترمذی[2])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے خوش طبعی فرماتے ہیں، فرمایا: "میں بجز حق کے کوئی بات نہیں کہتا"۔ (یعنی خوش طبعی میں کسی امر باطل ونامشروع مثل کذب یا ایذاء مسلم کا مرتکب نہیں ہوتا)

---

[1] ترمذی: الأدب، کراھیۃ قیام الرجل للرجل. رقم: ۲۷۵۴، وقال: حسن صحیح غریب من ھذا الوجہ. [2] ترمذی: البر والصلۃ، ماجاء فی المزاح، رقم: ۱۹۹۰، وقال: حسن صحیح

ف: بعضے خشک مزاج بزرگوں کی ظرافت کو بنظر عیب دیکھتے ہیں اگر شرط مذکور فی الحدیث کی رعایت سے ہو تو سنت ہے اور اگر اس کی رعایت سے نہ ہو تو دوسری حدیث میں ممانعت آئی ہے۔ ''لا تمار اخاک ولا تمازحه''۔ (رواہ الترمذی[1])

## ۳۲۷-اصلاح، گراں بار نہ ساختن مریداں را

### (مرید کو زیر بار نہ کرنا چاہئے)

عن ابی شریح الکعبی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فی حدیث طویل. "ولا یحل له ان یثوی عنده حتی یحرجه". (متفق علیه[2])

ترجمہ: حضرت ابوشریح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑی حدیث میں فرمایا کہ: ''مہمان کو حلال نہیں کہ میزبان کے پاس اتنا ٹھہرے کہ اس کو تنگ کر دے۔''

ف: آج کل اکثر پیر اپنے مریدوں کو جان و مال کا ایسا مالک سمجھتے ہیں کہ بے تکلف جو چاہا فرمائش کر دی، جب تک جی چاہا ان کے گھر پڑ کر مرغ و پلاؤ نوش فرماتے رہے، جتنوں کو چاہا لے کر اس غریب کے گھر جا چڑھے خواہ اس کو گوارہ ہو یا ناگوار ہو خواہ اس پر فکر پڑے خواہ کچھ ہی ہو ان کو اپنے حلوے مانڈے سے کام، حدیث کے حکم عام میں پیر بھی داخل ہیں اور علت اس حرمت کی تحریج ہے جس امر میں کوئی تنگ ہوتا ہو اور وہ اس شخص کا حق واجب نہ ہو اس کا حاصل کرنا حرام ہے اور ایک حدیث میں اس سے زیادہ صریح ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی نے دعوت کی تھی اور ایک شخص ہمراہ ہو لیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدون اجازت صریح میزبان کے اس کو بھی میزبان کے گھر لے جانا جائز نہیں رکھا، پھر دوسرا تو کیا چیز ہے۔

---

[1] ترمذی: البر والصلة، المراء، رقم: ۱۹۹۰، وقال: حسن غریب.

[2] بخاری: الأدب، اکرام الضیف وخدمته ایاه بنفسه وقوله تعالی: ضیف ابراهیم المکرمین. رقم: ۶۱۳۵، مسلم: (نحوه) اللقطة، الضیافة ونحوها. رقم: ۱۵ (۴۸) أبوداؤد: الأطعمة، الضیافة. رقم: ۳۷۴۸، ترمذی: البر والصلة، الضیافة وغایة الضیافة کم هو؟ رقم: ۱۹۶۸، وقال: حسن صحیح.

## ۳۲۸۔ تعلیم، عدم جزم برؤیا (خواب پر یقین نہ کرنا)

عن محمد بن سیرین قال: الرؤیا ثلث: حدیث النفس، وتخویف الشیطان، وبشریٰ من اللہ. (متفق علیہ)

وعن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اذا رأیٰ احدکم الرؤیا یکرھھا فلیبصق عن یسارہٖ ثلثا ولیستعذ من الشیطان ثلثا، ولیتحول عن جنبہ الذی کان علیہ". (رواہ مسلم[1])

ترجمہ: محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ خواب کی تین قسمیں ہیں: حدیث النفس (یعنی خیالات) اور تخویف شیطان (یعنی شیطان بوجہ عداوت کے بغرض تحزین کے مکروہ امور دکھلاتا ہے) اور بشارت من اللہ۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جب کوئی تم میں کوئی برا خواب دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھتکار دے اور تین بار اعوذ باللہ پڑھ لے اور جس کروٹ پر تھا اس کو بدل دے۔''

ف: بعض ناواقفانِ سلوک کو دیکھا ہے کہ خواب پر ان کو بہت ہی نظر ہوتی ہے، اچھے خوابوں کی کمی ہو جاتی ہے تو اس کو علامت بعد من اللہ کی سمجھ کر مغموم اور متفکر ہوتے ہیں، اچھے خواب نظر آ جاتے ہیں تو اس کو منتہائے مقصود سمجھ کر ناز کرتے ہیں، کوئی واقعہ نظر آ جاتا ہے تو اس پر پورا اعتماد کر لیتے ہیں، کوئی برا خواب نظر آ جاتا ہے تو اسی کی پریشانی میں گرفتار ہو جاتے ہیں، حدیث میں ان سب خیالات کا غلط ہونا مصرح ہو گیا اور برے خواب کے ضرر سے بچنے کا طریقہ بھی فرما دیا گیا، غرض خواب اتنی بڑی چیز نہیں جتنا لوگوں نے سمجھ رکھا ہے، اصل فکر حالت بیداری کی چاہئے کہ وہ مرضی عنداللہ ہے یا غیر مرضی، کسی کا شعر بہت ہی پسند آتا ہے۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم ۔۔۔ چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

---

[1] بخاری: التعبیر، القید فی المنام، رقم: ۷۰۱۷، مسلم: الرؤیا، کون الرؤیا من اللہ وانھا جزء من النبوۃ رقم: ۲ (۲۲۶۳) قلنا: وأخرجہ الترمذی، الرؤیا، رؤیا المؤمن جزو من ستۃ وأربعین جزئاً من النبوۃ رقم: ۲۲۷۰، وقال: حسن صحیح کلھم عن محمد بن سیرین عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ.

# ۳۲۹- قول، ریاء الشیخ خیر من اخلاص المرید

## (پیر کا دکھلاوا مرید کے اخلاص سے بہتر ہے)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً: "اذکروا اللہ ذکرا یقول المنافقون انکم تراؤون". (رواہ الطبرانی کذا فی الجامع[1])

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "حق تعالیٰ کا اتنا ذکر کرو کہ منافقین یوں کہنے لگیں کہ تم ریا کار ہو۔"

ف: مطلب یہ ہے کہ کثرت سے ذکر کرو اور ظاہر ہے کہ کثرت کی حالت میں اخفاء نہیں رہ سکتا اور اظہار میں مخالفین ریاء کا طعن کیا ہی کرتے ہیں، پس اس حدیث میں ایسے اظہار کا جس کو ناواقف ریا کہیں اور واقع میں وہ ریاء نہ ہو، مطلوب ہونا مذکور ہے، اور مطلوبیت کے لئے خیریت لازم ہے، اور خیر میں چوں کہ معنی تفضیل کے ہیں تو اس کے لئے مفضل علیہ کو بھی ضرورت ہوگی اور مفضل علیہ مقابل ہوگا مفضل کا، اور مفضل ہے ریاء بالمعنی الخاص تو مفضل علیہ عدم ریاء ہوگا جس کو اخلاص کہا جاتا ہے، پس ثابت ہوا کہ بعض ریاء بعض اخلاص سے خیر ہے، اور دلائل خارجیہ سے شیخ کے اظہار میں مصالح خاصہ ہوتے ہیں اس عموم میں ریاء الشیخ کا اخلاص مرید سے خیر ہونا ثابت ہوگیا، خوب سمجھ لو۔

# ۳۳۰- متفرقات، فکر اصلاح اکابر را

## (اکابر کو اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے)

عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم شدید الحر نحو بقیع الغرقد، فکان الناس یمشون خلفہ، فلما سمع صوت النعال وقر ذلک فی نفسہ فجلس حتی قدمھم امامہ لئلا یقع فی نفسہ شیء من الکبر. (رواہ ابن ماجۃ[2])

---

[1] رواہ الطبرانی فی الکبیر ۱۳۱/۱۲ رقم: ۱۲۷۸۶، وقال الھیثمی: فی المجمع (۷۶/۱۰) فیہ الحسن بن أبی جعفر الجعفری وھو ضعیف. [2] ابن ماجۃ: السنۃ، من کرہ أن یوطأ عقباہ. رقم: ۲۴۵، قال: البوصیری: فی زوائد ابن ماجۃ ھذا اسناد ضعیف لضعف الروایۃ. قال ابن معین: علی بن یزید عن القاسم عن أبی أمامۃ ھی ضعاف کلھا.

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک تیز گرمی کے دن میں بقیع کی طرف چلے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتیوں کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر یہ امر گراں گزرا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے، یہاں تک کہ لوگوں کو اپنے آگے کر دیا تاکہ کوئی اثر بڑائی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں نہ واقع ہو جائے۔

ف: اور اسی حدیث کے اس مضمون پر اصل رسالہ کو ختم کرتا ہوں، کیوں کہ خاتمہ تنبیہ ہی کے مضمون پر مناسب ہوتا ہے، تاکہ رسالہ جن علوم و اعمال کو متضمن ہے یہ تخویف ان کی موافقت و امتثال کے لئے بیدار کر دے، نیز اس میں تاسی و اقتداء قرآن مجید کا بھی ہے کہ سب سے آخر آیت اس کی یہ ہے، ﴿واتقوا یوما ترجعون فیه الی الله ثم توفی کل نفس ماکسبت وهم لایظلمون﴾ پس عرض کرتا ہوں کہ اس حدیث میں غور کرنے سے ناقص تو ناقص کاملین کی بھی آنکھیں کھلتی ہیں اور ان لوگوں کی غلطی ظاہر ہوتی ہے جو زعم کمال کے بعد اپنی نگرانی حال سے بے فکر ہو جاتے ہیں خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اکابر کو فارغ ہو کر نہ بیٹھنا چاہئے مثل مبتدی کے اہتمام اصلاح اعمال اور اندیشہ تغیر حال میں لگا رہنا چاہئے اور یہی خیریت ہے۔ قال الله تعالیٰ: ﴿فلا یامن مکر الله الا القوم الخٰسرون﴾. ولنعم ماقیل:

غافل مرو کہ مرکب مرداں مردرا　　درسنگلاخ بادیۂ پے ہا بریدہ اند
نومید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش　　ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

اللھم اعناعلی الاستقامة مع القبول والکرامة، فی الدنیا ویوم القیٰمة.
وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله وأصحابه اجمعین.

# حُسنُ العِلاج
# و
# اَصلحُ العِلاج

**مرقومہ**

حضرت حکیم الامت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب رحمہ اللہ

از خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحب رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## تمہید

نحمدهٗ ونصلّی علٰی رسوله الکریم

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر عزیز الحسن عفی عنہ عرض کرتا ہے یہ اَمر مشاہد ہے کہ عشق مجازی بھی ایک نہایت سخت ابتلاء اور فتنہ کی چیز ہے بالخصوص سالکین کے لئے تو بڑا رہزن طریق ہے چونکہ اکثر کم ہمتی اور نیز عارضی لذت کی وجہ سے شروع میں اس کے ازالہ کی طرف سے قطعاً بے پروائی اختیار کی جاتی ہے بلکہ اکثر تمتع ہی کو علاج تصور کیا جاتا ہے اس لئے بمصداق

مریض عشق پر رحمت خدا کی ۔۔۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

یہ مرض سخت شدت پکڑ جاتا ہے اور پھر اس سے چھٹکارا نہایت دُشوار ہو جاتا ہے بہت سے بندگانِ خدا کو اس کے علاج کی فکر بھی ہوتی ہے لیکن اَوّل تو اکثر طبائع کو اُس کے اظہار سے شرم مانع ہوتی ہے دوسرے کوئی طبیب مشفق بھی ایسا دستیاب نہیں ہوتا جو مناسب اور مفید تدابیر سے اُس کو اس بلا سے نجات دے۔ چونکہ مثل دیگر امراض قلبیہ کے حضور اقدس حضرت حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدت فیوضہم العالی کے یہاں اس مرض کے مریض بھی کثرت سے رجوع کرتے رہتے ہیں جن کو تحریراً وتقریراً نہایت نافع تدابیر ارشاد فرمائی جاتی ہیں جو مریضوں کے حق میں اکسیر ثابت ہو چکی ہیں۔ لہٰذا مصلحت معلوم ہوا کہ تربیت السالک سے خصوصاً اور دیگر تصانیف حضرت دام ظلہم سے عموماً اس مرض کے متعلق تحریرات منتخب کر کے ایک جگہ جمع کر دی جائیں تا کہ مبتلا بہ کے لئے اُن کا مطالعہ سہل ہو اور نفع تام حاصل ہو اس مجموعہ کو ایک طویل خط سے شروع کیا گیا ہے جس

کا نام حضرت نے بوجہ ضخامت کے بیشتر ہی ''حسن العلاج لسوء المزاج'' تجویز فرما دیا۔ اُس کے بعد متفرق خطوط اور تحریرات نقل کئے گئے ہیں اور اس مجموعہ کا بھی حضرت نے اصلح العلاج لسوء المزاج جدا نام تجویز فرما دیا ہے۔ حق تعالیٰ سے اُمید ہے کہ یہ انتخاب مبتلاؤں کے لئے باعث نجات اور خالی الذہن صاحبوں کے لئے موجب عبرت و حفظ ماتقدم ثابت ہوگا۔ اس میں ایک سہولت یہ بھی ہوگئی کہ اس قسم کے مریضوں کے لئے اب حضرت کا محض اس مجموعہ کا حوالہ دے دینا کافی ہو جایا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور مقبول فرما دے آمین۔

ایک ضروری عرض یہ ہے کہ دعوات عبدیت جلد دوم کا آٹھواں وعظ مسمی بہ غض البصر بھی اسی مجموعہ کا جزو سمجھا جائے چونکہ وہ پورا وعظ اسی مضمون کے متعلق ہے اُس کو بجنسہ نقل کرنا طوالت سمجھ کر محض حوالہ کافی سمجھا گیا۔

فقط احقر عزیز الحسن

﴿ایسی تحریرات وخطوط آخری ذی الحجہ ۳۹ھ تک کے ہوں گے۔ ۱۲/ مدیر﴾

# رسالہ حُسن العلاج لسؤ المزاج

یہ رسالہ ایک خط اور اُس کے جواب سے مرکب ہے اس کے مضامین متعددہ میں سے خصوصیت کے ساتھ اُن اغلاط کے ازالہ کا مضمون جو عشق مجازی کے متعلق ہے زیادہ تر نافع اور نہایت عجیب وغریب تحقیقات کا جامع ہے۔

اس خط میں جتنے نام آئے تھے وہ ظاہر نہیں کئے گئے کہ عام نفع میں اُن کا کچھ دخل نہیں اور بلا ضرورت ایک مسلمان کا کشف راز ہے جو کہ غیر محمود ہے اللہ تعالیٰ مخاطب کو خصوصاً اور دوسرے مبتلاؤں کو عموماً نفع بخشے۔

**حال** عرض یہ ہے کہ اس سے قبل ایک عریضہ ارسال خدمت والا کر چکا ہوں امید ہے کہ نظر اطہر سے گذرا ہوگا۔ آج کل میری حالت بالکل ٹھس ہے کسی بات کا شوق نہیں ہے یہاں تک کہ عبادت کا بھی شوق نہیں ہے۔

**تحقیق:** شوق مطلوب ہی نہیں عمل مطلوب ہے بلکہ عمل بلا شوق میں بوجہ زیادہ تعب زیادہ اَجر ہے یہ نکتہ عمر بھر کے لئے پلہ میں باندھنے کے قابل ہے۔

**حال:** جو کچھ شغل حضور نے بتا دیا ہے برابر کرتا ہوں لیکن جب آج کل کی اپنی حالت پر غور کرتا ہوں تو تعجب معلوم ہوتا ہے کہ کیونکر پورا ہو جاتا ہے۔

**تحقیق:** اللہ تعالیٰ کے فضل پر نظر ہو تو کچھ بھی عجیب نہیں

**حال:** آج سے دو ایک دن پیشتر بلا وجہ طبیعت کچھ رُکی سی اور بہت ہی مضمحل تھی اور غمگین اُلجھن بھی تھی جو کہ اس وقت تک موجود ہے آج صبح سے طبیعت پھر غمگین

ہے لیکن کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔

**تحقیق:** حزن کو تصفیہ قلب میں خاص دخل ہے اس لئے یہ کیفیت موجب شکر ہے۔

**حال:** ہر روز ایک نہ ایک نئی طرح کی حالت ہوتی رہتی ہے اور ہر روز طبیعت میں کچھ نہ کچھ تغیر ہو جاتا ہے کبھی تو بہت خوش اور فرحاں ہوتی ہے اور نئی نئی طرح کی اُمنگیں اُٹھتی ہیں عبادت کرنے کا بہت شوق ہوتا ہے اور کبھی ذرا سی عبادت بھی بار ہو جاتی ہے۔

**تحقیق:** اوّل تو اکثر ذاکرین کو ابتدائے حال میں یہی کیفیت پیش آتی ہے مدت کے بعد استقامت ہوتی ہے پھر بعض طبائع فطرۃً متلون یا ضعیف ہوتی ہیں۔

**حال:** جی تو یہ چاہتا ہے کہ ہر روز کی حالت سے حضور کو اطلاع کر دیا کروں لیکن اس خیال سے کہ روز روز ایسی فضول تحریر پڑھ کر حضور کو تکلیف ہوگی اور حضور کا قیمتی وقت ضائع ہوگا لکھنے سے قاصر رہتا ہوں۔

**تحقیق:** ہر روز تو ضرورت نہیں جب کوئی بالکل نئی حالت پیش آئے اُس کی اطلاع کافی ہے اور روزانہ حالات کے لئے میرے رسالہ ''تربیۃ السالک'' کا مطالعہ بس ہے اور اس سے زیادہ انکشاف حقیقت و تسلی کے لئے صحبت کی حاجت ہے۔

**حال:** آج کل پُرانی محبت کی کاوش پھر زور پکڑتی جاتی ہے اور کبھی کبھی طبیعت بہت بے چین ہو جاتی ہے جس سے میں تھانہ بھون سے واپس آیا ہوں ایک گونہ تسکین تھی۔

**تحقیق:** ایسا اختلاف اَمر طبعی ہے فکر نہ کیجئے اور ہمت نہ ہاریئے اور حق تعالیٰ سے التجا کرتے رہیئے ہر اَمر میں۔

**حال:** آج رات کو یعنی ۸ر اور ۹ کی درمیانی شب کو ایک خواب دیکھا جو کہ بالکل نہیں یاد ہے ہاں اتنا ضرور یاد ہے کہ حضور کی زیارت ہوئی لیکن کہاں اور کیسے یہ کچھ یاد نہیں یہ بھی اچھی طرح یاد ہے کہ خواب میں کسی موقع پر میں نے یہ بھی کہا ہے الیس اللہ بکاف عبدہ لیکن یہ بالکل یاد نہیں کہ کس موقع پر اور کس سے کہا۔

**تحقیق:** سب مبارک ہے اور ظاہر ہے۔

**حال:** چونکہ حضور میرے دل کی حالت سے واقف نہ ہوں گے اور یہ نہ معلوم ہوگا کہ پرانی محبت سے کیا اشارہ ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ جو خط (یہ خط طویل ذیل میں آتا ہے اس شعر سے شروع ہوا۔ مرا دردیست اندر دل الخ) میں نے حضور کے کان پور سے تشریف لے جانے کے بعد متواتر خوابوں کی تحریک سے تحریر کیا تھا اور جس کے بھیجنے کی اب ضرورت نہ رہی تھی کیونکہ میں خود حضور کی خدمت میں تھانہ بھون میں حاضر ہو چکا تھا اور خواب کی مجملاً کیفیت بھی بیان کر دی تھی۔

خدمت والا میں ارسال کروں گو کہ یہ ایک طول طویل فضول اور لچر تحریر ہے لیکن اس سے حضور کو میری طبیعت کا حال معلوم ہو جائے گا۔

**تحقیق:** آپ نے اچھا کیا بھیج دیا بدون اظہار اسرار دوسرا کیا تشخیص اور کیا تجویز کر سکتا ہے؟

**حال:** یہ میں جانتا ہوں کہ اس کے پڑھنے میں حضور کا بہت وقت بیکار ضائع ہوگا لیکن اس کے بھیجنے کے لئے مجبور تھا کیا کروں۔

کبھی فرصت میں پڑھ لینا بڑی ہے داستاں میری

**تحقیق:** سب پڑھ لیا اور ساتھ ساتھ ضروری تحقیقات بھی لکھ دیں ان شاء اللہ تعالیٰ نافع ہوں گی۔.......... **حال:** اگر حضور اجازت عطا فرما دیں تو اپنی روز کی حالت جو کچھ بھی ہو روزانہ عرض کیا کروں۔

**تحقیق:** اس کی ضرورت نہیں مجھ کو بھی اتنی فرصت نہیں تربیت السالک کا مطالعہ ان شاء اللہ تعالیٰ بالکل کافی ہے۔

## وہ خط طویل جس کا حوالہ حاشیہ خط سابق میں ہے یہ ہے

**حال:** حضور میں اپنا حال زار کیا تحریر کروں۔

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگردم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

واقعی میرا حال ایسا ہی ہے کہ نہ تو گوش گذار کرتے بنتا ہے اور نہ خاموش ہی رہتے بنتا ہے۔ بار بار طبیعت کا تقاضا ہوتا ہے کہ اپنی حالتِ زار حضور کی خدمت بابرکت میں عرض کروں۔ لیکن شرم وحیاء اور خوف سوئے ادبی مانع آتے رہے باوجود اس کے کہ ...... نے چند مرتبہ مجھ سے کہا کہ میں اپنی حالت حضور کی خدمت میں عرض کروں اور ترغیب بھی دلائی جس سے کچھ ڈھارس بندھ چلی تھی طبیعت کا تقاضا بھی اب سختی کے ساتھ ہو چلا تھا لیکن جرأت کسی طرح نہ پڑتی تھیں مگر ممکن تھا کہ میں کچھ عرض کروں لیکن کان پور سے واپسی کے بعد تو رہی سہی ہمت بھی ٹوٹ گئی اور اب ہمیشہ خاموش ہی رہنے کا ارادہ کر لیا تھا کہ میں نے خواب دیکھے جس سے میری جرأت ہوئی کہ میں اپنی حالت جو کچھ مجھے یاد ہے بلاکم وکاست عرض کروں۔ خواب عریضہ کے آخر میں عرض کروں گا۔ کان پور سے مجھ کو واپس آئے اور حضور کے کان پور سے تشریف لے جانے کے بعد تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ ایک شب کو میں نے حضور کو خواب میں دیکھا صبح اُٹھ کر میں نے چاہا کہ اب خدمت والا میں عریضہ ارسال کروں لیکن پھر جرأت نہ پڑی، دوسری شب حضور پھر خواب میں تشریف لائے، تیسرے شب خواب میں پھر حضور کی زیارت ہوئی۔ اب میری ہمت بندھی کہ اپنی حالت عرض کروں کیونکہ قدرت کا منشاء یوں ہی معلوم ہوتا ہے اور یہ خیال کر کے کہ گو میرا حال قابل تحریر نہیں لیکن ؎

شاہاں چوں عجب گر بنو ازند گدارا

حضور کے الطاف بزرگانہ اور دعائے خیر کے آسرے پر عرض کرتا ہوں۔ میرے والد ایک معزز عہدے پر ممتاز تھی میری عمر ۹ یا دس سال کی ہوگی میرے گھر میں بہت سی عورتیں رہا کرتی تھیں جن کے بال بچے بھی ساتھ ہی رہتے تھے اور ان ہی لڑکے لڑکیوں کے ساتھ میں بھی کھیلا کرتا تھا۔ گھر پر قرآن شریف اور کچھ فارسی اور یوں ہی سی انگریزی کی تعلیم ہوتی تھی جس کے بعد تمام وقت کھیل کود ہی میں صرف ہوتا تھا ان ہی لڑکوں لڑکیوں میں سے ایک لڑکی سے طبیعت مانوس ہوگئی اُس وقت تو کچھ نہ معلوم ہوا اور نہ

اِدھر کچھ خیال ہوا بچپن کا زمانہ تھا اور کچھ ایسی سمجھ بھی نہ تھی۔ یہ کیا معلوم تھا کہ ؎

رنگ لائے ہماری فاقہ مستی ایک دن

یعنی اُنسیت سے دلچسپی اور دلچسپی سے محبت ہوگئی اور یہ محبت رفتہ رفتہ عشق کے درجہ تک پہنچ گئی جیسے جیسے زمانہ گذرتا گیا اور ہم دونوں کی عمریں بڑھتی گئیں اور ہم دونوں کو سمجھ آتی گئی اس عشق میں بھی روز افزوں ترقی ہوتی گئی اور اب یہ جی چاہنے لگا کہ بس صرف اسی لڑکی کے ساتھ کھیلا کروں اور کوئی دوسرا نہ شریک ہو ہر وقت اُسی کے پاس رہنے کو جی چاہتا تھا اور ذرا دیر کو بھی اُس سے علیحدہ ہونا شاق ہوتا تھا یہاں تک کہ پڑھنے کو جانا بھی بُرا معلوم ہوتا تھا چونکہ پڑھنے کے لئے جانا مجبوری تھا اس لئے جبراً و قہراً جانا ہی پڑتا تھا بچپن میں مَیں بہت ذہین تھا اس لئے بہت جلد اپنا سبق یاد کر کے فارغ ہو جاتا تھا جیسے ہی مدرسہ سے چھٹکارا ہوا اور میں اُس لڑکی کے پاس آیا حالانکہ اگر شاعرانہ پہلو سے اور نظرِ غور سے دیکھا جائے تو یہ لڑکی کچھ کیا بالکل بھی حسین نہیں تھی پھر بھی اُس میں کچھ ایسی دل آویزی تھی کہ اُس کی ہر بات بھلی معلوم ہوتی تھی اور اُس کی ہر ادا شاعرانہ حیثیت سے تیر و نشتر کا کام کرتی تھی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شوقِ نظم اور مادہ عشق میرے خمیر میں شامل کئے ہیں کیونکہ بالکل ناسمجھی کے زمانہ میں جب کہ تشریح الحروف پڑھتا تھا ایک نوکر جس سے کہ ہم دونوں بھائی بہت مانوس تھے اور جو ہم دونوں بھائیوں کو مسجد میں نماز کے لئے لے جایا کرتا تھا ایک دن اندر سبھا کی کتاب لایا اور مجھ سے کہا کہ اس کو پڑھ کر سُناؤ اُس میں تصویریں بھی بنی ہوئی تھیں اس لئے اس کے پڑھنے کا شوق مجھ کو بھی ہوا لیکن مجھ سے یہ کتاب چلتی نہ تھی (تشریح الحروف پڑھنے والے کے لئے اندر سبھا کا پڑھ لینا آسان بھی نہ تھا) لیکن غور کر کر کے اور طبیعت پر زور ڈال ڈال کر جو کچھ انٹ سنٹ بنتا تھا اُس کو سُنایا کرتا تھا خدا خدا کر کے یہ اندر سبھا ختم ہی ہوئی تھی کہ ردّیوں میں ایک جلد مثنوی گلزار نسیم مل گئی اس کو پڑھنے کا شوق ہوا اور ایسا مزہ آیا کہ رات کے وقت جب

چراغ وغیرہ کچھ نہ ہوتا تھا تو چاند کی روشنی میں اس مثنوی کو پڑھا کرتا تھا اور جب نیند زیادہ غالب آتی تھی تو اس کو سرہانے رکھ لیا کرتا تھا۔ اس کے پڑھنے کے شوق میں نیند بھی اچھی طرح نہ آتی تھیں اور سویرے ہی آنکھ کھل جاتی تھیں بس جوں ہی آنکھ کھلی پہلا کام یہ ہی ہوتا تھا کہ اس مثنوی کو اُٹھا کر پڑھنا شروع کر دیا اگر کچھ اندھیرا ہوا اور کتاب نہ پڑھ سکا تو جو کچھ اُس کے اشعار زبانی یاد ہوتے پڑھا کرتا تھا اور جیسے ہی پڑھنے کے قابل روشنی ہوئی کتاب پڑھنا شروع کر دیا۔ اب بھی اس مثنوی کا ایسا ہی شوق ہے کہ جب کبھی یہ مثنوی مل جاتی ہے ضرور پڑھتا ہوں حالانکہ سینکڑوں ہی مرتبہ اس کو پڑھ چکا ہوں لیکن ہر بار نیا لطف آتا ہے اسی طرح لیلےٰ اور مجنوں کے کارناموں سے بہت دلچسپی ہے اور یہ دل چاہتا ہے کہ لیلیٰ اور مجنوں کے حالات کی اتنی ضخیم کتاب ہو جو کہ کبھی نہ ختم ہونے والی ہو جس کتاب میں مثلاً مثنوی مولانا روم میں یا اکثر دوسری کتابوں میں جہاں کہیں لیلیٰ مجنوں کی بابت کچھ لکھا ہوا نظر پڑ جاتا ہے زبانی یاد کر لیتا ہوں اور اُس کے پڑھنے میں بڑا مزہ آتا ہے اور خاص کر یہ حصہ نظم ۔

یک شبے مجنوں بخلوت گاہ راز گفت کای پروردگار مابساز
خوش نماید گریۂ شبہائی تو ذوقہادارم بیارب، ہائے تو

تک تو کچھ ایسا دلکش ہے کہ میں کچھ عرض نہیں کر سکتا میں اس کو اکثر پڑھا کرتا ہوں اور اس کے پڑھنے سے میری عجیب کیفیت ہو جاتی ہے اسی طرح ایک اُردو کی نظم بھی ہے جس کو میں نے ایک مرتبہ مولود پڑھنے کے وقت سُنا تھا یعنی ۔

سنتے ہیں لیلیٰ کا یہ دستور تھا آپ دیتی بھیک جو آتا گدا سے
ہوتے ہیں اسے بھلا کس کے نصیب رنج پہنچائے جسے اُس کا حبیب

تک پڑھنے سے کچھ ایسی حالت ہو جاتی ہے جو کسی طرح نہ تحریر میں آسکتی ہے اور نہ تقریر میں

**تحقیق:** ایسے اشعار کا پڑھنا ایسی طبیعت کے لئے سم قاتل ہے بالکل چھوڑ دیجئے گو چندے کلفت ہوگی مگر اُس کو گوارا کیجئے دائمی راحت کا سبب ہوگی۔

**حال:** خیر ایسی باتیں کہاں تک عرض کروں اب پھر اپنے حالات شروع کرتا ہوں۔اس لڑکی کی ماں سے اور مجھ سے اکثر ناچاقی رہا کرتی تھی جس کی وجہ سے اکثر یہ خوف رہا کرتا تھا کہ کہیں یہ اپنی لڑکی کو میرے ساتھ کھیلنے سے نہ منع کردے بس ضرورت محسوس ہوئی کہ میں اُس کی ماں سے میل پیدا کروں اس خیال کے آتے ہی میں نے اپنے چھوٹے بھائی کو کہ اُس کی نگرانی میں تھا، ہلالیا کیونکہ یہی ایک قوی ذریعہ اُس سے میل پیدا کرنے کا تھا اب جب اس عورت (لڑکی کی ماں) کو اپنے گھر جانے کی ضرورت ہوتی تھی تو خوشامد کر کے مجھ کو میرے بھائی کے پاس چھوڑ جاتی تھی اور اس طریقہ سے اُس لڑکی کے پاس بہت اچھا اور عرصہ تک رہنے کا موقع مل جاتا تھا اور جو زمانہ اُس کی صحبت میں گذرتا تھا اپنے خیال کے موافق مجھ کو ایک نعمت غیر مترقبہ معلوم ہوتا تھا باوجود اس تنہائی کے موقع کے اور آپس میں عشق ہونے کے کبھی ایک نے بھی دوسرے کا ہاتھ تک بھی بُری نیت سے نہیں چھوا، اُس کے قلب کی کیفیت کے بارے میں تو میں کوئی یقینی رائے نہیں قائم کرسکتا۔

لیکن غالباً اُس کے خیالات بھی پاک ہوں گے۔ہاں اپنے بارے میں مَیں یقینی اور حلفیہ عرض کرسکتا ہوں کہ میرے خیالات اُس کی طرف بالکل پاک تھے اور بالکل پاک لیکن پُر شوق نظر سے اُس کو دیکھتا تھا حالانکہ میں اور وہ اکثر راتوں کو بالکل پاس پاس الگ الگ چارپائیوں پر گھنٹوں لیٹے رہتے تھے اکثر ہم دونوں تنہائی میں جھولا جھولا کرتے تھے اور بجائے کسی گیت گانے کے عشق و محبت کی باتیں ہوا کرتی تھیں لیکن کیا مجال کہ ایک دوسرے کا ہاتھ بھی چھوجائے۔بس

**تحقیق:** اس کا پاک سمجھنا دھوکا ہے کوئی ناپاکی مرئی ہوتی ہے کوئی غیر مرئی جیسے پیشاب کی سیلن کہ نظر نہیں آتی اور ناپاک ہے جس کے آثار معصیت ہوں وہ پاک کہاں۔

**حال**

چوں عذار خویش دارد نامۂ اعمال ما　سادہ برکار دفراواں شرم اندک سال ما

مجھے کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ..........کا بھی اس لڑکی طرف میلان خاطر ہے اس کے سننے کے ساتھ ہی گویا مجھ پر ایک بجلی گری جس نے میرے دل ودماغ کو بالکل جلا دیا......اور اُس لڑکی کی طرف سے طبیعت کچھ مکدر ہوگئی لیکن......کی محبت غالب آئی اور یہ خیال کر کے کہ اگر ہم دونوں کہیں چلے جائیں گے تو اس لڑکی کے چلے جانے سے......کو تکلیف ہوگی، پھر یہ خیال کر کے۔

شکوہ نہ رہا کسی عدو کا  آمادۂ دشمنی ہوا دوست

طبیعت کو بہت رنج رہا کرتا تھا جب ہم دونوں بھائی یعنی میں اور......بہت ہی چھوٹے تھے ہماری ماں نے ہم دونوں کو چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا تھا۔ ہم دونوں بھائیوں میں بے انتہا محبت اور ہمدردی پیدا ہوگئی تھی اور چاہے خود کو تکلیف ہو لیکن دوسرے کو آرام پہنچانے کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ اگر ہم کو کچھ تکلیف بھی ہوتی تھی تو اُس کا اظہار نہ کرتے تھے کہ کہیں ایک کی تکلیف سُن کر دوسرے کو رنج نہ پہنچے نہ کبھی ہم دونوں نے اپنی مرحومہ ماں کا ذکر آپس میں کیا کہ اس کے سننے سے کچھ رنج دوسرے کو نہ ہو چونکہ میری طبیعت ایسی ہی تھی اور باوجود اکثر تکالیف کے بھی میں اپنے کو شاداں اور فرحاں اس غرض سے بنائے رہتا تھا کہ میری تکلیف یا رنج سے میرے بھائی کو رنج نہ ہو اس لئے میں یقین کرتا ہوں کہ میرے بھائی کے (......) بھی خیالات ایسے ہوں گے پس اس محبت اور ہمدردی کی وجہ سے یہ تکدر جو میرے دل میں دونوں کی طرف سے عارضی طور پر آ گیا تھا دو ہی چار روز میں جاتا رہا اور بجائے اس کے کہ میرے دل میں......کی یا اُس لڑکی کی طرف سے رنجش زیادہ بڑھے یہ سوچ کر۔

بلا کشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا  جو مجھ پہ گذری مت اُن سے کہو ہوا سو ہوا

اور زیادہ محبت اور ہمدردی بڑھ گئی۔ اس لڑکی سے ربط وضبط ترک کر دینا میرے لئے کچھ آسان کام نہ تھا لیکن بہت استقلال کے ساتھ میں نے اپنے دل پر جبر کر کے طبیعت کو روکا اور اُس سے ملنا بہت کم کر دیا یہ ظاہری ملاقات کا ترک کر دینا محض اس

خیال سے تھا کہ......کو تکلیف نہ ہو۔ دل میں ویسے ہی اُس کی محبت کا دریا جوش مار رہا تھا۔

نظروں سے دُور رہنے کا صاحب گلہ نہیں
دل سے قریب ایسے ہو کچھ فاصلہ نہیں

گو کہ اب ملاقات میں بہت زیادہ کمی آ گئی تھی پھر بھی جب کبھی ہم دونوں مل جاتے تھے تو گھنٹوں تک جدا ہونے کو جی نہ چاہتا تھا۔ اور ملنے سے طبیعت سیر نہ ہوتی تھی جب تک جدا ہونے کی کوئی مجبوری نہ پیش آ جاتی تھی ہرگز نہ جدا ہوتے تھے لیکن اب بجائے اس کے کہ مزہ مزہ کی باتیں شکوہ شکایات یا عہد و پیان ہوں مجھ پر ایک رقت کی کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی دل بہت ہی نازک اور نرم ہو گیا تھا اور وہ بھی رویا کرتی تھی مجھ کو تو اپنی محرومی قسمت پر رونا آتا تھا۔ نہ معلوم وہ کیوں روتی تھی میں نے اپنے خیالات کبھی اُس پر ظاہر نہیں کئے اور برابر پہلے ہی کی طرح خندہ پیشانی سے ملتا رہا اب اُس کو کہیں لے بھاگ جانے کا خیال نہ تھا اور نہ کوئی ناجائز خواہش تھی طبیعت یہی چاہتی تھی کہ ہم دونوں جُدا نہ ہوں یوں سمجھنا چاہیے کہ اس دنیاوی تھیٹر میں ہم دونوں دو ایکٹر تھے جو کہ مقررہ وقت پر اپنے اپنے پارٹ بہت خوش اُسلوبی اور دلچسپی سے انجام دینے کے بعد جدا ہو جاتے تھے اور پھر کوئی تعلق نہ رہتا تھا لیکن اس سین یا منظر کا ایک تصور اور اس صحبت کا ایک گہرا نقش دل پر رہ جاتا تھا گویا قدرت نے ہم دونوں کو ملنے کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ جدا رہنے کیلئے بنایا ہے اُس سے جدا ہونے کے وقت جو کیفیت دل کی ہو جایا کرتی تھی قابل بیان نہیں۔ ادھر بھائی کا خیال ادھر اُس کی رُسوائی کا ڈر کچھ اپنی محرومی پر افسوس ان سب باتوں نے مل کر ایک اُلجھن سی پیدا کر دی خیالات میں کشمکش ہو گئی مزاج میں چڑچڑا پن آ گیا۔ مزاج میں وحشت تو کچھ پہلے ہی سے تھی جس کا ظہور بھی اکثر موسم گرما کی چاندنی راتوں میں یا دوپہر کو ہوا کرتا تھا لیکن اس طبیعت کی روک تھام اور ضبط کی وجہ سے اب وحشت کا یہ زور ہوا کہ۔

ہر صبح می زند چو شفق جوش خون ما     موقوف بر بہار نبا شد جنون ما

اب اُس لڑکی کی شادی بھی ہوگئی میں اُس کی شادی میں بہت خندہ پیشانی سے شریک ہوا اور الگ کر کے اپنی جیب خاص سے کچھ نقرئی زیور اور کچھ مسی برتن بھی دیئے مگر دل کی کیفیت خدا ہی پر خوب روشن تھی۔

اس ظاہری سر سبزی پہ اے یار نہ جانا باطن میں جگر خون ہے مانند حنا کے

دو چار ماہ کے بعد اُس کی رخصتی بھی ہوگئی اور وہ اپنے سُسرال چلی گئی مگر جب اُس کی رخصتی ہوئی تھی میں...... میں موجود نہ تھا۔ کانپور میں پڑھتا تھا جب کانپور سے آیا اور سُنا کہ وہ نہیں ہے بس دنیا تاریک معلوم ہوتی تھی وحشت کا یہ زور تھا کہ آدھی آدھی رات کو گھر سے نکل کر سب کی نظریں بچا کر عید گاہ جو کہ قبرستان کے پاس ہے وہاں جاتا تھا اور عید گاہ کے منارہ کی چھت پر چڑھ کر بیٹھتا تھا یا قبرستان میں جا کر ایک پختہ قبر جس کے چاروں طرف چھوٹی چہار دیواری ہے اُس قبر پر جا کر لیٹا کرتا تھا اور اُس کے پاس ایک اور قبر ہے اُس کے اُوپر بیٹھا کرتا تھا، کبھی کبھی اُس قبر سے خوب لپٹ جاتا تھا اُس سے بہت تسکین ہوجاتی تھی اکثر رویا کرتا تھا اور درد آور حسرت کے شعر اُس لڑکی کی خیالی تصویر کو سنایا کرتا تھا۔

اور یوں اپنے دل کی بھڑاس نکالا کرتا تھا رخصت ہوجانے کے بعد صرف ایک مرتبہ بہت ہی سرسری طور پر اُس سے ملاقات ہوئی اُس کے بعد سے یعنی ۹۸ء سے آج تک اُس کی صورت دیکھنا نصیب ہوئی لیکن قلب میں اُس کی محبت کا دریا ویسا ہی اُبل رہا ہے دل میں اُس کی تصویر جانشین ہے اور ظاہری چیزوں میں اُس کا ایک گلٹ کا چھلہ جس کو کہ میں نے جب کہ وہ مجھ کو چاندی کا چھلہ اور انگوٹھی بطور نشانی کے دینا چاہتی تھی صرف اس خیال سے کہ چاندی کی چیز کوئی لے لے گا لیکن گلٹ کے چھلہ کو کوئی نہ مانگے گا اُن چاندی کی چیزوں پر ترجیح دے کر لے لیا تھا اور اُس کے عوض طلائی انگوٹھی میں نے دی تھی آج تک میری اُنگلی میں ہے اور اس چھلہ کو میں تمام دنیا کی دولت سے زیادہ باوقعت سمجھتا ہوں اور اکثر اس کو دیکھ کر میری بہت تسکین ہوجاتی ہے۔

**تحقیق:** وہ حبالۃ الشیطان ہے اُس کو دُور کرنا چاہئے وہ تسکین عارضی ہے اُس سے جوش کم نہیں ہوتا بلکہ قعرِ قلب میں جا کر زیادہ متمکن ہوتا ہے اس لئے محسوس نہیں ہوتا اور تسکین کا شبہ پڑتا ہے۔

**حال:** اُس کا خیال دل سے ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں جاتا۔

**تحقیق:** جو اَمر اختیاری نہ ہو وہ تو مضر نہیں لیکن قصداً اس کا تصور کرنا اور اُس سے متلذذ ہونا سم قاتل اور رہزن دین ہے۔

**حال:** دراصل میری طبیعت تنہائی اور خاموشی پسند ہے صرف اس خیال سے کہ تنہائی اور خاموشی سے کہیں میں پاگل نہ ہو جاؤں میں نے طبیعت کو جبراً مشغلہ پسند بنایا اور باتوں چیتوں میں دل بہلانا چاہا، قصہ کہانیاں سننا شروع کئے، ناول پڑھے اور صرف اس خیال سے کہ ؎

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہئے

بہت سے کبائر میں مبتلا رہا۔

**تحقیق:** بڑی غلطی کی پاخانہ کو پیشاب سے دھودیا۔

**حال:** مگر ؏ ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی''۔ اُس کی مفارقت کے ۵ یا ۶ سال کے بعد میری شادی ہوئی تین ہی سال گذرے تھے کہ میری بیوی نے میری رفاقت چھوڑ دی، پہلی بیوی کے انتقال کے پانچ برس بعد میری دوسری شادی ہوئی ان دونوں بیویوں میں سے کسی ایک بیوی کی محبت بھی اُس لڑکی کی محبت پر غالب نہ آسکی اور جیسی کہ زن وشو کی محبت دیکھی یا سنی جاتی ہے مجھے ایسی محبت نہ ہوئی البتہ اسی خیال سے کہ یہ مجھ سے وابستہ ہوگئی ہیں اور ان کے رنج وراحت کا دارومدار میری ہی خوشی ناخوشی پر ہے اسی واسطے ان کو ہر وقت خوش رکھنا چاہتا ہوں۔ جو کچھ اُن کے حقوق میرے ذمہ ہیں اُن کا ضرور خیال رکھتا ہوں اور تا حد امکان اُن کے خوش رکھنے کی کوشش بھی کیا کرتا ہوں جب میری پہلی شادی ہوئی ہے اُس وقت میں نے

آوارگی بالکل چھوڑ دی تھی ہاں اِتنا ضرور ہوا تھا کہ ایک چھوکری کے ساتھ میں نے اپنی محبت اور تعلق ہونا مشہور کر دیا تھا حالانکہ دراصل مجھے اُس سے کوئی مطلب نہ تھا اور میری طبیعت بالکل اُدھر مائل نہ تھی۔ اُس سے اپنا تعلق ظاہر کرنے میں ایک راز تھا اور یہ کسی دوسرے شخص کا تھا اس لئے میں حضور سے عرض نہیں کرسکتا کہ کیوں جھوٹ موٹ میں اپنے کو مطعون کیا۔ اس راز سے میری بیوی اَچھی طرح واقف تھی اور اسی واسطے عام عورتوں کی طرح باوجود لوگوں کے بہکانے اور کان بھرنے کے بھی اس کو (بیوی کو) کبھی اُس عورت سے رشک نہیں ہوا کیونکہ وہ اصل معاملہ جانتی تھی اور جب میری بیوی کا انتقال ہوگیا اور اس عورت کے ساتھ میں بدنام بھی ہوگیا تب البتہ میں نے اُس سے ناجائز فائدہ اُٹھایا۔

**تحقیق:** ایسے اَفعال ظاہر کرنا ممنوع ہیں مواد کا اظہار ضرور علاج میں ضروری ہے اور اظہار افعال کو علاج میں کوئی دخل نہیں اس لئے اظہار مواد جائز اور اظہار افعال ناجائز۔

**حال:** لیکن بہت جلد اُس سے قطعی نفرت ہوگئی اُس کے بعد اکثر عورتوں سے تعلق رہا لیکن چونکہ اصلی اور سچی محبت کبھی کسی سے نہیں ہوئی بلکہ یہ سب مشغلہ ہوتا تھا دل کے بہلنے کا اور اُس لڑکی کی فرقت کی تکلیف سے چھٹکارا حاصل کرنے کا اور جب اس مشغلہ سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا تو بہت جلد اُس سے نفرت ہوجاتی تھی۔

**تحقیق:** اس کی مثال اُوپر عرض کر چکا ہوں کہ نجاست کا ازالہ نجاست سے۔

**حال:** کبھی کسی مسلمان شریف گھرانے کی کسی عورت کو صرف اس خیال سے کہ میری محبت تو دیرپا نہ ہوگی مفت میں اس کی آبرو پر کیوں پانی پھیرا جائے میں دام تزویر میں نہیں لایا، جب سے میری دوسری شادی ہوئی ہے مجھے کسی دوسری عورت کی طرف میلان خاطر نہیں ہوا۔ **تحقیق:** الحمدللہ شکر کرنا چاہئے۔

**حال:** اور اسی وجہ سے میں اس بیوی سے زیادہ محبت کرتا ہوں کہ اُس کی وجہ سے میں بہت سے گناہوں سے بچا رہتا ہوں۔

**تحقیق:** عین عبادت ہے۔

**حال:** میرے دو بچے بھی اس بیوی سے ہیں ان بچوں کی محبت بھی اُس لڑکی کی محبت کو نہیں دبا سکتی۔

**تحقیق:** اس پر تو ملامت نہیں لیکن اس محبت کے مقتضاء پر کسی قسم کا عمل کرنا مضرِ آخرت ہے حتیٰ کہ قصداً اُس کا تصور بھی۔

**حال:** میں اس بات کی کوشش ضرور کیا کرتا ہوں کہ اس موجودہ بیوی سے مجھے اتنی محبت ہو جائے اور اس میں اتنا انہماک ہو جائے کہ کسی دوسری طرف میرا خیال نہ جائے اور اُس لڑکی کا خیال فراموش ہو جائے۔

**تحقیق:** خیال قبضہ میں نہیں اس لئے اس کی کوشش منتج نہیں ہو سکتی بس اُس کے مقتضاء پر عمل نہ کرنا کافی ہے۔

**حال:** لیکن جب غور کرتا ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس لڑکی کی محبت کو اور یاد کو میں نہیں ترک کرنا چاہتا اور اُس کے فراق میں بھی بہت مزہ آتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت اُس لڑکی کی محبت میرے دل سے نکل جائیگی اُس وقت میں زندہ نہ رہ سکوں گا۔ جیسا کہ کسی نے لکھا ہے اور شاید مؤمن کا شعر ہے۔

درد ہے جاں کے عوض ہر رگ و پے میں سارے
چارہ گر میں نہیں ہونے کا جو درماں ہوگا

اس واسطے میں اُس کی محبت نہیں چھوڑنا چاہتا اور اُس وقت کو میں مبارک وقت سمجھتا ہوں کہ جب اُس لڑکی کا میں اسیر ہوا تھا۔

خوش وقت اسیری کہ برآمد ہوس ما　　شد روز نخستیں سبد گل قفس ما

**تحقیق:** بڑا غلط خیال اور موجب وبال ونکال ہے وہ ساعۃ نہایت منحوس ہے جس میں غیر اللہ کے ساتھ دل اُلجھ جائے اور باقی اس بناء پر جو رائیں (آراء) قائم کی جائیں وہ سب بناء الفاسد علی الفاسد ہیں۔

**حال:** موجودہ زمانہ میں مجھے بجز ان چار شخصوں کے والد ماجد......اور...... کی بڑی لڑکی۔ بیوی اور کسی کی اصلی اور سچی محبت نہیں ہے لیکن ان میں سے کسی کی محبت بھی اُس لڑکی کی محبت کو نہیں دبا سکتی بس میری بے خودی کی عجب حالت تھی میں بیوی سے یا کسی اور سے باتیں کر رہا ہوں دل اس لڑکی سے باتیں کر رہا ہے مجھ سے کوئی باتیں کرتا ہے میں اُس لڑکی کے خیال سے باتیں کرتا ہوں راستہ چلنے میں پاؤں اپنا کام کرتے ہوتے ہیں میرا دل و دماغ کہیں اور ہوتا ہے اسی واسطے مجھے کبھی راستہ نہیں یاد رہتا اور نہ معلوم ہوتا ہے کہ کتنی مسافت طے کر گیا اور راستہ میں کیا کیا واقعات پیش آئے۔ لکھتا کچھ ہوں لکھ کچھ اور جاتا ہوں۔

کہنا کچھ چاہتا ہوں منہ سے کچھ اور نکل جاتا ہے، اس لئے میری تحریر بے ربط، بے ڈھنگی، تقریر بے ہودہ اور اُلجھی ہوئی ہوتی ہے۔ تنہائی میں کوئی کام نہیں کر سکتا۔ ذرا تنہائی ہوئی خیالات نے ہجوم کیا اور طبیعت بے چین ہوگئی۔ غرض یہ کہ تنہائی میں اسی کی تصویر پیش نظر، جاگتے میں اُسی کا خیال، سوتے میں اُسی کا خواب۔ ایک مرتبہ عالم تنہائی میں اُس کی خیالی تصویر پیش نظر تھی اور اُسی سے میں باتیں کر رہا تھا کہ دماغ میں اُس حالت کے موافق ایک شعر ڈھلا ہوا آ گیا، وہ شعر یہ ہے۔

ہائے کرتے ہیں لب خاموش سے تقریر ہم
چوم لیتے ہیں تحیر میں تری تصویر ہم

کچھ عرصہ کے بعد عرفی کا ایک شعر نظر سے گذرا جس کا مضمون بھی قریب قریب میرے ہی شعر جیسا ہے۔ یہ عرفی کا شعر بھی چونکہ میرے حسب حال تھا معلوم ہوا، وہ شعر یہ ہے۔

چہ خوش ست با خیال تو نہفتہ راز کردن
بزبان بے زبانی درشکوہ باز کردن

بس اسی طرح زندگی لہو ولعب میں گزرا کی اور نتیجہ کچھ نہ ہوا۔

**تحقیق:** ناواقفی اور کم ہمتی سے اپنے ہاتھوں زندگی کو بے نتیجہ کرلیا۔

**حال:** لیکن باوجود اس طرح بے ہودہ زندگی گزارنے کے صوم وصلوٰۃ کا مجھے اکثر خیال رہا کرتا تھا مگر پابندی بالکل نہ تھی کبھی ہفتوں، مہینوں پابند رہتا تھا اور کبھی ہفتوں مہینوں کے لئے بالکل ترک ہوتی تھی اور ادھر خیال بھی نہ آتا تھا دل کی حالت یہ تھی کہ چوری کے اور ناجائز مال سے بہت کراہت آتی تھی کسی کی تکلیف یا عسرت دیکھ کر طبیعت بے چین ہو جاتی تھی جب میں کسی کی مالی مدد کرتا تھا تو مجھے بے انتہا شرمندگی ہوتی تھی اور یہ خیال رہا کرتا تھا کہ کہیں وہ شخص یہ نہ سمجھے کہ مجھے ذلیل یا غریب سمجھ کر میری مدد کی گئی ہے اور میرے دل میں احسان جتانے کا بالکل خیال اور ارادہ بھی نہ ہوتا تھا۔ ہاں جو شخص مجھ سے ذرا سا بھی احسان کردیتا تھا تو اُس پر اپنی جان تک تصدق کرنے کو تیار رہتا تھا۔ ایفائے وعدہ کا بہت خیال رہتا تھا۔ میرے خیال تک میں نہ آتا تھا کہ کسی کے ساتھ میں نے کچھ نیک سلوک کیا ہے اگر کوئی شخص جس کی کہ میں نے کچھ مدد کی ہوتی کبھی میرا شکریہ ادا کرتا تھا تو گویا مجھ پر ایک آفت نازل ہو جاتی تھی ۔ مجھے اس شکریہ سے بہت تکلیف اور ندامت ہوتی تھی اور اس تکلیف سے بچنے کے لئے میں اکثر خفیہ طور پر امداد کرتا تھا کہ کسی کو میرا نام نہ معلوم ہو جائے کہ مجھے اُس کے شکریہ سے تکلیف اُٹھانا پڑے۔ اور اسی واسطے میں اپنے سے بڑوں اور اپنے رشتہ داروں کی مدد کرنے سے قاصر رہا کرتا تھا کہ اگر میں ان لوگوں کی مدد کروں گا تو یہ لوگ اپنے دل میں یہ خیال کریں گے کہ دیکھو ہم سے چھوٹا ہم کو ذلیل یا غریب سمجھتا ہے اور اسی خیال سے ان کے ساتھ سلوک کرنے کا میں کوئی بہانہ ڈھونڈھا کرتا تھا اور جب کبھی کوئی موقعہ مل جاتا تھا میں اُن کے ساتھ سلوک کردیا کرتا تھا لیکن بہت کم موقع ملتا تھا اس بات پر اکثر ...... مجھ پر اعتراض کرتے تھے اور سمجھاتے تھے کہ پہلے اپنوں سے سلوک کرنا چاہئے بعد کو اوروں سے اور میں بھی اس کو سمجھتا تھا لیکن کسی کی تکلیف دیکھ کر میں ایسا بے چین ہو جایا کرتا تھا کہ مجھے اپنے پرائے میں فرق نہ معلوم

ہوتا تھا۔ اب یہ دل کی نرمی سمجھی جائے یا کمزوری اکثر ایسا بھی ہوا کہ اگر میں نے کسی کے ساتھ بالکل نیک نیتی سے اور بلا کسی خیال بجز ہمدردی کے کچھ سلوک کیا تو لوگوں کو مجھ پر بے جا شک ہوا اور مجھے مطعون بھی کیا لیکن میں نے اس کی کچھ پروانہ کی اکثر ایسا بھی ہوا کہ جس کی میں نے مدد بالکل سادہ دِلی سے کی وہ خود مجھ سے بدگمان ہونے لگا کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ ظاہری حالت دیکھ کر میں نے کسی شخص کی مدد کی تو کسی نے تو یہ کہہ کر کہ میں بھک منگا نہیں ہوں میرے دام واپس کر دیئے اور کبھی کسی نے مجھے سخت و سُست بھی کہا لیکن یہ مجھے کچھ نا گوار نہ گذرتا تھا غرض یہ حالت ۱۹۱۲ء تک قائم رہی۔

**تحقیق**: ان میں اکثر ملکات اور افعال محمود ہیں مگر کسی قدر ضعف قلب کی آمیزش کے ساتھ۔

**حال**: ۱۹۱۳ء کے شروع ہوتے ہی مجھے بننے سنورے رہنے کا شوق پیدا ہوا اور طبیعت صفائی اور لطافت پسند ہوگئی اور یکا یک میں نماز بھی پڑھنے لگا اور اب کے نماز میں اللہ نے کچھ ایسی پابندی عنایت کی کہ پھر مجھ سے اس وقت تک ترک نہیں ہوئی اگر دو چار دن کی نماز کبھی قضا بھی ہوگئی تو میرے دل پر بہت شاق گذرتا تھا اور جب تک ادا نہ کرلوں طبیعت کو نا گوار گذرا کرتا تھا اور ایک بار سار ہتا تھا۔

**تحقیق**: یہ اچھی علامت تھی۔

**حال**: رمضان المبارک میں روزہ رکھتا تھا لیکن کم کبھی تو دو دو چار چار روز کے لئے سلسلہ بالکل منقطع کر دیتا تھا اور کبھی ایک دن روزہ رکھتا تھا دوسرے دن ناغہ کر دیتا تھا تیسرے دن پھر رکھتا تھا چوتھے دن پھر ناغہ کر دیتا تھا کیونکہ روزہ میں بہت سخت تکلیف ہوتی تھی اور کسی طرح دن کاٹے نہ کٹتا تھا۔ اسی غرض سے تاش وغیرہ میں طبیعت بہلایا کرتا تھا۔ یہ حالت ۱۹۱۴ء تک رہی۔

**تحقیق**: اس میں کم ہمتی بیّن تھی۔

**حال**: ۱۹۱۴ء میں مَیں نے قحط کے کام میں بہ عہدۂ سرکل افسری نوکری کی

اس نوکری میں بھی بہت سی خلافِ شریعت باتیں عمل میں آتی رہیں لیکن بلاخوف برخاستگی ملازمت میں محتاجوں کی امداد کرتا رہا، قحط سالی کی کارگذاری میں میرا نومی نیشن (Nomination) سب انسپکٹری کے واسطے ہوا چونکہ قحط سالی کی نوکری ستمبر کے مہینے میں ختم ہوگئی تھی اس لئے مجھ کو فرصت تھی نماز کا میں پابند تھا ہی ادھر ہوا سب انسپکٹری میں نومی نیشن بس میں نے ایک وظیفہ شروع کردیا اور اسی درمیان میں مَیں نے عربی پڑھنا بھی شروع کردی۔ اب یہ بات پیدا ہوئی کہ جب میں وظیفہ پڑھتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک تخت اُونچا سا بچھا ہوا ہے اور خداوند تعالیٰ اُس پر جلوہ گر ہے اور رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ کے داہنے جانب رونق افروز ہیں اور فرشتوں کی قطار تخت کے نیچے موجود ہے لیکن یہ سب ایک ہیولیٰ سا ہوا کرتا تھا یعنی نہ تو تخت کی کوئی خاص شکل ہوتی تھی اور نہ خداوند تعالیٰ کی کوئی تصویر ہوتی تھی اور نہ رسول اللہ کی اور نہ فرشتوں کی بلکہ یہ ہوتا تھا کہ تخت پر ایک سفید نور جس کی بھی شکل نہ بیان کرسکتا ہوں اور نہ تحریر میں لاسکتا ہوں، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اسی طرح فرشتوں کی خیر وظیفہ تو ۱۲ر دن میں ختم ہوگیا۔

**تحقیق:** اس سب کا منشاء ضعف ویبس دماغ تھا۔

**حال:** لیکن اب نماز میں میری طبیعت بہت لگنے لگی اسی عرصہ میں ایک مرتبہ کچھ مذہبی اور تصوف کی گفتگو والد ماجد صاحب قبلہ سے ہوئی والد صاحب نے فرمایا کہ بڑا اُصول یہ ہے کہ آدمی ہر وقت یہ سمجھتا رہے کہ خدا ہے چنانچہ اُس روز سے میں نے یہی خیال جمانا شروع کردیا اور جب کبھی تنہائی میں بیٹھتا تھا تو فوراً یہ معلوم ہونے لگتا تھا کہ دیوار میں اور اگر دیوار وغیرہ نہ ہوتی تو خلاء میں لفظ ''اللہ'' لکھا ہوا ہے۔

والد ماجد نے میری سفارش ...... شاہ صاحب سے بھی کی کہ اس کو کچھ سکھا دو...... (شاہ صاحب ایک بزرگ ہیں خاندان جورہ سے اور بچپنے سے کوئی اُمر خلاف شریعت اُن سے سرزد ہوتے ہوئے نہیں دیکھا گیا اور میرے والد ماجد کے ساتھ کھیلے

ہوئے ہیں) چنانچہ میں اُن کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتا تھا۔ اب یہ بات کہ خدا ہے اس قدر ذہن نشین ہوگئی کہ اگر میں نے کوئی قصہ کہنا شروع کیا یا کوئی واقعہ بیان کرنا شروع کیا اور اس میں کوئی بات جھوٹ معلوم ہوئی یا یہ معلوم ہوا کہ یہ بات مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے اس لئے جھوٹ کا احتمال ہے تو بیان کرتے کرتے میں فوراً رُک جایا کرتا تھا جس سے کہ لوگوں کو جو سنتے تھے تعجب ہوتا تھا اور مجھ سے دریافت کرتے تھے کہ کیوں کہتے کہتے رُک گئے لیکن کچھ جواب نہ دیتا تھا اور خاموش ہو رہتا تھا۔ نماز کی یہ کیفیت تھی کہ جس وقت میں نماز پڑھنے کو کھڑا ہوتا تھا اور اگر کوئی شعر وردِ زبان ہوتا تھا۔ یا کوئی خیال دل میں ہوتا تھا تو جس وقت تک نماز کی نیت نہ باندھتا تھا۔ رہتا تھا لیکن جس وقت نیت باندھ لیتا تھا شعر وغیرہ بالکل ذہن سے جاتا رہتا تھا۔ اور خیال بالکل غائب ہو جاتا تھا جب تک نماز پڑھتا رہتا تھا سوائے دربارِ خداوندی کے اور کوئی بات ذہن میں نہ آتی اور نہ کسی قسم کا وسوسہ آتا تھا۔ اور جوں ہی سلام پھیرتا تھا پھر وہی شعر وردِ زبان ہو جاتا تھا۔ جب میں ......... صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا تو خاموش بیٹھ کر اُن کے دل کو اپنے دل کی طرف متوجہ کرتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اُن کے دل سے نور کا ایک سلسلہ جاری ہے جو کہ میرے دل میں آ رہا ہے۔ یہ بزرگ روزانہ بعد نماز عصر ختم خواجگان کیا کرتے تھے اُس میں بھی اکثر شریک ہوتا تھا ۔ مجھے سب تو یاد نہیں رہا لیکن جو کچھ اس وقت یاد ہے تحریر کرتا ہوں۔ ختم خواجگان میں یہ پڑھا جاتا تھا (یا دافع البلیات. یاحلّ المشکلات یا رافع الدرجات . یا مجیب الدعوات . یاقاضی الحاجات ) مجھے اس وقت صرف اتنا ہی یاد ہے۔ اس کی مشق سے کہ خدا ہے میں تمام بُرائیوں سے اپنی دانست میں بچتا رہتا تھا اور جتنا مجھے علم تھا اور جس کو میں بُرائی سمجھتا تھا ایسا کوئی فعل مجھ سے نہ سرزد ہوتا تھا۔ ایک روز میں اپنے پھوپھا صاحب قبلہ کے ہمراہ..... شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مغرب کی نماز وہیں پڑھی..... شاہ صاحب قبلہ نے امامت کی۔ جس وقت

التحیات پڑھ رہا تھا اور یہاں پر پہنچا **السلام علیک ایها النبی و رحمة الله و برکاتهٗ** تو معلوم ہوا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر سر سے پیر تک نور کی بوچھاڑ ہو رہی ہے اور دل میں اس قسم کی فرحت محسوس ہوئی کہ جس کو میں کسی طرح بیان نہیں کر سکتا اور جب اس پر پہنچا **السلامُ علینا و علیٰ عباد الله الصالحین** تو معلوم کہ گویا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سلام مجھ پر بھیجا ہے اور میرا سینہ اور قلب بالکل نور سے معمور ہو گیا اور کچھ عجیب طرح کی حالت ہوئی۔ اُس روز یہ حالت ہو گئی کہ عموماً ہر نماز میں اور خصوصاً فرض میں جب اس مقام پر پہنچتا تھا تو وہی معلوم ہوتا تھا اور میرے قلب کی ویسی ہی حالت ہو جایا کرتی تھی۔ نماز پڑھنے میں ذرا بھی تکان نہ ہوتا تھا اور نہ کچھ بار گذرتا تھا بلکہ بہت شوق رہتا تھا اور چونکہ پھوپھا صاحب سے (یہ بہت بزرگ صاحب ہیں اور فارسی میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے ہیں اور عربی میں بھی دخل ہے۔ یہ...... کے خسر اور...... صاحب کے والد ہیں) فارسی اور عربی پڑھتا تھا۔ اس واسطے بہت سا وقت ان کی خدمت میں گذرتا تھا اور بہت علمی اور مذہبی معلومات ہوتی رہتی تھیں۔ صبح کی نماز کے بعد دو گھنٹہ تک قرآن شریف اور اسمائے باری تعالیٰ اور مختلف وظائف پڑھا کرتا تھا جس سے طبیعت بجائے گھبرانے کے اور محظوظ ہوا کرتی تھی۔ اور بہت اطمینان سے زندگی گذرتی تھی اور کسی قسم کی فکر و تشویش نہ تھی۔

**تحقیق:** ان سب احوال کا زیادہ سبب استغراق سے مناسبت تھی جو ضعف دماغ و قلب کی حالت میں جلدی ہو جاتا ہے۔

**حال:** ایک رات کو میں نے ایک بُرا خواب دیکھا جس کے اخیر میں مَیں نے یہ دیکھا کہ تم پھوپھا صاحب کے ہاں جاتے تو ہو لیکن تمہارے لئے بڑا جال ہے۔ ۱۸؍جنوری ۱۹۱۵ء تک میری ایسی ہی عمدہ زندگی رہی۔ یہ خواب میں نے ۱۸؍جنوری کی شب کو دیکھا یعنی صبح ہو کر ۱۹ جنوری تھی۔ میں نے خواب کا حال تو پھوپھا صاحب سے نہیں بیان کیا لیکن مجملاً اُن سے عرض کی۔ جس کی بابت انہوں نے ایک دُعاء بتائی

کہ جب کوئی تشویش ناک خواب دیکھا کرو تو اس کو پڑھ لیا کرو، چونکہ بچپن ہی سے میرے خواب اکثر سچے ہوا کرتے تھے اور جو کچھ میں خواب میں دیکھتا تھا بالکل ویسا ہی ہوتا تھا۔ کبھی تو ایسا ہوتا تھا کہ شب کو خواب دیکھا اور صبح کو بالکل ویسا ہی ظہور میں آگیا، اور کبھی خواب دیکھنے کے کچھ عرصہ بعد اُس کا ظہور ہوا کرتا تھا لیکن ہوتا ضرور تھا، اکثر معمہ کے طور پر اور بیشتر صاف طور پر میں خواب دیکھتا تھا جو معمہ کے طور پر ہوتا تھا اُس کی بابت تو میں نہیں عرض کرسکتا کہ آیا اُن کا کیا نتیجہ ظہور پذیر ہوا لیکن جو صاف طور پر خواب دیکھتا تھا اُس کا نتیجہ بالکل وہی ہوتا تھا جو میں خواب میں دیکھتا تھا۔ یا یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ جو کچھ ہونے والا ہوتا تھا اُس کو میں خواب میں دیکھ لیتا تھا، اس واسطے میں اپنے خوابوں سے بہت ڈرا کرتا تھا اور اَب بھی ڈرتا ہوں کیونکہ اچھے خواب تو کم دیکھنے میں آتے تھے اَلبتہ بُرے خواب اکثر دیکھنے میں آتے تھے۔

**تحقیق:** اکثر دماغ کے ماؤف ہونے سے اور غلبۂ سوداویت سے بھی اور فساد متخیلہ سے بھی ایسے خواب نظر آتے ہیں جن میں راست بھی بکثرت ہوتے ہیں جیسا اطباء نے اس کی وجہ بحث مالیخولیا میں لکھی ہے۔

**حال:** اور اسی واسطے میں رات کو بہت عرصہ تک کسی دلچسپ کتاب مثلاً ناول یا تاریخ وغیرہ کا مطالعہ کیا کرتا تھا کہ اسی شغل میں طبیعت بہلی رہے اور جلدی نیند نہ آجائے کہ کوئی خواب دکھائی دے اور جب زیادہ رات گئے سوؤں گا تو غافل ہوکر سوؤں گا اور خواب نہ دکھائی دے گا اور چونکہ اس عمل کو برسیں گذر گئیں اس وجہ سے بہت رات گئے تک جاگنے کی عادت پڑ گئی اور چونکہ تڑکے اُٹھنے کی عادت تھی اس واسطے بہت کم سو پاتا ہوں اور کبھی کبھی گرمیوں کی راتوں میں تو نیند بھی پوری نہیں ہوتی۔

**تحقیق:** اس قدر تقلیل منام دماغ کو بے حد مضر ہے اس کی تدبیر میں تساہل یا تغافل نہ کیجئے کسی طبیب کے مشورہ سے روغن کدو وکاہو کی مالش کیجئے اور داخلی تدبیر بھی ضروری ہے مثل خربزہ مغز بادام وخیارین وغیرہ۔

**حال:** بس ۱۸ جنوری کو شب کے وقت یہ خواب دیکھا اور صبح ہی سے اُس کا اثر بلکہ اسی رات سے اُس کا اثر شروع ہو گیا تھا جو کہ مجھے عرصہ کے بعد معلوم ہوا اور اُن عزیزوں کی طرف سے کہ جن کی نسبت مجھے بُرائی کا کبھی وہم بھی نہ تھا اور جن کو میں اپنے خیال میں بہت نیک اور سیدھا سمجھتا تھا ایسا برتاؤ ہوا اور میری نسبت اُنہوں نے ایسے گمان کئے کہ جن کی بابت میں حضور کے سامنے حلفیہ اقرار کرتا ہوں میرا کبھی خیال بھی نہ تھا اور جو میرے وہم اور گمان میں بھی نہ تھے۔ اس بات سے کچھ ایسی طبیعت مکدّر رہوئی اور ایسا ملال ہوا کہ اب اس بے جا برتاؤ کا اکثر خیال رہنے لگا۔ اسی عرصہ میں میرے والد ماجد صاحب قبلہ کی کچھ طبیعت ناساز ہوئی اور میں شب کو اُنہیں کے کمرہ میں سونے لگا۔ والد ماجد پلنگ پر آرام فرمایا کرتے تھے اور میں اُن کی پٹی کے پاس فرش پر بستر بچھا کر سورہا کرتا تھا اُن کے سامنے چونکہ کوئی کتاب وغیرہ پڑھنے کا موقع نہ ملتا تھا اور زیادہ رات تک جاگنے کی عادت تھی ہی اس لئے یہ مشغلہ اختیار کیا کہ لیٹ کر تسبیح ہاتھ میں لے کر 100 مرتبہ درود شریف اور اس کے بعد وہی ختم خواجگان کے فقرہ جو میں اوّل تحریر کر چکا ہوں پڑھا کرتا تھا اور پڑھتے پڑھتے ہی سوجایا کرتا تھا۔ کہ رات کو حسب ذیل خواب دیکھا:

## خواب

ایسا معلوم ہوا کہ ایک بہت وسیع احاطہ ہے اور اُس احاطہ میں ایک املی (تمر ہندی) کا درخت ہے اور اس درخت کے نیچے ایک لمبی قبر ہے۔ جب میں احاطہ میں پہنچا تو میں نے بآواز بلند کہا السلام علیکم! لیکن مجھے کوئی جواب نہ ملا اب میں قبر کے سرہانے اور اُس طرف پہنچا کہ جس طرف مردہ کا منہ ہوتا ہے اور میں نے پھر بآواز بلند کہا السلام علیکم تو فوراً قبر سے آواز آئی وعلیکم السلام یا.......... اور اسی وقت قبر شق ہوگئی اور بہت بڑے بزرگ جو کہ جسیم اور دراز قد بارُعب تھے اور جن کی داڑھی قد و قامت کے لحاظ سے بہت موزوں تھی برآمد ہوئے (اب جو میں خیال اور غور کرتا ہوں تو قد و قامت اور ریش مبارک بالکل حضور ہی سے (آپ سے) مشابہ ہے۔ لیکن خط و

خال چونکہ اچھی طرح ذہن نشین نہیں رہے اس لئے اُن کی بابت ٹھیک نہیں عرض کر سکتا کہ آیا چہرہ بھی حضور سے ( آپ سے ) مشابہ تھا یا نہیں ) پس جس وقت یہ بزرگ قبر سے برآمد ہوئے تو جیسا کہ قاعدہ ہے کہ کسی اچانک واقعہ سے کوئی جھجک جاتا ہے میں بھی ایک لحہ کے لئے جھجکا۔ مجھے خوف یا گھبراہٹ بالکل نہیں ہوئی اور معاً میں سنبھل گیا۔ یعنی میرے جھجکنے اور سنبھلنے میں کچھ وقفہ نہیں گذرا اور مجھے معلوم ہوا کہ یہ بزرگ مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب ہیں۔ حالانکہ اس سے قبل میں نے کبھی شاہ فضل الرحمٰن صاحب کی نسبت نہ تو کچھ سُنا تھا اور نہ اُن کو دیکھا تھا نہ اُن کے حلیہ سے واقف تھا ہاں کبھی کسی شخص کی زبانی صرف صاحب موصوف کا نام ضرور سُنا تھا لیکن وہ بھی نہ سننے کے برابر کیونکہ اس طرف میں نے کبھی توجہ نہیں کی اور اس خواب دیکھنے سے تو شاید پانچ چھ ماہ پیشتر سے میں نے اُن کا نام بھی نہ سنا ہوگا۔ خیر صاحب موصوف نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ مجھ سے مصافحہ بھی کیا اور معانقہ بھی، اُس کے بعد معلوم ہوا کہ میں اور بزرگ موصوف اُسی احاطہ کے ایک گوشہ میں کھڑے ہوئے ہیں اور میں بزرگ صاحب کو گود میں اُٹھاتا ہوں لیکن اُٹھا نہیں سکتا۔ اب میں نے بڑی کوشش کے بعد اُن کو اپنے ہاتھوں کے حلقہ میں لے کر اور اُوپر کی جانب کھسکا کھسکا کر گود مین اُٹھا لیا اور گود میں لئے ہوئے وہاں سے چل دیا۔ اب احاطہ وغیرہ کچھ نہ معلوم ہوا بلکہ یہ معلوم ہوا کہ میں اُن کو گود میں لئے ہوئے سڑک پر جارہا ہوں اور بہت سی باتیں مَیں دریافت کر رہا ہوں اور وہ بزرگ مجھ کو تسلی بخش جواب دیتے جاتے ہیں۔ اسی اثناء میں جب کہ میں اُن کو گود میں لئے ہوئے سڑک پر جارہا تھا تو مجھے یہ خطرہ ہوا کہ ایسے بزرگ کو گود کی بائیں جانب کیوں لیا داہنی جانب لینا چاہیئے تھا۔ لیکن میں نے جگہ تبدیل کرنے کی طرف کچھ توجہ نہ کی اور بائیں ہی جانب لئے رہا۔ خیر اُن سے باتیں کرتا ہوا اوران کو بائیں جانب گود میں لئے ہوئے جارہا تھا۔

**تحقیق:** بشارت ہے حامل نسبت ہونے کی قلب میں جو کہ بائیں جانب مشہور ہے۔

**حال:** (جو کچھ سوال اور جواب میرے اور اُن کے درمیان ہوئے آنکھ کھلنے پر مجھے کچھ یاد نہ تھے) آخر کار میں نے کوئی سوال جو کہ مجھے یاد نہیں ہے اُن بزرگ سے کیا جس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ کیا ﴿یہ الفاظ ان ہی بزرگ کے ہیں﴾ تم چاہتے ہو کہ سب باتیں تمہیں ایک دم سے بتادیں، اب ہم جہاں ٹھہرے ہیں وہاں پہنچ کر بتائیں دیں گے یعنی ٹھیکہ دار کے گھر پر۔ اب ایسا معلوم ہوا کہ میں اُن ٹھیکہ دار کا مکان جہاں یہ بزرگ ٹھہرے (قیام پذیر) ہیں جانتا ہوں اور میں اُن کو (بزرگ کو) لے کر اُس جگہ پہنچا لیکن یہ نہیں کہہ سکتا کہ گود میں لئے ہوئے قدم قدم وہاں پہنچایا ایک ہی دم سے پہنچ گیا۔ بہر حال اتنا یاد ہے کہ اُس مقام پر پہنچ گیا اور بس کسی شور کی وجہ سے جو کہ دراصل میرے مکان میں ہو رہا تھا یعنی ایک لڑکا رو رہا تھا اور اس کی ماں اس کو چُپ کرا رہی تھی۔ یہ خواب کا حال نہیں ہے۔ میں جاگ اُٹھا۔ یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ جن ٹھیکہ دار صاحب کا ان بزرگ نے ذکر کیا تھا تو خواب ہی میں میرے ذہن میں آ گیا تھا کہ کن ٹھیکہ دار صاحب کی طرف اشارہ ہے۔ مجھے ان ٹھیکہ دار صاحب کا نام بھی معلوم تھا اور مجھ سے اور اُن سے شناسائی بھی ہے۔ لیکن خواب میں مجھے نام نہیں یاد آیا صرف اُس طرف خیال ضرور منتقل ہو گیا تھا۔ ان ٹھیکہ دار صاحب کا نام ہے (.........) آنکھ کھلنے کے بعد میں کچھ دیر جاگتا رہا اور درود شریف پڑھتا رہا، بعد اس کے پھر آنکھ لگ گئی اور سو گیا اب کے جو سویا تو نہایت ناپاک خواب دیکھا۔ اور بالکل صبح ہونے کے وقت۔ اس خواب کے بیان کرنے میں گستاخی تو ضرور ہوتی ہے لیکن مجبوری بھی ہے کہ طبیب مشفق سے حال بھی نہ چھپانا چاہئے اس لئے عرض کرتا ہوں:

**خواب**

ایک بہت کریہ منظر سیاہ فام مہترانی ہے جس سے کہ ملوث ہوا اور مجھے نہانے کی حاجت ہو گئی اس خواب کو دیکھ کر مجھے اس قدر پریشانی اور تکلیف ہوئی کہ حد سے زیادہ۔ چونکہ اُس زمانہ میں کسی قسم کے ناپاک خیالات میرے دل میں نہ تھے اور نہ

ایسی باتوں کی طرف طبیعت کا میلان تھا اس لئے اس ناپاک خواب دیکھنے کا سخت تعجب ہوا اور ایک فکر پیدا ہوگئی۔ کہ دیکھئے کیا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ میں اپنے خوابوں سے بہت ڈرتا ہوں۔ جاڑے کا موسم تھا اس لئے غسل بھی نہ کر سکا اور صبح کی نماز بھی قضاء ہوگئی جو کہ میرے دل پر بہت شاق گذرا۔ اس شرم کی وجہ سے کہ والد ماجد قبلہ کہیں گے کہ صبح کی نماز کیوں نہیں پڑھی یا پڑھ لو۔ میں وہاں سے اُٹھ آیا۔ جب والد ماجد نماز اور وظائف سے فارغ ہوگئے تو میں نے اس پہلے خواب کا (احاطہ والا خواب) ذکر اُن سے کیا انہوں نے فرمایا کہ تم کو خاندان مجددیہ سے فیض پہنچے گا اس کے بعد ۸ بجے میں پھوپھا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کیونکہ صبح کی نماز کے بعد جو میں وظائف پڑھا کرتا تھا وہ کبھی آٹھ بجے اور کبھی آٹھ بجے کے کچھ پہلے ختم ہوا کرتے تھے اور آٹھ بجے روزانہ میں پھوپھا صاحب کی خدمت میں عربی اور فارسی پڑھنے جایا کرتا تھا۔ میں نے اُن سے بھی اس خواب کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ بہت مبارک ہے اس خواب کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ باوجود اس کے کہ مجھے راز داری کی بہت عادت ہے اور میں بہت ضبط کرتا ہوں مگر اس تاکید پر پابند نہ ہو سکا اور پھوپھی صاحبہ سے کہ وہ بھی بہت بزرگ ہیں اس خواب کا ذکر کر دیا۔ وہاں اور بھی لڑکے لڑکیاں اور نوکرانیاں تھیں۔

شام کو میں حسب معمول ...... شاہ صاحب (یہ خاندانِ چشتیہ میں ہیں) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُن سے بھی خواب کا حال بیان کیا۔ انہوں نے بھی فرمایا کہ بہت مبارک ہے۔ وہ جو میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ عزیزوں نے میرے ساتھ کچھ ایسے بے جا برتاؤ کئے اس کی وجہ سے میں نے پھوپھا صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے میں کمی کر دی اور اس خواب کے کچھ دنوں بعد میں نے وہاں جانا بالکل ترک کر دیا اور زمینداری کی حالت کچھ خراب ہو رہی تھی اس لئے والد ماجد قبلہ نے فرمایا کہ گاؤں پر جاؤ۔ اس لئے کچھ گاؤں کے متعلق فکریں کچھ اِدھر اُدھر کی اُلجھن۔ اور سب سے زیادہ عزیزوں کا بے جا برتاؤ ان سب باتوں نے مل جُل کر میری ایسی حالت کر دی

کہ شب وروز کاوش میں گذرنے لگے اور طبیعت بہت پریشان رہنے لگی۔ نماز میں بھی وساوس آنے لگے اور پہلے ایسی نماز نہ رہی۔ پہلے نماز کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی وسوسہ کسی قسم کا نماز میں نہ آتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ میں دربارِ خداوندی میں حاضر اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں رونق افروز ہیں۔ جب میں الحمد پڑھتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی بہت ہی اِلتجا کے ساتھ عبادت کر رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ رہا ہوں۔ اور ایک سیدھا راستہ ہے جس پر کہ آگے آگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لئے جا رہے ہیں اور حضرت کے پیچھے پیچھے میں جا رہا ہوں۔

یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تخت پر داہنی جانب خداوند تعالیٰ کے رونق افروز ہو گئے اور میں تخت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ اور یہ ذہن میں آتا تھا کہ اے خدا مجھے وہ راستہ دکھا جو تو نے ہمارے پیمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ سڑک سے بائیں جانب ایک گڑھے میں ابوجہل اُوندھے منہ پڑا ہوا ہے اور اس حالت سے میں بچنا چاہتا ہوں۔ اور میں اس سے بچ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے جا رہا ہوں اور سورۂ اَلم نشرح پڑھتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا دل کھول دیا ہے اور اس میں نور بھر رہا ہے اور میری سب بُرائیاں اور تکالیف مجھ سے دفع ہو رہی ہیں۔ اور جب میں سورۂ قُل ھو اللہ احد پڑھتا تھا تو اللہ تعالیٰ کے اوصاف اور جلال نظر آتے تھے۔ اور جب سورۂ قُل اعوذ برب الفلق اور قُل اعوذ برب الناس پڑھتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی جو کہ ان سب صفتوں سے جو کہ ان سورتوں میں ہیں متصف ہے میں پناہ میں ہوں۔ کیونکہ میں فرض میں سورۂ اَلم نشرح اور قل ھو اللہ اور سنتوں میں (اخیر کی سنتوں میں) سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس التزام کے ساتھ پڑھا کرتا تھا اور ان میں مجھے بڑا مزہ آتا تھا۔ اور رکوع میں جب میں جاتا تھا تو سبحان ربی العظیم کے اصلی معنے سمجھ میں آتے تھے اور جب میں سجدہ میں جاتا تھا تب بھی مجھ کو اصلی معنی سمجھ میں آتے تھے۔ التحیات میں معلوم ہوتا

تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام اور درود بھیج رہا ہوں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت محظوظ ہو کر مجھ پر سلام بھیجتے ہیں۔

غرض میں جو کچھ عربی کے الفاظ زبان سے کہتا تھا اس کے اُردو کے معنے میرے ذہن میں ہوتے تھے۔ اور یہ سب بلا قصد اور کوشش کے یعنی خود بخود نماز کے معنے میرے ذہن میں آجاتے تھے۔ اور نماز میں بڑا لطف آتا تھا۔ رکوع میں بہت لطف آتا تھا اور سجدہ میں تو سب سے زیادہ لُطف آتا تھا اور میں عرصہ تک سجدہ میں پڑا رہتا تھا اور اُٹھنے کو طبیعت نہ چاہتی تھی۔ غرض یہ حالت نماز کی پہلے تھی۔

**تحقیق:** یہ سب تخیلات کا غلبہ تھا گو محمود تھا مگر ایسا غلبہ عارضی ہوتا ہے چنانچہ متبدل ہو گیا لیکن وہ تبدل بھی چونکہ غیر اختیاری ہے لہٰذا مذموم نہیں۔ جو لوگ ایسے خیالات کو مقصود کمال سمجھتے ہیں وہ ان کے فقدان سے جو کہ غیر اختیاری ہے پریشان ہوتے ہیں اور یہ پریشانی کبھی منجر بہ بیکاری یا کفران وشکوہ ہو جاتی ہے اسی لئے محققین ان کی طرف التفات کرنے سے منع کرتے ہیں مقصود اعظم عمل ہے خواہ جمعیت کے ساتھ ہو یا تشتُّت کے ساتھ ہو۔

**حال:** حال اب یہ ہوا کہ نماز میں کچھ کچھ وساوِس آنے لگے اور کبھی معنٰی خود بخود ذہن میں آتے تھے اور کبھی نہ آتے تھے۔ اب اس واسطے کہ نماز میں وساوِس اور خطرات نہ آئیں میں نماز جلد ختم کرنے لگا۔

**تحقیق:** دیکھئے کیفیات کے مقصود سمجھنے سے یہ مضرت ہوئی خواہ ہزار وسوسے آئیں مگر اختصار سے تطویل افضل ہے جب امام نہ ہو۔

**حال:** کیونکہ پہلے میں بہت دیر میں نماز ختم کرتا تھا۔ مجھے لُطف ہی ایسا آتا تھا کہ نماز سے ہٹنے کو جی ہی نہ چاہتا تھا اور اسی واسطے میں کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھتا تھا یعنی کسی امام کا مقتدی نہ بنتا تھا، کیونکہ مجھے نماز سے سیری نہ ہوتی تھی اور میں اپنی طبیعت کے موافق نماز نہ پڑھ پاتا تھا اور امام نماز کو ختم کر کے سلام پھیر دیتے تھے۔

**تحقیق:** دیکھئے ان کیفیات کے مقصود سمجھنے سے ایک یہ ضرر ہوا کہ جماعت سے محروم رہا۔ ہزاروں خشوع وخضوع مل کر بھی ایک جماعت کے برابر عنداللہ قدر نہیں رکھتے۔

**حال:** اسی گڑبڑ کی حالت میں میرا کان پور جانا ہوا۔ وہاں ایک دن ایسی ہی گفتگو میں...... مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بسیط ہے کسی خاص جگہ پر محدود نہیں ہوسکتا۔ اُس روز سے ایسا ہوا کہ وہ خیال جو کہ معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک نور تخت پر متمکن ہے جاتا رہا.......... نے یہ بھی کہا تھا کہ کوئی خاص سورت التزام کے ساتھ ہمیشہ نہ پڑھنا چاہئے اس لئے اب مجھے سورتیں بھی بدلنا پڑیں۔

**تحقیق:** یہ ٹھیک تھا۔

**حال:** لیکن اب بھی نماز میں کچھ کچھ جی لگتا تھا اب میں کالپی واپس آیا اور جالون گیا۔ اب نماز کی پہلی حالت نہ تھی اور زیادہ خرابی آنے لگی اور طبیعت بہت بے چین ہونے لگی۔ جب میں جالون سے کالپی واپس آیا تو میں نے ارادہ کیا کہ...... شاہ صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوں تو معلوم ہوا کہ شاہ صاحب موصوف اورنگ آباد تشریف لے گئے ہیں۔ اب میرے دل کی بہت ہی خراب حالت ہوگئی۔ اب وہ خیال کہ خدا ہے، جاتا رہا نماز کا پابند ضرور رہا لیکن نہ اگلا سا شوق تھا نہ دل کی کیفیت اب کچھ کچھ جھوٹ بھی منہ سے نکل جاتا تھا۔ لیکن اب تک کبھی کبھی کوئی بات جھوٹ نکل جاتی تھی اور وہ بھی بلا قصد اور بعد کو میں نادم ہوتا تھا اور توبہ کرتا تھا۔

یہاں تک کہ مئی کا مہینہ شروع ہوا اُبھی تک زبان تو کم لیکن نظر اچھی طرح سے میرے قابو میں تھی اس وقت تک میں کسی کو نقصان نہ پہنچانے پر کسی کی بُرائی کسی کی غیبت نہ کرنے، کسی کو بُری خواہش کی نظر سے نہ دیکھنے پر کسی کو بُرا یا حقیر وذلیل نہ سمجھنے پر بہت سختی کے ساتھ قائم تھا لیکن رفتہ رفتہ یہ سب باتیں مفقود ہوتی گئیں۔ اور یہاں تک کہ بالکل معدوم ہوگئیں۔ اب نہ جھوٹ بولنے میں باک رہا نہ غیبت کرنے اور اب خواہشات نفسانی نے بھی زور پکڑنا شروع کیا اور گناہ کا بھی مرتکب ہوا مگر گناہ کبیرہ

کے بعد بہت خفت اور ندامت ہوتی تھی وہ اب بھی ہے اب نہ تو............شاہ صاحب موجود تھے جن کی مَیں خدمت میں حاضر ہوتا اور نہ پھوپھا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اس لئے بہت سا وقت بے کار گذرنے لگا ایک دن دوپہر کو میں شطرنج کھیلنے میں شریک ہوا تو معلوم ہوا کہ گویا میں نہایت ہی بڑا گناہ کر رہا ہوں اور بار بار دل چاہتا تھا کہ نہ کھیلوں لیکن کچھ دیر کے بعد یہ حالت جاتی رہی اور بعد کو افسوس رہا لیکن پھر وہ بھی جاتا رہا اور پھر شطرنج تاش کھیلنے میں کچھ باک نہ رہا۔ اب تھوڑے دنوں کے بعد وظائف وغیرہ سب چھوٹ گئے اور زیادہ وظیفہ پڑھنے سے طبیعت گھبرانے لگی، اب صرف ایک چھوٹا سا وظیفہ جو کہ صرف دس مرتبہ نماز صبح کے بعد پڑھا جاتا ہے اور جو میں ۱۸۹۳ء سے جبکہ میں بہت چھوٹا تھا پڑھ رہا ہوں اس پر قناعت کی نماز میں بھی پابندی وقت جاتی رہی۔ اور سب مزہ اور لُطف غائب ہوگیا۔ اور نماز اور وظیفہ بار گذرنے لگا لیکن فرض ہونے کی وجہ سے میں نماز کا پابند رہا لیکن بہت بددلی اور بد شوقی کے ساتھ اور اب میں یہ بھی سمجھنے لگا کہ میں مردود بارگاہ ایزدی ہوگیا ہوں۔

**تحقیق:** دیکھئے اسی واسطے محققین نے ان کیفیات کو نا قابل اعتبار و ناپائیدار کہا ہے اصلی چیز اور ہے یعنی نسبت مع اللہ جس کا طریق ذکر اور طاعت ہے جو کہ دونوں اختیاری ہیں۔

**حال:** یہ خیال کہ میں مردود بارگاہی صمدی ہوگیا ہوں جو کہ میری شامت اعمال کا باعث ہے بہت تکلیف دہ اور نہایت ہی بے چین کن تھا مجھے اکثر یہ محسوس ہوا کرتا ہے کہ کوئی بڑی زبردست رحمانی قوت مجھ کو اُوپر کھینچتی ہے اور کھینچتے کھینچتے مجھ کو گڑھے کے کنارے تک کہ جس میں پڑا ہوا ہوں لے آتی ہے اور پھر کوئی شیطانی قوت مجھ کو دوبارہ اُس گڑھے میں ڈال دیتی ہے اور اُس گڑھے سے باہر نہیں نکلنے دیتی اپنی قوت بھر میں بہت کوشش کرتا رہا کہ کسی ترکیب سے میں اس گڑھے سے نکل جاؤں اور پھر میری طبیعت نماز میں لگنے لگی اور ترک معصیت پر قائم ہو جاؤں اسی واسطے میں نے رات کو سوتے وقت اپنی حالت پر غور کرنا شروع کر دیا کہ آج دن بھر

میں نے کتنے بُرے کام کئے اور کتنے اچھے کیونکہ بہت برسیں گذریں جب والد صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ روز رات کو سوتے وقت یہ خیال کرلیا کرو کہ آج کون کون سے بُرے کام کئے اور کون کون سے اچھے کام کئے۔

انہوں نے مجھے یہ بات بتائی تھی تو میں اکثر رات کو سوچا کرتا تھا اور بہت سی باتیں مجھ سے چھوٹ گئی تھیں لیکن اب اُس سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوا اب میرے دن بہت بے چینی کے ساتھ گذر رہے تھے اور کچھ بنائے نہ بنتا تھا، سخت پریشانی تھی کہ میرا جانا کانپور ہوا اور حضور کا نام مبارک سنا........... نے ذکر کیا اور اپنا خط بھی جو اُنہوں نے حضور کی خدمت والا میں ارسال کیا تھا دکھلایا اُس سے طبیعت کو گونہ اطمینان ہوا اور پھر کچھ کچھ اُمید بندھی اور بہشتی زیور کے سب حصے اپنی بیوی کے لئے میں نے خریدے اور ایک حضور کا وعظ موسومہ بہ الظہور پڑھنا شروع کردیا...... نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ سب اپنی حالت لکھ کر حضور کی خدمت والا میں بھیج دو لیکن میری کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا لکھوں حالانکہ چند مرتبہ...... نے مختلف موقعوں پر مجھے جب خط بھیجنے پر زور دیا اور بارہا میں نے بھی خیال کیا اور ارادہ کیا کہ حضور کی خدمت میں عریضہ ارسال کروں۔ لیکن کچھ بنائے نہ بنا اور اس وقت تک قاصر رہا۔

اب میں گاؤں پر اپنی زمینداری کا کام کررہا تھا اور کسی کام کی وجہ سے ہمیر پور آنا ہوا ہمیر پور میں بھائی ...... صاحب کے مکان پر مقیم ہوا، بھائی ...... صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ مولانا...... صاحب قبلہ کان پور میں تشریف لائے ہیں اور...... نے بھائی ...... صاحب کو اور مجھے بلایا ہے لیکن جب مجھے یہ خبر معلوم ہوئی اُس دن وہ تاریخ تھی کہ مولانا ...... صاحب کا اِرادہ کان پور سے واپس تشریف لے جانے کا تھا اس واسطے میں کان پور نہ گیا کچھ عرصے کے بعد مَیں پھر کان پور گیا اور پھر حضور کا ذکر سُنا اب دِل کو اور اُمید بندھی اور یہ معلوم ہوا کہ اب کچھ میری حالت درست ہوجائے گی میں کان پور سے پھر گاؤں پر واپس آیا ایک روز حافظ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر۔

چون پیر شدی حافظ از میکدہ بیروں رو رندی و خرابی در عہد شاب اولے

یاد آ گیا۔ اور یکا یک مجھے خیال ہوا کہ اب مجھے داڑھی رکھ لینا چاہئے چنانچہ اُس روز سے میں نے داڑھی نہیں مُنڈائی۔ لیکن اس طرح سے کہ سب داڑھی منڈائی صرف ٹھوڑی کے اُوپر ایک گول دائرہ سا چھوڑ دیا اور اُس کو بھی باریک کرلیا گویا داڑھی تو نہیں لیکن اُس دائرے میں ٹھوڑی ہی پر ایک سیاہ داغ داڑھی کے نام سے رہ گیا۔

ایک ناول موسوم بہ عاشق شیطان میری نظر سے گذرا اُس ناول سے میں نے اپنی بہت اصلاح کی اور بہت سی بُری باتیں پھر چھوڑ دیں اور جب کبھی کسی فعل قبیح کا مرتکب ہوتا تھا تو پھر اُسی ناول کو پڑھتا تھا اور اُس کے پڑھنے سے ایسا اثر ہوتا تھا کہ پھر اُس فعل کو ترک کر دیتا تھا کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی اور داڑھی کی بھی وہی کیفیت رہی کہ ایک سیاہ داغ ٹھوڑی پر۔ اب میں پھر کان پور گیا اور وہاں سے التذکیر جس میں کے حضور کے وعظ ہیں لایا ابھی تک میری یہی حالت تھی کہ میں اپنے کو مردود بارگاہِ صمدی سمجھتا تھا تذکیر کے پڑھنے سے میری بہت تسکین ہوئی اور اب یہ مردودیت کا خیال جاتا تو نہیں رہا مگر بہت کم ہو گیا اور ہر طرف مجھے شانِ رحمت دکھائی دینے لگی۔ اکثر ذوق وشوق سے یہ شعر۔

میری بندگی سے مرے جرم افزوں ترے قہر سے تیری رحمت زیادہ

وِردِ زبان رہنے لگا اور بار بار طبیعت کا تقاضا ہوتا تھا کہ حضور کی خدمت والا میں عریضہ ارسال کروں لیکن کسی طرح نہ ہو سکا اب پھر میرا جانا کان پور ہوا اور یہ سنا کہ حضور کان پور میں تشریف لائیں گے اب طبیعت کو بہت اطمینان ہوا ایک دن تذکیر میں جو وعظ حضور نے فرمایا ہے اور اُس میں داڑھی کے متعلق بھی ذکر ہے نظر سے گذرا اُس دن سے میں نے سب داڑھی رکھ لی بیس دن تک میں نے داڑھی میں نہ قینچی لگائی اور نہ اُسترہ۔ ۱۹ر نومبر ۱۹۱۵ء مطابق ۱۰ر محرم الحرام کو مجھے ایک کام کے لئے ہمیر پور جانے کی ضرورت ہوئی چنانچہ میں نے حجام کو بلوا کر کہا کہ داڑھی کو درست کردے

جب اُس نے اصلاح کی تو مجھے پسند نہ آئی اور میں نے کہا کہ بھائی تو اور مونڈ دے پھر دیکھا جائے گا چنانچہ اُس نے داڑھی مونڈ دی اور میں گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا قریب شام کے میں کوراراہ پہنچا یہاں ڈاک خانہ ہے معلوم ہوا کہ میرے نام کے کچھ خطوط ہیں میں نے آدمی بھیج کر وہ خطوط منگوائے تو اُس میں ایک تار کا لفافہ تھا اور ایک کارڈ تار اور خط ............ نے بھیجے تھے اور یہ لکھا تھا کہ حضور کان پور میں تشریف لے آئے اور صرف چار روز کانپور میں قیام رہے گا اُس کو پڑھ کر اس قدر ندامت ہوئی کہ کم بختی سے آج ہی داڑھی مونڈائی ہے اور اس شکل سے مَیں کس طرح خدمت اقدس میں حاضر ہوں گا بہت پریشان ہوا لیکن پھر طبیعت کو سمجھایا کہ خدمت والا میں ضرور حاضر ہونا چاہیئے حاضری کا مصمم قصد کر لیا اور تار اور کارڈ تو آدمی کے معرفت والد ماجد کے پاس بھجوا دیئے اور میں ہمیر پور کی جانب روانہ ہو گیا، اب مجھے یہ فکر ہوئی کہ کان پور جانے کے لئے خرچ کی ضرورت ہے اور میں اپنے ساتھ خرچ لایا نہیں بھائی ............ صاحب قبلہ بھی ہمیر پور میں تشریف نہیں رکھتے کہ اُنہیں سے کچھ قرض لے لوں اس فکر میں جا رہا تھا کہ ایک موضع میں پہنچا وہاں مجھے یکا یک یہ خیال ہوا کہ لاؤ یہاں کوشش کروں ممکن ہے کہ قرض مل جائے چنانچہ وہاں کامیاب ہو گیا اور مجھ کو روپیہ قرض مل گیا جس کو کہ میں نے شگونِ نیک سمجھا۔ ۲۰ نومبر کو چند مقدموں کی پیروی کرنا تھی اس لئے اب یہ فکر ا ہوا کہ کسی طرح جلدی پیشی ہو جائے اور میں جلد فارغ ہو جاؤں تا کہ مجھے کان پور جانے کی گاڑی مل جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور کان پور سے واپس تشریف لے جائیں لیکن اتفاق وقت سے مقدموں کی پیشی بالکل اخیر وقت میں اور مغرب کے وقت ہوئی اس لئے طبیعت بار بار بے چین ہو جاتی تھی اور اُلجھ اُلجھ جاتی تھی اور میں سمجھتا تھا کہ میں نہایت بد قسمت شخص ہوں کہ نہ تو مولانا ............ صاحب کی زیارت ہوئی اور نہ حضور کی قدم بوسی حاصل ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے لہٰذا ہر نماز میں یعنی صبح کی نماز سے لے کر دوسری صبح کی نماز تک میں نے بہت التجا اور زاری کے

ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ حضور کی قدم بوسی سے مجھ کو سرفراز کرے اور کئی رکعت نماز شکرانہ کی منت مانی کہ اگر حضور کی قدم بوسی حاصل ہو جائے گی تو اتنی رکعت نماز شکرانہ ادا کروں گا چنانچہ ۲۰ نومبر کی رات بہت بے چینی سے کٹی اور ایک بجے رات کو آنکھ کھل گئی اور معلوم ہوا کہ سویرہ ہو گیا میں جلدی سے بستر سے اُٹھا اور حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر صبح کی نماز کے لئے وضو کیا جب وضو کر چکا تو ایک بجا تھا اب اُس وقت سے صبح تک بہت بے چینی سے بسر ہوئی صبح کی نماز سے فراغت حاصل کر کے میں گاڑی کی طرف روانہ ہوا اُونٹ گاڑی چھوٹنے میں دیر تھی میں نے یہ خیال کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُونٹ گاڑی دیر میں پہنچے اور کان پور کی طرف ریل چھوٹ جائے داروغہ اُونٹ گاڑی کو انعام دینے کا وعدہ کیا کہ مجھ کو اسٹیشن پر جلد پہنچا دے چنانچہ اُونٹ گاڑی پر سوار ہو کر اور تیز ہانکنے کی تاکید کرتے ہوئے میں اسٹیشن پر ٹرین کے آنے سے بہت پہلے پہنچ گیا خیر ٹرین آئی اور میں ۱۲ بجے دوپہر کو کان پور پہنچا فوراً جلدی سے مکان پر پہنچا اور حضور کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ابھی حضور تشریف رکھتے ہیں اس خوش خبری سے بے انتہا طبیعت کو فرحت ہوئی گھر میں عورتوں سے حضور کے قیام کے بارے میں دریافت کیا تو اتنا تو معلوم ہو گیا کہ جن صاحب کے مکان میں حضور رونق افروز ہیں اُن کا نام...... صاحب ہے لیکن اُن کا گھر مجھے نہ معلوم تھا۔

گھر میں سب نے کہا کہ کھانا کھا لو لیکن میں نے یہ جواب دے کر کہ پہلے میں حضور کی خدمت اقدس میں حاضری دے آؤں پھر کھانا کھاؤں گا اور چونکہ ظہر کا وقت ہو چکا تھا جلدی سے وضو کر کے میں گھر سے چل دیا تھوڑی دُور گیا تھا کہ بھائی...... صاحب کا لڑکا جو میرا بھتیجا ہوتا ہے مل گیا اُس سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آج حضور نے بہت زور کا وعظ فرمایا اور اب وعظ ختم کر کے حضور کسی دعوت میں تشریف لے گئے ہیں یہ سُن کر پھر مجھے بہت ناگوار گذرا اور طبیعت بے چین ہو گئی میں نے اُس سے دریافت کیا...... کہاں ہے اُس نے جواب دیا کہ وہ بھی کہیں گئے ہیں میں نے

اُس سے کہا کہ جس طرح ہو سکے مجھے...... کے پاس پہنچا دے چنانچہ وہ میرے ہمراہ ہوا میں قدم بوسی کے شوق میں جارہا تھا کہ......مل گئے اور اُن سے معلوم ہوا کہ اب حضور قبل نماز ظہر نہیں مل سکتے چنانچہ میں اور......مکان پر واپس آئے اور کھانے سے فارغ ہو کر پھر حضور کی قدم بوسی کے واسطے روانہ ہوئے۔

جب میں حضور کی خدمت والا میں حاضر ہوا تو دِل کی عجیب کیفیت تھی کچھ شوق کچھ ندامت کچھ خوف اور دل میں بہت بڑے بڑے منصوبے باندھ رہا تھا کہ حضور کی خدمت میں یوں عرض کروں گا اور حضور یہ دریافت فرماویں گے تو میں یہ عرض کروں گا اور وہاں میں نے کچھ میوہ رکھا ہوا دیکھا تو میرا یہ جی چاہا کہ اگر حضور اس میں سے ایک مجھ کو خاص اپنے دست مبارک سے عطا فرماویں تو میں اُس کو جلدی کھا جاؤں اور گویا اُس کے کھاتے ہی میرا سینہ اور قلب بالکل نور ہی نور ہو جائے گا اور میری سب تکالیف دور ہو جائیں گی لیکن بمصداق ۔

دل میں کیا کیا مسودے تھے ولے ایک بھی پیش سامنے نہ گئی

اور رات کو یہ کہتا ہوا گھر واپس آیا ۔

ہوا کوئی نہ حال دل سے آگاہ رہی مشتاق گوش اپنی کہانی

صبح کو پھر حاضر خدمت والا ہوا اور بعد نماز صبح جو کچھ میں نے عرض کیا اور جو کچھ حضور نے فرمایا اُس کے دوبارہ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے لیکن قلب پر بہت بُرا اثر ہوا تو پہلے تو نفس سرکش نے کہا کہ کچھ پرواہ نہیں ہے۔

مئی دے کہ نہ دے بادۂ اطہر تو نہیں ہے کچھ پیر مغان ساقیٔ کوثر تو نہیں ہے۔

لیکن پھر کسی غیبی قوت نے کہا کہ اگر یہ بھی بادۂ اطہر نہیں اور یہ بھی ساقی کوثر نہیں ہیں تو پھر کون سا بادۂ اطہر اور کون سا ساقیٔ کوثر تو چاہتا ہے پس کچھ اطمینان ہوا لیکن نفس سرکش میں اور قوت غیبی میں جنگ ہوئی اور میں کشمکش میں پڑ گیا اور یہ حالت تھی کہ ۔

میں بھی ہوں در پے انکار تو کچھ دور نہیں

کہ ترے جورنمایاں کا تقاضا ہے یہی

اور میں بہت افسوس کرتا تھا کہ میں نے کل تک حضور کو بہت مہربان شفیق اور خلیق سُنا تھا لیکن جس وقت سے میں خدمت میں حاضر ہوا، اُن صفات بالا میں سے کسی کا ظہور مجھ پر نہ ہوا یہ جنگ صرف ڈیڑھ یا دومنٹ قائم رہی اُس کے بعد قوت غیبی غالب آگئی اور میں نے اپنے اُوپر بہت نفرین کی اور یہ خیال کیا۔

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آذر سکندررا

بس اس ڈیڑھ یا دومنٹ کی جنگ کے بعد میری یہ حالت ہوئی کہ جی چاہتا تھا کہ خوب زور سے پھوٹ پھوٹ کر رووں۔ مسجد سے باہر آنے پر یہ معلوم ہوا کہ چونکہ میرا نفس بہت سرکش تھا اس لئے حضور نے عین مصلحت سے میرے ساتھ یہ برتاؤ کیا اور اب پھر مجھے رحمت معلوم ہونے لگی میں نے فوراً سب گناہوں سے توبہ کی بعض بعض باتیں ایسی بھی تھیں کہ جن سے توبہ کرنے کو کسی طرح جی نہ چاہتا تھا اور اُس میں پس و پیش تھا اور بغیر دل کے زبانی توبہ کچھ سود مند نہ ہو سکتی تھی اس لئے میں پھر جھگڑے میں پڑ گیا آخر کار میرا دل بھی توبہ کی طرف رجوع ہو گیا اور میں نے صدق دل سے اور بہت زاری اور التجاء کے ساتھ توبہ کی اور اُس وقت سے مغرب کے وقت تک برابر ہر لحظہ یہ دعا مانگی کہ یا بارالٰہا مولانا کے دل کو میری درستگی کی طرف مائل اور رجوع کر دے مولانا کو میرے اُوپر مہربان کر دے مولانا کے قلب میں میری محبت پیدا کر دے اور بہت سی نماز شکرانہ کی بھی منت مانی دن بھر مجھے یہ معلوم ہوتا رہا کہ گویا مجھ سر بازار ہزاروں جوتے پڑ گئے اور دن بھر طبیعت کو خلجان رہا۔

اور یہ خیال بار بار ستاتا تھا کل حضور تشریف لے جائیں گے اور میں کورا کا کورا رہ جاؤں گا سوائے اللہ تعالیٰ سے التجاء کرنے کے دوسری کوئی ترکیب سمجھ میں نہ آتی تھی کہ کیا کروں اور خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں اپنی شامت اعمال کی وجہ سے التجاء کی

قبولیت کی کچھ اُمید نہ بندھتی تھی اس واسطے طبیعت بار بار بے چین ہو ہو جایا کرتی تھی
جناب...... صاحب سے میں نے بہت التجا کی کہ میرے واسطے دُعا فرمائیں اور جناب
...... صاحب سے بھی بہت التجا کی بلکہ اُن کی خدمت میں اتنی گستاخی بھی کر بیٹھا کہ اُن
کو خدا کا واسطہ دلایا کہ میرے لئے مزید دُعا اور کریئے گا۔

لیکن چونکہ میں دل کی بے چینی سے مجبور تھا اس لئے امید ہے کہ مولانا......
صاحب میری گستاخی معاف فرما دیں گے قریب شام کے ...... صاحب اور چند
اصحاب تشریف رکھتے تھے کہ کچھ اشعار کا تذکرہ ہوا چونکہ مجھے شاعری کا بہت بچپنے سے
شوق تھا اور کچھ کچھ میں بک بھی لیتا ہوں اس لئے میں نے یہ شعر جو کہ میں نے خود کہا
تھا...... صاحب کو سنایا...... صاحب نے صلاح دی کہ یہ شعر مولانا کی خدمت میں لکھ کر
پیش کرو حالانکہ طبیعت ڈرتی تھی اور جھجکتی تھی کہ نہ معلوم اب کیا آفت آئے لیکن......
صاحب کی صلاح سے وہ شعر میں نے حضور کی خدمت والا میں ڈرتے ڈرتے پیش
کر دیا۔ اُس صبح سے شام تک مجھے ایسا معلوم ہوتا رہا کہ حضور کو مجھ سے واقعی اور قلبی
نفرت ہے اور حضور میری طرف مخاطب ہونا یا دیکھنا نہیں چاہتے اور حضور کی طبیعت مجھ
سے بہت مکدر ہے اور میں اس بات میں بہت کوشاں تھا کہ حضور کے چہرہ مبارک کا
نقشہ خوب ذہن نشین کرلوں۔ کہ جب کبھی میں تصور کروں حضور کا نقشہ یاد آجائے اس
واسطے میں بار بار چہرہ مبارک کی طرف دیکھنا چاہتا تھا اور اس بات کا متمنی تھا کہ حضور
مجھ سے مخاطب ہو جائیں اور حضور میری طرف دیکھیں لیکن حضور کبھی اتفاق سے میری
طرف چہرہ مبارک بھی کرتے تھے تو مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضور دل میں مجھ سے نفرت
کناں ہیں اور مجھ سے نظر پھیری ہوئی ہے اور میری سیاہ کاری کی وجہ سے سب بزم بھر
پر اندھیرا چھایا ہوا ہے اور حضور کی طبیعت مجھ سے بہت مکدر ہے پس کچھ عجیب کیفیت
میری ہوتی تھی کبھی اللہ کی درگاہ میں التجا کرتا تھا کبھی خودکشی کو جی چاہتا تھا اور یہ ڈر معلوم
ہوتا تھا کہ کہیں کوئی فعل خلاف شرع شریف نہ ہو جائے۔

اور جب کوئی بات حضور فرماتے تھے تو میں سمجھتا تھا کہ میرے ہی لئے کہی گئی ہے غرض وہ دن ایسی بیم ورجا میں گذرا کہ اگر ایک ایک لمحہ کی ایک بات عرض کروں تو بہت عرصہ تک لکھا کروں جب شام کو میں نے شعر ؎

سیر کوشش اعداز میں سے آسماں تک ہے

اور اپنی دوڑ جو کچھ ہے سو تیرے آستان تک ہے

لکھ کر حضور کی خدمت میں پیش کیا اور حضور کچھ ناراض نہ ہوئے اور اُس پر وعظ فرمایا تو ایک گونہ تسلی تو ہوگئی لیکن اطمینان نہیں ہوا اور اس وقت تک کچھ اچھی طرح اطمینان نہیں ہے۔

**تحقیق:** کچھ حرج نہیں یہی بے اطمینانی و پریشانی ان شاء اللہ تعالیٰ مقدمہ اطمینان ہوگا۔

ہر کجا پستی ست آب آنجارود ہر کجا مشکل جواب آنجارود

**حال:** اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ جو میں نے نماز شکرانہ کی منت مانی تھی اُس کا ادا کرنا میرے اُوپر واجب ہوگیا یا نہیں۔

**تحقیق:** ادا کر لینے میں کوئی حرج نہیں اگر واجب بھی نہ ہوگا تو ضائع بھی تو نہ جائے گا ممکن ہے ''لئن شکرتم لازیدنکم'' کی بناء پر یہی کامیابی کا سبب ہو جائے پھر اطمینان کامل کے بعد دوبارہ ادا کر لینا کیا مشکل ہے۔ پھر یہ کہ نذر تو ملاقات پر مانی تھی سو ملاقات تو ہوگئی۔

**حال:** کان پور سے آنے کے بعد میں نے کئی فاقے کئے اور روزے رکھے اور اپنے نفس سے سختی کے ساتھ مقابلہ کر رہا ہوں، داڑھی اپنی حالت پر بڑھ رہی ہے جس بات میں غرور اور تفاخر معلوم ہوتا ہے اُس کو ہرگز نہیں کرتا اور جہاں تک ہوسکتا ہے اپنے نفس کے خلاف کرتا ہوں جس بات کو جی چاہتا ہے وہ نہیں کرتا کسی کی غیبت نہیں کرتا کسی کو بے جا نقصان پہنچانے کا خیال نہیں کرتا اور جہاں تک ہوسکتا ہے جھوٹ سے

ور فضول گوئی سے پرہیز کرتا ہوں۔ اب بکمال عجز وادب خدمت والا میں عرض یہ کہ حضور میرے اُوپر توجہ خاص فرمائیں اور دعا خیر فرمائیں کہ پھر میری حالت سنبھل جائے کیونکہ اکتوبر ۱۹۱۴ء سے ۱۸؍جنوری ۱۹۱۵ء تک میری حالت بہت اطمینان بخش تھی میری پریشانیاں بہت کچھ بلکہ قریب قریب بالکل رفع ہوگئی تھیں اور پچھلی محبت بھی قریب قریب دب گئی تھی اور اس حالت میں ایک خاص لطف آنے لگا تھا۔

جی چاہتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھا رہوں تصور جاناں کئے ہوئے

**تحقیق:** دل و جان سے دُعا کرتا ہوں آپ ثمرات سے تو قطع نظر کر لیجئے اعمال میں استقامت حاصل کیجئے۔ تخیلات کے غلبہ میں جس کا اثر آپ کے دماغ پر زیادہ ہے ثمرات وغیر ثمرات میں خلط ہو جاتا ہے اس لئے ثمرات کی طرف اصلاً التفات نہ کیجئے کہ مضر ہوگا۔

## حال....خواب

حضرت قبلہ پہلے اور دوسرے دن کے خواب تو یاد نہیں رہے لیکن یہ تیسرے دن کا خواب عرض کرتا ہوں ۶ دسمبر ۱۹۱۵ء یعنی پیر اور منگل کی درمیانی شب کو قریب تین (۳) بجے میں نے خواب دیکھا کہ مولانا اشرف علی صاحب قبلہ دامت برکاتہم تشریف لائے ہیں اور اُن کی خاطر و مدارت کا انتظام ہو رہا ہے پھر ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک کھنڈر میں ہوں جس میں کہ زمین پر چند سبز بیلیں کسی خود رو درختوں کی ہیں جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میرے ساتھ.......... بھی ہے (مولوی.......... صاحب کا چھوٹا لڑکا میرا پھوپھی زاد بھائی اور.......... کا چھوٹا سالہ) اور ایک یا زیادہ کوئی اور لڑکے بھی ہیں ان سبز بیلوں کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوا کہ ان میں شریفہ لگے ہوئے ہیں۔ میں نے تعجب سے کہا کہ بیلوں میں بھی شریفہ پھلتے ہیں یہ کہہ کر میں نے ایک شریفہ توڑ بھی لیا کہ اس کو مولانا کی نذر کروں گا لیکن یہ شریفہ کچھ بے ڈھنگا بدقوارہ اور

سخت سا تھا پھر مجھے اور شریفوں کی تلاش ہوئی کہ اچھے شریفے مل جائیں تو مولانا کے نذر کروں، چنانچہ دو شریفہ نرم اور بندھے ہوئے اور خوبصورت سے مجھے ملے جن کو میں نے بڑے شوق سے مولانا کے واسطے توڑ لیا۔ ایک شریفہ اور بھی دکھائی دیا جو کہ پہلے ایسا بدقوارہ تھا اُسی وقت میری نظر ایک لڑکے پر پڑی جس کو کہ میں خواب میں پہچانتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ لڑکا غریب اور قابل رحم ہے اور یہ شریفہ لینا چاہتا ہوگا چنانچہ وہ آخری بدقوارہ شریفہ جو کہ مجھ کو پیچھے سے دکھائی دیا تھا میں نے اُس لڑکے کے لئے چھوڑ دیا اور دل میں یہ خیال کر کے کہ میرے جانے کے بعد یہ شریفہ یہ لڑکا توڑ لے گا میں وہاں سے چلا آیا اب ایسا معلوم ہوا کہ میں جاگ اُٹھا اور شریفہ میرے پاس سے غائب ہیں اور میری چارپائی جس پر غالباً میں سو گیا تھا کھڑی ہے اور اُسی چارپائی کے پاس ایک خام دیوار ہے جو کہ مٹی سے پوتی ہوئی ہے اور اُس دیوار میں ایک دروازہ ہے اور اُس دروازہ سے گذرنے پر اُسی کے ملحق ایک اور دالان ہے جس میں کہ مولانا رونق افروز ہیں یعنی جیسے ہی اس دروازہ سے گذر جاؤں گا مولانا کے دالان میں پہنچ جاؤں گا لیکن وہ دروازہ جس سے میں گذرنا چاہتا ہوں اور اس سے گذر کر مولانا کے پاس پہنچوں گا اس طرح کا بنا ہوا ہے ▽ اور گوبر سے لیپا ہوا ہے یعنی نیچے سے اتنے اوپر تک تنگ ہے کہ میں قدم اُٹھا کر اُس میں سے نہیں گذر سکتا ہاں اُچک کر جا سکتا ہوں لیکن اُچک کر جانے میں میرے کپڑے اُن دیواروں سے جو کہ گوبر سے لیپی ہوئی ہیں ضرور چھو جائیں گے جس سے کہ کپڑے آلودہ ہو جائیں گے میں بہت پریشان ہوں اور بہت ترکیبیں سوچ رہا ہوں کہ کیسے اس دروازہ سے گذروں اور مولانا کے دالان میں پہنچوں، مولانا کے دالان میں بھیڑ معلوم ہوتی ہے اور وہاں ...... سلمہ بھی معلوم ہوتے ہیں میں نے ...... سلمہ کو زور سے پکار کر کہا ...... مولانا سے دریافت کرو کہ میں کیسے آؤں اب ایسا معلوم ہوا کہ مثل خاکہ کے مولانا میرے پاس اُسی دالان میں جس میں کہ میں تھا اور جس سے گذر کر میں مولانا کے پاس جانا چاہتا تھا

موجود ہیں اور اُسی کھرّی چارپائی پر میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب میں شریفہ لایا تھا تو یہاں پر پہنچ کر اچانک سو گیا تھا اور میرے سونے کی حالت میں کوئی لڑکا شریفہ اُٹھا کر لے گیا اور مولانا کو دے آیا۔

میں نے مولانا سے سوال کیا کہ شریفے کیسے تھے اُنہوں نے جواب دیا کہ شریفے تو بہت اچھے تھے لیکن جب میں نے (مولانا نے) کھایا تو مجھ کو (مولانا کو) قے ہوگئی ایک شریفہ تمہارے (میرے لئے) رکھا تھا اُس کو کتا کھا گیا اُس پر میں نے کہا کہ واقعی کُتے شریفوں کے بڑے شائق ہوتے ہیں میں کان پور سے اچھے اچھے شریفہ ڈھائی ڈھائی آنہ کو لایا تھا وہ گر پڑے اُن کو بھی کتا کھا گیا (یہاں پر ایسا معلوم ہوا کہ میں کانپور سے والد ماجد کیلئے شریفہ لایا تھا جو کہ گر پڑے تھے اور کتا کھا گیا تھا) اب مجھے مولانا نہ دکھائی دیئے اور اب پھر وہی اگلی سی کیفیت دکھائی دی یعنی مولانا اُسی پہلے دالان میں جس میں کہ بھیڑ ہے اور وہاں ...... بھی تشریف رکھتے ہیں اور میں اُسی دالان میں جس میں کہ میں کھرّی چارپائی پر سو گیا تھا ہوں اور وہی دروازہ بیچ میں حائل ہے اور میں نے ......... کو زور سے پکار کر کہا کہ مولانا سے دریافت کرو کہ میں کیسے آؤں کہ دروازہ کشادہ ہو گیا اور میں تیزی سے اُچک کر اور دروازہ سے گذر کر مولانا کے دالان میں پہنچ گیا۔

اب ایسا معلوم ہوا کہ صحن میں فرش بچھا ہوا ہے وہاں میں بیٹھا ہوا ہوں مولانا بیٹھے ہیں اور چارپائی پر پھوپھی صاحبہ منہ کھولے ہوئے یعنی بلا نقاب بیٹھی ہوئی ہیں۔ اور دیوار کی کچھ آڑ میں بھاوج صاحبہ (زوجہ.........) بیٹھی ہوئی ہیں اور مُلاّ ......... بھی موجود ہیں میں یہ خیال کر رہا ہوں کہ پھوپھی صاحبہ مُلاّ ......... کی موجودگی میں بلا نقاب کیسے بیٹھی ہیں اور بھائی ...... صاحب نے اُن کے (مُلاّ ......... کے) سامنے آنے کی بھاوج صاحبہ کو کیسے اجازت دے دی پھر معاً خیال ہوا کہ بھاوج صاحبہ تو پھوپھی صاحبہ اور دیوار کی آڑ میں ہیں اور پھوپھی صاحبہ کے تو یہ محرم ہیں یعنی داماد ہیں

پھر یہ معلوم ہوا کہ مُلّا جی نہیں بلکہ............ جو کہ میرے ماموں ہیں اور پھوپھی صاحبہ کے واقعی داماد ہیں چلے آ رہے ہیں میں نے مولانا سے اُن کو ملوایا اور کہا کہ یہ میرے حقیقی ماموں ہیں (حالانکہ............ میرے سوتیلے ماموں ہیں)۔

اب ایسا معلوم ہوا کہ مولانا بھی کہیں چلے گئے ہیں پھر ایسا معلوم ہوا کہ جہاں مولانا تشریف لے گئے تھے وہاں سے تشریف لا رہے ہیں اور ایک چارپائی پر جو نواڑ سے بنی ہوئی ہے لیٹا ہوا ہوں جب مولانا میرے پاس پہنچ گئے تو اُن کو (مولانا کو) دیکھ کر میں اُٹھا۔ اس پر مولانا نے فرمایا کہ تم میری تعظیم نہ کیا کرو میں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ چونکہ میں بیمار ہوں اس لئے مولانا اپنی تعظیم کرانے سے منع فرماتے ہیں کہ اس کو (مجھ کو) تعظیم کرنے سے تکلیف ہوتی ہوگی۔

# حُسن العلاج

(سلسلہ کے لئے دیکھو النور بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ھ)

اب سلسلہ ختم ہو گیا (لیکن دراصل سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا) پھر مجھے معلوم ہوا کہ مولانا نے مجھ سے فرمایا کہ تم میری تعظیم نہ کیا کرو کیونکہ رشتہ میں تم مجھ سے بڑے ہو، میں نے دریافت کیا کہ کیسے تو کہا کہ میں تمہارا بھتیجا ہوں۔ اب مولانا کہیں تشریف لے جانے والے ہیں اور میں کھڑا ہوں مولانا نے بہت دوستانہ طریق سے اور تپاک سے مجھ سے ہاتھ ملایا بس اب میں جاگ اُٹھا (اب حالت بے داری میں ہوں) اور اللہ اللہ جاری تھا زبان سے میں نہیں کہہ رہا تھا بلکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ قلب سے برابر اللہ اللہ نکل رہا ہے اور اس تیزی اور کثرت سے اللہ اللہ نکل رہا تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ قلب ہی سینہ سے نکلا پڑتا ہے سینہ کے بائیں جانب کچھ درد بھی محسوس ہونے لگا۔ بہت دیر تک اس حالت میں۔ مَیں جاگتا ہوا لیٹا رہا اور اللہ اللہ برابر میرے قلب سے نکلتا رہا اس کے بعد کچھ شور ہونے لگا میں

اُس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ لیکن قلب سے اللہ اللہ برابر نکلتے ہی گیا۔ پھر میں اُٹھا وضو کر کے صبح کی نماز پڑھی لیکن اس قدر تھکن اور ناطاقتی تھی کہ ضعف کی وجہ سے کھڑے نہ ہوتے بنتا تھا اور نہ بالجہر نماز پڑھی گئی اور تھوڑی بہت تلاوت بہت مصیبت سے کی اس دن صبح سے شام تک اکثر بلکہ بیشتر قلب سے اللہ اللہ نکلتا رہا اور ایک غیر منقطع سلسلہ ہوتا تھا یہاں تک کہ طبیعت بے چین ہو جاتی تھی اور بہت تھکن محسوس ہوتی تھی اور دِل میں میٹھا میٹھا درد بھی ہونے لگتا تھا اور گناہوں سے طبیعت بہت متنفر ہو گئی تھی اس حالت کے قائم رہنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔

**تحقیق:** اس خواب کا حاصل یہ ہے کہ حالت درست ہو رہی ہے مگر پوری درست نہیں ہوئی درمیان میں کچھ موانع وعوارض حالی یا خیالی پیش آ جاتے ہیں جس کا انجام ان شآء اللہ تعالیٰ یہی ہے کہ سب رفع ہو جائیں گے اور کامل اصلاح ہو جائے گی۔

**وما ذلک علی اللہ بعزیز**

## خلاصہ مزاج کاتب خط ہذا

اخلاق مستقیم + نیت سلیم + خیالات بین المنتج والعقیم + احوال واعمال بین الصحیح والسقیم + قلب خفیف + دماغ ضعیف + طبیعت ومزاج لطیف + نفس بین الخلیع والعفیف

## خلاصہ علاج کاتب خط ہذا

تصمیم عزم اعمال + ترک التفات الی المواجید والاحوال + تدبیر طبی لتحصیل الصحۃ والاعتدال + ترک اتباع خیال واتباع رائے معلم بعد الاطلاع + صحبت معلم مع التضرع الی اللہ المنعم فی باب الانتفاع + ۷ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ۔

# اصلح العلاج....لاسؤ المزاج

(ملاحظہ ہو تمہید رسالہ حسن العلاج)

**حال:** بندہ کے مکان سے سات میل کے فاصلہ پر ایک مدرسہ ہے میں اس میں پڑھاتا ہوں، ہر روز مکان میں نہیں آ سکتا، جمعرات کے دن مکان میں آتا ہوں، سنیچر کو پھر مدرسہ چلا آتا ہوں لیکن جب سنیچر کی صبح کو گھر سے چلتا ہوں تب سے یہ خیال کرتا ہوں کہ آج تو مدرسہ جاتا ہوں پھر آئندہ جمعرات کو ان شاء اللہ مکان آوٴں گا بیبیوں کے ساتھ ملاقات کروں گا اور جب تک مدرسہ میں رہتا ہوں ہر وقت یہ خیال کرتا ہوں کہ جمعرات کب آوے گا جمعرات کے دن آنے کے کئی دن باقی ہیں خلاصہ یہ ہے کہ بیبیوں کی محبت بہت زیادہ ہوگئی اس کے واسطے کیا علاج کروں؟

**تحقیق:** یہ کوئی مرض یا عیب یا گناہ نہیں ہے جو علاج کیا جائے ایک اَمر جائز ہے۔

**حال:** ثانیاً عرض یہ ہے کہ اپنی دو بیبیوں کے سوا اجنبیہ عورتوں کا خیال بھی دل میں آتا ہے جب کسی وقت کسی اجنبیہ پر نظر پڑ جاتی ہے اس کا خیال بھی دل میں آتا ہے اور اس کے دیکھنے کو دل چاہتا ہے خوب صورت ہو یا نہ ہو۔

**تحقیق:** یہ بے شک مرض ہے اس کا علاج مجاہدہ ہے یعنی بزور مخالفت کرنا نفس کی اور صدور خطا پر کوئی جرمانہ اس پر مقرر کرنا مثلاً ایک نظر پر بیس نفلیں اس سے ان شاء اللہ پوری اصلاح ہو جائے گی۔ (تربیت السالک حصہ اوّل مطبوعہ نمبر ۲۴)

**حال:** گذارش خدمت عالی میں یہ ہے کہ ۱۹۰۱ء میں مجھ کو شملہ جانے کا اتفاق

ہوا۔ اتفاقاً راستہ میں مجھ کو بوقت صبح ایک مست فقیر مل گئے مجھ کو ایک ایسا اُس وقت وہم پیدا ہو گیا جو اُن سے ملا نہیں اور وہ چلے گئے اُن کے جانے کے بعد میں اُن سے نہ ملنے کے رنج میں میرے سینہ میں داہنی طرف درد پیدا ہو گیا اور اُن کا خیال تصور میری آنکھوں میں اور سینہ میں محو ہو گیا اُن کی تصویر میرے سینہ میں عرصہ بارہ (۱۲) سال تک کامل رہی اور میں ساتھ میں اللہ اللہ ہمہ وقت کہتا رہا جس کی وجہ سے بہت تپش رہی۔ دیگر خیال اُسی روز بوقت شام سفر میں راستہ میں ایک نہایت حسین عورت گھوڑے پر سوار بطور سیر نکلی جس کو دیکھ کے میں اور میرا دل قابو میں نہیں رہا اور اپنی عمر میں ایسا حُسن نہیں دیکھا۔ اُس عورت کے دیکھنے سے میرے بائیں طرف درد پیدا ہو گیا جس وقت وہ عورت ہنسی میرے سر سے پیر تک ایک قسم کا زہر جاتا ہوا معلوم ہوا جس کی وجہ سے مجھ کو تپش بہت ہو گئی اور ایک جنون کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔

اب عرصہ چھ (٦) ماہ سے صرف اس عورت کا خیال و تصور ستاتا ہے ہر وقت تصور میرے سامنے جس کی وجہ سے سینہ میں سخت تکلیف و آتش اور سینہ میں ایسی تکلیف جس کی وجہ سے ملازمت چھوٹ گئی۔ بوجہ دہشت کے میں اُس عورت کے مکان پر نہیں گیا اور ملازمت چھوڑ کر امروہہ آ گیا۔ اب بھی سخت تکلیف ہے یا امیر المؤمنین اُس کا خیال میرے سینہ سے چلا جائے اور عشق و محبت حضور سرور عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نصیب ہو۔

**تحقیق:** السلام علیکم۔ ایک وقت خلوت کا مقرر کر کے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ۵۰۰ بار اس طرح سے کہ لا اِلٰہ کے ساتھ تصور کیا جائے کہ اُس کے تعلق کو قلب سے خارج کیا اور الا اللہ کے ساتھ یہ تصور کہ اللہ و رسول کی محبت کو قلب میں داخل کیا شروع کیجئے اور اس کے بعد اپنے مرنے کا مراقبہ کہ دنیا سے رخصت ہو کر خدا کے روبرو جانا ہے اگر وہ اس کا سوال کریں گے تو کیا جواب دوں گا اور کیا منہ دکھلاؤں گا اور اس کے مرنے کا تصور کہ مر کر گل سڑ کر کیڑے پڑ جائیں گے صورت بگڑ جائے گی کہ دیکھنے والے کو بھی

نفرت ہوگی اور وقت فرصت میں استغفار کی کثرت پھر دو ہفتہ کے بعد حالت سے اطلاع دیجئے اور ساتھ ہی یہ خط بھی بھیجئے۔

**حال:** بعد سلام علیک کے گذارش خدمت عالیہ میں یہ ہے کہ مجھ کو جب سے حضور والا نے واسطے پڑھنے کے ارشاد فرمایا تھا جس پر میں نے عمل کیا اس کی برکت سے مجھ کو اس عورت کی صورت سے نفرت پیدا ہوگئی اور اس کے خیال سے طبیعت علیحدہ ہوگئی ہے۔

**تحقیق:** الحمدللہ الف الف مرۃ۔ تربیت سالک حصہ اوّل مطبوعہ ص ۴۹۔

**حال:** از راقم آثم اکثر یک فعل شہوتی صادر میشود کہ بجز عالم الغیب احدی را وقوف نیست وگاہ گاہ خوف خداوند تعالیٰ چنان دامن گیر میشود کہ در بارگاہ جلالش توبہ صدیقہ بوعدہ راست از آن فعل میکند پس برین نسق چند ایام مداومت کردہ نفس امارہ را ازان کار ممتنع ساختہ باز وعدہ شکنی الٰہی کردہ مصدر ہمان فعل شہوتی میشود و باز توبہ میکند و باز ہمان فعل بد میکند حتےٰ کہ ہمیں عادتش گشتہ است وچنین خوف بر دلش نمی نشیند کہ اصلا ہمان کار را بگذارد و تائب صادق گردد۔ و در اوّل وقت صدور ہمان فعل پشیمانیش فی الفور میگردید والحال بروقت پشیمانیش ہم نمی گردد و نقصانات معاصی کہ در جزاء الاعمال ارقام نمودہ اند قدرے رونما گردیدہ اند حالا خوف سلب ایمانش میشود۔ (خداوند کریم ہم چنیں مکناد) لہٰذا بہر ازعجز وانکساری والتجاء بحضرت حکیم الامۃ ملتجی میشود کہ بنابرآن کہ از خاصان خدا نظر عنایت فرمودہ دُعائے برائے مغفرت در حق گنہگار ببارگاہ ایزد غفار کنند کہ گناہش عفو شود و آئندہ ارتکاب چنیں فعل بد نکند و وظیفہ ہم ارشاد فرمایند تا توفیق توبہ صدیقہ شود وخوف ایزد تعالیٰ عز اسمہ بردل استیلاء کند تا کہ ارتکاب فعل بد نشود واز نام ونشان وقیمت کتابیکہ مشتملبر احادیث صحیح عقوبت وعذاب باشد ہم وقوف بخشیدہ باشد اردو یا فارسی وبرائے حصول عربی ہم دعا کنند۔

**تحقیق:** السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ صاحبا بدوں ہمت چیزے نمے تواند شد و ہمت ہمیں است کہ قصد مصمم کنند کہ مرتکب آن فعل نشوند بے شک تقاضائے نفس امارہ

اختیاری نیست لیکن اصدار فعل امر اختیاری ست ہرگاہ اختیاری ست ترکش ہم اختیاری ست گو متضمن کلفت باشد اصل تدارک ست البتہ برائے اعانت ایں تدبیر بر نفس خود عقوبتے گماردن نافع است وآن اینست کہ ہرگاہ آن فعل صادر شود فاقہ کنند اگر از یک فاقہ نفس متالم نہ شود دو وفاقہ کنند۔ ان شاء اللہ تعالیٰ در چند بار نفس صلح میکند باقی ہمت قوی داشتن لابد واصل تدبیر است ودعا ہم می نمایم تتمہ تربیت السالک قلمی ص ۲۶)۔

**س**: اب میں اس تشویش میں ہوں کہ پھر درس وتدریس کا سلسلہ جاری کروں یا کوئی دوسرا کام کروں گو طلبہ پراگندہ ہوگئے یا دوسری جگہ چلے گئے۔

مگر جب پڑھانے کا قصد ہوگا کچھ طلبہ آ ہی جائیں گے وہ نہیں دوسرے سہی مگر ایک خیال میرے دل کو پریشان کررہا ہے جس کے اظہار میں مجھے ندامت ہے مگر بحسب فرمان شفا العی السوال کچھ شمہ اُس کا ظاہر کرنا ضرور ہے وہ یہ ہے جب میں تعلیم میں مشغول ہوتا ہوں تو میرے نفس کو بہت قوت ہوتی ہے۔ اور خیالات پراگندہ بہت آنے لگتے ہیں اور کبھی ذکر تلاوت قرآن مجید میں جی نہیں لگتا اور بعض وقت لگتا بھی ہے ان سب کے علاوہ یہ بڑی خرابی ہے ؎

بلیت بنحو یصول مغاضبا علی کزیدفی مقابلۃ العمر

کا قصہ پیش آجاتا ہے جس کے سبب سے سخت پریشانی ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں کہ جس کی جبلت یہ ہو کہ ؎

چو مادر برلبم پستان نہادہ زخونخواری عشقم شیر دادہ

## حُسن العلاج

(سلسلہ کے لئے دیکھو النور بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ)

مجھے درس تدریس کرنا کیسا ہے اور کچھ اختیاری بھی نہیں معلوم ہوتا کہ میں اس صفت کو اپنے سے زائل کرلیا کروں اس صورت میں اگر دُوری اختیار کروں تو طاقت مسلوب ہے اور اگر نزدیکی چاہوں تو کم سے کم اس گناہ سے نجات ہونا ضرور دشوار ہے

کہ النظر سھم من سھام ابلیس اور جس شخص کی یہ حالت ہو کہ کسی جمیل پر بلا اختیار نظر پڑ جانے سے تشویش پیدا ہوتی ہے تو باختیار ڈالنا کتنا بُرا اثر پیدا کرے گا اور درس وتدریس میں کیونکر ان سب باتوں سے نجات ہوسکتی ہے اب اس باب میں معروض ہے کہ میرے حق میں جو مصلحت ہو تجویز فرما کر ارشاد فرمادیں میرا دل اب ڈرتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے ایماں میں خلل پڑ جائے اور اگر درس وتدریس خلاف مصلحت ہو تو اب کونسا کام کروں دو چار لڑکے نابالغ ہیں جن کا نفقہ اپنے ذمہ واجب ہے اگر اپنے کو سب سے فارغ کرکے محض ذکر وشغل میں لگادوں بشرطیکہ توفیق رہبر ہو تو یہ خیال ستاتا ہے کہ اہل وعیال کے نفقہ کا وجوب مانع طریق ہو جائے گا اور جب یہ معلوم ہو کہ جس سڑک پر جانے کا قصد رکھتا ہوں وہاں راستہ پر ایک دیوار کھڑی ہے جس کے سبب سے وہیں جا کر یا تو واپس ہونا پڑے گا یا وہیں بیٹھ جانا پڑے گا اُس صورت میں ایسا راستہ اختیار کرنا خلاف عقل ہے احقر کی اوّلاً عقل تھوڑی ہے دوسرے علالت ضعیف قلب ودماغ موجب قلت عقل ہے کہ رائے العیل علیل اس وجہ سے خدمت عالی میں گذارش کرتا ہوں کہ حضور جو کچھ فرمائیں اُس کے مطابق عمل کروں والد صاحب کی یہ رائے معلوم ہوتی ہے کہ اسی طرح متوکلاً علی اللہ پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھو اللہ تعالیٰ رزاق ہے کہیں سے سامان کر ہی دے گا لیکن ہر شخص سے اپنا حال کیونکر ظاہر کرسکتا ہے کبھی کبھی جی چاہتا ہے کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر چند دن بسر کروں مگر یہی نفقہ وغیرہ کا خیال پیدا ہوتا ہے جو کچھ ارشاد عالی ہو اُس پر عمل کرے والسلام میرے لئے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پریشانیوں سے نجات دے اور اپنے ملنے کا راستہ آساں کردے اور موانع کو اُٹھادے اور خاتمہ بخیر کرے۔ والسلام۔

**جواب:** السلام علیکم ورحمۃ اللہ! خوب غور سے خط پڑھا۔ بحالت موجودہ آپ کے لئے پڑھانا ہی مناسب ہے رہا قصہ زید وعمرو کا سواگر ہمت سے کام نہ لیا جائے تو بے شک عظیم ہے ورنہ محض خفیف ہے ہمت بس اتنی درکار ہے غض بصر چاہیے

نیچی نگاہ کر کے پڑھائیے اگر سر اُوپر اُٹھے آنکھ بند کر کے گفتگو کیجئے اور یہی ہمت ہے جس کو صبر کہا گیا ہے اگر میلان دواعیہ اُن اُمور کا نہ ہوتا تو صبر کا اُجر کیسے ہوتا اس اعتبار سے یہ مرض نہیں موجب نفع ہے مگر شرط وہی ہے ہمت وفیہ قیل ۔

شہوت دنیا مثال گلخن ست ۔ کہ از و حمام تقویٰ روشن ست

پھر دو ہفتہ کے بعد اطلاع دیجئے۔

**سوال:** میں جو ذکر تہجد کے اور فجر اور ظہر کے بعد کرتا تھا اب ایسی حالت ہوگئی ہے کہ دل کو ذکر سے بالکل نفرت ہوگئی ہے ایک دم بھی مشغول ہونے کو نہیں چاہتا بلکہ ہر نیک فعل میں ایسا ہی ہوگیا اس کا علاج کیا ہے اور کیا کروں ایسی حالت کو تخمیناً ایک مہینہ ہوا خدا جانے میری تقدیر میں کیا لکھا ہے میں اس ذکر اذکار کے سبب سے اور کسی کام میں مشغول نہیں ہوا ہوں حضرت کی خدمت شریف سے آ کر اس ذکر ہی میں تھا آج ایک برس ہوا اب تہجد کی نماز بھی چھوڑ دی ہے۔ دل میں ذوق وشوق ایک دم کو بھی نہیں کسی کام میں دل ذوق وشوق سے رجوع نہیں ہوتا۔

**جواب:** یہ حالت قبض کہلاتی ہے اُس کے اسباب مختلف ہیں اور ہر ایک کی جدا تدبیر کیا آپ کے قلب میں کسی کا عشق تو نہیں ہوگیا یا کسی ناجنس دنیا پرست کی صحبت تو نہیں ہوئی جلد اطلاع دیں۔ اُس کے بعد خط ذیل آیا:

**سوال:** میں کسی عورت پر عاشق بھی ہوں اور ناجنس دنیا پرست صحبت میں بھی ہوں اس کے پہلے خط میں جو حالت لکھ دی ہے اب بھی وہی ہے اس حالت کا نام حضرت نے قبض لکھا ہے۔

**الجواب:** اُس دنیا پرست کی صحبت کو یک لخت چھوڑ دو اگر اس سے کوئی دنیوی ضروری حاجت متعلق ہو تو کم ملو اور نفرت قلبی کے ساتھ ملو اور اُس عورت سے ظاہراً و باطناً دور ہو جاؤ۔ ظاہراً تو یہ کہ اس سے نہ بولو نہ اُس کی آواز کان میں پڑنے دو نہ اُس کو دیکھو نہ اس کا تذکرہ کرو نہ اس کا تذکرہ کسی سے سنو۔ اور باطناً یہ کہ اُس کا تصور قصداً نہ کرو، اور اگر

تصور آجائے اور کسی کام میں لگ جاؤ اور حق تعالیٰ سے دُعا بھی کرتے رہو اور ذکر اللہ میں مشغول رہو گو دل نہ لگے اور موت اور مابعد الموت کو سوچا کرو اور پھر اطلاع دو۔

**سوال:** میری ایک عزیزہ ہے پہلے بھی اُس کی طرف سے بدون اختیار وساوِس اور طبعی اُلفت ہوتی تھی اور ڈھائی ماہ تک برابر وساوِس کے دورے پڑے جن میں حد بیان سے باہر انقباض اور تکلیف ہوتی تھی کہ پریشان کر دیا تھا دُعا کرتے کرتے وہ حالت موقوف ہوگئی تھی اب میں وطن آیا وہ عزیزہ بیمار ہوئی میں اُس کا معالج ہوں اس قدر وساوِس اور اُلفت اس کی طرف قلب میں حلول کر رہی ہے کہ میں پریشان ہوں اپنے اختیار سے ہرگز نہیں کرتا میں تو اُس پر نگاہ بھی نہیں ڈالتا بوجہ خوف الٰہی کے مگر واردات قلبی کا کیا علاج کروں اور احتیاط سے ہمیشہ اس قدر مجتنب رہا ہوں کہ اسی قدر انسان رہ سکتا ہے اگرچہ میلان میرا نساء کی طرف بے حد ہمیشہ سے ہے مگر اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کے اُوپر اتنا بھروسہ ہے کہ خواہ گھر سے علیحدہ رہوں مگر جب بھی کسی اَمر میں ان شاء اللہ مبتلا نہ ہوں گا اس بارے میں اپنے اُوپر پورا قابو یافتہ پاتا ہوں مگر ان واردات بے اختیاریہ کا کوئی علاج مجھ سے نہیں ہوتا اب میں کیا کروں۔

**جواب:** ان وساوِس کا علاج صرف یہی ہے کہ خارجاً و ذہناً اس سے بُعد ہو خارجی بُعد تو یہی کہ اُس سے نہ ملے نہ بات کرے نہ پیام وسلام رکھے اور ذہنی بُعد یہ کہ اُس کا تذکرہ نہ کرے اور نہ سنے اور قصداً اُس کا تصور دل میں نہ لائے اگر بلا قصد آوے دوسری طرف متوجہ ہو جائے اور درگاہ حق میں تضرع بھی کرے۔

**حال:** الحمدللہ کہ اُس عورت کی محبت میں بھی ضعف ہو چلا ہے۔

**تحقیق:** ان شآء اللہ تعالیٰ اور زیادہ نفع ہوگا۔

**حال:** حضور کے حکم و ہدایت کے موافق ان شاء اللہ تعالیٰ ہمت کرے نفس کی مخالفت کروں گا۔

**تحقیق:** یہی بات سب سے زائد ضروری ہے۔

**حال:** حضور کی ہدایات کے مطابق عمل کر رہا ہوں۔ حضور نے تحریر فرمایا کہ جزاء الاعمال چند بار بغور پڑھ کر اطلاع دوں چنانچہ کئی دن سے ارادہ کر رہا تھا آج تک نوبت نہ آئی جزاء الاعمال کئی بار پڑھ چکا ہوں۔ لا الہ الا اللہ کا ذکر ضرب کے ساتھ پانچ سو مرتبہ روزانہ کرتا ہوں کبھی کبھی اتفاق سے چھوٹ جاتا ہے باقی اور ہدایات مندرجہ تکشف پر عمل کر رہا ہوں الحمد للہ کہ اپنی حالت پہلے سے بہت اچھی پاتا ہوں یہ سب حضور کی توجہ اور حضور کی دُعاؤں کا اثر ہے ورنہ کیا اُمید تھی کہ مجھ جیسا گنہگار اور خطا کار اس راہ پر لگ سکے۔

**تحقیق:** الحمد للہ وہ تدبیریں نافع ہوئیں اور بھی بہت جگہ نافع ہو چکی ہیں صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل داء دواءً او کماقال۔

**حال:** باوجود ان سب اُمور کے اب بھی جب اُس عورت کا خیال آ جاتا ہے دل میں ایک جنبش پیدا ہوتی ہے اور ایک لطف ولذت بھی مگر فوراً اُس خیال کو اور کسی طرف توجہ کر کے نکالنے کی کوشش کرتا ہوں۔

**تحقیق:** یہ اَمر طبعی ہے مجاہدہ سے اُس کا ازالہ نادر ہے ہاں ضعف واضمحلال اس اَمر طبعی میں ضرور ہو جاتا ہے جو بفضلہ تعالیٰ ہوا البتہ یہ ضرور ہے کہ جب اس کو حرکت ہو تساہل نہ کرے فوراً اُس کا معالجہ کرے جو آپ نے لکھا ہے کہ فوراً اور کسی طرف توجہ الخ۔

**حال:** دس پندرہ دن کا عرصہ گذرا کہ ایک خاص ضرورت سے وطن جانا ہوا تھا اُس عورت نے مجھ کو سلام کیا میں نے جواب نہیں۔

**تحقیق:** جزاک اللہ وبارک اللہ بہت اچھا کیا۔

**حال:** کوئی بات بھی میں نے اُس سے نہیں کی۔

**تحقیق:** ایضاً کماسبق۔

**حال:** مگر دوسری بار میری نگاہ اُس کے چہرہ کی طرف ضرور اُٹھی مگر فوراً میں نے نگاہ پھیر لی۔ **تحقیق:** ایضاً کماسبق۔

**حال:** ایک وقت نگاہ نیچی کئے ہوئے ہنسی بھی آ گئی۔

**تحقیق:** آئندہ اُس کے ضبط کا بھی اہتمام رکھا جائے۔

**حال:** چونکہ قیام ذرا دیر کیا تھا لہٰذا فوراً واپسی پر توبہ اور استغفار کی کثرت کی۔

**تحقیق:** بعد کوتاہی کے یہی علاج ہے۔

**سوال:** اس میں شبہ نہیں کہ اُس کے ساتھ محبت بہت ضعیف ہوگئی ہے اور اہل خانہ کے ساتھ محبت میں زیادتی ہوگئی ہے مگر تاہم اُس کی محبت دل سے بالکل ابھی تک نہیں نکلی ہے اور جب اُس کا خیال آجاتا ہے تو دل میں ایک سنسناہٹ کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے حضور ہی کچھ دُعا فرمائیں اور کوئی تدبیر بتائیں جس سے یہ کیفیت بھی جاتی رہے۔

**جواب:** اس کی تدبیر منحصر اسی میں ہے کہ اُس سے اس قدر بُعد ہو کہ کبھی سامنا نہ ہو اُس وقت یہ کیفیت نہ رہے گی گو میلان ضعیف اور استحسان خفیف رہے وہ مضر نہیں نہ بواسطہ نہ بلاواسطہ۔

# حُسن العلاج

(سلسلہ کے لئے دیکھو النور بابت ماہ رجب ۱۳۴۰ھ)

**حال:** خاکسار کچھ اپنا حال عرض کرتا ہے براہ کرم اس کو توجہ سے سُن لیجئے میں کوئی غرض یا مطلب دنیوی پیش نہیں کرتا صرف تمنا ایک علاج کی ہے مرض یہ ہے کہ میرے دل کی کیفیت یکساں نہیں رہتی ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ میں اللہ کا نیک اور فرمان بردار بندہ ہو کر عمر بسر وں مگر کوئی کوشش کارگر نہیں ہوتی ایک حالت خود بخود مجھ پر ایسی واقع ہوتی ہے کہ میں پنجگانہ نماز نہایت پابندی سے پڑھتا ہوں اور نمازوں کو بہت کچھ طوالت دیتا ہوں نہایت خشوع تضرع زاری اُس میں حاصل ہوتی ہے استغفار درود شریف تلاوت کلام مجید بھی بکثرت کرتا ہوں نفس امارہ کو بھی بہت کچھ ملامت کرتا رہتا ہوں، ذکر اللہ بھی مراقبہ میں قلب سے کرتا ہوں اکثر گناہوں سے بھی نفرت ہونے لگتی ہے قلب میں نور ور بھی پیدا ہوجاتا ہے مگر دو تین ماہ یہ حالت ہو کر پھر معاملہ برعکس خود بخود ہوجاتا ہے نہ نماز نہ وہ تلاوت نہ ذکر اذکار بلکہ بجائے اُن کے خیالات فاسد پیدا ہوجاتے ہیں

گناہوں کا ذوق شوق بلکہ عورتوں سے بہت زیادہ تعلق کرنے کو طبیعت چاہا کرتی ہے اور طبیعت کے موافق تعلقات بھی پیدا ہو جاتے ہیں ہر وقت یہی دل کا تقاضا رہتا ہے کہ روز ایک نئی حسین عورت بغل میں ہو غرض ان خیالات فاسدہ کا اس قدر زور شور رہتا ہے کہ تمام رات ان میں محو اور غرق رہتا ہوں نیند بھی نہیں آتی ہے لیکن خیال یہ ضرور رہتا ہے اور دل بھی خائف رہتا ہے کہ ان گناہوں کے عذاب میں تو ضرور مبتلا ہوگا۔

چنانچہ جب کوئی مصیبت یا فکر یا رنج لاحق ہوتا ہے معاً عذاب الٰہی کا گمان ہوتا ہے اور پھر دل بے غیرت شرمندہ ہوتا ہے اور آستانہ الٰہی کی طرف جا کر پھر وہی نماز استغفار درود ذکر سب کچھ کرتا ہے پھر میں نیک لوگوں کی طرح ہو جاتا ہوں میری عمر اس وقت بتیس سال کی ہے۔ یہ قبض بسط کی حالت کچھ ایسی اٹل جزو زندگی ہوتی ہے کہ اس میں فرق نہیں آتا اگرچہ قبض وبسط کی حالت قریب قریب سب کو واقع ہوتی ہے مگر نہ ایسا قبض کہ نور فطرت کو بالکل قبض کر لے۔ حضور اقدس برائے خدا اس مرض مہلک کا کوئی علاج بتلا دیجئے اس نے میری زندگی کو بالکل خراب کر دیا ہے آپ کو اللہ نے اس قابل کیا ہے کہ مجھ سے گم کردہ راہ کو آپ ہدایت فرمائیں کوئی تدبیر ایسی بتلایئے جس پر میں کاربند ہو جاؤں اور گند مجھ سے دور ہو۔ میری حالت جو کچھ تھی وہ عرض کر دی۔ اکثر بزرگوں سے ملا ہوں مگر بیعت کسی سے نہیں ہوا، آپ اگر قوت قدسیہ کا اثر مجھ پر ڈالیں اور کچھ توجہ مجھ پر فرما دیں تو میری حالت درست ہو سکتی ہے نہایت اُمید ہے کہ آنجناب سے کچھ فیض ضرور حاصل ہوگا۔

**تحقیق:** آپ کی حالت کو کوئی عجیب نہیں ہے ایسا اتفاق بہت لوگوں کو ہوتا ہے سبب اس کا کم ہمتی اور علاج اس کا قوت ہمت ہے اس قوت ہمت کی اعانت کے لئے البتہ دو تدبیریں ہیں اوّل درجہ کی تدبیر تو یہ ہے کہ اگر ممکن ہو کسی اہل اللہ کی خدمت میں چندے حاضر رہ کر ہر طرح اُس کا اتباع کریں اور اگر اتنی مہلت نہ ملے تو دوسرے درجہ کی تدبیر یہ ہے کہ کیمیائے سعادت روزانہ پابندی اور غور کے ساتھ دیکھا جائے اور وقتاً فوقتاً حالات سے اطلاع کرتے رہئے باقی قوت قدسیہ نہ میرے اندر

ہے اور نہ اُس کا اثر ڈالنا مجھ کو آتا ہے میں محض ایک طالب علم آدمی ہوں۔

**سوال:** کم ترین نے جو ایک عورت سے محبت ہو جانے کی شکایت حضور سے کی تھی اُس کا خیال ابھی تک بعض اوقات دل کو پریشان کر دیتا ہے۔

اگر چہ نہ کبھی دانستہ دل میں اس کا خیال لاتا ہوں نہ کبھی وہ میرے سامنے آتی ہے نہ کبھی کچھ سلام و پیام وغیرہ ہوتا ہے نہ اُس کی جانب سے نہ میری جانب سے اُمید ہے کہ حضور کوئی تدبیر نافع تجویز فرما کر تحریر فرمائیں گے۔

**جواب:** عدم التفات ذہن اور اتفاقی التفات کے وقت ذہن کو دوسری طرف ہٹا لینا اور حق تعالیٰ سے دُعائے نجات کرنا بس یہ تدبیر کافی ہے۔

**سوال:** احقر نے اپنی اہلیہ اور ہمیشرہ کو بہشتی زیور شروع کرائے تو بعض محلہ کی لڑکیوں نے چاہا کہ ہم کو بھی اگر اجازت ہو تو ان مذکورین کے ہمراہ پڑھا کریں تو اَحقر نے دیکھا کہ یہاں کی عورتیں نہایت بدعات میں پیر پرستی میں مبتلا ہیں اور کوئی نماز کی بھی پابند نہیں اگر یہ لڑکیاں کچھ دین حقہ سے واقف ہو جائیں یہ تمام رسوم معدوم ہو جائیں اس خیال سے دو تین ماہ تک پڑھاتا رہا اور بعد سبق کے ایک دو حدیث وعید و مواعید کی ترمذی شریف اور دیگر کتب حدیث سے سنایا کرتا رہا خدا کے فضل اور حضور کی دُعا کی برکت سے اکثر عورتیں نمازی ہو گئیں اور پیر کے نام کے کڑے نکال ڈالے ، دوسرے اکثر رسوم معدوم ہو گئیں اس سال میں شب برأت کی آتش بازی قصبہ بھر میں نہیں ہوئی حضور دعا فرماتے رہیں اللہ تعالیٰ تمام رسوم باطلہ سے آئندہ بھی مسلمانوں کو بچائے اور آئندہ بھی اگر عنایت الٰہی شامل حال رہی اور آنجناب کی دعا جاری رہی تو اُمید واثق ہے کہ ایک دو سال میں یہاں سے تمام رسوم جہالت کی جاتی رہیں گی مگر بعض وقت قلب میں تشویش ہوئی کہ ان لڑکیوں کی صحبت شاید مجھے فتنے میں نہ ڈالے اس لئے ایک دن احقر نے کہا کہ تم میرے پاس اب نہ آیا کرو اور اپنے مکان میں پڑھا کرو تو اپنے مکان جا کر بہت روئیں اور اُن کے والدین نے مجھ سے

اُن کے پڑھانے پر اصرار کیا تو احقر نے مجبوراً قبول کیا تا ہنوز پڑھانے کا وہی سلسلہ جاری ہے اور بہشتی زیور کے دو حصے ختم کر چکی ہیں اور احقر نے اُن سے وعدہ کیا ہے کہ عیدالاضحیٰ تک میں پڑھاؤں گا اس کے بعد موقوف۔ چونکہ بعض لڑکیاں بڑی ہیں مگر نابالغ ہیں اس لئے دل ہمیشہ کھٹکتا رہتا ہے اگر حضور کا ارشاد عالی ہو تو ابھی سے یہ صحبت چھوڑ دوں یا وہ وعدہ مذکورہ پورا کر کے علاوہ اُس کے اور ہر طرح سے بحمد اللہ محفوظ ہوں اور پڑھاتے وقت غض بصر سے جہاں تک ہو سکے کام لیتا ہوں۔

**جواب:** افادہ علمیہ کا جب دوسرا طریق نہ ہو اُس کو بند نہ کریں لیکن پردہ کا قاعدہ مقرر کر دیں کہ میں اُس کو پڑھاؤں گا جو مجھ سے پردہ کرے گی اور سامنے آنے والی کو نہ پڑھاؤں گا اور دوسری شرط یہ مقرر کر دیجئے کہ لڑکیوں کے ساتھ آپ کی بیوی ضرور بیٹھے اور باقی احتیاطیں بھی ہر قسم کی رکھئے اور جب کوئی عورت پڑھانے کے قابل ہو جائے آپ درس موقوف کر دیں البتہ مہینہ میں ایک دو بار عام مجمع میں پردہ کے ساتھ وعظ سنا دیا کریں۔

**حال:** تابعدار کی طبیعت حُسن پر بہت مائل ہوتی ہے اور ایک لڑکے سے تابعدار کی پانچ برس محبت رہی اب ترک ہو گئی ہے مگر اُس کا خیال ہر وقت رہتا ہے اس وجہ سے قلب کو بہت نقصان ہوتا ہے اس کا علاج حضور جو ارشاد فرماویں تابع دار کرنے کو تیار ہے میں بہت پریشان رہتا ہوں اللہ اپنا فضل کرے اور حضور بھی اللہ پاک سے دُعا فرما دیں تاکہ اس جھگڑے سے جان بچے۔

**تحقیق:** حُسن پرستی ایک اَمر طبعی ہے یہ مادہ تو زائل نہیں ہو سکتا اور نہ انسان اس کا مکلّف ہے البتہ یہ ممکن ہے اور اسی کا مکلّف بھی ہے کہ اُس کے اقتضاء پر عمل نہ کرے تو اُس کی اصل تدبیر ہمت ہے اور اُس کی اعانت ان اُمور سے ہوتی ہے۔

(۱) ذکر اللہ (۲) محبوب مجازی کا قصداً خیال نہ کرنا اور نہ اُس کو دیکھنا اور اُس سے اس قدر دُور رہنا کہ اُس کی آواز بھی کان میں نہ پڑے اور نہ اُس کا کسی سے تذکرہ

کرنا اور نہ سننا (۳) موت کا یاد کرنا بکثرت اور دُعا و التجاء کرنا، میں بھی دعا کرتا ہوں۔

**سوال:** مجھے دو لڑکوں سے اس قسم کی محبت ہے کہ اُن کی رویت شکل یا تصور سے قلب متلذذ ہوتا ہے مگر اُن کے متعلق کسی قسم کا بُرا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ بعض وقت اُن کے لئے بہ نسبت غیروں کے حصول علم کی زیادہ دُعا کرتا ہوں لیکن بوجہ التذاذ قلب کے میرے خیال میں یہ حب مذموم ہے اگر واقعی مذموم ہے تو دفع کی کیا صورت ہے؟

**جواب:** صورت یہ ہے کہ قصداً اُن کا تصور نہ کریں اور اگر بلا قصد تصور آ جائے تو فوراً دوسرے تصور میں مشغول ہو جائیں۔

**حال:** کمترین اُس عمل کو بدستور کئے جاتا ہے خدا کے فضل و کرم سے اتنا تو نفع ہے کہ مطلوب مجازی سے بے حد نفرت پیدا ہو گئی ہے کہ صورت دیکھنے کو دل نہیں چاہتا ہے اور اُس طرف سے خیال بالکل برگشتہ ہو گیا ہے لیکن اب عمل میں اچھی طرح سے دلجمعی نہیں ہوتی ہے۔ دل اُچاٹ رہتا ہے اور دل پر بار معلوم ہوتا ہے یہ کیا وجہ ہے اس کی وجہ سے طبیعت بہت پریشان ہے اور خیالات بعیدہ بہت پیدا ہوتے ہیں کہ ایسا ہوگا اور ایسا ہوگا اور عمل کی طرف مطلق دلجمعی نہیں ہوتی ہے، علاوہ عمل کے بھی اکثر ایسے ہی خیالات بعیدہ میں مستغرق رہتا ہوں یہ کیا کیفیت ہے کمترین اس کو مرض تصور کرتا ہے اگر فی الحقیقت یہ مرض ہی ہے تو اس کا علاج بتلایا جائے۔

**تحقیق:** مرض نہیں ہے بلکہ اَمر طبعی ہے کہ مجاہدہ پر ایک مدت گذر جانے سے اُس سے ایک قسم کا ملال و کلال پیدا ہو جاتا ہے سو اَب آپ اتنا اس میں تغیر کر دیں کہ یا تو اس کی مقدار نصف کر دیں اور یا ایک دن کریں ایک دن نہ کریں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ شکایت جاتی رہے گی اور پھر بھی اگر کوئی اَمر قابل اطلاع ہو تو اطلاع دیں) مگر یہ خط ہمراہ بھیجیں۔

# حُسن العلاج

(سلسلہ کے لئے دیکھو النور بابت ماہ شعبان ۱۳۴۰ھ)

**حال:** گذارش یہ ہے کہ نہ معلوم کیا وجہ ہے کہ رغبت عورتوں کی نظر بازی کی معلوم ہوتی ہے جب مکان پر رہتا ہوں تب تو خیر مرض چھپا ہوا رہتا ہے گو نفس میں یہ بات ہو مگر اثر نہیں معلوم یا اور کہیں عورت سامنے آتی ہے تو نظر اُس کی طرف کو جاتی ہے بلکہ آواز عورت سے بھی نفس کو خوشی ہوتی ہے اور جہاں پر عورت ہوتی ہے میں نے اگر بمشکل خوف خدا کر کے نظر سے کام نہیں لیا تو نفس کے اندر یہ بات ضرور باقی رہتی ہے کہ دیکھ لوں نہ معلوم اس میں کیا نفس کو ملتا ہے اور یہ اَمر کچھ ایسا طبعی میرے اندر ہے کہ میں اس کو خوب جانتا ہوں اور ڈرتا ہوں جب کسی وقت نظر سے ایسا کام ہو جاتا ہے تو پانی پانی ہو جاتا ہوں اور بہت لعنت ملامت کرتا ہوں مگر پھر اثر پاتا ہوں اس۔ سے پہلے بہت حالت خراب تھی کیونکہ نظر بازی کو کچھ عیب نہیں سمجھا جاتا تھا کئی مرتبہ خیال ہوا کہ آنجناب کو لکھوں مگر ضروری نہ سمجھا یہ خیال کیا کہ گناہ کرنا تو ہے نہیں اور اب بھی لکھنے کو دل نہیں چاہتا تھا کیونکہ جس قدر وعظ حضور کے ہیں سب میرے پاس ہیں شاید ہی کوئی نہ ہو ویسے بہت کچھ اصلاح ہو گئی مگر یہ مرض نفس کے اندر باقی ہے یہ نہیں کہ اس کو رغبت نہ ہو۔

**تحقیق:** یہ نہیں ہو سکتا کہ رغبت نہ رہے اور اگر ایسا ہو بھی جائے تو پھر پرہیز کرنے میں کمال اور ثواب ہی کیا ہے دیوار اور یہ برابر ہے باوجود رغبت کے ہمت سے کام لینا چاہئے نفس کو کتنی ہی تکلیف ہو آنکھ نہ اُٹھانا چاہئے۔

**سوال:** پرسوں احقر خواب سے بیدار ہوا تو یہ اسم پاک زبان پر جاری تھا ''اللہ جمیل و ھو الجمال'' سو اس کی تفصیل اور تعبیر کا محتاج ہوں (پھر ذکر شغل

کے متعلق کچھ حالات ارقام ہیں پھر اخیر میں لکھا ہے) چونکہ نشست زیادہ دکان پر رہی ہے اکثر مستورات ہر قسم کی نظر کے سامنے سے گذرتی ہیں بارِ اوّل نظر پڑنے سے تسکین نہیں ہوتی جی چاہتا ہے کہ اس کو پھر دیکھوں پھر بالقصد نظر نیچی کر لیتا ہوں اس کا علاج چاہتا ہوں اور اپنی حالت کا استفسار۔

**جواب:** یہ علاج ہے اُس مرض کا جو آپ نے آخر میں لکھا ہے یعنی یہ بات بتلائی گئی ہے کہ جب کسی جمیل کی طرف میلان ہو تو اس وقت اس حدیث کے مضمون کا تصور اور مراقبہ کرنا چاہئے کہ حقیقی جمیل وہ ہے دوسرے کی طرف نظر نہ کرنا چاہئے اور حدیث میں دوسرا جملہ "یحب الجمال" ہے "و ھو الجمال" کا جاری ہونا غلطی ہے متخیلہ کی اس کا اشارہ ہے اس طرح کہ وہ جمال معنوی کو محبوب رکھتا ہے اور وہ جمال معنوی معصیت سے زائل ہو جاتا ہے تو اُس سے اجتناب چاہئے پس اس مراقبہ سے نفس کا وہ تقاضا جاتا رہے گا۔

**سوال:** بندہ کچھ اپنا حال تباہ عرض کرتا ہے اگرچہ یہ حال ظاہر کرتے بہت شرم آتی ہے کہ میری یہ نگوں حالت ہو اور حضور کے خدام میں شمار ہوں شکل مسلمانوں جیسی اور کام فساق فجار بلکہ کافروں جیسے لیکن حضور ہمارے طبیب، روحانی اور رہنمائے دو جہاں ہیں اگر حضور سے اس کا اظہار نہ کیا جائے تو صحت کی کیا اُمید ہو سکتی ہے، مجھے اس حال کے اظہار کرنے سے بہت سے خیالات نے اب تک روکے رکھا مگر اب میں نے سب خیالات کو دفع کر کے ارادہ کر لیا ہے کہ اب حضور سے کوئی بات نہ چھپاؤں گا اور جو کچھ بھی حضور اُس کا علاج تجویز فرمائیں گے اُس پر عمل کرنے میں ان شاء اللہ تعالیٰ حتی الوسع دریغ نہ کروں گا پس اگر اب آنحضرت کی توجہ ظاہری و باطنی ہوگی تو خدا کی ذات سے اُمید ہے ورنہ میرا کہیں ٹھکانا نہیں کیونکہ جیسے میرے افعال ہیں شاید کسی مسلمان کے ہوں اے حضرت جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے کوئی عمل اب تک میں نے اچھا نہیں کیا، نماز اوّل تو پڑھی نہیں اگر پڑھی تو کبھی بے وضو

پڑھ لی کبھی لوگوں کے دکھانے کو چپ کھڑا ہوگیا مجھے کوئی دو مہینے پورے اب تک یاد نہیں کہ میں نے اچھی طرح اور پابندی سے نماز پڑھی ہو آٹھ روز پڑھی چھوڑی مہینہ پڑھی ترک کردی روزے اکثر تو رکھے نہیں اور بہت رکھے اور قصداً توڑ دیئے کوئی مہینہ رمضان کا ایسا یاد نہیں کہ دو چار روزے قصداً نہ توڑے ہوں اندرونی حالت تو یہ اور لباس علماء وصلحاء کا عقائد اچھے لوگوں کے غرض ظاہر تو ایسا باطن یہ کچھ دروغ وغیبت حسد حب جاہ، حب مال اور اس پر عجب تکبر غرض جو کچھ بھی امراض قلبی ہیں سب میرے اندر ہیں اور سب سے اشد مرض یہ ہے کہ امردوں کی محبت میرے دل میں موجود ہے اور یہی جڑ مجھے ساری خرابیوں کی معلوم ہوتی ہے اب ایک مہینے سے اس کی احتیاط کرتا ہوں مگر جب کبھی اتفاقیہ کسی پر نظر پڑ جاتی ہے بہت دیر تک دل میں سوزش رہتی ہے اور دل میں جو کچھ اطمینان سا پیدا ہوتا ہے سب جاتا رہتا ہے جس سے بہت صدمہ ہوتا ہے اور سب سے زیادہ خرابی یہ ہے کہ جب کچھ خدا کی طرف سے ہدایت ہوتی ہے تو مثلاً ہفتہ بھر بہت اچھی حالت رہتی ہے نماز کی بھی پابندی ہوتی ہے دنیا سے بالکل بے رغبتی سی معلوم ہوتی ہے، امردوں کی محبت بھی مضمحل ہو جاتی ہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد پھر وہی حالت عود کر آتی ہے اے حضرت اب بھی بہت اندیشہ لگا ہوا ہے کہ خدانخواستہ کبھی پھر وہی حالت نہ ہو جائے اس لئے حضور سے عرض کرتا ہوں کہ کوئی ایسا علاج بتلا دیجئے کہ میری حالت سنور جائے اور یہ امراض قلبی دُور ہو جائیں اور عمل خیر پر مداومت نصیب ہو جائے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ گذشتہ نماز روزوں کا جن کا حال اُوپر لکھ چکا ہوں کیا کروں حقوق العباد کے اندر بہت کوتاہی ہوئی ہے اب جن کے حقوق یاد ہیں یا کسی کی طرف خیال ہے کہ شاید ان کا حق رہ گیا ہوگا تو اُن سے معافی کرالوں گا اور ادا کرنے کے لائق ادا کردوں گا جن کے حقوق یاد نہیں یا وہ موجود نہیں تو اُن کا کیا کروں۔ اگرچہ مجھ کو اس کی کیفیت حاصل نہیں لیکن اب تو یہی دل چاہتا ہے کہ خدا کی محبت دل میں جم جائے اور دنیا سے سخت نفرت ہو جائے اور جب تک دنیا

میں رہنا ہو تو یہاں کی محبت وعداوت بھی اُسی کے لئے ہو۔

**الجواب:** امراض چھپائے بڑی غلطی کی کوئی مرض لا علاج نہیں، مایوسی کی کوئی بات نہیں، ایسی نمازوں کا اندازہ کر کے اُن کی قضاء پڑھو اور ایسے روزوں کی بھی قضا کرو اور بعض کے نزدیک کفارہ میں تداخل ہو جاتا ہے ساٹھ روزے متواتر کفارہ کے رکھو اور خوب توبہ کرو، امردوں سے ارتباط واختلاط اور نظر اور مس اور مکالمت سب ترک کرو اس میں جو کلفت ہو تحمل کرو اگر نظر فجاءۃ سے پریشانی ہو جائے صبر کرو اخلاق رذیلہ کا علاج مراقبہ موت سے کرو تبلیغ دین مطالعہ میں رکھو حقوق العباد کے اداء بقدر یاد وابراء میں سعی کرو اگر قدرت نہ ہو عزم رکھو اور جتنی قدرت ہوتی جائے تدارک کرتے رہو اور اُن اہل حقوق کے لئے دُعا واستغفار کرتے رہو اور آئندہ تعلقات غیر ضروری کم کرو اور میرے مواعظ ہمیشہ دیکھو اور اوقات فرصت میں ملتے رہو اور دُعا بھی کرتے رہو میں بھی دُعا کرتا ہوں، ان شاء اللہ تعالیٰ یہ نسخہ کافیہ شافیہ ہے۔

**حال:** التماس ہے کہ یہ احقر خلق ایک مدت سے حضور کی قدم بوسی اور زیارت کا متمنی تھا خدا کا شکر ہے کہ اب کی بارکان پور میں میری تمنا پوری ہوئی اپنی حالت زار خدمت اقدس میں عرض کرتے ہوئے ڈرتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ سوادبی ہو جس کا نتیجہ خسران اور حرمان ہو ۔

بے ادب محروم گشت از فضل رب

لیکن مریض اگر معالج سے حالت مرض نہ کہے تو کیا کرے سخت خلجان تھا نہایت پریشان تھا لیکن مکرمی کے ہمت دلانے سے کچھ ہمت بندھی اور ۔

انہیں افسانہ غم ڈرتے ڈرتے سنایا کچھ کہیں سے کچھ کہیں سے

حضور نے جو کچھ مکرمت فرمائی اور جس دل سوزی سے میرا حال زار سنا اس کا شکریہ ادا کروں تو محال ہے بجز اس کے کیا عرض کروں ۔

شکر نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو

چونکہ حضور کے دربار سے بذریعہ عریضہ مفصل حال کے اظہار کی اجازت ہوئی تھی اس لئے بکمال ادب عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں اور حضور کی شفقت بزرگانہ سے اُمید کرتا ہوں کہ سوءادبی اور گستاخی معاف فرمائی جائے گی۔

مرو نشے اگر دستے بداماںِ تو زد غالب وکیلش من نمید اندر سوم دادخواہی را

احقر کی عمر اس وقت چالیس برس کی ہے اوائل عمر اکثر معصیت میں گذری جس میں صغائر کا بکثرت اور کبائر کا کم تر ارتکاب ہوا لیکن چونکہ صغائر کو تکرار کبائر کردیتی ہے اس لئے میں اپنے سب معاصی کو کبائر ہی سمجھتا ہوں اور اُن پر نہایت خجل ہوں۔ لیکن خود کردہ را علاج نیست جب اپنے معاصی پر خیال کرتا ہوں تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ عذاب جہنم میرے لئے کافی نہ ہوگا مجھ ایسے نافرمان غلام کے لئے اگر صرف عذاب جہنم ہی پر اکتفا کی جائے گی تو یہ کمال رحمت ہی حشر کے دن جب ان گناہوں کے انبار کے ساتھ جس کا مقابلہ غالباً وہاں کوئی نہ کر سکے گا یہ نافرمان غلام مالکِ حقیقی کے سامنے پیش کیا جائے گا تو کیا حالت ہوگی اس خیال سے دل کانپتا ہے لیکن چونکہ خدا کی رحمت سے ناامیدی کفر ہے اس لئے ڈھارس بندھتی ہے میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا رہتا ہوں اور نہایت خجل اور نادم ہوں۔

# حُسن العلاج

(سلسلہ کے لئے دیکھو النور بابت ماہِ رمضان ۱۳۴۰ھ)

اس وقت بذریعہ عریضہ ہذا خدام حضور والا میں مختصراً اپنے معاصی کا اظہار کر کے خلوص دل سے بارگاہ رب العزت میں توبہ کرتا ہوں اور بکمال ادب اس کا ملتجی ہوں کہ حضور میرے لئے اوقات خاص میں دعا فرماویں کہ باری تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف فرماوے۔ اور توفیق عمل نیک عطا فرمادے اور بزرگان دین کے طفیل میں حسنات دارین عطاء فرمائے، خدا کے لئے میری یہ التجاء قبول فرمائی جائے ورنہ حسرت و یاس میرا کام تمام کردے گی یہ حالت تو اوائل شباب کی تھی اب اُس کے

بعد کی حالت کا التماس ہے کہ جب میری عمر کچھ کم وبیش بیس (۲۰) سال کی تھی تو طبیعت کا رجحان ایک خاص طرف ہوا لیکن چونکہ بمقتضائے سن یہ ایک معمولی بات تھی اس لئے سدباب کی طرف مطلق اعتناء نہ ہوا گویا کہ یہ کوئی بات ہی نہ تھی اب اگر الفاظ کے صحیح معنی کا مجھ کو اندازہ ہے تو رجحان سے میلان ہوا میلان سے دلچسپی ہوئی، دلچسپی سے محبت پھر عشق اب جنون کا مقدمہ ہے اس کے بعد دیکھئے کیا ہوتا ہے چونکہ مطلوبہ دوسرے سے وابستہ ہو چکی تھی اس لئے ادب لحاظ اور شرم اور دیگر موانع ایسے ہوئے کہ کبھی اُس سے اظہار محبت کا موقع نہ ملا، میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اُس وقت سے اس وقت تک ایک لحہ ایک منٹ کبھی ایسا نہیں گذرا کہ اُس کی یاد سے دل خالی ہو سونے کی حالت میں اگر سمجھا جائے کہ یہ حصہ عمر ایسا گذرا کہ اُس میں یہ حالت نہ ہوگی تو بہت ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن میں تو یہی کہوں گا کہ سوتے وقت اس کا نام زبان پر اور اس کا خیال دل میں یقینی تھا اور اِدھر آنکھ لگی اور اُدھر وہ صورت سامنے ہوگئی ایک تو رات کو نیند ہی کم آتی ہے اور جب آئی تو اُس کو ساتھ لے کر آئی جب آنکھ کھلی تو اُس کا خیال دل کو ستا رہا تھا گو ان سب میں مبالغہ ہو لیکن ہے حالت اسی کے مقروں اوائل سن شعور سے ہی ذوق عبادت زیادہ تھا گو ایک عرصہ تک نمازیں باترتیب نہیں ہوئیں، روزے بھی قضا ہوئے لیکن رفتہ رفتہ بحمد اللہ پابندی ہوگئی لیکن وہ خیال دل سے نہ گیا۔

کبھی وہ اور کبھی اُس کا رہا غم     غرض خالی دل شیداں نہ پایا

نفس کو بارہا ملامت کی بہت سوچا بہت عقل لگائی لیکن سب بے سود ہر طرح کی ترکیبیں اختیار کیں برسوں اُس طرف نہیں گیا ویسے اس خیال کے ہٹانے کی ہر طرح کوشش کی لیکن کچھ کارگر نہ ہوئی پہلے میں آزاد زندگی بسر کرنا چاہتا تھا نکاح کرنے پر دل ہرگز راضی نہ تھا لیکن پھر یہ خیال آیا کہ یہ عشق اور محبت اقتضائے سن ہے اگر نکاح کر لیا جائے تو یقین ہے کہ رفتہ رفتہ یہ حالت جاتی رہے گی ادھر والدین نے زور دیا کہ نکاح ضرور کرنا چاہئے چنانچہ نکاح ہوا اور خدا نے محض اپنے فضل وکرم سے بیوی بھی

بہت نیک عطا فرمائی پڑھی لکھی، سلیقہ والی پابند صوم صلوٰۃ لیکن اُس حالت میں مطلقاً کچھ فرق نہیں ہوا خدائے برتر نے اپنے فضل عمیم سے تین اولا دنرینہ عطا کیے نو برس کے بعد بیوی کا انتقال ہوگیا چونکہ بچے بہت چھوٹے تھے اُن کی پرورش کے خیال سے اور نیز حفاظت نفس کے خیال سے نکاح ثانی پر میں مجبور کیا گیا یہ دوسری بیوی بھی مجھ کو بہت ہی نیک اور فرماں بردار ملی ہے، نماز اور روزے کی پابند ہے اور ہر طرح سے اچھی ہے ان سے بھی تین اولادیں ہیں دولڑکے اور ایک لڑکی، نکاح اور اولاد کا کچھ بھی اثر اس محبت پر نہیں پڑا وہی حالت رہی اور روز بروز زیادہ ہوتی گئی اب یہ خیال ہوا کہ کہیں دور دراز چلا جانا چاہئے کیونکہ ایک ہی بستی میں رہنے سے سال ڈیڑھ سال میں کبھی سامنا ہو ہی جاتا ہے اسی غرض سے میں...... چلا گیا وہاں سے...... گیا مدت تک دُور رہا برسوں اپنے وطن نہیں آیا لیکن سب بے سود یہ کیا آفت آسمانی ہے جو مجھ پر مسلط کی گئی ہے جس نے نہ مجھ کو دین کا رکھا اور نہ دنیا کا ایک مدت سے دنیا کی طرف سے دل سرد ہوگیا ہے کسی چیز سے ذرّہ بھر دلچسپی نہیں ہے خوشی دل سے مفقود ہے حزن و ملال غالب ہے ایک کھٹک ہے جو دل میں برابر موجود ہے بعض دنوں میں دل کی بے چینی اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ کسی طرح چین نہیں آتا پھر اس حالت میں تخفیف ہو جاتی ہے جملہ محسوسات عالم میں اسی کا جلوہ نظر آتا ہے نہ بیوی سے موانست ہے نہ بچوں سے محبت ہے اگر دن رات خیال ہے تو اُسی کا مدت سے بارگاہ باری تعالیٰ میں دست بدعا ہوں کہ اے قادر مطلق یا تو اس کی محبت دل سے بالکل ہی جاتی رہے یا اور کوئی صورت پیدا ہو یا موت ان سب قضیوں کا فیصلہ کردے بارہا خودکشی کا خیال ہوا لیکن خوف باری تعالیٰ اس کا مانع رہا ابھی تک کسی پر اس حالت کا اظہار نہیں کیا یہ پہلی بار ہے کہ حضور میں عرض کرنے کی جرأت ہوئی ۔

ہوا کوئی نہ حالِ دل سے آگاہ رہی مشتاق گوش اپنی کہانی

میں بکمال ادب یہ پوچھتا ہوں کہ آخر عشق ہے کیا چیز۔ ایک خاص طرف

کیوں کشش ہوتی ہے کیا دوسری طرف بھی اس کا اثر ہوتا ہے یہ نہایت مختصر حال تھا جو عرض کیا گیا میری صحت بہت اچھی نہیں ہے ضعف معدہ میں گرفتار ہوں، تیسرے چوتھے برس دردگردہ کا دورہ پڑتا ہے ورزش اور چالش کئی بار شروع کی لیکن چھوٹ گئی میں نے فقہ اور حدیث کی کتابیں اکثر پڑھی ہیں چند تفاسیر دیکھی ہیں لیکن شروع سے اخیر تک کسی تفسیر کے پڑھنے کی نوبت نہیں آئی، کیمیائے سعادت، احیاء العلوم ودیگر اسی قسم کی کتابیں پڑھی ہیں کتب بینی سے بے حد دلچسپی ہے حضو کی تصانیف اکثر دیکھی ہیں، بہشتی زیور و بہشتی گوہر کوئی بار دیکھ چکا ہوں، آج کل کلید مثنوی دیکھ رہا ہوں، خود شاعر نہیں ہوں لیکن اشعار سے بدرجہ غایت دلچسپی ہے شعر پڑھنے سے ایک خاص حالت ہو جاتی ہے جو تحریر میں نہیں آسکتی میرا خیال تو یہ ہے کہ اگر کوئی خوش آوازی سے غزل یا شعر پڑھے تو ممکن ہے کہ قالب سے روح پرواز کر جائے یہی حالت قرآن پاک کے سننے سے ہوتی ہے خود پڑھنے میں یہ کیفیت نہیں ہوتی ہر نماز کے بعد ایک بار حزب البحر مع اعتصام اور اختتام پڑھتا ہوں، نماز مغرب کے بعد تین بار پڑھتا ہوں، ایک بزرگ سے اس کے پڑھنے کی اجازت حاصل کر چکا ہوں اور بارہ روز میں اس کی زکوۃ بھی دے چکا ہوں، اب حضور سے بھی اس کی اجازت چاہتا ہوں نماز صبح کے بعد پانچ سو بار "لا حول ولا قوة الا بالله " اور پانچ سو بار آیت کریمہ "لا اِلٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین" اور نماز مغرب کے بعد پانچ سو بار "لا حول ولا قوة الا بالله " اور پانچ سو بار "حسبنا الله و نعم الوکیل الخ"، پڑھتا ہوں ہر نماز کے بعد آیت الکرسی ایک بار "لقد جاء کم رسول الخ" ایک بار حسبی الله لا اِلٰہ الا ھو الخ ۷ بار پڑھتا ہوں جمعہ کے دن بعد نماز فجر سورۂ کہف پڑھتا ہوں کبھی کبھی کچھ قرآن کی تلاوت کرتا ہوں، بعد نماز عشاء برعایت تعداد اسم مطلوب ۷۷۴ بار یا الله یا رحمن یا رحیم یا حی یا قیوم برحمتک استغیث پڑھتا ہوں سوتے وقت بستر پر لیٹ رہتا ہوں تو اکثر ایک

ہزار بار " امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء " پڑھتا ہوں لیکن یہ کسی دن ناغہ بھی ہو جاتا ہے، یہ میری مختصر کیفیت تھی جو عرض کی گئی۔

اب جو حضور ارشاد فرمائیں وہ کیا جائے میں چاہتا یہ ہوں کہ اس کا خیال بالکل میرے دل سے جاتا رہے یا قادر مطلق کوئی اور اسباب پیدا کر دے کیونکہ وہ تو ہر چیز پر قادر ہے، مَیں سیدھے راستہ پر لگ جاؤں دل میں خدا اور اُس کے رسول کی محبت غالب ہو جائے اکثر خواب میں بزرگان دین کی زیارت ہو چکی ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کئی بار زیارت ہوئی خانہ کعبہ میں کئی بار اُن کے ساتھ نماز پڑھی اندر بھی پڑھی اور باہر بھی خواب میں مدینہ منورہ اور روضۂ پاک کی زیارت کر چکا ہوں۔ حضور کی قدم بوسی کا بہت مشتاق تھا جب سے حضور کی زیارت ہوئی ہے دل کو ایک سکون سا ہے دل یہ چاہتا ہے کہ بقیہ عمر حضور ہی کے قدموں میں گذرے میں کثیر العیال ہوں اس لئے فکر معاش بعض اوقات سوہانِ روح ہے ابھی تک کوئی ایسی ملازمت نہیں ملی جس سے اطمینان قلب ہوتا حضور کو رخصت کر کے جب اسٹیشن سے لوٹا تو دل کی حالت ناگفتہ بہ تھی ۔

فرداروی کا تفرقہ اک بار مٹ گیا    تم کیا گئے کہ ہم پہ قیامت گذر گئی

میں اپنے عریضہ کو بکمال ادب اس شعر پر ختم کرتا ہوں ۔

نہ دے نامے کو اتنا طول اے دل مختصر لکھ دے
کہ حسرت سنج ہوں عرض متمائے جدائی کا

**تحقیق:** میں نے خوب توجہ اور دلچسپی سے ایک ایک حرف آپ کے خط کا پڑھا کیونکہ اس میں مجھ کو خود ایک لطف آیا آپ کی مجموعی حالت کے استحضار کے بعد اس کے متعلق جو بے ساختہ قلب پر وارد ہوا وہ یہ تھا کہ آپ اگر اپنی قدرت وقصد سے اس شغل میں کچھ حصہ لیتے ہیں تو اُس کو ترک کر دیجئے اور جس فعل پر قدرت ہوتی ہے اس کے ترک پر بھی قدرت ہوتی اور اگر آپ کے اختیار وقصد کو اس میں کچھ دخل

نہیں تو یہ حالت محمودہ ہے اور علاج ہے بہت سے اخلاق رذیلہ کا اور مجاہدہ کی ایک اعلیٰ درجہ کی نوع ہے اُس پر صبر کیجئے وہاں ازالہ کیلئے دُعا کرتے رہئے باقی جب سب تدبیریں آپ کر چکے اور زوال نہیں ہوا تو اب صبر سے کام لیجئے اس صورت میں اُس کے زوال کے درپے ہونا قضا وقدر سے فرار ہے۔

از کہ بگریزیم از خود اے محال

اللہ تعالیٰ نے صبر میں بڑی برکات رکھی ہیں اگر تمام عمر کے لئے کوئی جسمانی مرض لازم لگ جاتا تو بجز صبر کے کیا کرتے اب بھی یہی کیجئے اس سے گھبرانا یہ نفس کی آرام طلبی ہے جس کا بندہ کو کچھ حق نہیں اور اس میں ایک بڑی خیر یہ ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص عشق میں مبتلا ہو جائے اور وہ صبر کرے اور خلاف شرع کوئی کام نہ کرے۔ (جس میں نہ دیکھنا اور اُس کی آواز نہ سننا اور اُس کا خیال قصداً نہ لانا اور اس کا تذکرہ نہ کرنا سب داخل ہے) اور پھر اس حالت میں وہ مرجائے تو وہ شہید ہوتا ہے سبحان اللہ اس سے بڑھ کر ہم کم درجہ والے لوگوں کے لئے کیا ہوگا، البتہ اگر کبھی چندے یہاں قیام بآسانی ہو جائے تو کیا عجب ہے اس میں اگر زوال نہ ہو تو اعتدال ہی ہو جائے ورنہ ؎

چونکہ برمیخت بہ بند بستہ باش چوں کشاید چابک و برجستہ باش

میں بھی دُعائے خیر کرتا ہوں۔

# حسن العلاج

(سلسلہ کے لئے دیکھو النور بابت ماہ ذوالحجہ ۱۳۴۰ھ)

**حال:** حالت یہ ہے پہلی دفعہ خدمت شریف سے واپس آکر ڈیڑھ برس تک اہلیہ مرحومہ کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا بفضل خدا روز بروز قلب سنورتا جاتا تھا اب انتقال کو ڈیڑھ برس سے زائد ہوا مگر قریب برس روز سے سے باوجود اُس کے تعلق کم ہو گیا ہے مگر قلب کی حالت بالکل بدل گئی ہے نہ وہ حضوری ہے نہ وہ خشوع وخضوع نہ دُعا میں تضرع حالانکہ معمولات وذکر اسم ذات میں کسی قسم سے کمی نہیں ہوئی ہے ایک

بات اور ہے چونکہ قرآن شریف یاد کرنے کا سلسلہ جاری ہے اس لئے دماغ کی رعایت سے غذا میں کچھ زیادتی ہوگئی ہے بخیال ضعف کے کمی نہیں کرتا ہوں مگر اکثر اوقات خواہشات نفسانی کے سبب وسواس کا ہجوم ہوتا ہے۔

حالانکہ حق نفس کما حقہ ادا ہونے کی کامل اُمید نہیں معلوم ہوتی ہے اب ایسی حالت میں مَیں حیران ہوں کہ تجرد و ازدواج میں کس کو ترجیح دوں چونکہ مجھ کو پوری اُمید ہے کہ حضور حفاظت دین کے ساتھ مشورہ دیں گے اس لئے ملتجی ہوں کہ مفصل رائے سے سرفراز فرمائیں گے کہ اطمینان ہو دل بے ساختہ چاہتا ہے کہ خدمت فیض درجت میں پہنچ کر قدم بوسی حاصل کر کے کل مرض کی اصلاح کرلوں مگر کچھ مجبوری معلوم ہوتی ہے اگر حضور کی رائے ہو تو اس میں بھی مضائقہ نہیں ہے۔

**تحقیق:** کام میں لگے رہئے یہ تغیر عارضی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ انجام بخیر ہوگا تسلی رکھیں، دماغ وقلب کی تقویت کا خاص اہتمام رکھیں اگر خواہش کا غلبہ ہو تو نکاح کرلیں اگر نکاح کو مضر دین سمجھیں، صبر و ہمت سے کام لیں، سفر کی ضرورت نہیں حالت سے اطلاع اور مشورہ کا اتباع ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

**سوال:** کچھ عرصہ سے بیوی کی طرف محبت زیادہ ہوگئی ہے یہ میرے واسطے کوئی مضر تو نہیں ہے۔

**جواب:** عین سنت ہے اللہ تعالیٰ اس کے ثمرات نیک دونوں کو عطا فرمائے جب تقویٰ بڑھتا ہے بیوی سے محبت بڑھ جاتی ہے۔

**حال:** اب چند اَیام سے حالت کچھ ٹھیک ہے اکثر جب کوئی مشتبہ چیز کھانے میں آتی ہے تو شہوات کی کثرت ہو جایا کرتی ہے اور یہ حالت کوئی جدید نہیں بہت مدت سے اسی طرح ہوتا رہا ہے اور ایسی چیز سے بچنا بھی بسا اوقات مشکل ہوتا ہے۔

**تحقیق:** اس کا علاج بھی وہی ہمت ہے حتی الامکان ایسی چیز کے کھانے سے بھی اور شہوت کے غلبہ کے وقت اور اُس کے مقتضاء پر عمل کرنے سے بھی۔

**حال**: اُن لڑکوں کی محبت میں بھی اگر چہ کمی تو ہے لیکن بالکل جاتی نہیں رہی اُن کی شکل پر کبھی نظر پڑ جاتی ہے تو دل میں ایک لذت شعلہ زن ہو جاتی ہے مگر فوراً منہ پھیر لیتا ہوں۔

**تحقیق**: منہ بھی پھیرنا چاہئے اور قلب یعنی توجہ بھی ہٹانا چاہئے جس کا سہل طریق یہ ہے کہ فوراً خیال کو دوسری طرف متوجہ کر دیا جائے۔

**حال**: اصل مرض میں بھی بہت کمی ہے۔ اتفاقیہ کبھی کسی نامحرم کی طرف آنکھ اُٹھ جاتی ہے اُس کے کفارہ کے لئے اور وقتوں میں تو فرصت نہیں ملتی البتہ مغرب کی نماز کے بعد روزانہ چھ نوافل پڑھنے کا معمول کر لیا ہے۔

**تحقیق**: اس سے فائدہ کم ہوگا جرمانہ کی نفلیں اِس دائمی معمول کے علاوہ ہونا چاہئیں ورنہ معمول دائم سے زجر نہیں ہوتا کیونکہ نفس کہتا ہے کہ یہ تو ہر حال میں پڑھنا ہی ہے خواہ نگاہ بد ہو یا نہ ہو پھر نگاہ بد کیوں چھوڑوں یہ بھی نفس کہے گا کہ اس سے تو کفارہ ہو ہی جائے گا پھر کیوں پرہیز کروں اور مستقل طور سے پڑھنے سے چونکہ پڑھنا گراں ہوگا اس گرانی کے سبب وہ نگاہِ بد سے بچے گا۔

**حال**: نگاہ بد کے متعلق تو صرف اس قدر عرض کر دینا شاید کافی ہو کہ۔

لختے برداز دل گزر دہر کہ پرپیشم ۔۔۔ من قاش فروش دلِ صد پارۂ خویشم

اس کے متعلق اگر چہ اتنا ضرور کرتا ہوں کہ جب کسی پر نگاہ پڑی فوراً جبراً اُدھر سے نگاہ ہٹالی، اور تیزی سے اُس جگہ سے چلا گیا اور استغفار کر لی۔ مگر پھر بھی تقاضا اس قدر رہتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ اور بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ نگاہ پڑنے کے بعد بھی دو چار سیکنڈ اُس پر نظر قائم رہتی ہے مگر پھر جب خیال آتا ہے فوراً ہٹا کر توبہ کر لیتا ہوں۔ لیکن اس کو کیا کروں یہ جو نگاہ ہو جاتی ہے اس سے سخت پریشان ہوں۔ جانتا ہوں کہ استغفار کر لی ہے مگر دل صاف نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی قلب میں اُس کی کدورت باقی ہے ورنہ استغفار سے تو قلب صاف ہو جاتا۔ یہ سمجھ کر اور بھی دل پریشان ہوتا ہے۔

**تحقیق**: استغفار سے اتنی جلدی صاف نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ آئندہ جب ایسے موقع پر چند بار ضبطِ نفس ہو، اُس کے نور سے دل میں صفائی پوری ہوتی ہے اس میں ہمت قوی چاہئے۔

**حال**: میری حالت خراب ہوگئی تھی مگر اللہ کا شکر ہے کہ حضور کے تشریف لانے سے حالت نے پھر پلٹا کھایا، حضور کے مواعظ متواتر مطالعہ میں رہتے ہیں اور اُن سے نہایت درجہ فائدہ ہو رہا ہے مگر دو عیوب بڑے زبردست موجود ہیں۔

(۱) ریاء (۲) دوسرے شرم آتی ہے کہتے ہوئے مگر وہ نظر بازی۔ لیکن کوشش نہیں بلکہ بچنے کی کوشش ہوتی ہے۔ لیکن ایسا موقع اگر اتفاقاً پیش آجاتا ہے تو نظر ڈال کر گناہ کا مرتکب ہوتا ہوں۔ اگر عیوب چھپاتا رہوں تو اصلاح کیسے ہو حضور کی توجہ کی ضرورت ہے اور میرے لئے جو حکم ہو اُس پر عمل کروں خدا مددگار ہے۔

**تحقیق**: بدون ہمت کے کوئی کام نہیں ہوتا، نظر بد کا بھی اصل علاج یہی ہے۔ جس وقت ایسا موقع ہوا کرے یہ خیال کر لیا کیجئے کہ حق تعالیٰ اس وقت بھی دیکھ رہے ہیں اگر ہمارا پیر اس حرکت کو دیکھتا ہو تو ہماری کبھی جرأت نہ ہو تو خدا تعالیٰ کے دیکھتے ہوئے جرأت غضب ہے اور قیامت میں بھی باز پرس کریں گے اگر سزا کا حکم کر دیا تو کیسے بنے گی۔ بار بار اس خیال کے حاضر کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی اور ریاء کے متعلق کبھی زبانی عرض کروں گا۔

**سوال**: جرأت کر کے یہ بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ یہ مجھ سے سخت غلطی ہوگئی کہ سہارن پور میں اُس کے (وہی طالب علم مراد ہے جس سے مجھے تعلق تھا اور حضور نے خط و کتابت کی اُس سے ممانعت فرمائی تھی) دو تین خط آئے مگر اُس کے مضمون سے ہمیشہ رنج ہوتا تھا اس لئے غصہ میں مَیں نے ایک دن قسم کھالی تھی کہ میں اب نہ تمہارے پاس کوئی خط لکھوں گا اور نہ ملنے پر کلام کروں گا اور مضمون قسمیہ ایک شخص کی وساطت سے اُس کو لکھ دیا تھا اب خلجان یہ ہے کہ ترک تکلم بمسلم

پر وعید ہے کہ نماز روزہ اُس کا مقبول نہیں حتیٰ یصطلحا اس کے متعلق جو ارشاد ہو آیا کفارہ دے کر قسم توڑ دوں یا کیا۔

**جواب:** یہ وہ مہاجرت ہے جس کا سبب محض دنیوی ہو اور آپ کی اس مہاجرت کا سبب مصلحت دینیہ ہے یہ اُس میں داخل نہیں جب اس مفسدہ کا احتمال بالکل جاتا رہے گا یعنی اُس کے خوب ڈاڑھی نکل آئے گی قسم توڑ کر کفارہ دے دیں۔

**حال:** عرض یہ ہے کہ ابتدائے جوانی جو عنفوان شباب کہلاتا ہے حالانکہ وہ وقت تقاضاہائے شہوانیہ لمسیہ کا خاص زور کا وقت ہوتا ہے اُس وقت ان تقاضوں کی ایسی شدید مزاحمت ومنازعت نہ تھی لیکن اب کہ جوانی ڈھل رہی ہے اور بڑھاپا شروع ہو گیا اب میں ان تقاضوں کی شدت بعض اوقات اپنے اندر اس درجہ پاتا ہوں کہ اُس کے اظہار سے شرم آتی ہے چنانچہ میں نے پہلا خط اسی کیفیت کا لکھا ہے۔

**تحقیق:** یہ وہی بات ہے جس کو میں کہا کرتا ہوں کہ بڑھاپے میں بوجہ ضعف تحمل شہوت کا اثر بعض وجوہ سے زیادہ ہوتا ہے۔

**حال:** بحمد اللہ آپ کا جواب آنے کے بعد وہ شدت نہیں رہی اور غلبہ کی حالت میں بھی بہت خیر پہنچی۔ کیونکہ ؎

ورنہ ہست اندر قضا از بدتر

جتنی خیریت رہی اُس پر اللہ تعالیٰ کا ہزار لاکھ شکر ہے ؎

بلا بودے اگر اینہم نبودے

اس کے علاوہ اس ابتلاء میں اور بھی گونا گوں فوائد ہوئے۔ شکست عجب ظہور عجز وافتقار وعبدیت وتحمل وعرفان کیفیت صدور بعض معاصی وتحمل وصبر درامر تربیت و شفقت علی الطالب وغیرہ وغیرہ اب اگرچہ سکون ہے لیکن دل میں ایک ڈر بیٹھا ہوا ہے کہ کہیں پھر کوئی فتنہ نہ پیش آجائے۔

**تحقیق:** جو شخص اپنے نفس پر سوءِ ظن اور اپنی اصلاح وحفاظت کا مراقبہ مع

التوکل علی اللہ رکھتا ہے وہ محفوظ رہتا ہے۔

**حال:** اس غلبہ کی حالت میں بھی اور اب بھی اپنے مناسب حال نوحہ مرغ جو دفتر ششم مثنوی میں مناظرہ مرغ وصیاد کے تحت میں لکھا ہے بڑا پسند آتا ہے یہی مناجات اور دُعا ہے آپ بھی دعا فرمادیں۔

از تناقضہائے دل پشتم شکست — برسرم جانا بیامی حال دست
زیردست توسرم رار احتے ست — دست تو شکر بخشی آیتے ست
سایۂ خویش از سر من برمدار — بے قرارم بے قرارم بے قرار
خوابہا بیزار شد از چشم من — درغمت اے رشک سرو ویاسمن
گرنیم لائق چہ باشد گردمے — نا سزائے رابہ پرسی درغمے
مرعدم راخود چہ استحقاق بود — کہ برو لطفت چنین درہا کشود
توبہ بے توفیقت اے نور بلند — نیست جز بر ریش توبہ ریشخند

اس خط کا جواب آنے کے بعد آنے کا اِرادہ ہے جو بہتر ہو اللہ تعالیٰ اُس کی توفیق عطاء فرمائیں۔ **تحقیق:** آمین بالخیر فقط۔

## حسن العلاج

(سلسلہ کے لئے دیکھو النور بابت ماہِ محرم ۱۳۴۱ھ)

**حال:** راستہ وغیرہ میں کہیں نگاہ بد کا موقع ملتا ہے تو اپنے دل سے یوں کہتا ہوں کہ اگر تو اپنے کو نگاہ بد سے بچالے تو تیری بہت بڑی کرامت یہی ہے بلکہ لاکھ کرامتیں اس پر قربان کردی جائیں تو سزاوار ہے اور عوارف کا یہ قول یاد آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے استقامت طلب کرتے ہیں اور ہم کرامت کے پیچھے پڑے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ بہت سہولت سے بچالیتا ہوں۔ ان خیالات کی تصحیح فرمائیں۔

**تحقیق:** بالکل صحیح ہے اللہ تعالیٰ علم وفہم میں زیادہ برکت فرمائے۔

**حال:** کل شب جمعہ کو بعد نمازِ تہجد مراقب لیٹا ہوا تھا کہ کچھ غنودگی طاری ہوئی

اسی حالت میں النوم والیقظہ میں مولانا............صاحب کی زیارت نصیب ہوئی مولانا سفید لباس پہنے ہوئے خوش خرم معلوم ہوتے تھے میں نے دریافت کیا کہ حضرت کس طرح گذری اور آپ کس حال میں ہیں (اس وقت میں خوب سمجھتا تھا کہ مولانا کا وصال ہو چکا ہے اور یہ جسم دوسرا ہے) فرمایا کہ.........تو خوب جانتا ہے کہ محبوب کا ذرا سا عتاب بھی بہت ہوتا ہے اور میرے اُوپر تو ذرا سی بات کا بھی بہت اثر ہوتا ہے اور تو سب طرح خیریت ہے مگر لڑکوں کی بابت سوال ہو رہا ہے (اس کے بعد مجھے ایک باعظمت صوت سے یہ الفاظ مسموع ہوئے) لڑکوں سے محبت کیوں کی تھی (میں غنودگی میں اس کو کلام الٰہی سمجھ رہا تھا اور عجیب کیفیت تھی پھر یہ الفاظ سنے) خیر اس کا بدلہ ہم دنیا ہی میں دے چکے تھے کہ آنکھیں جاتی رہی تھیں۔

اس کے بعد میں نے مولانا سے عرض کیا کہ اب تو راحت ہوگئی فرمایا ہاں اب راحت ہوگئی اور کھانے پینے کی چیزیں تو یہاں عجیب عجیب آتی ہے یہاں بہت راحت ہے پھر بطور نصیحت کے مجھ سے یہ الفاظ فرمائے کہ صوفی ہی بن کر نہ بیٹھ جانا کتابوں کی تقریر کیا کرو درس وتدریس خالی ذکر سے حق تعالیٰ کے یہاں افضل ہے۔ جو اذکار احادیث میں وارد ہوئے ہیں ان کا وِرد رکھو اور قلب کا خیال رکھو کہ غفلت نہ ہو انتہی۔ مولانا مرحوم نے جو اَذکار احادیث کے وِرد کو فرمایا ہے تو مولانا حصن حصین کے بہت پابند تھے شاید یہ اُسی طرف اشارہ ہو اگر اجازت ہو تو میں بھی اس کا وِرد کرلوں۔

**تحقیق:** رؤیا سراپا ہدایت ہے غض بصر کی تاکید ظاہر ہے اور اشاعۃ شرائع کا مہتم بالشان ہونا بھی۔ مگر بشرط عدم غفلت حصن حصین کا شغل بہت بہتر ہے اگر التزام ہو سکے دریغ نہ کریں۔

**حال:** ایک عرصہ دراز سے نظر بازی کے مرض میں مبتلا ہوں اگرچہ شکر ہے کہ نظر بازی کے ساتھ زنائے بصر وقلب سے تو محفوظ ہوں مگر یہ لپکا اور اس میں حظ ملنا مقدمہ اسی آفت کا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضور کے صدقہ سے اب اس مرض میں بمقابلہ

پہلے کے بہت زیادہ کمی آگئی ہے بجائے اس کے کہ پہلے ہر عورت کو حتیٰ کہ مواشی اور دیگر جانوروں کے مقامات مخصوص پر نظر ڈالنے کو بار بار تقاضا ہوتا تھا جس سے مجبور ہو کر بار بار نظر پڑتی تھی اب بفضلہٖ تعالیٰ پڑتی ہوئی نظر کو کوئی روکتا ہے اور فوراً نیچی نظر کر لیتا ہوں مگر اپنی بیوی اور ہیئت صحبت کا خیال اکثر پیش نظر رہتا ہے چونکہ یہ حلال اور منکوحہ کا خیال ہے اس لئے اس سے بچنے کی زیادہ کوشش نہیں کرتا ہوں نہ معلوم یہ مناسب ہے یا نہیں، دُعا فرمائی جائے کہ بجائے اس مشغولی کے ذکر و یادِ حق کی مشغولی نصیب ہو۔

**تحقیق**: عزیزم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا پرچہ حرفاً حرفاً پڑھا جواب عرض کرتا ہوں موجودہ حالت میں روزگار چھوڑنے سے اس سے زیادہ ظلمت کا اندیشہ ہے جو تشویش معاش سے پیش آتا ہے جس قدر ہو سکے کئے جایئے جو کوتاہی ہو استغفار کیجئے خواب نہایت مبارک ہے کیا بداعمالیوں کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں ہو سکتی خیالات سے کس کی نماز پاک ہوتی ہے حتی الامکان قلب کو حاضر رکھنا چاہئے اور جو فروگذاشت ہو جائے اُس پر استغفار کرنا چاہئے، مرض نظر کا علاج بجز ہمت اور استحضار عذاب کے کچھ نہیں ہے باقی منکوحہ کا خیال معصیت تو بالکل نہیں اور حد سے زائد ایسا ہی ہے جیسا بہت سا گھی کھانے سے معدہ خراب ہو جاتا ہے۔

**حال**: رات میں بی بی کے ساتھ ایک بچھونے پر رہنے سے اور خوش طبائع کلام کرنے سے شہوت کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے جتنی دیر تک بیدار رہتا ہوں اس کی طرف التفات رہتا ہے اتنے وقت خدائے تعالیٰ کی یاد دِل میں نہیں رہتی ہے آیا اس وجہ سے علیحدہ بچھونے پر سونے سے کوئی حرج ہو گا یا نہیں یا کس طرح رہنا چاہئے۔

**تحقیق**: بی بی سے ملاعبت کرنا منجملہ اُس کے حقوق کے ہے اور ادائے حقوق باطن کو مضر نہیں بلکہ اُس کی نورانیت میں معین ہے اور یہ التفات طبعی ہے یہ مانع نہیں التفات الی الحق کو البتہ اگر غیر اللہ کی طرف التفات عقلی ہو یعنی تعارض و تزاحم امرین مطلوبین کے وقت غیر اللہ کے اُمر مطلوب کو ترجیح دے اُمر مطلوب حق پر یہ بے

شک مذموم ومضر ہے پس محض اس تو ہم پر علیحدہ بستر مت سوؤ البتہ اعتدال ہر اُمر میں ضروری ہے جس سے کوئی مقصود دینی میں خلل نہ ہو۔

## حال یکے از منتہیان

ولائے اور کنی فانی غارق :: فی لجۃ الشہوات والعصیان :: حالت یہ ہے کہ پہلے تو غیر اللہ کی طرف میلان قلیل سے بھی نفرت اور غیرت آتی تھی کہ محبوب حقیقی کے ہوتے ہوئے غیر ہرگز قابل التفات نہیں اور اب ذرا ذرا سی چیز بھی اپنی طرف مائل کر لیتی ہے۔ حتیٰ کہ نظر شہوت وغیرہ سے بھی باک نہیں۔ بحمد اللہ تنبہ جلد ہو جاتا ہے اور توبہ واستغفار معاً کر لیتا ہوں مگر نہ معلوم قلب اب غیر اللہ کی طرف اس قدر جلد کیوں مائل ہو جاتا ہے۔

**تحقیق:** ابتداء میں شوق کا غلبہ ہوتا ہے اور انتہا میں اُنس کا، شوق میں مانعیت طبعیہ ہے اور اُنس میں مانعیت عقلیہ مگر امتحان کا موقع یہی ہے۔ پس میلان موجب غم نہیں اُس پر عمل البتہ موجب غم ہے اس میں تساہل موجب غیرت حق ہے۔ حدیث میں ہے واللہ یغاران یز نی عبدہ اوامتہ ۔ اورحدیث میں ہے والعینان تزنیان پس ہمت سے کام لینا چاہیے، ورنہ بدشود۔

**حال:** دوسری بات قابل عرض یہ ہے کہ احقر کو صدور معاصی سے محبت وتعلق مع اللہ کم نہیں ہوتا بلکہ اگر کبھی نفس میں کسی قدر حجاب آتا بھی ہے تو یہ خیال اُس حجاب کو رفع کر دیتا ہے کہ کیا اس تعلق کو اپنے افعال حسنہ کا ثمرہ سمجھتا ہے جو افعال قبیحہ سے اس میں کمی ہو جائے نہیں جو کچھ ہے بلاسعی کے محض موہوب ہے نہ کسی فعل صالح پر اُس کا ترتب موقف تھا نہ قلتِ عمل صالح سے اُس میں کمی ہونی چاہیے۔ اس کی بابت کیا ارشاد ہے۔ کہیں یہ حالت موجب جرأت علی المعاصی تو نہیں۔

**تحقیق:** یہ حالت بد ہے نیک نما۔ کلمۃ حق ارید بھا الباطل ہے۔ شیطان کا دھوکہ ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ محبت عبد مع الحق ظل ہے محبت حق مع العبد کی اور معصیت سے ثانی میں کمی ہوتی ہے للمنافاۃ بین الرضاء والسخط، پس اوّل میں بھی

کی لازم ہے اور جو چیز کم نہیں معلوم ہوتی ہے وہ حقیقت تعلق کی نہیں وہم اور خیال تعلق کا ہے پس یہ حالت سبب جرأت ضرور ہے۔ غرض معصیت کو علت سخت ضرور سمجھئے لیکن طاعت کو مؤثر فی الرضا نہ سمجھئے کیونکہ ہماری طاعت میں ایسا اثر نہیں ہے لیکن معصیت میں ضرور یہ اثر ہے۔ فلا تزل قدمک۔

## تدبیر مبدل شدن عشق مجازی بعشق حقیقی

**سوال:** اس احقر نے اپنے مرشد کی حیات ظاہری میں قریب پانچ سال کی ریاضت شاقہ کر کے کسی قدر دل کی صفائی حاصل کی تھی اور اُمید تھی کہ نقشہ حب الٰہی دل پر منقش ہو جائے گا مگر بقول شخصے

تہید ستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل　　کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی عمر نے وفا نہ کی سب بنا بنایا کھیل بگڑ گیا نفس اور شیطان جو انسان کے حقیقی دشمن ہیں اُن کا قابو چل گیا: قافلہ سالار آگے چل دیا قافلہ جنگل میں ٹھکراتا رہا، کچھ عرصہ تک تو ذوق وشوق رہا آخر کو اس میں کمی شروع ہوئی غرضیکہ اب حالت ناگفتہ بہ تک پہنچ گئی نہ کہتے بن پڑتی ہے نہ چھپانے سے کام چلتا ہے طبیب حاذق سے مرض چھپانا گویا کہ اپنی موت کا سامان کر لینا ہے چونکہ عرصہ سے احقر کا میلان خاطر حضور پُر نور کی طرف ہے اس لئے آپ سے زیادہ کوئی اپنا معالج نہیں سمجھ سکتا اور اللہ کی ذات سے اُمید ہے بہت جلد اصلاح اور درستی ہو جائے گی مفصل حالات تحریر کرنے کے واسطے تو ایک دفتر چاہئے مگر کسی قدر مجملاً حضور کی اطلاع کے واسطے تحریر کرتا ہوں۔ چھ ماہ کا عرصہ ہوا کہ ایک عورت جس کا چال چلن اچھا نہیں ہے خواہ مخواہ میری طرف رجوع ہو گئی اوّل تو اپنے ناز و انداز سے میرے دل کو لبھایا اور جب اپنے اُوپر اُس نے مجھ کو فریفتہ کر لیا تو خود بخود کشش کر بیٹھی پس اس کا کھنچنا میرے لئے قیامت کا آجانا ہو گیا عشق بازی کا مزہ درد فراق کی لذت ہجر کی کیفیت وصل کی طلب کا پورا پورا ذائقہ آ گیا۔ قصہ حضرت شیخ صنعاء رحمہ اللہ کا جو منطق الطیر

میں پڑھا تھا وہ ہو بہو مجھ پر صادق آ گیا جو جو کچھ نہ کرنا تھا کیا۔ مصرعہ ۔

کیا کیا نہ کیا عشق میں کیا کیا نہ کریں گے

درود و وظائف تو درکنار نماز تک چھوٹ گئی اس کے ہی نام کا وظیفہ اور باتیں وردِ زبان ہونے لگیں اور اُسی کے روئے کتابی کا مطالعہ کرنے لگا ۔

عشق کے مکتب میں آیا ہوں دبستان چھوڑ کر
اب پڑھا کرتا ہوں حسن و عشق قرآن چھوڑ کر

غرض کہ اس جنون کا اس وقت پورا شباب ہے اس کے وصل کی تدبیر میں ہوں مگر کبھی کبھی خیال آجاتا ہے افسوس کیا حال ہو گیا ۔

بتوں کو پوجتا ہوں اور پھر سیدھا مسلماں ہوں

اسی خیال میں تھا کہ آج حضور کو خط تحریر کیا اگرچہ بہت روز سے چاہتا تھا کہ آپ کو تحریر کروں مگر وقت نہیں آیا تھا۔

# حسن العلاج

(سلسلہ کے لئے دیکھو النور بابت ربیع الاوّل ۱۳۴۱ھ)

اب اس کا وقت آ گیا اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے اُمید ہے کہ اب اصلاح ہو جائے گی اس لئے عجز و انکسار کے ساتھ عرض ہے کہ اس احقر کو ورطۂ ہلاکت سے نکالئے اور للہ میرے واسطے دُعا فرمایئے آپ پر میرا حق ہے آپ مجھ کو اپنا غلام تصور کریں اور دُعا کریں یہ اَمر بھی قابل توجہ ہے کہ میری طبیعت بالکل پھر جائے اور برگشتہ ہو جائے پیشتر اس سے کہ وہ مجھ سے کشش کرے ورنہ میرے لئے قیامت ہو جائے گی گستاخی معاف فرمائیں ضروری اَمر تھا جس کی وجہ سے تحریر کیا گیا یہ سب اُمور لغویات میں سے ہیں۔ اصل اُصول عشق خداوندی ہے اللہ تعالیٰ اپنا عشق اور اپنے حبیب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُلفت عطا فرمائے: آمین۔

**جواب:** مشفقم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ (۱) اوّل: یہ سمجھ لینا چاہئے

کہ بدون ہمت کے آسان سے آسان کام بھی نہیں ہوتا دیکھئے امراض ظاہری میں علاج کے لئے دوائے تلخ و ناگوار پینا پڑتی ہے چونکہ صحت مطلوب ہوتی ہے اس لئے ہمت کر کے پی جاتے ہیں اور امراض باطنی میں تو زیادہ اس کی ضرورت ہوگی۔

جب یہ اَمر معلوم ہوا تو اَب اس کا علاج سنیئے اور ہمت کر کے بنام خدا اس کا استعمال کیجئے ان شاء اللہ تعالیٰ شفائے کامل حاصل ہوگی علاج اس کا مرکب ہے چند اجزاء سے اَوّل اُس مردار سے قطعاً تعلق ترک کر دیجئے یعنی اُس سے بولنا چالنا اُس کو دیکھنا بھالنا آنا جانا حتیٰ کہ دوسرا شخص بھی اگر اُس کا تذکرہ کرے قطعاً روک دیا جائے بلکہ قصداً بتکلف کسی بہانہ سے اُس کو خوب بُرا بھلا کہہ کر اُس سے خلاف و خصومت کر لی جائے اس طور پر کہ اُس کو ایسی نفرت ہو جائے کہ اصلاً اُس کو ادھر میلان و توقع رام ہونے کی باقی نہ رہے اور اُس سے ظاہراً اس قدر دُوری اختیار کی جائے کہ کبھی غلطی سے بھی اُس پر نظر نہ پڑے غرض اُس سے انقطاع کلی ہو جائے۔

(۲) دوم: ایک وقت خلوت کا مقرر کر کے غسل تازہ کر کے صاف کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر تنہائی میں روبقبلہ ہو کر اَوّل دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے روبرو خوب استغفار اور توبہ کی جائے اور اس بلا سے نجات بخشنے کی دُعا و اِلتجاء کی جائے پھر پانچ سو سے لے کر ایک ہزار مرتبہ "لا اِلٰہ الا اللہ" کا ذکر اس طرح کیا جائے کہ لا اِلٰہ کے ساتھ تصور کیا جائے کہ میں نے سب غیر اِلٰہ کو قلب سے نکال دیا اور الا اللہ کے ساتھ خیال کیا جائے کہ میں نے محبت الٰہی کو قلب میں جمالیا یہ ذکر ضرب کے ساتھ ہو۔

(۳) سوم: جس بزرگ سے زائد عقیدت ہو اُس کو اپنے قلب میں تصور کیا جائے کہ بیٹھے ہیں اور سب خرافات کو قلب سے نکال نکال کر پھینک رہے ہیں۔

(۴) چہارم: کوئی حدیث کی کتاب کا ترجمہ ہو یا ویسے ہی کوئی کتاب ہو جس میں دوزخ اور غضب الٰہی کا جو نافرمانوں پر ہوگا ذکر ہو مطالعہ کثرت سے کیا جائے۔

(۵) پنجم: ایک وقت معین کر کے خلوت میں یہ تصور باندھا جائے کہ میں

حق تعالیٰ کے روبرو میدان قیامت میں حساب کے لئے کھڑا ہوں اور حق تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اَے بے حیا تجھ کو شرم نہیں آتی کہ ہم کو چھوڑ کر ایک مردار کی طرف مائل ہوا کیا ہمارا تجھ پر یہی حق تھا کیا ہم نے تجھ کو اِسی لئے پیدا کیا تھا اَے بے حیا ہماری ہی دی ہوئی چیزوں کو آنکھ کو دل کو ہماری نافرمانی میں تو نے استعمال کیا کچھ شرم بھی آئی بڑی دیر تک اس مراقبہ میں غرق و مشغول رہنا چاہئے اور یہ میں اُوپر لکھ چکا ہوں کہ گو نفس کو تکلیف پہنچے مگر اس نسخہ کو ہمت کر کے نباہ کر کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ شافی مطلق ہے۔ والسلام فقط ۹ شعبان ۱۳۲۱ھ

## پند سودمند در عشق نفسانی

**سوال:** حضرت مخدومی و معظمی جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب تسلیم باعث تحریر آنکہ میں ایک بلاء میں مبتلا ہوں ایک دوست کی خفگی و ناراضی نے مجھے تباہ کر دیا۔ للہ میری دست گیری فرمائیے توجہ خاص کے ساتھ دُعا فرمائیے کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے اس بارے میں اگر کوئی وظیفہ و عمل مجرب مرحمت ہو تو عین بندہ نوازی ہے میرا تعلق اُس کے ساتھ اضطراری ہے اختیاری نہیں فسق و فجور کا وہاں خیال نہیں، محض میری اوقات گذاری کے لئے واسطہ وذریعہ ہے اگر یہی حال رہا تو خدا معلوم میرا کیا حال ہوگا اور میرے حال پر نظر فرمائیے اور جلد جواب سے سرفراز فرمائیے زیادہ والسلام

**جواب:** عنایت فرمائے بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ چونکہ آپ سے تعلق پیر بھائی ہونے کا ہے اس لئے گستاخانہ مگر خیر خواہانہ عرض ہے۔

عشق ہائے کزپئے رنگے بود ۔۔۔ عشق نبود عاقبت ننگے بود
عشق با مردہ نباشد پائیدار ۔۔۔ عشق را باحی و با قیوم دار
غرق عشق شو کہ غرق است اندریں ۔۔۔ عشق ہائے اوّلین و آخرین
عشق آں بگزیں کہ جملہ انبیاء ۔۔۔ یافتند از عشق او کار و کیا

طلب حق اور غیر پر نظر اللہ سے ڈریئے اور شرمائیے مانا کہ تعلق اضطراری ہے

لیکن نظر اور تخیل اور اکتساب تدابیر قرب یہ تو سب اختیاری اور شرعاً معصیت ہے، معصیت کے ساتھ قرب حق و رضائے حق کہاں اور اوقات گذاری سے مراد اگر لذت نظر و قرب ہے تو معصیت شریعت ہے اور اگر کفالت رزق و مصارف ہے تو خلق پر نظر معصیت طریقت و خلاف توکل ہے اور یہ جو فرمایا ہے کہ کیا حال ہوگا سو حال کیا ہوتا غایت سے غایت موت سو من عشق فعف و کتم فمات فھو شھید۔ آپ نے سنا ہوگا اور اگر حال فقر ہے تو

خدا گر بحکمت بہ بندد درے کشاید بفضل و کرم دیگرے

غرض توبہ کیجئے مجھ کو یہی تعویذ اور عمل آتا ہے گستاخی معاف فرمائیے۔

والسلام (۱۵؍ جمادی الاخری ۱۳۲۲ھ)

## طریق و شرائط ایصال عشق مجازی بہ عشق حقیقی

اگر ایسا اتفاق ہو کہ عشق مجازی میں بلا قصد مبتلا ہو جائے تو اوّل عفت و پارسائی اختیار کرے یعنی کوئی اَمر خلاف شرع اُس کے ساتھ نہ کرے حتیٰ کہ اُس کو قصداً نہ دیکھے نہ اُس سے باتیں کرے نہ اُس کی باتیں کرے نہ دل میں قصداً اُس کا خیال کرے کیونکہ مخالفت شرع عشق حقیقی کے منافی ہے اور منافی کے رہتے ہوئے کب اُمید ہے کہ عشق حقیقی حاصل ہو۔ (۲) دوسرے اُس سے ظاہراً دُوری اختیار کرلے اس طرح کہ اتفاقاً و مفاجاۃً بھی اس پر نظر نہ پڑے نہ اُس کی آواز کان میں پہنچے تا کہ اُس کے قلب میں سوز و گداز پیدا ہو اور اگر قصداً یا بغتۃً و اتفاقاً اُس سے متمتع رہا تو عمر بھر اُسی شغل میں رہے گا کبھی نوبت نہ آئے گی کہ ادھر سے مطلوب حقیقی کی طرف توجہ ہو۔ تیسرے یہ کہ خلوت و جلوت میں یہ سوچا کرے کہ اس شخص کا کمال یا حسن و جمال کہاں سے آیا اور کس نے عطاء کیا جب موصوف مجازی کی یہ دلربائی ہے تو موصوف حقیقی کی کیا شان ہوگی بقول شخصے

چہ باشد آں نگار خود کہ بندد ایں نگارہا

اس سے اس کا عشق مخلوق سے خالق کی طرف مائل ہو جائے گا یہی معنی ہیں اس

قول کے کہ شیخ کامل عشق مجازی کو ازالہ نہیں کرتا اِمالہ کر دیتا ہے جس طرح انجن گرم ہو مگر اُلٹا چلتا ہو تو قطع مسافت کرنے والے کو مناسب نہیں کہ اُس کو بجھائے بلکہ آگ تو روشن رکھنا چاہئے اور اس کی کُل پھیر کر سیدھا چلا دیا جائے اور بعض مشائخ نے جو بعض طالبین کو قصداً عشق مجازی پیدا کرنے کا مشورہ دیا ہے مراد اس سے عشق حلال ہے نہ حرام کیونکہ معصیت تو موصل الی اللہ ہو ہی نہیں ہو سکتی اور جو اس مشورہ سے غرض ہے وہ عشق حلال سے بھی حاصل ہے کیونکہ عشق میں گو وہ مجازی ہو یہ خاصیت ضرور ہے کہ اُس سے قلب میں سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے اور اُس میں باقی تعلقات قلب سے دفع ہو جاتے ہیں۔

# حسن العلاج

(سلسلہ کے لئے دیکھو النور بابت ماہِ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ)

اور خیال میں یکسوئی پیدا ہو جاتی ہے اب صرف ایک کام باقی رہ جاتا ہے کہ اس تعلق کو حق تعالیٰ کی طرف پھیر دیا جائے تو بہت آسانی سے قلب خالی ہو جاتا ہے جیسے گھر میں جھاڑو دے کر تمام خس و خاشاک ایک جگہ جمع کر لیتے ہیں پھر کسی ٹوکرے میں اُٹھا کر باہر ایک دَم سے پھینک دیتے ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ اگر ایک ایک تنکا گھر سے اُٹھا کر باہر پھینکا جائے مدت طویل صرف ہو اور پھر بھی اس قدر صفائی نہ ہو۔ غرض مقصود اصلی ترک تعلقات یا قلب میں رقت و سوز و گداز پیدا کرنا ہے اگر اور طریق سے حاصل ہو جائے تو بھی کافی ہے بعض نے اس طریق مجازی کو اختیار کر لیا مگر چونکہ اس زمانہ میں اس طریق کے اندر خطرہ شدید ہے کیونکہ نفوس میں شہوت پرستی و لذت جوئی زیادہ ہے اس لئے قصداً ایسے طریق کا بتلانا جائز نہیں ہاں اگر اتفاقاً مبتلا ہو جائے تو بطریق مذکور بالا اس کا امالہ عشق حقیقی کی طرف کر دینا چاہئے اور طریقوں کا بدل جانا زمانہ کے بدل جانے سے کوئی اَمر عجیب نہیں یہ طریقہ حضرت مرشد علیہ الرحمۃ کا ارشاد فرمایا ہوا ہے۔

## تنبیہ بر غلطی عجیب متعلق بعلاج شہوت

شہوت ناری براندن کم نشد     او بماندن کم شود بے ہیچ بُد
تا کہ ہیزم مے نہی بر آتشے     کے بمیرد آتش از ہیزم کشے
چونکہ ہیزم باز گیری نار مرد     زانکہ تقویٰ آب سوی نار بُرد

(ف) بعض کوتاہ نظر شہوت مذمومہ کا علاج یہ سمجھتے ہیں کہ اُس شہوت کو پورا کرلیا جائے تا کہ طبیعت خالی ہو جائے پھر توبہ کرلی جائے چنانچہ شیطان بھی دھوکہ دے کر بعض اطفال طریقت سے معصیت صادر کرادیتا ہے اس لئے مولانا اس کو دفع فرماتے ہیں کہ) یہ جو شہوت مثل نار کے یہ پورا کرنے سے کم نہیں ہوتی البتہ ساکن (اورضبط) کرنے سے ضرور کم ہو جاتی ہے۔ (اس کی ایسی مثال ہے کہ جب تک آگ پر لکڑیاں رکھتے رہو تو آگ اس ہیزم کش ( کی اس تدبیر) سے کب بجھے گی البتہ اگر لکڑیاں نکال لو تو فوراً بجھ جائے گی (اسی طرح اسباب قضائے شہوت سے اُس کو اور ہیجان ہوتا ہے اور تحرز سے قدرے تعب کے بعد جوش وخروش فرو ہو کر نسیا منسیا ہو جاتی ہے) کیونکہ تقویٰ (اور تحرز) اس نار (شہوت) کی طرف آب (حفظ و معیت الٰہی) کو لے جاتا ہے (اُس سے سکون ہو جاتا ہے جیسا قرآن مجید میں اِتقوا اللہ پر **یصلح لکم اعمالکم** کو مرتب فرمایا گیا ہے اور فرمایا ہے **ان اللہ مع المتقین** ) تنبیہ مولانا کا یہ علاج شہوت مذمومہ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ اُس سے بچنے کو تقویٰ سے تعبیر فرمانا اس کی دلیل ہے اور احقر نے کوتاہ نظروں کے بیان غلطی میں اس کی تصریح بھی کردی ہے اور شہوت مذمومہ میں شہوت حرام مطلقاً اور انہاک مباح میں دونوں داخل ہیں اب اس پر یہ شبہ نہیں ہوتا کہ حدیث میں وارد ہے کہ اگر کسی اجنبیہ کی طرف میلان ہو تو اپنی بی بی سے فراغت کرلے اس سے وہ خیال دفع ہو جاتا ہے کیونکہ یہاں شہوت مذمومہ کو شہوت مباحہ سے دفع کیا گیا ہے اور شہوت مذمومہ سے تو تحرز ہی رہا اور مباح میں بھی انہاک نہیں ہوا بلکہ محض دفع ضرورت منظور نظر رہی چنانچہ خود اُ ...

حدیث میں جملہ ان الذی معھا مثل الذی معھا مقصودیت دفع ضرورت کو بتلا رہا ہے فافہم واللہ اعلم گویا تحرز کا ایک طریق یہ بھی ہے۔

(ف) فرمایا کہ عورتوں کا عشق خواہ حرام ہو لیکن وجداناً اُس کی ظلمت میں پھر ایک قسم کی کمی ہوتی ہے بخلاف امردوں کے عشق کے کہ اس میں ظلمت شدید ہوتی ہے کیونکہ عورتیں گو نامحرم ہوں لیکن کسی حال میں کسی شخص کے لئے تو محل تمتع ہیں امرد تو کسی حال میں کسی شخص کے لئے محل تمتع فطرۃً ہیں ہی نہیں جیسے ایک تو تہہ خانہ کی تاریکی ہے کہ اس کی ظلمت ہے اور ایک تاریکی ہوتی ہے اندھیری رات کی جس کی ظلمت ذاتی ہے نورانیت کی صفت اُس کی ذات ہی میں نہیں تو گویا عشق زناں تو مشابہ تہہ خانہ کی تاریکی کے ہے اور عشق امردان مشابہ اندھیر رات کی تاریکی کے۔ گو دونوں حرام ہیں لیکن امردوں کا عشق حرام دَرحرام اور گو در گو کیونکہ حلت کا وہاں گذر ہی نہیں عورتیں فی نفسہ تو محل حلت ہیں گو عارض کی وجہ سے وہ حلت ثابت نہ ہو۔

عشق مجازی کے تذکرہ میں فرمایا کہ ایک بات میں بتلاتا ہوں جو مجھ ہی سے سنئے گا اس سے پہلے کبھی نہ سُنی ہوگی اور اوّل وہلہ میں سمجھ میں بھی نہ آئے گی لیکن سچی بات ہے تجربہ کرلیا جائے فی الحال تقلیداً مان لیجئے وہ بات یہ ہے اگر عاشق کی طبیعت بالکل خبیث نہ ہو تو متقی شخص کی طرف نفسانی میلان نہیں ہوسکتا کیونکہ تقویٰ کا قدرتی یہ اثر ہے کہ وہ وقایہ ہوتا ہے نفسانی میلان کا۔ خواہ تقویٰ کا دوسرے کو علم ہو یا نہ ہو عشق مجازی ہی کے تذکرہ میں فرمایا کہ یہ سخت ابتلاء کی چیز ہے اس سے بہت بچنا چاہئے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس معاملہ میں خود مجھ کو اپنا اعتبار نہیں اور چونکہ میں خود کوئی چیز نہیں اس لئے میری حیثیت سے یہ بے اعتباری کوئی ایسی اہم نہیں ہے لیکن جو شخص مجھ کو بڑا سمجھتا ہو اور مجھ سے عقیدت رکھتا ہو اس کے لئے یہ بہت بڑی عبرت کی بات ہے کہ جس کو ہم بڑا سمجھتے ہیں جب اس کی یہ حالت ہے تو ہمیں تو بہت ہی احتیاط رکھنا چاہئے۔

فرمایا کہ اگر کسی حسین صورت کو دیکھ کر بُرا خیال دل میں آنے لگے تو فوراً اُس

مجمع میں جو سب سے زیادہ بدصورت شخص ہو اُس کو بہت غور سے دیکھنے لگے اور اگر اس جگہ کوئی بدشکل نہ ہو تو پچھلے دیکھے ہوئے کسی بدشکل کو ذہن میں لائے ورنہ تخیلہ سے کوئی نہایت بھونڈی صورت تراش کر اُس کا مراقبہ کرنے لگے کیونکہ آخر قوت متخیلہ پھر اور کس وقت کام آئے گی کسی ایسے موٹے بھدے آدمی کا تصور کرے کہ جس کا پیٹ نکلا ہوا ہو ہونٹ موٹے موٹے ہوں ناک پچکی ہوئی ہو رینٹھ بہہ رہی ہو مکھیاں بھنک رہی ہوں غرض جہاں تک متخیلہ کام کر سکے ایک نہایت بدشکل شخص کی تصویر اختراع کر کے تصور میں لائے ایسا کرنے سے ان شاء اللہ فوراً وہ خیال بدجاتا رہے گا ایک صاحب کو تحریر فرمایا تھا کہ یہ تصور کیا کرو کہ مرکر اُس حسین کا کیا حال ہو جائے گا۔ بدن گل سڑ جائے گا پیٹ پھٹ جائے گا کیڑے پڑ جائیں گے، غرض عجب ہیئت ہو جائے گی اُس وقت اگر کوئی اس عاشق سے کہے کہ اُس کو گود میں لے کر پیار کرو تو وہاں سے ہزار نفریں کر کے لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھ کے بھاگ آئے۔

فرمایا کہ عشق مجازی عذاب ہے عذاب۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ پھر فرمایا کہ یہ اکثر کم ہمتی سے بڑھ جاتا ہے چونکہ اُس کے خیال میں اور برتاؤ میں لذت آتی ہے اس لئے اُس کو دفع نہیں کرتا۔ پھر بڑھ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ ملتے جلتے رہنے سے تو معمولی بات ہو جاتی ہے عشق مجازی میں اس سے بجائے کمی کے ترقی کیوں ہو جاتی ہے ۔فرمایا کہ ملنے میں تسلی سی رہتی ہے معمولی نہیں ہو جاتا۔ مفارقت کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ بڑھ گیا۔ کم نہیں ہوا۔ عرض کیا گیا کہ ایسا شخص اگر حق تعالیٰ کی طرف رجوع ہو گیا تو اَوروں سے بھی بڑھ جاتا ہوگا۔ فرمایا کہ بہت سے طرق ہیں یہ بھی ایک طریق ہے۔ اس محبت کو اگر حق کی طرف منصرف کر دے تو اس خاص کیفیت میں اَوروں سے بڑھا ہوا ہوتا ہے یہ نہیں کہ نفسِ حُب میں بھی اَوروں سے بڑھا ہوا ہو۔ یہ محض ایک لون ہے محبت کا۔ ممکن ہے کہ دوسرا لون اس سے اتم ہو یہ اکثر ضعیف القلب لوگوں کو ہو جاتا ہے۔

فرمایا کہ عشق صورت بھی ایک عذاب ہے عذاب خصوص عشق امارد۔ بڑا سخت

مرض ہے ایک بزرگ کہتے ہیں کہ جب کسی کو مردود کرنا منظور ہوتا ہے تو اُس کو عشق امارد میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ پس یہ عشق صورت گویا علامت ہے مردودیت کی۔ تصوف کا مسئلہ ہے کہ امردوں سے اختلاط نہ کرے اور عورتوں سے نرم باتیں نہ کرے حق تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے **لا تخضعن بالقول** اس سے تائید ظاہر ہے۔ پھر فرمایا کہ عشق مجازی ظاہر میں بھی تو ایک نہایت مصیبت اور کلفت کی چیز ہے برخلاف عشق حقیقی کے کہ اُس میں سراسر راحت اور اطمینان ہے اور اس میں جو کبھی کچھ ظاہری کلفت معلوم ہوتی ہے۔ اس میں بھی ایک نور رہتا ہے۔ پریشانی مطلق نہیں ہوتی۔

# حسن العلاج

(سلسلہ کے لئے دیکھو النور بابت ماہ جمادی الاوّل ۱۳۴۱ھ)

**سوال:** حالت یہ ہے کہ اگر کسی نامحرم یا امرد پر بلا قصد نظر پڑ جاتی ہے تو وساوس قلب پر غالب ہوتے ہیں اور معاصی سے جو نفرت ضروری ہے اس میں قلت ہو جاتی ہے جو کہ مضر دین ہے آپ دُعا فرمائیں۔

**جواب:** میں تو دُعا کروں اور تم ہمت نہ کرو شرم کرنا چاہئے۔

**سوال:** اور تعمیل کے لئے کچھ ارشاد فرمائیں۔

**جواب:** کیا یہ ارشاد فرما دوں کہ خوب گھورا کرو اور فلانی ترکیب کر لیا کرو تو نقصان نہ ہوگا۔ (تربیت السالک جلد ثالث، ص ۲۳۵)

**حال:** الحمدللہ ثم الحمدللہ بہ برکت توجہ حضرت اقدس از صفات ذمیمہ مثل بغض وحسد وغیبت طبع بالکل متنفر ست لیکن حب مال تا ہنوز مثل اولست و مرض چشم بازی نیز مستأصل نگشتہ برائے دور شدن ایں ہر دو مرض طالب دعا و دواست۔

**تحقیق:** نظر فعل اختیاری ست ہمت نمایند و حب مال بچہ معنی ست آیا میلاں یا اخلال بحقوق واجبہ۔ (تربیت السالک جلد ثالث ص ۲۷۴)

## ایک عالم صالح مدرس کا خط

**حال:** عرض آنکہ جو کچھ اس ناچیز کو لکھنا ہے نہ اُس میں کچھ ترتیب سمجھ میں آتی ہے اور نہ یہ ہی سمجھ میں آتا ہے کہ کون سی بات لکھنے کی ہے اور کون سی نہیں، بہت دیر سوچا گیا مگر مجبور ہو کر بے ترتیب ہی لکھتا ہوں۔ میرے اندر ایک بات یہ ہے کہ ذکر پر پابندی مجھ سے بس اُس زمانہ میں تو ہوتی ہے جبکہ میں مدرسہ ہی میں رہتا ہوں اور جب میں گھر میں سے یہاں لے آتا ہوں اور گھر میں رہنے لگتا ہوں تو دو چار روز کے بعد ذکر پر پابندی نہیں رہتی گھر رہ کر قاعدہ کے موافق ذکر نہیں ہوتا۔

**تحقیق:** یہ تو ٹھیک نہیں آخر ایسے اتفاقات بھی ہوتے ہیں اور کبھی اس سے مفر نہیں ہوتا تو یہ تو ہمیشہ کا روگ ٹھہرا اس کوتاہی کی مقاومت کرنا چاہئے اس طرح کہ ایسے وقت میں بھی ذکر کی پابندی ہو جائے آخر ذکر فعل اختیاری ہے پھر کیا وجہ کہ اختیار سے کام نہ لیا جائے اگر یہی کم ہمتی ہے تو کل کو نفس کہے گا کہ فلاں شہر میں جو مسجد ہے اُس میں نماز پڑھنے سے تو نماز کی پابندی ہوتی ہے۔

اور جہاں اب سکونت ہے یہاں کی مسجد میں مجھ سے پابندی نہیں ہوتی تو ہر وقت وہ مسجد کہاں سے آئے گی تو کیا اُس مسجد میں پہنچنے تک نماز نہ پڑھی جائے گی بلکہ بالقصد ایسا اہتمام کرنا چاہئے کہ اگر گھر کے علاوہ دوسری جگہ میسر ہو تب بھی گھر ہی میں ذکر کرنا چاہئے رائضین کا معمول ہے کہ گھوڑا جس چیز سے چمکتا ہو اُس سے دور کرنے کا اہتمام نہیں کرتے کہ ہمیشہ کی مصیبت ہے بلکہ اُسی چیز کے سامنے آنے اور دیکھنے کا خوگر کرتے ہیں یہاں تک کہ چمک نکل جاتی البتہ جس جگہ اُمر مانع ایسا ہو کہ اُس سے کبھی ملابست کی ضرورت نہ ہوگی وہاں اسلم یہی ہے کہ اُس مانع سے مباعدت اختیار کی جائے۔ خوب سمجھ لو۔

**حال:** قیام خانقاہ کے زمانہ میں حق تعالیٰ کی طرف سے ایسی توفیق ہوتی ہے کہ اپنے تمام کام اچھی طرح ہو جاتے ہیں اور جہاں خانقاہ سے باہر رہا بس بالکل قلب

ماہیت ہو جاتی ہے اس وجہ سے نہایت حیران ہوں۔

**تحقیق:** حیرت کا سبب حقائق اُمور کے نہ جاننے سے ہے میں نے اُوپر حقیقت واضح کر دی ہے اُس کو سرسری نہ سمجھیں۔

**حال:** اور اس پر ایک بڑی دقت یہ ہے کہ ہمت بھی کمزور ہے اور جسم بھی کمزور ہے۔

تحقیق: کیا ضعفاء کو دربار الٰہی میں رسائی کا کوئی طریق نہیں۔

حال:۔

دریا و کوہ درره و من خستہ وضعیف  اے خضر پے خجستہ مدد کن بہمتم

تحقیق: بڑی مدد یہی ہے کہ حقیقت پر مطلع کر کے صحیح تدبیر بتلادی وقد فعلت والحمد للہ

**حال:** اب گھر کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ والدہ صاحبہ اور چھوٹے بھائی بہن یہیں آجائیں گے میرا یہ خیال ہے کہ اگر یہ آ گئے تو میں خانقاہ ہی میں رہا کروں اگر نہ آئے تو پھر دوبارہ حضرت سے دریافت کروں گا۔

**تحقیق:** خواہ آئیں یا نہ آئیں میں تو قبل دریافت ہی میرے نزدیک جو اَمر صواب تھا بتلا چکا ہوں۔ یہ بھی تسویل نفسانی ہے کہ اُن کے آنے کا بہانہ نکالا ہے کام کرنے کا یہ طریق نہیں کام شروع کر دینا چاہئے کسی اَمر کا انتظار نہ کرنا چاہئے یہ نفس کی بندگی واسیری ہوئی اگر یہی مذاق رہا تو وہ حالت ہو جائے گی ۔

ہر شبے گویم کہ فردا ترک این سودا کنم  باز چون فردا شود امروز را فردا کنم

میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ بیش برین نیست کہ بعض حالات میں انتظام سے کام نہ ہوگا بلا سے بے انتظامی پھر بے کاری سے اچھی ہے ۔

دوست دارد دوست این آشفتگی  کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

یہ تو وہی مثل ہوگئی کھاؤں گا گھی سے نہیں جاؤں گا جی سے تو کیا یہ کوئی عقل کی بات ہے واللہ الہادی۔

**حال:** دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ خانقاہ سے باہر رہنے کے زمانہ میں ذکر پر پابندی

نہیں ہوتی اس وجہ سے حضرت کو حالت کی اطلاع کرنے کی ہمت نہیں ہوتی یہ خیال کرتا ہوں کہ اب پابندی کرلوں تو اطلاع کروں بس اسی میں رہ جاتا ہوں ایسے وقت کیا مناسب ہے؟

**تحقیق**: مناسب کیا واجب یہی ہے کہ اطلاع کی جائے دیکھو اس وقت اطلاع کی تھی جو تمہارے اُصول پر فعل عبث تھا مگر اُس کی بدولت کتنے علوم حقہ ظاہر ہوئے جن کو اگر رہنما بناؤ عمر بھر کا علاج ہے۔

**حال**: اب بھی یہ خیال تھا کہ خانقاہ میں رہنے کا انتظام ہو جائے تو لکھوں مگر ایک جدید پریشانی پیش آجانے کی وجہ سے طبیعت میں آمادگی پیدا ہوگئی پہلے تو اپنی اسی حالت پر پریشان رہتا تھا اب نئی پریشانی یہ پیش آگئی کہ ایک طالب علم سے محبت ہوگئی مجھ سے کوئی ڈیڑھ سال سے وہ پڑھتا ہے پہلے طبیعت پر ذرا بھی اثر نہ تھا مگر غالباً دو تین مہینہ سے مجھ کو پتہ چلا کہ محبت بھی ہوگئی ہے جب تک کہ شک رہا اُس وقت تک تو میں نے کوئی علاج نہیں کیا لیکن جب یقین ہوگیا تو میں نے اُس کو دوسری درس گاہ میں بٹھا دیا کہ سبق پڑھ کر وہاں چلا جایا کرے کچھ تو اس سے سکون ہوا مگر شفا نہ ہوئی بلکہ چند روز کے بعد جب محبت کا غلبہ ہوتا اتفاق سے وہ بیمار ہو جاتا اور مجھ کو چند روز تک اُس کو نہ دیکھنے سے سکون ہو جاتا مگر کچھ روزوں سے کسی طرح سکون نہیں ہوتا۔ اُس کو دیکھنے کا قلب میں زیادہ تقاضا تو بحمد اللہ نہیں اور میں قصداً اکثر اوقات میں نگاہ بچائے بھی رہتا ہوں مگر بے چین بہت ہے ہر وقت اُسی کا خیال رہتا ہے کتنی ہی کوشش کرتا ہوں مگر اُس کا خیال نہیں ٹلتا اگر بجز اس کے کہ اُس کے اسباق اپنے پاس سے الگ کروں اور کوئی تدبیر شفاء کی نہ ہو تو میں مہتمم صاحب سے درخواست کروں وہ صرف (نام اسباق) میں شریک ہے ایک گھنٹہ کے اسباق ہیں میں اس کی درخواست کروں کہ مدرسہ سے میرا ایک گھنٹہ کم کر دیا جائے اور اُس میں اور کسی سے ان اسباق کو پڑھوالیا جائے۔ ان اسباق کے پڑھانے میں میری یہ حالت ہوتی ہے کہ قلبی تقاضا یہ ہوتا ہے کہ زیادہ نفع جماعت میں اُس کو پہنچے اور اُس پر کسی حالت میں سختی کرنے کو بھی دل نہیں

چاہتا ہے لیکن ضرورت پڑتی ہے تو مجبور ہو کر سختی کرتا ہوں اور دل اندر سے بہت دُکھتا ہے اور یہ کیفیت ہوتی ہے کہ بعد میں اُسے تسلی دینے اور خوش کرنے پر مجبور ہوتا ہوں اب میرے لئے جو مناسب ہو اُس پر عمل کروں اس کے ساتھ ہی میں اُن اُمور کو بھی پیش کئے دیتا ہوں جو میرے خیال میں محبت کا سبب ہوئے۔

(۱) میں نے اُس کو قابل سمجھ کر اُس کے پڑھانے میں زیادہ کوشش اور کاوش کی۔

(۲) اپنے گھر میں کے ساتھ کچھ رنجشوں کی وجہ سے محبت کم ہو جانا میں پہلے اس کی محبت کو بُرا سمجھتا تھا اب معلوم ہوا کہ وہ میرے لئے وقایہ تھی اور فتن سے۔

(۳) ذکر کی پابندی نہ ہونا۔ (میری نظر میں اس وقت اور کوئی سبب نہیں ہے۔ حضرت مجھ کو اس مہلکہ سے نکالئے۔ فقط)

**تحقیق**: میں نے جو قاعدہ انتظام قیام خانقاہ برائے پابندی ذکر کے جواب میں لکھا ہے اُسی سے اس پریشانی کا بھی فیصلہ معلوم ہو گیا ہو گا ذرا غور کیا جائے گا تو سمجھ میں آجائے گا مگر بقدر ضرورت تصریح بھی کئے دیتا ہوں وہ یہ کہ پیشہ تو ٹھہرا تعلیم کا اور اُس میں سابقہ ٹھہرا ہمیشہ اطفال سے اور اطفال غیر متناعی بمعنے لا تقف عند حد سوا گر ایک کی یہ تدبیر کر لی تو قطع نظر دوسرے مفاسد کے جو اس تدبیر میں ہیں مثلاً اپنا اظہار خیال غیر مربی پر جس کی حدیث میں ممانعت آئی ہے کہ معاصی کے اظہار سے منع کیا گیا ہے اور مقدمات معاصی بھی ایسے احکام میں ملحق بالمعاصی ہیں کیونکہ دوسرے شخص کو مقدمات کے اعتراف سے فوراً ہی سوء ظن پیدا ہو جائے گا اور یہ بھی ایک حکمت ہے نہی عن اظہار المعصیت میں البتہ مربی و مصلح اس سے مستثنیٰ ہے۔ جیسا کشف عورۃ غیر طبیب کے سامنے حرام ہے اور طبیب کے سامنے جائز و قل من تنبہ لہٰذا التفصیل فی معنے الحدیث اور مثلاً ایقاع دوسرے کا اُسی فتنہ میں کیونکہ بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ایک شخص کسی کی محبت سے خالی الذہن ہے پھر کسی نے جب اپنی محبت کی اس کو اطلاع دی تو اُس کو بھی اب التفات ہو گیا اُس کے محاسن کی طرف اور اس التفات سے وہ بھی فتنہ

میں مبتلا ہوگیا تو یہ اظہار ہی سبب بنا دوسرے کے واقع فی الفتنہ کرنے کا والتسبب للمعصیة بدون الضرورة معصیة اور مثلاً محبوب کو رُسوا کرنا کہ خود اس کی بھی ممانعت آئی لحدیث من عشق فعف و کتم فمات فهو شهید گو حدیث متکلم فیہ بھی ہے لیکن دوسرے قواعد شرعیہ بھی اُس ممانعت کے لئے کافی ہیں کہ کسی کو رُسوا کرنا ظاہر ہے کہ جائز نہیں بہر حال اس میں اس قسم کے مفاسد ہیں مگر ان مفاسد سے قطع نظر بھی کر لی جائے تو ایک کے لئے تو یہ تدبیر کر لی اور اگر بلا اختیار بقیہ میں سے کسی دوسرے کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہو گیا کیونکہ قلب پر تو اختیار نہیں تو اُس کے لئے بھی کیا یہی تدبیر کرو گے اور اگر تیسرے کے ساتھ یہی قصہ ہوا تو کیا ہوگا تو کیا سارے متعلمین کو حذف کر دو گے پھر تعلیم کس کو دو گے ہاں ایسے شخص کو خود پیشۂ معلمی ہی کا ترک کرنا اگر ممکن ہو (بشرطیکہ اُس میں کوئی اور مصلحت ضروریہ فوت نہ ہو جس کا فیصلہ اپنے مصلح کے مشورہ سے ہوسکتا ہے) تو جیسا میں نے اُوپر لکھا ہے یہ سب سے اسلم ہے لیکن اسی سے ملابست رکھتے ہوئے تو یہ تدبیر عام نہیں ہوسکتی اس لئے اُسی قاعدۂ مذکورہ سے کام لینا چاہئے کہ پڑھاؤ اور معصیت سے بچو، مثلاً اپنی طرف سے بقصد التلذ اذ کلام کرنا ہاں عام خطاب سبق میں ہو مضر نہیں اسی طرح اُس کے سوال کا جواب بقدر ضرورت وہ بھی مضر نہیں اور مثلاً اُس کی طرف سے نظر کرنا باقی میلان و رجحان بلا اختیار اُس کی طرف ہو وہ معصیت نہیں بلکہ اُس کے اقتضاء پر عمل کرنے سے نفس کو روکنا مجاہدہ ہے اور اصلاحِ نفس میں معین اور نفس کی تمرین ۔

شہوت دنیا مثال گلخن ست  که از و حمام تقویٰ روشن ست

سو یہ اَمر غیر اختیاری مضر نہیں لیکن بعض اوقات مبتلا کی کم ہمتی سے یہ بھی مفضی الی المعصیت ہو جاتا ہے اور بعض اوقات گو مفضی الی المعصیت نہیں ہوتا مگر مفضی الی المرض الجسمانی ہو جاتا ہے اس لئے اس کا بھی تدارک کرنا اصلح ہے وہ تدارک یہ ہے کہ جب اُس کی طرف کیفیت رجحان کا غلبہ ہو فوراً یہ اَمر مستحضر کر لیا جائے کہ جب یہ شخص

مرے گا آب وتاب تو فوراً ہی سلب ہو جائے گی تو اس وقت کی آب وتاب محض عارضی وعاریتی وناپائیدار ہے اس قابل نہیں کہ اس کی طرف التفات کیا جائے پھر جب قبر میں رکھیں گے دو ہی چار روز میں تمام لاش پھٹ کر اُس میں کیڑے اور پیپ پڑ جائیں گے اور جب ایک حالت ہونے والی ہے تو اُس کا اعتبار اور اُس سے اثر لینا بھی ضروری ہے جیسا عاقل آدمی جب کسی جرم کا ارادہ کرتا ہے تو یہ سوچ کر کہ انجام اس کا جیل خانہ ہے اور گو وہ اس وقت نہیں مگر ابھی سے اُس کو کالواقع والحاضر سمجھ لیتا ہے اور اُس سے باز آتا ہے اس بناء پر اُس حالت کائنہ کو ابھی پیش نظر کرلے گویا اس کی لاش ابھی سڑ گئی گل گئی اس پر ابھی کیڑے پڑ گئے ہیں بس اس نقشہ کو اُس کے لئے ابھی سے تصور کر لیا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ چند ہی روز میں کشش وبے تابی دُور ہو جائے گی ، دوسری طرف ذکر میں تصور کرے کہ سب غیر اللہ دل سے نکل گیا ایسے مبتلا کے لئے ذکر کا جو طریقہ نافع ہے وہ تکشف ج ا ص ۱۷ میں لکھا ہے اُس پر عمل کیا جائے ان شاء اللہ تعالیٰ اس اَمر غیر اختیاری سے بھی نجات ہو جائے گی اور بی بی سے تعلق بڑھانا اس کا معین ہوگا، فعلیک بہ واللہ الموفق اور یہ اَمر بھی قابل تنبیہ ہے کہ اگر بالفرض اس اَمر غیر اختیاری سے نجات میں توقف ہو تو گھبرائیں نہیں کیونکہ یہ مقصود نہیں تبرعاً لکھ دیا اصل مقصود وہی معاصی سے بتفصیل بالا بچنا ہے جو کہ اختیار میں ہے گو توقف ترتب ثمرہ مذکورہ سے جسم کو یا نفس کو تکلیف ہو تو اُس تکلیف کو برداشت کرنا چاہئے۔

کین بلائے دوست تطہیر شماست

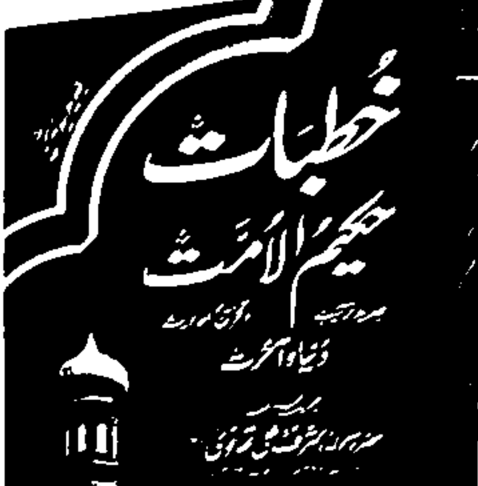
میں اپنے نزدیک بتوفیق الٰہی اس اُلجھی ہوئی حالت کو پورے طور پر سمجھا چکا اب قدر کرنا اور عمل کرنا طالب کا کام ہے۔ (تربیت السالک جلد رابع ص ۱۱۴)

الحمدللہ! ''مقالات حکیم الامت'' کی جلد 86 مکمل ہوئی۔

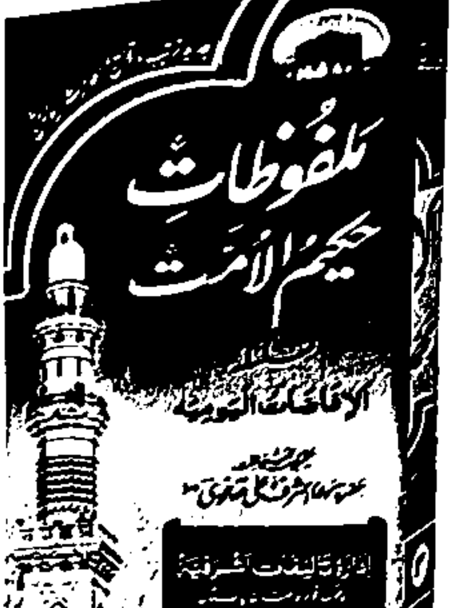
106 جلدیں ... ہزار صفحات

خطبات حکیم الامت 32 جلد ... ملفوظات حکیم الامت 32 جلد

کلید مثنوی 10 جلد ... مقالات حکیم الامت 32 جلد




حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے
تقریباً 350 الہامی خطبات 32 جلد
شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم
کی نگرانی میں جدید تخریج و تعلیق




حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے
تقریباً 16 ہزار ملفوظات کا مبارک مجموعہ
احادیث مبارکہ کی تخریج کے ساتھ 32 جلد




حضرت الشیخ جلال الدین رُومی رحمہ اللہ
کی معرکۃ الآراء الہامی کتاب مثنوی شریف
کی عظیم اُردو شرح 10 جلد۔

مذکورہ تینوں کتب کی جلدوں کی مجموعی تعداد 74 ہے اور یہ تینوں کتب مقالات حکیم الامت میں شامل ہیں




حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے نادر و نایاب قدیم و جدید
تقریباً 350 رسائل و کتب کی پہلی مرتبہ یکجا اشاعت

**(جلد 75 تا 106 تک) (32 جلد)**

یہ جدید مجموعہ اہل علم و فضل، ارباب مشائخ اور سلسلہ اشرفیہ سے
وابستگان حضرات کیلئے ایک بہترین علمی تحفہ ہے۔

نوٹ: مذکورہ مقالات حکیم الامت میں یہ کتب شامل نہیں ہیں

تفسیر بیان القرآن (2 جلد)... آسان بیان القرآن (2 جلد) از حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ
خلاصہ تفسیر بیان القرآن از مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ... مخطوطہ بیان القرآن... یعنی حکیم الامتؒ
کے دست مبارک سے لکھے ہوئے مسودہ کا عکس ...